# نصر الباری

شرح اردو

# صحیح البخاری

مولفہ

حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث مظاہر العلوم وقف سہارنپور

شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: چہارم | پارہ: ۳-۵ | باب: ۵۱۹-۸۴۷ | حدیث: ۷۷۵-۱۲۵۸

کتاب الاذان، کتاب الجمعة، ابواب صلٰوة الخوف، کتاب العیدین، ابواب الوتر، ابواب الاستسقاء، ابواب الکسوف، ابواب ماجاء فی سجود القرآن و سنتها، ابواب تقصیر الصلٰوة، کتاب التهجد، کتاب الجنائز

ناشر

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔ فون: 021-34935493

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

# نصر الباری

شرح اردو

# صحیح البخاری

مولفہ

حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث مظاہر العلوم وقف سہارنپور

شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جلد: چہارم — پارہ: ۳-۵ — باب: ۵۱۹-۸۴۷ — حدیث: ۷۷۵-۱۲۵۸

كتاب الاذان، كتاب الجمعة، ابواب صلوٰة الخوف، كتاب العيدين، ابواب الوتر، ابواب الاستسقاء، ابواب الكسوف، ابواب ماجاء فى سجود القرآن و سنتها، ابواب تقصير الصلوٰة، كتاب التهجد، كتاب الجنائز

ناشر مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔ فون: 021-34935493

نام ............ نصر الباری شرح صحیح البخاری ﴿جلد چہارم﴾

مؤلف ............ حضرت العلامہ مولانا محمد عثمان غنی دامت برکاتہم

ناشر ............ مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔


## ﴿انتباہ﴾




اسٹاکسٹ: **مکتبہ خلیلیہ**

دوکان ۱۹، سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ 0321-2098691

قدیمی کتب خانہ، کراچی
کتب خانہ اشرفیہ، اُردو بازار، کراچی
اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبۃ العلوم، بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ قاسمیہ، لاہور
مکتبہ حقانیہ، ملتان
مکتبۃ العارفی، فیصل آباد

دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی
کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، کراچی
مکتبہ ندوہ، اُردو بازار، کراچی
مکتبہ رحمانیہ، لاہور
مکتبہ حرمین، لاہور
ادارہ تالیفات، ملتان
مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

زم زم پبلشرز، اُردو بازار، کراچی
مکتبہ انعامیہ، اُردو بازار، کراچی
مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی
ادارہ اسلامیات، لاہور
المیزان، لاہور
مکتبہ امدادیہ، ملتان
مکتبہ عثمانیہ، راولپنڈی

﴿ہر دینی کتب خانہ پر دستیاب ہے﴾

# باب[519] فَضْلِ السُّجُودِ

۷۷۵ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قال اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ قال اَخْبَرَنِی سَعِيْدُ بنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءُ بنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَ هُمَا اَنَّ النَّاسَ قالوا يا رَسُولَ اللّٰه هَلْ نَرٰی رَبَّنَا يومَ القِيٰمَةِ قال هَلْ تُمَارُوْنَ فی القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهُ سَحَابٌ قالوا لا يا رسولَ اللّٰه قال فَهَلْ تُمَارُوْنَ فی الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحابٌ قالوا لا قال فاِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِك يُحْشَرُ النَّاسُ يومَ القِيٰمَةِ فيقولُ مَنْ كانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّتَّبِعُ الشَّمْسَ وَمِنْهُم مَن يَّتَّبِعُ الْقَمَرَ و مِنْهُمْ مَنْ يَّتَّبِعُ الطَّوَاغِيْتَ وَ تَبْقٰی هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فيقولُ اَنَا رَبُّكُم فيقولونَ هٰذا مَكَانُنَا حتی يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ فيقولُ اَنَا رَبُّكُمْ فيقولونَ اَنْتَ رَبُّنَا فَيَدْعُوهُمْ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَی جَهَنَّمَ فَاكُونُ اَوَّلَ مَن يَجُوزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يومَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يومَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفی جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رأيتم شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوا نَعَمْ قالَ فَاِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ اَنَّهُ لايَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُوبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَن يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُو حتی اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةَ مَن اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ اللّٰهُ المَلَائِكَةَ اَن يُخْرِجُوا مَن كانَ يَعْبُدُ اللّٰه فَيُخْرِجُونَهُمْ وَيَعْرِفُونَهُمْ بِآثَارِ السُّجُودِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ اَن تَاكُلَ اَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ فَكُلُّ ابنِ آدَمَ تَاكُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ قَدِامْتَحَشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِم مَاءُ الحَيٰوةِ فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الحِبَّةُ فی حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ القَضَاءِ بَيْنَ العِبَادِ وَيَبْقٰی رَجُلٌ بَيْنَ الجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهو آخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخولاً الجَنَّةَ مُقْبِلاً بِوَجْهِهٖ قِبَلَ النَّارِ فيقولُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِی عَنِ النَّارِ فَقَدْ قَشَبَنِی رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِی ذَكَاؤُهَا فيقولُ هَل عَسَيْتَ اِنْ فُعِلَ ذٰلِكَ بِكَ اَنْ تَسْاَلَ

غَيْرَ ذٰلِكَ فيقولُ لا وَعِزَّتِكَ فيُعْطِى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مَا يَشَاءُ مِن عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عنِ النارِ فإذَا أقبَلَ به عَلَى الجَنَّةِ رَاى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَن يَسْكُتَ ثُمَّ قَالَ يَارَبِّ قَدِّمْنِي عِندَ بابِ الجَنَّةِ فيقولُ اللّٰه لَهُ اَلَيْسَ قدْ اَعْطَيْتَ العُهُودَ وَالمِيْثَاقَ اَن لا تَسْئَلَ غيْرَ الذِى كُنْتَ سَالْتَ فيقولُ يَا رَبِّ لا اَكونُ اَشْقٰى خَلْقِكَ فيقولُ فَمَا عَسَيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِك اَن لا تَسْاَلَ غَيْرَهُ فيقولُ لا وَعِزَّتِكَ لا اَسْاَلُكَ غيْرَ ذٰلِك فيُعْطِى رَبَّهُ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ فَيُقَدِّمُهُ اِلَى بَابِ الجَنَّةِ فإذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَاشَاءَ اللّٰه اَن يَسْكُتَ فيقولُ يَارَبِّ اَدْخِلْنِي الجَنَّةَ فيقولُ اللّٰهُ عزَّ وَجلَّ وَيْحَكَ يَا ابنَ آدَمَ وَمَا اَغْدَرَكَ اَلَيْسَ قدْ اَعْطَيْتَ العَهْدَ وَالمِيْثَاقَ اَن لا تَسْأَلَ غَيْرَ الذِى اُعْطِيْتَ فيقول يَارَبِّ لا تجْعَلْنِي اَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَضْحَكُ اللّٰهُ مِنْهُ ثمَّ يَاذَنُ لَهُ فى دُخولِ الجَنَّةِ فيقولُ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى حتى اِذَا انْقَطَعَ اُمْنِيَّتُهُ قال اللّٰه عز وجلّ زِدْ مِن كَذَا وَكَذَا اَقْبَلَ يُذَكِّرُهُ رَبُّهُ حتى اِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قال اللّٰه لكَ ذٰلِك وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَقال اَبُوسَعِيْدٍ الخُدْرِيُّ لِاَبِى هُرَيْرَةَ اِنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال قال اللّٰه عزّ وجلّ لَكَ ذٰلِك وَعشرَةُ اَمْثَالِهِ قال اَبُوهُرَيْرَةَ لَمْ اَحْفَظْهُ مِن رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اِلا قولَهُ لَكَ ذٰلِك وَمِثْلُهُ مَعَهُ قال اَبُوسَعِيْدٍ اِنّى سَمِعْتُهُ يَقولُ ذٰلِك لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهِ ﴾

## باب سجدے کی فضیلت کا بیان

**ترجمہ حدیث** سعید بن میسب اور عطاء بن یزید لیثی کا بیان ہے کہ ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ''یارسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا کیا جب چودھویں رات کے چاند (دیکھنے) میں جب کہ اس کے اوپر بادل نہ ہو کچھ شک ہوتا ہے؟ ان لوگوں نے کہا نہیں یارسول اللہ، آپؐ نے فرمایا کیا سورج پر جب کہ بادل نہ ہو تو اس کے دیکھنے میں کچھ شک ہوتا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں، ارشاد فرمایا بس تم اسی طرح بلا شبہ اپنے پروردگار کو دیکھو گے، قیامت کے دن لوگ جمع کیے جائیں گے پھر پروردگار عالم فرمائے گا کہ جو (دنیا میں) جس کی پرستش کرتا تھا وہ اس کا اتباع کرلے (یعنی اس کے ساتھ ہو جائے) چنانچہ کچھ لوگ سورج کے ساتھ ہو جائیں گے اور کچھ لوگ چاند کا

اتباع کریں گے اور کچھ لوگ بتوں کا اتباع کریں گے، اور اس امت کے لوگ باقی رہ جائیں گے جس میں اس امت کے منافقین بھی ہونگے پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس (ایک غیر معروف صورت میں) آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو یہ لوگ عرض کریں گے کہ ہم اسی جگہ رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آئے جب ہمارا پروردگار ہمارے پاس آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ عزوجل (معروف صورت میں) ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا پروردگار ہوں تو یہ لوگ کہیں گے (بیشک) تو ہمارا پروردگار ہے پھر اللہ تعالیٰ ان کو بلائے گا اور پل صراط کو جہنم کے بالکل بیچ میں قائم کردیا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمام رسولوں میں پہلا رسول میں ہوں گا جو اپنی امت کے ساتھ اس پل صراط سے پار ہوگا اور اس دن سوائے پیغمبروں کے کوئی بول نہیں سکے گا اور پیغمبر علیہم السلام بھی اس دن صرف اللھم سلِّم سلِّم کہیں گے (اے اللہ نجات عطا فرما نجات عطا فرما) اور جہنم میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہونگے کیا تم لوگوں نے سعدان درخت کے کانٹوں کو دیکھا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں دیکھا ہے آپ نے فرمایا وہ آنکڑے سعدان کے کانٹوں کے مشابہ ہونگے مگر وہ اتنے بڑے ہونگے کہ ان کی بڑائی کی مقدار سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا وہ آنکڑے لوگوں کو ان کے اعمال کے موافق اچک لینگے پھر ان میں سے کچھ اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاک کردیئے جائینگے اور کچھ لوگ وہ ہونگے جو ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائینگے پھر نجات پائینگے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اہل دوزخ میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ مہربانی کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کی عبادت کرتا تھا اس کو نکال لو چنانچہ فرشتے ایسے (موحد) لوگوں کو نکال لینگے اور وہ انہیں سجدوں کے نشانوں سے پہچان لینگے اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کردیا ہے کہ وہ سجدے کے نشان کو کھائے چنانچہ وہ فرشتے ان لوگوں کو نکال لائینگے چنانچہ سجدوں کے نشان کے علاوہ ابن آدم کے تمام حصۂ جسم کو آگ کھاجائے گی پھر یہ لوگ جہنم سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ جل کر کوئلہ ہوگئے ہونگے پھر ان پر آب حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس طرح تیزی سے اُگیں گے جیسے دانہ سیلاب کے کیچڑ میں اگتا ہے پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلے سے فارغ ہوجائیگا اور ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائے گا اور وہ اہل دوزخ میں سے جنت میں جانے والا آخری انسان ہوگا اس کا چہرہ جہنم کی طرف ہوگا وہ عرض کرے گا اے پروردگار میرا چہرہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کیونکہ اس کی بدبو نے مجھے زہر آلود کردیا ہے اور اس کے شعلہ نے مجھے جلادیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر تیری یہ بات پوری کردی جائے تو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ تو اس کے علاوہ اور سوال کرے؟ وہ عرض کرے گا تیری عزت کی قسم ایسا نہ ہوگا چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ سے اتنا عہد و پیمان کریگا جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کے منہ کو جہنم سے پھیر دے گا پھر جب وہ جنت کی طرف منہ کرلے گا تو اس کی تروتازگی دیکھے گا تو جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے وہ خاموش رہیگا پھر عرض کریگا اے پروردگار

مجھ کو جنت کے دروازے کے پاس پہنچادے (وہاں پڑا رہونگا) تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا، کیا تو نے یہ عہد و پیان نہیں کیا تھا کہ اس ایک سوال کے علاوہ تو کوئی سوال نہیں کریگا؟ وہ عرض کریگا کہ اُے پروردگار (تیرے فضل و کرم سے یہ آرزو ہے کہ) میں تیری مخلوق (یعنی مسلمانوں) میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ رہوں پھر اللہ تعالیٰ کہے گا کہ اگر تجھے یہ بھی عطا کردیا جائے تو کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ تو اس کے علاوہ اور سوال کرے؟ تو وہ عرض کریگا ''تیری بزرگی کی قسم ایسا نہ ہوگا'' پھر وہ اللہ تعالیٰ سے عہد و پیان کریگا جتنا چاہیگا پھر اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے پر پہنچادیگا تو جب جنت کے دروازے تک پہونچ جائیگا اور اس کی رونق و زینت کو اور اس کی تر و تازگی اور سرور جو اس میں ہے دیکھے گا تو جب تک اللہ چاہیگا خاموش رہیگا پھر عرض کریگا اُے پروردگار مجھے جنت میں داخل کردے تو اللہ عز و جل فرمائے گا اُے ابن آدم تجھ پر بڑا افسوس ہے تو کتنا بڑا عہد شکن ہے کیا تو نے یہ عہد و پیان نہیں کیا تھا کہ جو چیز تجھ کو دے دی گئی ہے اس کے علاوہ کوئی اور درخواست نہیں کریگا وہ عرض کریگا اُے پروردگار مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ بنا پھر اللہ تعالیٰ اس کی بات سن کر ہنس دے گا پھر اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دیگا اور فرمائے گا تمنا کر (یعنی جہاں تک تجھ سے ہوسکے طلب کر) چنانچہ وہ تمنائیں پیش کریگا یہاں تک کہ جب اس کی تمنائیں ختم ہوجائیں گی تو اللہ عز و جل فرمائے گا ایسی اور ایسی تمناؤں کا اور اضافہ کرلے اس کو اس کا پروردگار یاد دلائیگا یہاں تک کہ جب تمام تمنائیں ختم ہوجائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے یہ ہے اور اس کے برابر اور (یعنی یہ سب تمہیں دی گئیں اور اسی کے مثل اور بھی)۔ حضرت ابو سعید خدریؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تجھ کو یہ سب دیا گیا اور اس کے ساتھ اس سے دس گنا دیا گیا، حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد نہیں ہے مجھے تو صرف یہی یاد ہے کہ تجھے یہ سب دیا گیا اور اس کے ساتھ اس کے مثل دیا گیا حضرت ابو سعیدؓ نے فرمایا کہ میں نے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ تمہیں یہ سب دیا گیا اور اس سے دس گنا مزید دیا گیا واللہ اعلم۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "حرم الله على النار ان تاكل اثر السجود"

**تعدد موضعہ** والحديث ههنا ص ۱۱۱ تا ص ۱۱۲ و ص ۹۷۲ تا ص ۹۷۳ و ص ۱۱۰۶ تا ص ۱۱۰۷، ایضاً ص ۱۱۰۷ و مسلم کتاب الایمان ص ۱۰۰ تا ص ۱۰۱۔

**مقصد** مقصد واضح ہے چونکہ سجدہ ایک مستقل رکن و عبادت ہے مثلاً سجدہ تلاوت و شکر مستقل عبادت ہیں اسلئے امام بخاریؒ نے ایک مستقل باب قائم کرکے مفصل حدیث لاکر سجدہ کی فضیلت بیان فرمائی۔

حدیث الباب سے سجدہ کی فضیلت پوری طرح سے ثابت ہے کیونکہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جہنم انسانی جسم کے تمام حصوں کو کھائے گی، جلائیگی مگر اعضاء سجود محفوظ رہیں گے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سجدے کی بڑی فضیلت ہے پھر سجدے ہی کی نشانی سے فرشتے اہل ایمان کو پہچانیں گے اور جہنم سے نکالیں گے۔

**حل لغات:** هل نری ربنا هل نری بمعنی هل نبصر ہے کیونکہ اگر علم کے معنی میں ہوتا تو ایک اور مفعول ضروری ہوتا نیز یوم القیامۃ کی قید کا کوئی فائدہ نہ ہوتا (عمدہ)

هل تُمارُون بضم التاء و الراء من المماراة من باب المفاعلة (عمدہ) بمعنی مجادلہ، مُباحثہ اس کا مادہ مری ہے بمعنی شک اب مماراۃ کے معنی ہونگے مشکوک بات پر بحث کرنا جس امر میں شک ہو اس میں جھگڑا کرنا۔ هل تمارون في القمر کیا تم کو چاند کے دیکھنے میں کوئی شک رہتا ہے؟ کیا تم چاند اور سورج کے دیکھنے میں ایک دوسرے سے جھگڑتے ہو کہ بھائی ہم کو بھی دیکھنے دو۔ یہاں مِریہ بمعنی شک سے ماخوذ ہے **وفی القرآن فلا تکُ فی مِریة منه** (ہود آیت ۱۷) اصیلی کی روایت میں تَمارون بفتح التاء ہے اس صورت میں باب تفاعل سے ہوگا ایک تاء تخفیفاً حذف کردی گئی جیسے نارا تلظی میں۔ اصل میں تتمارون تھا مصدر تماری ہے۔

طواغیت یہ طاغوت کی جمع ہے طاغوت کے معنی ہیں ہر وہ چیز جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت و پرستش کی جائے خواہ کاہن ہو یا ساحر، شجر ہو یا حجر یہاں مراد بُت ہے لفظ طاغوت مذکر، مؤنث واحد جمع سب میں ایک ہی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔

کلالیب جمع ہے کَلُّوب کی بفتح الکاف و ضم اللام المشدّدة بمعنی آنکڑے، لوہے کی سلاخ جس کا سر مڑا ہوا ہو بنسی کی طرح۔

سعدان بفتح السین و اسکان العین، خاردار پودہ، کانٹے دار گھاس جو نجد کے علاقہ میں ہوتی ہے یہ اونٹ کی مرغوب غذا ہے۔ تَخطف الناس ازباب سمع خَطف مصدر اچک لینا، کسی چیز کو جھپٹا مار کر لے لینا وفی التنزیل العظیم، یَخطَفُ ابصارهم (بقرہ آیت ۲۰) نیز باب ضرب سے بھی اسی معنی میں آتا ہے۔

منهم من یخردل بعض وہ لوگ ہونگے جو ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں گے۔ خردل اللحم چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹنا۔ مطلب یہ ہے کہ پل صراط کے آنکڑے جہنم میں چلتے رہیں گے اور کچھ لوگوں کے اعمال بد کی وجہ سے ان کو اچک لینگے اور ٹکڑے کرکے جہنم میں گرادینگے۔

امتحشوا معناہ احترقوا مادّہ محش ہے معنی ہے آگ سے کھال کا اس طرح جل جانا کہ ہڈی دکھائی دے، جل کر کالا سیاہ ہو جانا۔

**تشریح** امام بخاری نے اجزائے صلوٰۃ میں صرف سجود کے فضل کا باب باندھا ہے اور اجزا کا مثلاً رکوع، قیام، قراءت جلسہ بین السجدتین کے فضل کا باب نہیں باندھا؟

اسکی دو وجہیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ سجدہ خارج صلوٰۃ بھی مشروع ہے سجدۂ تلاوت تو بالاتفاق اور سجدہ شکر باختلاف۔ بخلاف رکوع و قیام وغیرہ کے، لہٰذا سجدہ کو ایک مزیۃ اوروں پر حاصل ہے لہٰذا "باب فضل السجود" باندھا۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تم یہ جان چکے ہو کہ امام بخاریؒ ان روایات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں جو ان کی شرط کے موافق نہ ہوں اور اس کی تردید کرتے ہیں یا تائید، یہاں حضرت امام بخاریؒ نے ابوداؤد شریف کی ایک روایت کی طرف اشارہ فرمایا اور اس کی تائید فرمائی ہے اور وہ روایت یہ ہے۔

**"اقرب ما یکون العبد من ربه وهو ساجد فاکثروا الدعا"** (ابوداؤد ص ۱۲۷)

اور یہی وہ روایت ہے جو عوام کی اس بات کا ماخذ ہے کہ سجدہ میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ (تقریر بخاری ج ۳، ص ۴۴۳)

**هل نری ربنا الخ** کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ یہی اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔ **خلافا للمعتزلة والخوارج** یہ اہل بدعت دلیل پیش کرتے ہیں **لا تدرکه الابصار وهو یدرك الابصار** اور ارشاد ربانی **لن ترانی ولکن انظر الی الجبل**

نیز عقلی دلیل پیش کرتے ہیں کہ رویت کے لئے ضروری ہے کہ رائی اور مرئی کا تقابل ہو تو اللہ تعالیٰ کا مرئی اور مجسم ہونا لازم آئیگا یعنی رویت باری کے جواز کی صورت میں حق تعالیٰ کی ذات مرئی ہوگی جو رائی (ناظر) کے جہت مقابلہ کی وجہ سے جسمانیت کو مستلزم ہے اور ذات حق تعالیٰ جسمانیت و جسمیت سے منزہ ہے۔

**جواب :** آیت کریمہ میں ادراک یعنی احاطہ کی نفی ہے اہل سنت بھی احاطہ کے مثبت و قائل نہیں ہیں اس سے نفس رویت کی نفی لازم نہیں آتی۔

دلیل عقلی کے سلسلے میں یہ جواب کافی وشافی ہے کہ یہ استدلال عقلی نہیں بے عقلی ہے کہ حاضر کا قانون غائب پر، آئین سفلیات کو علویات پر، عالم دنیا کے اصول کو عالم آخرت پر جاری کرنا کون سی علم ودانش ہے۔

ع بریں عقل ودانش بباید گریست

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد ☆ جو چاہے آپ کی طبع کرشمہ ساز کرے

**رویت باری تعالیٰ** اس مسئلہ میں تمام صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین و محدثین سب کا اتفاق ہے کہ آخرت میں اہل جنت مؤمنین باری تعالیٰ کی زیارت و دیدار سے مشرف ہونگے چونکہ یہ مسئلہ

آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے ثابت ہے ارشاد الٰہی ہے وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظره (قیامہ) کچھ چہرے اس دن تر وتازہ ہونگے جو اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہونگے، اس آیت مبارکہ میں تصریح ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ البتہ مشرکین و کفار دیدار الٰہی سے محروم رہیں گے کما فی القرآن الحکیم، کلّا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون، مشرکین و کفار اس روز (یعنی بروز قیامت) اپنے رب کی زیارت سے روک دیئے جائینگے۔ اور ایک حدیث میں ہے واعلموا انكم لن تروا ربكم حتى تموتوا (فتح ج ۸ ص ۴۹۳) اس میں تقریباً تصریح ہے کہ مرنے کے بعد یعنی آخرت میں رب کا دیدار ہوگا۔ (نصر المنعم ص ۲۱۱)

## باب ۵۲۰ يُبْدِى ضَبْعَيْهِ وَ يُجَافِى فى السُّجودِ

۷۷۶ حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنِي بَكْرُ بنُ مُضَرَ عن جَعْفَرِ بنِ رَبِيْعَةَ عن ابنِ هُرْمُزَ عن عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مالِكٍ اِبنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النبيَّ صلّى الله عليه وسلم كانَ اِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حتىٰ يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبِطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بنُ رَبِيْعَةَ نَحْوَهُ

باب، سجدے میں (نمازی) اپنے بازوؤں کو ظاہر کرے اور پہلوؤں کو (بازوؤں سے) الگ رکھے

اس باب اور تحت الباب حدیث کے لئے نصر الباری کا باب ۲۶۷، اور حدیث ۳۸۲ ملاحظہ فرمائیے۔

بس اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ اس باب کا اصل محل یہی ہے بخاری ص ۵۶ پر اس باب کا ذکر شاید کاتب کی غلطی ہے واللہ اعلم۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ حکم مردوں کے لئے ہے تفصیل کے لئے حدیث نمبر ۳۸۲ دیکھئے۔

## باب ۵۲۱ يَسْتَقْبِلُ بِاَطْرَافِ رِجْلَيْهِ القِبْلَةَ قَالَهُ اَبُو حُمَيْدٍ عَنِ النبيِّ ﷺ

باب، سجدے کی حالت میں اپنے پیروں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف رکھے، اس کو حضرت ابو حمید ساعدیؓ (یعنی عبد الرحمٰن بن عمرو بن سعدؓ) نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

**تشریح** یہ باب بھی بخاری ص ۵۶ میں گذر چکا ہے۔

قال ابو حميدؓ الخ اس روایت کو امام بخاریؒ ص ۱۱۴ پر باب سنة الجلوس فى التشهد میں موصولاً ذکر کریں گے۔

اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ سجدہ کرنے والا اپنے پیروں کو سیدھا رکھے تاکہ آسانی سے انگلیوں کو موڑ کر قبلہ رخ کر سکے۔

## ﴿ باب۵۲۲ اِذَا لَمْ يُتِمَّ سُجُودَهٗ ﴾

۷۷۷﴿ حَدَّثَنَا الصَّلتُ بنُ مُحَمَّدٍ قال حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عن وَاصِلٍ عن اَبِي وَائِلٍ عن حُذَيْفَةَ اَنَّهٗ رَاى رَجُلًا لا يُتِمُّ رُكوعَهٗ وَلا سُجودَهٗ فلمّا قضٰى صَلوتَهٗ قال لَهٗ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ وَاَحْسِبُهٗ قالَ لَومُتَّ مُتَّ علٰى غَيرِ سُنَّةِ محمَّدٍ صلّى اللّٰه عليه وسلم﴾

باب، جب (نمازی) سجدہ پوری طرح نہ کرے؟ (یعنی اتمام نہ کرنے پر کیا نقصان ہے؟)

**ترجمہ حدیث** حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہ اپنا رکوع پوری طرح ادا کرتا ہے اور نہ اپنا سجدہ، پھر جب وہ نماز پوری کر چکا تو حضرت حذیفہؓ نے اس سے فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی (یعنی تیری نماز واجب الاعادہ ہے) ابو وائلؒ کہتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ اگر تو (اس حالت میں) مرا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہ مرے گا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "لا يتم ركوعه ولا سجوده"

**تعدد موضعہ** والحديث ههنا ص۱۱۲ و ص۵۶ و ۱۰۹۔

یہ روایت بخاری ص ۵۶ میں گذر چکی ہے باقی تشریحات کیلئے نصر الباری حدیث ۳۸۱ باب ۲۶۶ ملاحظہ فرمایئے۔

## ﴿ باب۵۲۳ السُّجودِ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ ﴾

۷۷۸ ﴿ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قال حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عن عَمْرِو بنِ دِيْنَارٍ عن طَاوٗسٍ عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قال اُمِرَ النبيُّ صلّى اللّٰه عليه وسلم اَنْ يَّسْجُدَ علٰى سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ وَلا يَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوبًا الجَبْهَةِ وَاليَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ ﴾

باب، سات ہڈیوں (سات اعضا) پر سجدہ کرنے کا بیان

**ترجمہ حدیث** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا کہ سات اعضاء پر سجدہ کریں اور یہ کہ بال اور کپڑے کو سمیٹا نہ کریں۔

وہ سات اعضاء یہ ہیں: پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پیر۔ (یدین سے مراد کفین ہے)

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "أمر النبی صلی الله عليه وسلم ان يسجد علی سبعة اعضاء" لان المراد من الاعظم الاعضاء.

نیز آنے والی روایات میں متن حدیث کے الفاظ بھی علی سبعة اعظم ہیں۔

**تعدد موضعه** والحديث ههنا ص۱۱۲، ایضاً ص۱۱۲ و ص۱۱۳، ایضاً ص۱۱۳، ومسلم اول ص۱۹۳، وابوداؤد ص۱۲۹، فی باب اعضاء السجود. وترمذی اول ص۳۷، ابن ماجہ ص۶۳ فی باب السجود، والنسائی ایضاً فی الصلوٰة.

۷۷۹ ﴿حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ اِبْرَاهِيمَ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَمْرٍو عن طاوٗسٍ عَنِ ابنِ عبّاسٍ عَنِ النبيِّ صلی اللّٰه عليه وسلم قال اُمِرْنا اَنْ نَسْجُدَ علیٰ سَبْعَةِ اَعْظُمٍ وَلا نَكُفَّ شَعرًا وَ لا ثَوْبًا﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم سات ہڈیوں پر سجدہ کریں اور یہ کہ نہ بال سمیٹیں نہ کپڑے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "أمرنا ان نسجد علی سبعة اعظم"

**تعدد موضعه** والحديث ههنا ص۱۱۲ ومر ص۱۱۲ ویاتی ص۱۱۳ وص۱۱۳ ومسلم اول ص۱۹۳، ابوداؤد ص۱۲۹، ترمذی ص۳۷، ج:۱، ابن ماجہ ص۶۳ والنسائی ایضاً فی الصلوٰة.

۷۸۰ ﴿حَدَّثَنَا آدَمُ قال حَدَّثَنَا اِسْرَائِيلُ عن اَبِی اِسْحٰقَ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ يَزِيْدَ قال حَدَّثَنَا البَرَاءُ بنُ عازِبٍ وَهُوَ غيرُ كَذُوبٍ قال كُنَّا نُصَلِّی خَلْفَ النبيِّ صلی اللّٰه عليه وسلم فاِذا قال سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ يَحْنِ اَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهٗ حتی يَضَعَ النبيُّ صلی اللّٰه عليه وسلم جَبْهَتَهٗ عَلَی الْاَرْضِ﴾

**ترجمہ** حضرت براء بن عازبؓ نے بیان کیا اور وہ جھوٹے نہیں تھے انھوں نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب آپؐ سمع الله لمن حمده کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی (سجدہ میں جانے کیلئے) اپنی پیٹھ کو نہ جھکاتا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی کو زمین پر رکھ دیتے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "حتی يضع النبی صلی الله عليه وسلم جبهته علی الارض".

کیونکہ وضع الجبہہ سب سے آخر میں ہوگا، تو جب پیشانی زمین پر آگئی تو بقیہ اعضاء بطریق اولیٰ آگئے بالخصوص گھٹنوں اور قدموں کو زمین پر رکھے بغیر وضع الجبہہ علی الارض کیسے ممکن ہوگا۔

**تعدد موضعہ** والحدیث ھٰھنا ص ۱۱۲ ومرّ الحدیث ص ۹۶، وص ۱۰۳ باقی کیلئے نصر الباری کی حدیث ۶۶۳، باب ۴۴۲ ملاحظہ فرمایئے۔

**مقصد ترجمہ** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ سجدہ کا تعلق سات اعضاء سے ہے، ان اعضاء سبعہ پر سجدہ کیے بغیر سجدہ ادا نہیں ہوگا، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

احتج به احمد واسحٰق علی انه لا یجزیه من ترك السجود علی شيء من الاعضاء السبعة وهو الاصح من قولی الشافعي فیما رجحه المتاخرون و كان البخاری مال الیٰ هذا القول. (عمدہ ج ۶ ص ۹۰، پاکستانی)

**مذاہب ائمہ** ۱۔ امام شافعیؒ فی المشہور و احمدؒ کے نزدیک اعضاء سبعہ پر سجدہ فرض ہے۔ جیسا کہ علامہ عینیؒ کے قول مذکور سے معلوم ہوا، نیز علامہ نووی شافعیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ کا راجح اور صحیح قول یہی ہے کہ ان تمام اعضاء سبعہ پر سجدہ واجب ہے فلو اخل بعضو منها لم تصح صلاته (شرح مسلم ص ۱۹۳) معلوم ہوا کہ امام شافعیؒ اصح القولین اور امام احمدؒ کا مذہب یہی ہے کہ ان اعضاء سبعہ مذکورہ فی الحدیث کو زمین پر رکھنا فرض ہے۔

۲۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ صرف پیشانی پر سجدہ فرض ہے اور باقی اعضاء سبعہ (یدین یعنی کفین، رکبتین، قدمین) کا سجدہ میں زمین پر رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔

**اقتصار علی الانف** تنہا اکتفاء علی الانف یعنی صرف ناک پر بغیر پیشانی رکھے سجدہ ہوگا یا نہیں؟

۱۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اکتفاء علی الانف جائز ہے بکراهة تحریمة.

۲۔ جمہور ائمہ ثلاثہؒ وصاحبینؒ کے نزدیک صرف ناک پر اکتفا بلا عذر جائز نہیں۔ اس کیلئے مستقل باب آرہا ہے "باب السجود علی الانف"

**تشریح** لکھتے تو سب فقہاء یہی ہیں کہ باقی اعضاء ستہ کا رکھنا فرض نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اگر رکبتین وقدمین ان دونوں کو زمین پر نہ رکھا جائے تو پھر حقیقت سجود یعنی وضع الجبہہ علی الارض بھی بظاہر ممکن نہیں اسی لئے کوکب الدری میں ایک جگہ لکھا ہے کہ گو حقیقت سجود وضع الجبہہ علی الارض ہے لیکن جن اعضاء کے بغیر اس کا تحقق نہیں ہوسکتا ان کا رکھنا اس کے ساتھ فرض ماننا پڑے گا۔

چنانچہ علامہ ابن ہمامؒ کا یہی قول ہے کہ سارے اعضاء پر سجدہ واجب ہے واللہ اعلم۔

لم یحنِ یہ صورت اس وقت پیش آئی جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک بھاری ہوگیا تھا اور یہ خطرہ تھا کہ کہیں مقتدی آپؐ سے پہلے سجدہ میں نہ پہنچ جائیں حالانکہ امام سے قبل کسی بھی رکن میں جانا ممنوع ہے لہٰذا

صحابہ کرامؓ اس امر کا بہت خیال رکھتے تھے۔
اور اسی لئے یہ مسئلہ بھی ہے کہ اگر مقتدی صرف ایک ہو تو اس کو امام سے کچھ پیچھے رہنا چاہئے تا کہ آگے ہو جانے کا احتمال نہ رہے کیونکہ امام سے آگے ہو جانے پر مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْاَنْفِ ﴾ ۵۲۴

۷۸۱ ﴿حَدَّثَنَا مُعَلَّى بنُ اَسَدٍ ثَنَا وُهَيْبٌ عن عَبْدِ اللّٰهِ بنِ طَاؤسٍ عن اَبِيْهِ عنِ ابنِ عبَّاسٍ قال قال النبیُّ صلی اللّٰہ علیه وسلم اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ علٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ علَى الْجَبْهَةِ وَاشارَ بِيَدِهٖ عَلٰی اَنفِهٖ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نكفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعَرَ﴾

### باب، ناک پر سجدہ کرنے کا بیان

**ترجمہ حدیث** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی پر اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک اور دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پیروں کی انگلیوں کی طرف اشارہ کیا اور یہ کہ ہم (نماز میں) کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقـة الحديث للترجمة فی قوله "واشار بيده علی انفه".

**تعدد موضعہ** والحدیث ھھنا ص ۱۱۲۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں کوئی حکم نہیں لگایا بلکہ مبہم چھوڑ دیا ہے اسلئے بعض حضرات کہتے ہیں کہ امام کا مقصد اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ سجدہ کا مسنون وصحیح طریقہ یہ ہے کہ پیشانی کے ساتھ ناک کو بھی زمین پر رکھ دیا جائے بغیر ناک کو زمین پر رکھے پیشانی کا کچھ حصہ زمین پر ہوگا یعنی بالائی حصہ باقی نیچے کا حصہ اٹھا ہوا رہ جائیگا اسلئے پیشانی کے ساتھ ناک کو بھی رکھنا ضروری ہے۔ البتہ اگر ناک پر زخم ہو تو بوقت عذر جائز ہے۔
شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں: "غرض المؤلف عندی بيان جواز الاكتفاء بالانف فی السجود كما هو مذهب ابی حنيفةؒ وقال صاحباه يجوز ان كان بعذر الخ" (تقریر بخاری)

## ﴿ بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْاَنْفِ فِی الطِّيْنِ ﴾ ۵۲۵

۷۸۲ ﴿ حَدَّثَنَا مُوسٰی قال حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن يَحْيٰی عن اَبِی سَلَمَةَ قال انْطَلَقْتُ اِلٰی

اَبِی سَعِیدِ الخُدرِیِّ فقلتُ اَلاَ تَخرُجُ بِنا اِلی النَّخلِ نَتَحدَّثُ فَخرَجَ قال قلتُ حَدِّثنِی مَا سَمِعتَ النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی لَیلَۃِ القَدرِ قال اعتَکَفَ رَسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم العَشرَ الاَوَّلَ مِن رَمَضَانَ وَاعتَکَفنَا مَعَہُ فَاَتَاہُ جِبرَئِیلُ فقالَ اِنَّ الَّذِی تَطلُبُ اَمَامَکَ فاعتَکَفَ العَشرَ الاَوسَطَ وَاعتَکَفنَا مَعَہُ فاتاہُ جِبرَئِیلُ فقالَ اِنَّ الَّذِی تَطلُبُ اَمَامَکَ فقامَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خطِیبًا صَبِیحَۃَ عِشرِینَ مِن رَمَضَانَ فقالَ مَن کَانَ اعتَکَفَ مَعَ النبیِّ فَالیَرجِع فَاِنِّی اُرِیتُ لَیلَۃَ القَدرِ وَاِنِّی نُسِّیتُھَا وَاِنَّھَا فِی العَشرِ الاَوَاخِرِ فی وِترٍ وَاِنِّی رَاَیتُ کَاَنِّی اَسجُدُ فی طِینٍ وَمَاءٍ وکانَ سَقفُ المَسجِدِ جَرِیدَ النَّخلِ وَمَا نَرٰی فی السَّمَاءِ شَیئًا فجَاءَت قَزَعَۃٌ فاُمطِرنا فَصَلّٰی بِنا النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی رَاَیتُ اَثَرَ الطِّینِ وَالمَاءِ عَلٰی جَبھَۃِ رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَاَرنَبَتِہٖ تَصدِیقَ رُؤیَاہُ ﴾

## باب، کیچڑ میں ناک پر سجدہ کرنے کا بیان

**ترجمہ حدیث** حضرت ابوسلمہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس گیا اور میں نے عرض کیا کہ کیا آپ ہمارے ساتھ کھجور کے باغ کی طرف نہیں چلیں گے تاکہ ہم کچھ باتیں کریں چنانچہ وہ تشریف لے چلے ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں جو سنا ہے اس کو بیان فرمایئے، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا اور ہم لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اعتکاف کیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ جس چیز کو تلاش کر رہے ہیں (یعنی شب قدر کو) وہ آگے ہے تو آپؐ نے درمیانی عشرہ میں اعتکاف فرمایا اور ہم لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ اعتکاف کیا پھر جبرئیلؑ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ جس (رات) کو چاہتے ہیں وہ آگے ہے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی بیسویں تاریخ کی صبح کو خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جس نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اعتکاف کیا تھا وہ لوٹ آئے (یعنی پھر اعتکاف کرے) کیونکہ مجھ کو لیلۃ القدر دکھلا دی گئی ہے لیکن میں اس کو بھول گیا ہوں اور وہ رمضان کے آخر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے اور میں نے (خواب میں) یہ دیکھا کہ میں گویا کیچڑ اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں (ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ) اور اس وقت مسجد کی چھت کھجور کے شاخوں کی تھی اور ہم آسمان میں (ابر وغیرہ) کچھ نہیں

دیکھ رہے تھے اتنے میں بادل کا ایک ٹکڑا آیا اور ہم پر پانی برسا پھر ہمکو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور آپ کی ناک کے بانسے پر مٹی اور پانی کا اثر دیکھا یہ آپؐ کے خواب کی تصدیق تھی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى "حتى رايت اثر الطين والماء على جبهة رسول الله صلى الله عليه وسلم و ارنبته"

(یعنی اس سے معلوم ہوگیا کہ آپؐ نے پیشانی اور ناک پر سجدہ کیا)۔

**تعدد موضعہ** والحديث ههنا ص ۱۱۲، ومرّ الحديث ص ۹۲ و یاتی ص ۱۱۵ و ص ۲۷۰ و ص ۲۷۱ و ص ۲۷۲ و ص ۲۷۳ و مسلم کتاب الصوم ص ۳۶۹ تا ص ۳۷۰، ابوداؤد اول ص ۱۹۶، ابن ماجہ فی ابواب الصیام ص ۱۲۷ باب فى ليلة القدر ايضاً نسائى.

**مقصد** قال الحافظ هذه الترجمة اخص من التى قبلها (فتح)

شیخ المشائخ حضرت محدث دہلویؒ فرماتے ہیں المقصود بهذا الباب بيان تاكد السجود على الانف الخ (شرح تراجم)

یعنی ناک پر سجدہ کرنے کی اہمیت اور تاکید مقصود ہے کہ ناک پر سجدہ کرنا اتنا اہم ہے کہ کیچڑ میں بھی آپؐ نے ناک کو زمین پر رکھا اگر ناک کا زمین پر رکھنا لازم نہ ہوتا تو ایسے موقع پر آپؐ چھوڑ دیتے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ[۵۲۶] عَقْدِ الثِّيَابِ وَشَدِّهَا وَمَنْ ضَمَّ اِلَيْهِ ثَوْبَهُ اِذَا خَافَ اَنْ تَنْكَشِفَ عَوْرَتُهُ ﴾

۷۸۳ ﴿ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ كَثِيرٍ اَنا سُفْيٰنُ عن اَبِى حَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُمْ عاقِدُوا اُزُرِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ عَلٰى رِقَابِهِمْ فَقِيْلَ لِلنِّسَاءِ لا تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حتى يَسْتَوِىَ الرِّجَالُ جُلُوسًا ﴾

## باب نمازی کا کپڑوں میں گرہ لگانے اور ان کے باندھنے کا بیان اور ستر کھلنے کے خوف سے اگر کوئی شخص اپنا کپڑا لپیٹ لے

**ترجمہ حدیث** حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ نے فرمایا کہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے

تھے اور وہ لوگ اپنے تہبندوں کو چھوٹے ہونے کی وجہ سے اپنی گردنوں پر باندھ لیتے اور عورتوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں اس وقت تک تم اپنا سر سجدے سے نہ اٹھاؤ۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی "يصلون مع النبی صلی الله عليه وسلم وهم عاقدوا ازرهم"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۳ ومر ص ۵۲ ومسلم اول ص ۱۸۲، ابوداؤد اول ص ۹۲، نسائی اول ص ۸۸ فی الصلوٰة فی الازار.

**مقصد** علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "فكان البخاری اشار بهٰذا الیٰ ان النهی الوارد عن كف الثياب فی الصلوٰة محمول علیٰ حالة غير الاضطرار (عمدہ)

مطلب یہ ہے کہ امام بخاریؒ ایک شبہ کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ص ۱۱۲ میں جو کف ثیاب کی ممانعت وارد ہے یہ ممانعت اس وقت ہے جبکہ اضطرار کی حالت نہ ہو مثلاً سجدہ کی حالت میں جب کشف عورت کا خطرہ ہو تو کف ثیاب جائز ہے کیونکہ ستر عورت فرض ہے تو امام بخاریؒ نے بتلا دیا کہ ایسی صورت میں کف ثیاب جائز ہے جیسا کہ اس باب سے معلوم ہوا البتہ اگر کپڑا پورا ہو اور کشف عورت کا کوئی خطرہ نہ ہو تو کف ثیاب مکروہ ہے۔

شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہؒ تقریباً یہی فرماتے ہیں کہ عقد ثیاب بلا ضرورت مکروہ ہے جیسا کہ ماسبق میں (یعنی بخاری ص ۱۱۲ میں) حضور اقدس علیہ السلام کا ارشاد گذرا "لا يكف شعرا ولا ثوبا"

## ﴿ بَابُ ۵۲۷ لا يَكُفُّ شَعَرًا ﴾

یہ باب اس بات کے بیان میں ہے کہ مصلی سجدہ میں جاتے ہوئے بالوں کو نہ سمیٹے۔

۷۸۲ ﴿ حَدَّثَنا اَبُوا النُّعْمَان ثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ عن طَاوُسٍ عن اِبنِ عبَّاسٍ قال اُمِرَ النبیّ صلی الله عليه وسلم اَن يَّسْجُدَ علیٰ سَبْعَةِ اَعْظُمٍ وَلَا يَكُفَّ شَعْرَهٗ وَلا ثَوْبَهٗ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (خدا کی طرف سے) حکم دیا گیا کہ سات ہڈیوں (یعنی سات اعضاء) پر سجدہ کریں اور بال اور کپڑے کو نہ سمیٹیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی " لا يكف شعره"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۳، ومر ص ۱۱۲ باقی مواضع کیلئے ملاحظہ فرمایئے باب ۵۲۳ کی حدیث ۷۷۸۔

مقصد یہ بتانا مقصود ہے کہ نمازی کے بال بھی سجدہ کرتے ہیں اور آنے والے باب سے معلوم ہوگا کہ نمازی کے کپڑے بھی سجدہ کرتے ہیں اسلئے نماز کی حالت میں بالوں اور کپڑوں کے سمیٹنے سے روکا گیا، نیز اس کے سنبھالنے میں خشوع خضوع میں بھی خلل ہوتا ہے۔

## ﴿ بابٌ ۵۲۸ لا يَكُفُّ ثَوْبَهٗ فی الصَّلٰوةِ ﴾

### نماز میں اپنے کپڑے کو نہ سمیٹے

۷۸۵﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنا اَبُو عَوَانَةَ عن عَمْرٍو عن طاؤُسٍ عن ابنِ عبّاسٍ عنِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم قالَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ علٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ لا اَكُفُّ شَعْرًا وَلا ثَوْبًا ﴾

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سات ہڈیوں پر (یعنی سات اعضاء پر) سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور نہ بالوں کو سمیٹوں اور نہ کپڑے کو۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "لا اكف شعرا و لا ثوبا"

آئندہ موضعہ و الحدیث هنا ص ۱۱۳ و مر ص ۱۱۲۔ مسلم اول ص ۱۹۳، ابوداؤد ص ۱۲۹، ترمذی ص ۳۷ و ایضا اخرجہ النسائی و ابن ماجہ۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ علی الاطلاق کفِ ثیاب کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ و ممنوع ہے خواہ نماز کے اندر کفِ ثیاب کرے یا پہلے ہی سے کفِ ثیاب کر کے نماز پڑھے۔ علامہ داؤدی کے نزدیک کفِ ثیاب کی ممانعت نماز کے ساتھ مقید ہے اگر نماز سے قبل کفِ ثیاب کرے تو ممنوع نہیں ہے۔ لیکن جمہور کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے بکراهة تنزيهة، ثم مذهب الجمهور ان النهى مطلقا لمن صلى كذلك سواء تعمده للصلٰوة ام كان قبلها كذلك لالها بل لمعنى آخر و قال الداؤدی يختص النهى بمن فعل ذلك للصلٰوة و المختار الصحيح هو الاول، (شرح مسلم ص ۱۹۳) امام بخاریؒ نے جمہور کی تائید کی ہے کہ علی الاطلاق کفِ ثیاب کی حالت میں نماز مکروہ ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے ثابت ہے۔

البتہ کفِ ثیاب کی کراہت حالت صلوٰۃ کے ساتھ مخصوص ہے امام بخاریؒ نے اسی لئے فی الصلوٰۃ کی قید لگادی ہے۔ واللہ اعلم۔

---

# باب[۵۲۹] التَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ

## سجدے میں تسبیح اور دعاء کا بیان

۷۸۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثنا يَحْيٰى عن سُفيٰنَ قال حَدَّثَنِي مَنْصُوْرٌ عن مُسْلِمٍ عن مَسْرُوقٍ عن عائِشَةَ قالَتْ كان النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُكْثِرُ اَن يَقولَ في رُكوعِهٖ وَسُجُودِهٖ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي يَتَاوَّلُ القرآن

**ترجمہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے رکوع اور اپنے سجود میں یہ کہا کرتے تھے "سبحانك اللهم ربنا و بحمدك اللهم اغفرلی" آپ قرآن کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔

(یعنی اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم تیری حمد کرتے ہیں اے اللہ مجھ کو بخش دے)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في "كان النبي صلى الله عليه وسلم يكثر ان يقول في ركوع و سجوده الى آخره.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۳ ومر ص ۱۰۹ ویاتی فی المغازی ص ۶۱۵ وفی التفسیر ص ۷۴۲ ومسلم اول ص ۱۹۲ وابوداؤد ص ۱۲۸۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد واضح ہے کہ سجدہ میں تسبیح بھی ہوگی اور دعا بھی، سجدہ میں بلا اختلاف دونوں درست ہے۔

(۲) ممکن ہے کہ امام بخاریؒ نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہو جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے جس میں ہے واما السجود فاجتهدوا فی الدعاء (مسلم اول ص ۱۹۱)

مطلب یہ ہے کہ سجدہ میں کثرت سے دعا کرو۔

یتاول القرآن آپ قرآن کی تفسیر کرتے تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں بکثرت تسبیح پڑھتے تھے لقوله تعالى فسبّح بحمد ربك.

مزید تفصیل کے لئے نصر الباری جلد نہم سورۂ نصر کی تفسیر ص ۷۸۲ کا مطالعہ کیجیے۔

# باب[۵۳۰] المُكْثِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

## دونوں سجدوں کے درمیان ٹھہرنے کا بیان

۷۸۷ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعمانِ قال حدّثنا حَمَّادٌ عن اَيُّوبَ عن اَبِي قِلابَةَ اَنَّ مَالِكَ بنَ

الحُوَيْرِثِ قال لِاَصْحَابِهٖ اَلاَ اُنَبِّئُكُم صَلٰوةَ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال وَ ذاك فى غيرِ حِينِ صَلٰوةٍ فقامَ ثُمَّ رَكَعَ فكبَّر ثُمَّ رفعَ رَاسَهٗ فقام هُنَيَّةً ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفعَ رَاسَهٗ هُنَيَّةً ثم سَجدَ ثُمَّ رَفعَ رَاسَهٗ هُنَيَّةً فَصلّٰى صَلٰوة عَمْرِو بنِ سَلِمَةَ شَيْخِنَا هٰذا قال اَيُّوبُ كانَ يَفعَلُ شَيْئًا لم اَرَهُمْ يَفعَلُونَهٗ كان يَقْعُدُ فى الثالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ قال فاَتَيْنَا النبىَّ صلى اللّٰه عليه وسلم فاَقَمْنَا عِندَهٗ فقال لَو رَجَعْتُمْ اِلٰى اَهَالِيْكُمْ صَلّوا صَلٰوةَ كَذا فى حِينِ كَذا صَلُّوا صَلٰوةَ كَذا فى حِيْنِ كَذا فِاذَا حَضرتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ اَحَدُكُمْ وَ لْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ ﴾

**ترجمہ** ابوقلابہؒ (عبداللہ بن زید تابعی) سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن حویرثؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا، کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (کا طریقہ) نہ بتادوں؟ ابوقلابہ نے کہا اس وقت کوئی فرض نماز کا وقت نہ تھا چنانچہ وہ کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا اور تکبیر کہی اس کے بعد (رکوع سے) اپنا سر اٹھایا اور تھوڑی دیر کھڑے رہے پھر سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھایا تھوڑی دیر بیٹھے رہے پھر دوسرا سجدہ کیا پھر سر اٹھا کر تھوڑی دیر بیٹھے چنانچہ انھوں نے ہمارے اس شیخ عمرو بن سلمہؓ کی طرح نماز پڑھی۔ ایوب سختیانی کہتے ہیں کہ وہ ایک بات ایسی کرتے تھے جو میں نے اور لوگوں کو کرتے نہیں دیکھا، وہ تیسری یا چوتھی رکعت میں بیٹھتے تھے، مالک بن حویرثؓ نے بیان کیا کہ ہم اسلام قبول کرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپؐ کی خدمت میں (ایک ماہ) قیام کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے اہل وعیال میں واپس جاؤ تو ان اوقات میں اس طرح نماز پڑھنا، لہٰذا جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی اذان دے اور تم میں کا بڑا تمہاری امامت کرے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ثم سجد ثم رفع راسه هنيّة" (قس)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۳ ومرّ ص ۹۳ وص ۱۱۰ ویاتی ص ۱۱۴، وابوداؤد اول باب النهوض فى الفرد ص ۱۲۲

۷۸۸ ﴿ حَدَّثَنا محمّدُ بنُ عبدِ الرَّحِيمِ قال حَدَّثنا ابو اَحْمَدَ محمدُ بنُ عبدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِيُّ قال حَدَّثنا مِسْعَرٌ عنِ الحَكَمِ عن عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ اَبِى لَيْلٰى عن البَراءِ قال كانَ سُجُودُ النبىِّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَرُكُوعُه وَقعُودُهٗ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِن السَّوَاءِ ﴾

**ترجمہ** حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سجود اور آپ کا رکوع اور آپؐ کا دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (ٹھہرنا) تقریبا برابر ہی ہوتا تھا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "وقعوده بين السجدتين قريبا

من السواء"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۱۳ و مر ص ۱۰۹ و ص ۱۱۰، ابوداؤد ص ۱۲۴۔

۷۸۹ ﴿ حَدّثنا سُلَيْمٰنُ بنُ حَرْب قال حدّثنا حَمّادُ بنُ زَيدٍ عن ثابتٍ عن انسِ بنِ مالِكٍ قال اِنّي لاَ آلُو اَن اُصَلِّيَ بِكم كَمَا رَاَيتُ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم يُصَلِّي بنا قال ثابتٌ كانَ انسُ بنُ مالِكٍ يَصْنَعُ شَيئًا لَمْ اَرَكُمْ تَصْنَعُونَهُ كانَ اِذَا رَفَعَ رَاسَهُ مِنَ الرُّكوعِ قامَ حتى يقولَ القائِلُ قد نَسِيَ وَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حتى يقولَ القائِلُ قد نَسِيَ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں اس بات میں کمی نہ کرونگا کہ تمہیں اس طرح نماز پڑھاؤں جس طرح میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھاتے دیکھا ہے، ثابت نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالکؓ ایک ایسی بات (نماز میں) کرتے تھے کہ میں نے وہ عمل تم لوگوں کو کرتے نہیں دیکھا وہ جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ کہنے والا کہتا کہ وہ (سجدہ کرنا) بھول گئے، اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان میں اتنی دیر بیٹھتے کہ کہنے والا (یعنی دیکھنے والا) کہتا کہ (دوسرا سجدہ کرنا) بھول گئے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وبين السجدتين الى آخره"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۱۳ و مر ص ۱۱۰، مسلم اول ص ۱۸۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ کا اثبات ہے یعنی اعتدال بین السجدتین کو بیان کرنا چاہتے ہیں کہ بیٹھ کر ایک مرتبہ رب اغفرلی یا اللّٰھمّ اغفرلی کہہ لے۔

**دعا بین السجدتین میں مذاہب ائمہ** ابواؤد میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے:

اللّٰه اغفرلي وارحمني و عافني واهدني وارزقني . (ابوداؤد جلد اول ص ۱۲۳)

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک بین السجدتین یہ دعا فرائض و نوافل دونوں میں جائز ہے، امام ترمذیؒ فرماتے ہیں

وبه يقول الشافعي و احمد و اسحاق يرون هٰذا جائزا في المكتوبة والتطوع (ترمذی ص ۳۸)

۲-حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک فرائض میں کوئی ذکر مسنون نہیں اور حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کو تطوع پر محمول کرتے ہیں۔

لیکن اگر کوئی شخص اس کو فرض نماز میں پڑھ لے تو مکروہ نہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے "مالا بدمنہ" میں اسی کو بہتر قرار دیا ہے، نیز اختلاف سے بچنے کیلئے پڑھنا ہی بہتر ہے۔

**تشریح** باب کی پہلی روایت میں ہے "کان یقعد فی الثالثة او الرابعة" شک راوی ہے کہ تیسری رکعت کے آخر میں کہا یا چوتھی رکعت کے شروع میں اور مطلب ایک ہی ہے کیونکہ چوتھی رکعت کے آخر میں تو جلسۂ تشہد ہے۔

## ﴿ بابٌ[۵۳۱] لا یَفْتَرِشُ ذِرَاعَیْهِ فی السُّجُودِ ﴾

### سجدے میں اپنی کہنیاں (زمین پر) نہ بچھائے

(وَقال ابُو حُمَیْدٍ سَجَد النبیُّ ﷺ وَوَضَعَ یَدَیْهِ غیرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قابِضِهِمَا)

اور ابوحمید نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے درانحالیکہ نہ بچھائے ہوئے تھے اور نہ ان دونوں کو پہلو سے ملائے ہوئے۔

۷۹۰ ﴿ حَدَّثنا محمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال حَدَّثنا محمَّدُ بنُ جعفَرٍ قال حدَّثنا شُعْبَةُ قال سمِعْتُ قتادَةَ عن انسِ بنِ مالِكٍ عنِ النبيِّ صلی اللّٰه علیه وسلم قال اعتدِلُوا فی السُّجُودِ وَلَا یَبْسُطْ اَحَدُکُمْ ذِرَاعَیْهِ انْبِسَاطَ الکَلْبِ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سجدوں میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی کتے کی طرح اپنی کلائیاں (زمین پر) نہ بچھائے۔

**مطابقته للترجمة** مطابقة الحدیث للترجمة من حیث المعنی فان معنی قوله "ولا یبسط ولا یفترش"

**تعدد موضعه** والحدیث هنا ص ۱۱۳ و مسلم اول ص ۱۹۳ وابوداؤد فی باب صفة السجود ص ۱۳۰ والترمذی فی "باب ما جاء فی الاعتدال فی السجود" ص ۳۷ واخرجه النسائی ایضا۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ سجدہ میں کہنیوں کو زمین پر رکھنا سنت کے خلاف ہے مسنون طریقہ یہ ہے کہ کہنیوں کو زمین سے بلند رکھیں کیونکہ اس طرح زمین پر بچھا دینا کاہلی اور سستی کی نشانی ہے۔ البتہ اگر سجدۂ طویلہ میں مشقت ہو تو بجائے زمین پر رکھنے کے گھٹنوں سے ملالیں۔ واللہ اعلم

## ﴿ بابٌ[۵۳۲] مَنِ اسْتَوٰی قاعِدًا فی وِتْرٍ مِن صَلٰوتِهٖ ثُمَّ نَهَضَ ﴾

### نماز کی طاق رکعتوں میں سیدھے بیٹھ جانے پھر اٹھنے (کھڑے ہونے) کا بیان

۷۹۱ ﴿ حَدَّثنا محمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ قال اَخبَرَنا هُشیمٌ اَخبَرَنا خالِدٌ الحَذَّاءُ عن اَبی قِلَابَةَ

قال اَخبَرَنِی مَالِكُ بنُ الحُوَيرِثِ اللَّيثِیُّ اَنّه رَاَی النبیَّ صلی الله علیه وسلم يُصَلِّی فاِذَا كانَ فی وِترِ مِن صَلٰوتِهٖ لَم يَنهَضْ حتی يَستَوِیَ قَاعِدًا ﴾

**ترجمہ** حضرت مالک بن حویرث لیثیؓ کا بیان ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تو دیکھا کہ جب آپؐ طاق رکعت میں ہوتے (یعنی جب طاق رکعت مثلاً پہلی رکعت اور تیسری رکعت پڑھ چکتے) تو جب تک سیدھے بیٹھ نہ جاتے کھڑے نہ ہوتے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی "فاذا كان فی وتر من صلوته لم ينهض حتى يستوی قاعداً"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۳ ومر ص ۹۳ و ص ۱۱۰ ویاتی ص ۱۱۴، ابوداؤد اول ص ۱۲۲، ترمذی اول ص ۳۸۔

**مقصد** شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں "المقصود من الباب اصالة اثبات جلسة الاستراحة" یعنی امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جو حضرات جلسۂ استراحت کے قائل ہیں ان کی اصل یہی حدیث الباب ہے چنانچہ امام شافعیؒ پہلی اور تیسری رکعت میں سجدے سے فراغت کے بعد جلسۂ استراحت کو مسنون قرار دیتے ہیں۔

**مذاہب ائمہ** امام شافعیؒ اور فی روایۃ امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ ہر طاق رکعت یعنی پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں سجدتین کے بعد جلسۂ استراحت مسنون ہے۔ یہی امام بخاریؒ کا میلان ہے۔

۲- امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ فی روایۃ نیز فی روایۃ امام احمدؒ اور امام اوزاعیؒ ابراہیم نخعیؒ اور جمہور کے نزدیک جلسۂ استراحت مسنون نہیں بلکہ صدور قدمین یعنی پنجوں کے بل سیدھا کھڑا ہو جانا افضل ہے۔

قائلین سنت یعنی حضرات شوافعؒ حضرت مالک بن حویرثؓ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔

اور جمہور حنفیہ و مالکیہ وغیرہ جو جلسۂ استراحت کی سنیت کے قائل نہیں ہیں ان کا استدلال ایک تو حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے ہے کان النبی صلی الله علیه وسلم ینهض فی الصلوٰة علی صدور قدمیه (ترمذی اول ص ۳۸)

۲۔ دوسرا استدلال حضرت ابوہریرہؓ ہی کی روایت سے ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خلاد بن رافعؓ کو نماز کا صحیح طریقہ بتاتے ہوئے سجدہ کی تعلیم کے بعد فرمایا "ثم ارفع حتى تستوی قائما ثم افعل ذلك فی صلوتك كلها" (بخاری ص ۹۸۶) اس میں آپؐ نے دوسرے سجدہ کے بعد نماز کی ہر رکعت میں سیدھا کھڑا ہونے کا حکم دیا اور بیٹھنے کا ذکر نہیں فرمایا، قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ والی رکعتوں کو خارج کرنے کے بعد ظاہر ہے کہ یہ حکم پہلی اور تیسری رکعت پر ہی لگے گا۔

جہاں تک حضرت مالک بن حویرثؓ کی روایت کا تعلق ہے وہ عذر پر محمول ہے چونکہ حضرت مالک بن حویرثؓ ۱۰ھ میں تشریف لائے ہیں اس وقت حضور اقدسؐ متبدن (بھاری بدن) ہوگئے تھے اسلئے استراحت کے بعد کھڑے ہوتے تھے۔

حاصل یہ کہ حضرت مالک بن حویرثؓ کی روایت کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ بیان جواز کے لئے یا حالت عذر پر محمول ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد عثمان غنی بیگوسرائے۔

## ﴿ باب[۵۳۳] كيفَ يَعتَمِدُ عَلَى الاَرْضِ اِذا قامَ مِنَ الرَّكعَةِ ﴾

### جب رکعت پڑھ کر اٹھنا چاہے تو زمین پر کس طرح اعتماد کرے

۷۹۲ ﴿ حَدَّثَنا مُعَلَّى بنُ اَسَدٍ قال حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن اَيُّوبَ عن اَبِى قِلَابَةَ قال جَاءَنَا مَالِكُ بنُ الحُوَيْرِثِ فَصَلّٰى بنا فى مَسْجِدِنا هٰذا فقال اِنِّى لَاُصَلِّى بِكُمْ وَمَا اُرِيْدُ الصَّلٰوةَ لٰكِنِّى اُرِيْدُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ رَاَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّى قال اَيُّوبُ فقُلتُ لِاَبِى قِلَابَةَ وكيفَ كانتْ صَلٰوتُهُ قال مِثْلَ صَلٰوةِ شَيْخِنَا هٰذا يعنى عَمْرَوبنَ سَلِمَةَ قال ايوبُ وكانَ ذٰلِكَ الشَّيْخُ يُتِمُّ التَّكبِيْرَ وَاِذَا رَفَعَ رَاسَه عنِ السَّجْدَةِ الثانيةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ قَامَ ﴾

**ترجمہ** ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن حویرثؓ ہمارے پاس آئے اور ہماری اس مسجد میں (یعنی مسجد بصرہ میں) ہمیں نماز پڑھائی اور انھوں نے یہ کہہ دیا کہ میں تمہیں نماز پڑھاتا ہوں میری نیت (صرف) نماز پڑھنے کی نہیں ہے بلکہ میں تمہیں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ایوب (سختیانی) نے بیان کیا کہ میں نے ابو قلابہ سے پوچھا کہ مالک بن حویرثؓ کی نماز کیسی تھی (یعنی مالک نے کس طرح نماز پڑھی؟) انہوں نے کہا کہ ہمارے اس شیخ یعنی عمرو بن سلمہ کی نماز کی طرح، ایوب کہتے ہیں کہ وہ شیخ پوری تکبیر کہتے تھے (یعنی ہر انتقال کے وقت تکبیر کہتے تھے) اور جب اپنا سر دوسرے سجدہ سے اٹھاتے تھے (یعنی پہلی رکعت میں دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے) تو بیٹھ جاتے تھے اور زمین پر ٹیکا دے کر پھر کھڑے ہوتے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "واعتمد على الارض"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۱۴ ومر ص۹۳ وص۱۱۰ وص۱۱۳، ابوداؤد اول ص۱۲۲ فى باب النهوض.

**مقصد** وغرض الترجمة اثبات الاعتماد على الارض عند النهوض الخ (الابواب والتراجم ج ۲ ص ۲۹۸)

یعنی سجدہ سے اٹھتے ہوئے زمین پر اعتماد کا اثبات، جیسا کہ امام شافعیؒ کا مسلک ہے۔

**سوال**: مصنفؒ نے ترجمہ قائم کیا ہے کیفیت اعتماد پر یعنی ترجمہ میں کیفیت اعتماد کو بیان کیا ہے لیکن حدیث تحت الباب میں اثبات اعتماد ہے یعنی کیف کا تذکرہ نہیں ہے؟

**جواب**: علامہ کرمانیؒ نے جواب دیا ہے کہ کیفیت کا بیان مستفاد ہے حدیث پاک کے آخری ٹکڑے سے یعنی "جلس واعتمد على الارض ثم قام" مطلب یہ ہے کہ حدیث سے اس طرح ماخوذ ہے کہ انسان نماز پڑھنے کی حالت میں بیٹھے گا اور پھر زمین پر ہاتھ لگا کر کھڑا ہوگا۔

۲ کیفیت تو خود لفظ اعتماد (یعنی اعتمد على الارض) سے معلوم ہوتی ہے چونکہ اعتماد کے معنی ہیں ٹیک لگانے کے تو اس سے کیفیت معلوم ہوگئی کہ زمین پر ہاتھ کا ٹیکا دے کر کھڑا ہوگا۔ باقی کیلئے گذشتہ باب کی تقریر ملاحظہ فرمائیے۔

## ﴿بَابٌ ۵۳۴ يُكَبِّرُ وَهُوَ يَنْهَضُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يُكَبِّرُ فِي نَهْضَتِهٖ﴾

جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھے تو تکبیر کہے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (دوسری رکعت کے تشہد سے فارغ ہو کر تیسری رکعت کیلئے) اٹھتے وقت تکبیر کہتے

وهذا تعليق وصله ابن ابى شيبة فى مصنفه عن عبدالوهاب الثقفى عن ابن جريج عن عمرو بن دينار ان ابن الزبير كان يكبر لنهضته (عمدہ)

۷۹۳ ﴿حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلّٰى لَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَحِيْنَ سَجَدَ وَحِيْنَ رَفَعَ وَحِيْنَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾

**ترجمہ** سعید بن حارث کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابوسعید خدریؓ نے نماز پڑھائی تو بلند آواز سے تکبیر کہی جب انھوں نے اپنا سر (پہلے) سجدہ سے اٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب انھوں نے (دوسرے سجدہ سے)

سر اٹھایا اور (اسی طرح) جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح (نماز پڑھتے) دیکھا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى "وحين قام من الركعتين"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۴۔ وهذا الحديث تفرد به البخارى عن اصحاب الكتب قاله العينىؒ.

۷۹۴ ﴿ حَدَّثَنا سُلَيْمٰنُ بنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ قال حَدَّثَنا غَيْلانُ بنُ جَرِيْرٍ عن مُطَرِّفٍ قال صَلَّيْتُ اَنا وَعِمْرانُ بنُ الحُصَيْنِ صَلٰوةً خَلْفَ عَلِيِّ بنِ اَبِى طالِبٍ رضى الله عنه فكانَ اِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَاِذا رَفَعَ كَبَّرَ وَ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فلمّا سَلَّمَ اَخَذَ عِمْرانُ بِيَدِى فقال لقد صَلّٰى بِنَا هٰذا صَلٰوةَ محمّدٍ صلى الله عليه وسلم اَوْ قال لَقَدْ ذَكَّرَنِى هٰذا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم ﴾

**ترجمہ** مطرّف بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں اور حضرت عمران بن حصینؓ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پیچھے ایک مرتبہ (بصرہ میں) نماز پڑھی تو وہ جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو تکبیر کہتے پھر جب انھوں نے سلام پھیرا تو عمرانؓ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا اس شخص نے (یعنی حضرت علیؓ نے) ہمیں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھائی یا یہ کہا کہ اس شخص نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلا دی۔ (مطرف راوی کو شک ہے)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى "واذا نهض من الركعتين كبّر"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۴، ومرّ ص ۱۰۸۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد مالکیہ پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ دو رکعت کے بعد تیسری رکعت کیلئے اٹھنے کے ساتھ ساتھ تکبیر نہیں ہوگی بلکہ جب سیدھا کھڑا ہو جائیگا تب تکبیر کہے گا۔

جمہور کے نزدیک یہ تکبیر انتقال ہے لہٰذا اٹھنے کے ساتھ ساتھ تکبیر ہوگی یعنی امام بخاریؒ جمہور کی تائید کر رہے ہیں۔

**اشکال**: اس باب کا حاصل یہ ہے کہ سجدتین سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہے اور اس سے پہلے ص ۱۰۸ پر ایک باب گذر چکا ہے "باب التكبير اذا قام من السجود" اور ظاہر ہے کہ سجدہ سے کھڑا ہونا سجدتین کے بعد ہی ہوگا ایک سجدہ سے تو ہوگا نہیں لہٰذا بظاہر دونوں میں کوئی فرق نہیں لہٰذا تکرار ہو گیا۔

**جواب** : مقصد دونوں باب سے الگ الگ ہے باب سابق ص ۱۰۸ سے نفس تکبیر کو بیان کرنا ہے یعنی اثبات تکبیر وقت النہوض، مطلب یہ ہے کہ نمازی جب نماز میں ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہو تو اس پوری انتقالی حالت کو ذکر خداوندی سے معمور و مبروک کرے۔

اور اس باب سے مقصد یہ ہے کہ دو رکعت کے بعد تیسری رکعت کیلئے جو تکبیر ہوتی ہے اس کا مقام و محل بیان کرنا ہے کہ یہ تکبیر بعد النہوض (سیدھا کھڑے ہو جانے کے بعد) ہوگا جیسا کہ مالکیہ کہتے ہیں یا نہوض یعنی اٹھنے کے ساتھ ساتھ ہوگا جیسا کہ جمہور کا قول ہے۔ امام بخاریؒ نے جمہور کی تائید کی ہے کہ نہوض کے ساتھ ساتھ تکبیر ہوگی۔

**تشریح** امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا اثر ذکر فرما کر باب کی دونوں روایات کی شرح کر دی چونکہ باب کی دونوں روایتوں سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے ہوئے تکبیر کہتے تھے و کان ابن الزبیر یکبر فی نهضته.

باب کی دوسری روایت اذا نهض من الركعتين اس سے امام بخاریؒ نے یہ واضح کر دیا کہ باب میں سجدتین سے مراد رکعتین ہے۔

## ﴿ باب ۵۳۵ سُنّةِ الجُلوسِ فی التّشَهُّدِ وَكانتْ اُمُّ الدَّرْدَاءِ تَجْلِسُ فی صَلٰوتِهَا جِلْسَةَ الرَّجُلِ وَكَانَتْ فَقِيهَةً ﴾

تشہد میں (التحیات کیلئے) بیٹھنے کا طریقہ اور امّ درداء (یعنی صغری جو تابعیہ تھیں) نماز میں مرد کی طرح (دوزانو) بیٹھتی تھیں اور فقیہہ تھیں

۷۹۵ ﴿ حَدَّثنا عبدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن عبدِ الرّحمٰنِ بنِ القاسِمِ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عبدِ اللّٰه اَنَّهُ اَخبرهُ انه كانَ يَرى عبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ يَتربَّعُ فی الصَّلٰوةِ اِذَا جَلَسَ فَفَعَلْتُهُ وَاَنا يومَئِذٍ حديثُ السِّنِّ فنهَانِي عبدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ وَ قال اِنّما سُنّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ اليُمنٰى وَتَثْنِيَ اليُسرٰى فقلتُ اِنّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فقالَ اِنَّ رِجْلايَ لَا تَحْمِلانِي ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھتے تھے کہ جب وہ نماز میں بیٹھتے تھے تو چار زانو بیٹھتے تھے لہٰذا میں نے بھی ایسا ہی کیا (یعنی میں بھی چار زانو پالتی مار کر بیٹھا) اور میں اس زمانے میں کم سن تھا تو مجھے عبداللہ بن عمرؓ نے منع کیا اور کہا نماز کا (مسنون) طریقہ تو یہی ہے کہ اپنا داہنا پیر

کھڑا کردو اور بائیں کو موڑ دو (اور اس پر بیٹھو) میں نے کہا آپ جو ایسا کرتے ہیں (یعنی چارزانو بیٹھتے ہیں) تو انھوں نے کہا میرے پاؤں میرا بوجھ اٹھا نہیں سکتے (یعنی میں بیمار ہوں میرے پیر کمزور ہو گئے ہیں اسلئے میرا بار برداشت نہیں کرسکتے)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى "انما سنة الصلوٰة ان تنصب الخ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۱۴۔ خرجہ ابوداؤد والنسائی قالہ العینیؒ۔

۷۹۶ ﴿ حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن خَالِدٍ عن سَعِيْدٍ عن محمّدِ بْنِ عَمْرِو بنِ حَلْحَلَةَ عن محمدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطاءٍ، ح قال و حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عن يَزِيْدَ بن اَبِي حَبِيْبٍ وَيَزِيْدَ بن محمدٍ عن محمدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَلْحَلَةَ عن محمدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطاءٍ اَنَّه كان جالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِن اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرْنَا صَلوٰةَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فقال اَبُوحُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ اَنَا كُنتُ اَحْفَظَكُمْ لِصَلوٰةِ رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم رَاَيْتُه اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ اسْتَوٰى حَتى يعودَ كُلُّ فقارٍ مَكانَهُ وَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِ رِجْلَيْهِ القِبْلَةَ فَاِذَا جَلَسَ فِى الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ اليُسْرٰى وَنَصَبَ اليُمْنٰى فَاِذَا جَلَسَ فِى الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ اليُسْرٰى وَنَصَبَ الاُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ وَسَمِعَ الليثُ يَزِيْدَ بنَ اَبِى حَبِيْبٍ وَيَزِيْدُ مِنْ محمدِ بنِ حَلْحَلَةَ وَابنُ حَلْحَلَةَ مِن ابنِ عَطاءٍ وقال ابو صالحٍ عنِ اللّيثِ كُلُّ فَقَارٍ مكانه وَقال ابنُ المُبَارَكِ عن يحيَى بنِ اَيّوبَ قال حَدَّثنى يَزِيْدُ بنُ اَبى حَبِيْبٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بنَ عَمْرِو بنِ حَلحَلةَ حَدَّثَهُ كُلُّ فَقارٍ ﴾

ترجمہ | محمد بن عمرو بن عطاء روایت کرتے ہیں کہ وہ یعنی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب (یعنی دس اصحاب) کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ہم لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا، تو حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے کہا "میں تم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو یاد رکھنے والا ہوں۔ میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپ جب تکبیر (تحریمہ) کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں شانوں (مونڈھوں) کے برابر لے جاتے اور جب آپؐ رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر جما دیتے پھر اپنی پیٹھ کو جھکا دیتے (یعنی پیٹھ کو جھکا کر سر اور گردن کے برابر کردیتے) پھر جب اپنا سر (رکوع سے) اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاتے

کہ آپ کی پیٹھ کی ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی اور جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے نہ ان کو بچھاتے اور نہ سمیٹ کر پہلو سے لگا دیتے اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کی نوکیں قبلہ رخ کر لیتے پھر جب آپ دو رکعتوں میں بیٹھے تو اپنے بائیں پیر پر بیٹھے اور داہنے پیر کو کھڑا کر لیا اور اپنی نشست گاہ کے بل بیٹھ گئے اور لیث نے یزید بن ابی حبیب اور یزید نے محمد بن حلحلہ سے سنا ہے اور محمد بن حلحلہ نے ابن عطاء (یعنی محمد بن عمرو بن عطاء) سے سنا ہے۔ اور ابو صالح نے لیث سے کل فقار مکانہ، نقل کیا ہے، اور ابن مبارک نے اس حدیث کو یحییٰ بن ایوب سے روایت کیا، کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے کل فقارہ کے لفظ سے (یعنی آپ کی ہر پسلی الخ)

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في " اذا جلس في الركعتين الىٰ آخره"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۴ وابوداؤد في الصلوٰة ص ۱۳۸، ترمذی اول ص ۴۰ في باب ما جاء في وصف الصلوة.

**مقصد** امام بخاریؒ تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ بتلانا چاہتے ہیں کہ التحیات میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

**تشریح** احادیث سے قعدہ کی دو ہیئتیں ثابت ہیں: ۱ افتراش یعنی بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جانا اور دایاں پاؤں کو کھڑا کر لینا۔

۲ تورک یعنی سُرین کو زمین پر رکھنا اور دونوں پاؤں زمین پر بچھا کر دائیں جانب نکال لینا جیسا کہ حنفی عورتیں ہر جلسہ میں بیٹھتی ہیں۔

**مذاہب ائمہ** (۱) امام اعظم و صاحبین اور سفیان ثوری وغیرہ کے نزدیک مرد کیلئے قعدۂ اولی اور قعدۂ اخیرہ دونوں میں افتراش افضل ہے۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک مطلقا (یعنی قعدۂ اولی و قعدہ اخیرہ) یعنی سب جلسات میں تورک افضل ہے۔

(۳) امام شافعیؒ کے نزدیک صرف قعدۂ اخیرہ یعنی جس قعدہ کے بعد سلام ہو اس میں تورک اور جس قعدہ کے بعد سلام نہ ہو ان سب میں افتراش افضل ہے۔

(۴) امام احمدؒ کے نزدیک ثنائی یعنی دو رکعت والی نماز جس میں ایک ہی تشہد ہو جیسے فجر اور جمعہ کی نماز اس میں افتراش افضل ہے۔ خلاصہ یہ کہ امام احمدؒ کے نزدیک رباعی نماز کے صرف قعدۂ اخیرہ میں تورک افضل ہے۔

**دوسرا مسئلہ** یہاں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کے تشہد میں فرق ہے یا نہیں؟ حنفیہ اور حنابلہ رحمہم اللہ کے نزدیک فرق ہے یعنی عورت کے لئے افضل طریقہ تورک ہے بخلاف المالكيه و الشافعيه فانهم لم يفرقوا بينهما (الابواب والتراجم جزء ثانی ص ۲۰۰)

امام بخاریؒ کا میلان اسی طرف ہے جیسا کہ ام الدرداء تابعیہ (اسمها هجيمه) کے اثر سے ظاہر ہوتا ہے۔

**حنفیہ کے دلائل** ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی روایت ہے جس کے الفاظ ہیں وكانَ يفرش رجله اليسرىٰ وينصب رجله اليمنىٰ (مسلم شریف اول ص۱۹۴ تا ۱۹۵)

مطلب صاف ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں بچھا دیتے (یعنی بچھا کر اس پر بیٹھتے) اور داہنا پاؤں کھڑا کر لیتے۔ یہی افتراش ہے اور قابل غور یہ ہے کہ حدیث پاک میں مضارع پر کان داخل ہے جو مفید استمرار ہے یعنی آپ کے جلسہ (قعدہ) کا عام دستور یہی تھا۔

۲۔ حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت میں ہے ثم جلس (صلى الله عليه وسلم) فافترش رجله اليُسرىٰ ابو داؤد ج:۱،ص۱۳۸، في "باب كيف الجلوس في التشهد" نسائی ص۱۴۱۔

**قائلین تورّک کا جواب** قائلین تورّک کی دلیل حضرت ابوحمید ساعدی کی روایت ہے جس کا صحیح تر جواب یہ ہے کہ یا تو حالت عذر پر محمول ہے یا بیان جواز پر۔

اور اختلاف چونکہ صرف افضلیت میں ہے اس لئے بیان جواز کچھ بعید نہیں البتہ عورت کے لئے تورّک اس لئے افضل قرار دیا گیا ہے کہ اس میں ستر زیادہ ہے۔ واللہ اعلم۔

## ﴿بابُ[۵۳۶] مَنْ لَمْ يَرَ التَّشَهُّدَ الاوَّلَ وَاجِبًا لِاَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَرْجِعْ﴾

ان حضرات (کی دلیل) کا بیان جنھوں نے پہلے تشہد کو واجب نہیں سمجھا اسلئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے اور تشہد کی طرف واپس نہیں ہوئے

۷۹۷﴿ حَدَّثَنا اَبُو اليَمَان قال اَخبَرَنا شعَيْبٌ عَنِ الزُهْرِيِّ قال حَدَّثني عبدُ الرَّحْمٰنِ بنُ هُرْمُزَ مَولى بني عبدِ المُطَّلِبِ وَقال مَرَّةً مَولى رَبِيعَةَ بنِ الحَارِثِ اَنّ عبدَ اللّٰهِ بنَ بُحَيْنَةَ قال وَهُوَ مِنْ اَزدِ شَنُوءَةَ وهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِي عبدِ مَنافٍ وَكانَ مِنْ اَصْحَابِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَنّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم صَلّٰى بِهِمُ الظُهْرَ فقامَ فِى الرَّكْعَتَيْنِ الْاُولَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ فقامَ النّاسُ مَعَهُ حتى اِذا قَضَى الصَّلٰوةَ وَانْتَظَرَ الناسُ تَسْلِيْمَهُ كَبَّرَ وَهُوَ جالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قبلَ اَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ ﴾

**ترجمہ** امام زہریؒ کا بیان ہے کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے بیان کیا جو بنی عبدالمطلب کے مولیٰ تھے اور کبھی امام زہری نے یوں کہا جو ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے مولیٰ تھے کہ عبداللہ بن بحینہ نے کہا جو ازدشنوءہ کے قبیلے سے اور بنی عبد مناف کے حلیف تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی تو (بھولے سے) پہلی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور قعدہ نہیں کیا تو لوگ بھی آپؐ کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جب آپؐ نماز پوری کر چکے اور لوگ آپؐ کے سلام پھیرنے کے انتظار میں تھے تو آپؐ نے بیٹھے ہی بیٹھے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے اس کے بعد سلام پھیرا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في "فقام في الركعتين الاوليين لم يجلس" یعنی جب آپؐ ظہر کی نماز جو چار رکعت والی ہے اس میں دو رکعت کے بعد قعدہ اولیٰ نہیں کیا چھوڑ دیا تو اگر قعدہ اولیٰ واجب ہوتا تو آپ قعدہ کی طرف واپس لوٹ آتے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۱۴ تا ۱۱۵ ویاتی ص۱۱۵ وص۱۶۳ وص۱۶۴، وص۹۸۶ فی النذور. مسلم اول ص۲۱۱، باب ما جاء في سجدتي للسهو قبل السلام. وخرجه ابوداؤد في "باب من قام من ثنتين ولم يتشهد ص۱۴۸۔ ترمذی اول ص۵۱۔

**مقصد** تشہد پر امام بخاریؒ نے تین باب قائم کئے ہیں یہ پہلا باب ہے اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ تشہد رکن صلوٰۃ یا فرض نہیں ہے جس کے ترک سے نماز باطل ہو جائے، البتہ چونکہ ترک واجب ہوا اس لئے سجدۂ سہو لازم ہوا۔ امام بخاریؒ نے قوله لم يرجع سے یہ بھی بتلایا کہ اگر تشہد فرض و رکن ہوتا تو حضور اقدس علیہ السلام کھڑے ہونے کے بعد بھی اس کی طرف لوٹ جاتے جیسا کہ قعدہ اخیرہ کے ترک سہواً پر لوٹنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ وہ فرض ہے۔

**مذاہب ائمہ** امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک قعدہ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ دونوں میں تشہد پڑھنا واجب ہے۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک دونوں میں سنت ہے۔

(۳) امام شافعیؒ کے نزدیک اول قعدہ میں سنت ہے، مگر سنة الابعاض کہ جس کے سہواً ترک سے سجدہ سہو لازم اور قعدہ اخیرہ میں فرض۔

(۴) امام احمدؒ کے نزدیک اول میں واجب، ثانی میں فرض۔

**تشریح** امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے من لم ير التشهد الاول واجبا الخ یہاں واجب سے مراد فرض ہے۔

مطلب یہ ہے کہ قعدہ اولیٰ میں تشہد فرض نہیں ہے مگر واجب ہے کیونکہ اگر واجب نہ ہوتا تو سجدہ سہو کیوں کرتے احناف بھی اسی کے قائل ہیں۔ حنفیہ کے یہاں سنت سے اوپر اور فرض سے کم ایک درجہ واجب کا ہے۔

## باب ۵۳۷ التَّشَهُّدِ فی الْاُوْلٰی

### قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھنے کا بیان

۷۹۸ حَدَّثنا قُتَيْبَةُ قال حدّثنا بَكْرٌ عن جعفَرِ بن رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ عن عبدِ اللهِ بنِ مالِكِ ابنِ بُحَيْنَةَ قال صَلّٰى بِنا رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم الظُّهرَ فقامَ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فلمّا كانَ فی آخِرِ صَلٰوتِه سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُو جالِسٌ

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہؓ روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن) ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی تو (دو رکعتوں کے بعد) آپ کھڑے ہو گئے حالانکہ آپؐ کو بیٹھنا ضروری تھا پھر جب آپؐ نے نماز کا آخری قعدہ کیا تو آپؐ نے بیٹھے بیٹھے (سہو کے) دو سجدے کیے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "وعليه جلوس" ای جلسة التشهد الاول یعنی جلوس سے مراد تشہد ہے پس ترجمۃ الباب کی مطابقت ظاہر ہے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۵ و مر آنفا ص ۱۱۴ و یاتی ص ۱۶۳-۱۶۴ و ص ۹۸۶ و مسلم اول ص ۲۱۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ بیان کرنا ہے کہ قعدۂ اولیٰ میں تشہد کا حکم کیا ہے؟ باب سابق میں بخاریؒ نے یہ بتایا تھا کہ قعدۂ اولیٰ میں تشہد ایسا واجب و فرض نہیں ہے کہ جس کے فوت ہونے سے نماز ہی فوت ہو جائے۔

اب اس باب میں یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھنا واجب ہے کہ اس کے سہواً فوت ہونے پر سجدہ سہو سے تدارک ہو جائیگا جیسا کہ حدیث الباب سے معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر متعدد واجب ترک ہو جائیں تب بھی سجدہ سہو ایک ہی کافی ہوگا کیونکہ یہاں قعدہ اولیٰ بھی واجب تھا اور تشہد بھی، حضور اقدس علیہ السلام سے دو واجب سہواً ترک ہو گئے تھے ایک قعدہ اولیٰ دوسرا تشہد، مگر آپؐ نے ایک ہی سجدہ سہو کیا اور یہی قول جمہور کا ہے۔ واللہ اعلم۔

---

## ﴿ بَابُ التَّشَهُدِ فِى الآخِرَةِ ﴾ ۵۳۸

## آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کا بیان

۷۹۹ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قال حدثنا الاَعْمَشُ عن شَقِيْقِ بنِ سَلَمَةَ قال قال عبدُ اللهِ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قُلْنا السَّلامُ على جبرئيلَ وَمِيْكَائِيْلَ السَّلامُ عَلٰى فلانٍ وَفُلانٍ فالتفتَ اِلَيْنَا رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فقال اِنَّ اللهَ هُوَ السَّلامُ فاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَقُل التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلامُ عليكَ اَيُّهَا النبيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمُوهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِى السَّمَاءِ وَالاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ محمّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہم (پہلے پہل) جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو (سلام کے وقت) یوں کہتے "السلام علیٰ جبرئیل و میکائیل "الخ (یعنی سلام ہو جبرئیل علیہ السلام پر اور میکائیل علیہ السلام پر اور سلام ہو فلاں پر اور فلاں پر پھر (ایک روز ایسا ہوا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا بلاشبہ اللہ تو خود سلام ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کا تو نام خود سلام ہے اللہ کو سلام بھیجنے کی کیا ضرورت ہے؟) اس لئے جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو (یہ) کہے التحیّات لِلّٰہ وَالصّلوات الخ (یعنی تمام قولی عبادتیں اور تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اے پیغمبر آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں (آپ پر نازل ہوتی رہیں) ہم پر سلام اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر (سلام ہو) جب تم یہ کہو گے تو یہ دعا اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائیگی خواہ وہ آسمان میں ہوں یا زمین میں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندہ اور رسول ہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة يوخذ من "فاذا صلّى احدكم فليقل التحيات لِلّٰه الخ"

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۱۵ و ياتى فى "باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد" ص ۱۱۵ وص ۱۶۰ وص ۹۲۰ تا ص ۹۲۱ وص ۹۲۶ وص ۹۳۶ تا ص ۹۳۷ وص ۱۰۹۸۔ ومسلم اول ص ۱۷۳۔ وابوداؤدنی ص ۱۳۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد تشہدین کے حکم میں اختلاف کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیر میں تشہد کا کیا حکم ہے؟ اقوال مختلف ہیں جیسا کہ ایک باب پہلے یعنی باب من لم یر التشهد الاول میں مذاہب ائمہ کے تحت گذر چکا۔

**سوال** : بخاریؒ نے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے تشھد فی الآخرۃ حالانکہ روایت میں تشہد فی الآخرۃ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے؟

**جواب** : بخاریؒ نے اطلاق روایت سے اخذ کیا ہے چونکہ روایت میں قعدۂ اولیٰ وآخرہ کی کوئی قید نہیں ہے اس لئے آخرہ کا بھی احتمال ہے اور اس احتمال کے لئے قرینہ موجود ہے اور قرینہ یہ ہے کہ صرف ایک باب کے بعد یہی روایت ابن مسعودؓ کی آرہی ہے جس میں آخر روایت میں ہے "ثم لیتخیر من الدعاء اعجبه الیه" (یعنی جو دعا پسند ہو اس کو اختیار کرے)

اور یہ معلوم ہے کہ دعا قعدہ اخیرہ میں ہوگی لہٰذا اس سے مراد قعدہ اخیرہ ہی متعین ہے واللہ اعلم۔

**تشریح** التحیات یہ تحیۃ کی جمع ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "معناه السلام وقیل البقاء وقیل العظمة وقیل السلامة من الآفات والنقص" (عمدہ)

علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں بادشاہان عالم کے سلام وآداب کے لئے مخصوص کلمات والفاظ تھے، لیکن حق تعالیٰ کی شایان شان ان میں سے کوئی بھی نہ تھا چونکہ حق تعالیٰ ملک الملوک ہے اسلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ رب العالمین میں سلام پیش کرنے کا جامع اسلوب اختیار فرمایا التحیّات لِلّٰه یعنی جملہ انواع تعظیم وتکریم صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

**والصّلوات** هی الصلوات المعروفه وهی الخمسه الخ (عمدہ) یعنی پنج وقتہ فرائض مراد ہیں یا تمام نمازیں مراد ہیں خواہ فرائض ہوں یا مع نوافل ہ یا علی الاطلاق تمام عبادات مراد ہوں۔

**والطیبات** ای ما طاب من القول والعمل یعنی ہر اچھے اقوال واعمال مراد ہیں۔

**السلام علیك ایها النبی الخ** اکثر روایات میں یہ جملہ اسی طرح منقول ہے لیکن مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک راویت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تشہد بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں "وهو (ای هذا التشهد حینما کان النبی صلی الله علیه وسلم) بین ظهرانینا فلما قبض قلنا السلام علی النبی"

اس کی بنا پر بعض اہل ظاہر نے کہہ دیا کہ صیغہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے منسوخ ہے لیکن محققین نے اس کی تردید کی ہے اسلئے یہ روایت اگر صحیح بھی ہو تب بھی ان روایات کثیرہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی جن میں صیغہ خطاب وارد ہوا ہے، نیز صحابہ کرامؓ کا تعامل بھی صیغہ خطاب ہی پر ہے لہٰذا محض ایک روایت کی بنا پر تواتر کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے کسی ایک موقعہ پر غائب کا صیغہ استعمال کیا اور اس سے مقصود بیان جواز ہو۔

بہر حال تشہد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر خطاب کے صیغہ کے ساتھ سلام بھیجا جانا یا واقعہ معراج کی یاد کے طور پر ہے یا یہ کہ آپؐ کی خصوصیت ہے واللہ اعلم۔

التحیات لِلّٰہ الی آخرہ ،علماء نے لکھا ہے کہ شب معراج میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ان الفاظ سے کی التحیات للّٰہ والصلوات والطیبات تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اپنی امت کو کسی موقع پر نہ بھولتے تھے اسلئے) آپؐ نے فرمایا السلام علینا الخ پھر حضرت جبرئیلؑ نے جب یہ سنا تو فرمایا اشهد ان لا اله الا اللّٰه الی آخره۔

## باب[۵۳۹] الدُّعَاءِ قبلَ السَّلام

### سلام پھیرنے سے پہلے دعا پڑھنے کا بیان
### (یعنی تشہد و درود کے بعد سلام سے پہلے کیا دعاء پڑھے؟)

۸۰۰ حَدَّثَنَا اَبُو الیَمَانِ قال اَخبَرنَا شُعَیبٌ عنِ الزُهرِیّ قال اَخبَرنا عُروَةُ بنُ الزُبَیرِ عن عائِشَةَ زَوجِ النبیِّ صلی الله علیه وسلم اَخبَرَتهُ اَنّ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یَدعو فی الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمّ اِنّی اَعُوذُبِكَ مِن عَذابِ القَبرِ وَاَعُوذُبِكَ مِن فِتنَةِ المَسِیحِ الدَّجالِ وَاَعُوذُبِكَ مِن فِتنَةِ المَحیَا وَفِتنَةِ المَمَاتِ اَللّٰهُمّ اِنّی اَعُوذُبِكَ مِن المَاثَمِ وَ المَغرَمِ فقال لهُ قائِلٌ مَا اَکثَرَ مَا تَستَعِیذُ مِن المَغرَمِ فقال اِنّ الرَّجُل اِذا غَرِمَ حَدّثَ فکذِبَ وَاِذا وَعَدَ اَخلَفَ وقال محمّدُ بنُ یُوسُفَ سَمِعتُ خَلفَ بنَ عامِرٍ یقولُ فی المَسِیحِ وَالمَسِّیحِ لیسَ بینهما فرقٌ وَهُمَا وَاحِدٌ اَحَدُهُمَا عِیسٰی علیه السلام وَالآخَرُ الدَّجَالُ و عنِ الزهرِیِّ قال اَخبَرَنی عُروَةُ بنُ الزُبَیرِ اَنّ عائِشَةَ قالتْ سَمِعتُ رسولَ اللّٰه صلی الله علیه وسلم یَستَعِیذُ فی صَلٰوتِهٖ مِن فِتنَةِ الدَّجَّالِ

**ترجمہ** نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا کرتے تھے (ترجمہ) اے اللہ قبر کے عذاب سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اور دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی کے اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے اللہ میں تیری پناہ

مانگتا ہوں گناہوں سے اور قرض سے اس پر ایک کہنے والے نے کہا (یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا) کہ کیا سبب ہے کہ آپ قرض سے بہت ہی زیادہ پناہ مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا آدمی جب قرضدار ہوتا ہے تو جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور محمد بن یوسف نے کہا میں نے خلف بن عامر سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ مَسِیح اور مَسِّیح کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے دونوں ایک ہیں ان دونوں میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور دوسرا دجّال ہے، اور زہری نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اپنی نماز میں دجّال کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی " ان رسول الله صلی الله عليه وسلم كان يدعو فی الصلوٰة" ای فی آخر الصلوة بعد التشهد قبل السلام جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت میں ہے "واذا فرغ احدكم من التشهد الاخير فليتعوذ من اربع الحديث (عمدہ)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۵ ويأتی ص ۳۲۲ و فی "باب التعوذ من المأثم والمغرم ص ۹۴۲، ایضا ص ۹۴۳ فی "باب الاستعاذة من ارذل العمر، ایضا ص ۹۴۳ فی باب الاستعاذة من فتنة الغنی، ایضا فی باب التعوّذ من فتنة الفقر ص ۹۴۳ تا ۹۴۴ و ص ۱۰۵۵ تا ص ۱۰۵۶۔

۸۰۱﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ قال حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن يَزِيْدَ بنِ اَبِی حَبِيْبٍ عن اَبِی الخَيْرِ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عَمرٍو عن اَبِی بَكرِ الصِّدِّيْقِ رضی اللّٰه عنه انَّهُ قال لِرَسولِ اللّٰه صلی الله عليه وسلم عَلِّمْنِی دُعاءً اَدْعُو بِهٖ فی صَلاتِی قال قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفسِی ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلا يَغفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ فاغْفِرْلِی مَغْفِرَةً مِن عِندِكَ وَارْحَمْنِی اِنَّكَ اَنتَ الغَفُورُ الرَّحِيْمُ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجیے جس کو میں اپنی نماز میں پڑھ لیا کروں ارشاد فرمایا کہ یہ پڑھا کرو "اللّٰهُمَّ انی ظلمت الخ (ترجمہ) اے اللہ میں نے اپنی ذات پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے تو اپنی بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر بیشک تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة توخذ من "علّمنی دعاء ادعوبه فی صلاتی"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۵ ويأتی ص ۹۳۶ وفی التوحيد ص ۱۰۹۹ ومسلم جلد ثانی فی "باب

الدعوات و التعوذ ص ۹۴۷۔ترمذی جلد ثانی ص ۱۹۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے محل دعا کو بیان کرنا ہے چونکہ باب کی دونوں روایتوں میں نماز میں دعاء کا ذکر ہے پہلی روایت میں ہے کان یدعو فی الصلوۃ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا کرتے تھے اور دوسری روایت میں "علِّمنی دعاءً ادعو به فی صلوٰتی" مگر کسی روایت میں محل دعا کی تعیین نہیں ہے اسلئے امام بخاری نے تشہد فی الآخرہ کے بعد باب الدعاء قبل السلام سے دعا کا محل بتلا دیا کہ آخری قعدہ میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے دعا پڑھی جائے گی۔

**دعاء کا حکم** نماز میں تشہد اور درود کے بعد دعا فرض و واجب نہیں ہے بلکہ سنت و مستحب ہے۔یہی جمہور ائمہ کا مسلک ہے صرف اہل ظواہر بشمول ابن حزم ایجاب دعا کے قائل ہیں، ابن حزم تو تشہد اول میں بھی ایجاب دعا کے قائل ہیں۔

جو دعائیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی و ثابت ہیں عند الاحناف سب نماز کے اندر جائز ہیں مگر ایسی دنیاوی باتوں کی دعا جو انسان بھی پوری کر سکتا ہے ایسی دعا عند الاحناف جائز نہیں۔مسلم شریف جلد اول ص ۲۰۳ "باب تحریم الکلام فی الصلوۃ" میں ارشاد نبوی ہے انّ هذه الصلوة لا يصلح فيها شيء من كلام الناس انما هو التسبيح و التكبير وقراءة القرآن الخ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہماری اس نماز میں کلام ناس کی کوئی گنجائش نہیں یہ صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن مجید کی تلاوت ہے۔

شافعیہ اور حنابلہ ہر قسم کی دعاء کو جائز کہتے ہیں۔واللہ اعلم۔

**تشہد کے بعد درود شریف اور امام بخاریؒ** حضرت شاہ صاحب (کشمیریؒ) نے فرمایا مجھے بہت تعجب ہے کہ امام بخاریؒ نے تشہد کے بعد دعاؤں کے ابواب شروع کر دیئے اور درود شریف کو ترک کر دیا، نہ اس پر باب قائم کیا نہ اس کا کچھ حکم بتلایا حالانکہ ان کے پاس اس کے لئے صحیح حدیث بھی ان کی شرط پر موجود تھی جس کو وہ کتاب الدعوات میں لائیں گے اور "باب الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم" یہ حدیث بخاری جلد ثانی ص ۹۴۰ میں آئے گی۔

حضرت نے فرمایا کہ نماز کے اندر آخری تشہد کے بعد درود شریف کا پڑھنا امام شافعیؒ کے نزدیک تو فرض ہے مگر جمہور کے نزدیک سنت ہے اسلئے اس سے کم درجہ تو کسی طرح بھی نہیں ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ امام شافعیؒ کے رد کے واسطے امام بخاری نے ایسا کیا ہے تب بھی اس کا بالکل ترک کر دینا مناسب نہیں تھا، اور میں اب تک نہیں سمجھ سکا کہ امام بخاری کے لئے اس کے ترک کی کیا توجیہ ہو سکتی ہے؟ اگر امام بخاری نے درود کو صرف دعا کے طور پر خیال کیا اور نماز کے اندر اس کو داخل نہ سمجھا تو اس کے مقابلہ میں وہ حدیث

ابن مسعودؓ ہے جس میں نماز کے اندر درود پڑھنے کا سوال اور حضور علیہ السلام کا جواب بھی اسی کے لئے ہے پھر حدیث کو اس زیادۃ کے ساتھ محدث بیہقی، حاکم، ابن حبان، ابن خزیمہ اور دار قطنی نے روایت کیا ہے اور سب نے اس کی تصحیح بھی کی ہے لہٰذا درود کا محلِ صلوۃ ہونا متعین ہوگیا۔ (اعلاء السنن، ج:۳، ص:۱۵۲، انوار الباری جلد چہاردہم)

**محدثین عظام کا طریقہ** امام بخاریؒ کے بعد امام ترمذیؒ کا طریقہ بھی انتہائی تعجب خیز ہے کہ ترمذی اول ص ۳۸ سے ص ۳۹ تک تشہد کے سلسلے میں مختلف ابواب قائم کرنے کے بعد **باب ما جاء فی الاشارہ** کے بعد **باب ما جاء فی التسلیم فی الصلوۃ** لائے اور درود شریف کا باب چھوڑ دیا۔

مزید تفصیل کے لئے انوار الباری جلد چہارم ص ۲۰۰ کا مطالعہ کیجیے۔

**تشریح** امام بخاریؒ نے اس باب میں دو روایت ذکر فرمایا ہے، ان دونوں روایتوں سے صرف نماز میں دعا کرنا معلوم ہوتا ہے اب سوال یہ ہے کہ بخاریؒ نے قبل السلام کا ترجمہ کہاں سے اخذ کیا ہے؟

**جواب** روایت سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ دعاء ماثورہ نماز میں پڑھی جائے گی لہٰذا نماز میں جس مقام پر بھی دعا پڑھیں گے اسی وقت قبل السلام کا قول صادق آئیگا اور دعا کا قبل السلام ہونا ثابت ہو جائیگا۔

۲ پہلے تشہد کا بیان چل رہا ہے اب دعا کا تذکرہ ہے تو معلوم ہوا کہ دعا بعد التشہد ہی مراد ہے **کان یدعو فی الصلوۃ** امور مذکورہ سے آپ کا استعاذہ تعلیما للامۃ تھا ۲ اظہار عبدیت۔

## باب ۵۴۰ مَا يُتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعاءِ بعدَ التَّشَهُّدِ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ

### تشہد کے بعد جو دعا اختیار کی جاتی ہے اس دعا کا پڑھنا واجب نہیں ہے

۸۰۲ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثنا يَحْيٰى عن الاَعْمَشِ قال حَدَّثنِي شَقِيقٌ عن عبدِ اللّٰه قال كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الصَّلٰوةِ قلنا السَّلامُ عَلَى اللّٰهِ مِن عِبادِهِ السَّلامُ عَلٰى فلانٍ وَ فلانٍ فقال النبيّ صلى الله عليه وسلم لا تَقُولُوا السَّلامُ على اللّٰهِ فإنَّ اللّٰه هُوَ السَّلامُ وَلٰكِن قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النبيُّ ورحمةُ اللّٰه وَ بَرَكَاتُهُ السَّلامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ فإِنَّكُم إِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِي السَّمَاءِ أَوْ بَيْنَ السَّماءِ وَالاَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہم (پہلے) جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو ہم یوں کہا کرتے "اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ پر سلام، فلاں اور فلاں پر سلام" پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مت کہو اللہ پر سلام کیونکہ اللہ تو خود سلام ہے (یعنی سب کو سلامت رکھنے والا) بلکہ یہ کہو "التحیاتُ لِلّٰہ و الصّلواتُ الخ"

ترجمہ وتشریح کے لئے باب ۵۲۸ کی حدیث ۷۹۹ مطالعہ فرمائیے۔

فانکم اذا قلتم الخ تم جب یہ کہو گے تو آسمان پر خدا کے تمام بندوں کو پہونچے گا یا (یہ کہا کہ) آسمان و زمین کے درمیان (تمام بندوں کو پہونچے گا) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر دعاؤں میں سے جو دعا اس کو پسند ہو اس دعا کو اختیار کرے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة "ثم ليتخيّر من الدعاء"

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۱۵ و مر ص ۱۱۵، و ياتی ص ۱۶۰ وص ۹۲۰ تا ص ۹۲۱ وص ۹۲۶ وص ۹۳۶ تا ص ۹۳۷ وص ۱۰۹۸ و مسلم اول ص ۱۷۳، ابوداؤد ص ۱۳۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ اگرچہ لیتخیر من الدعاء بظاہر امر کا صیغہ وارد ہوا ہے لیکن یہ امر ایجابی نہیں ہے چنانچہ بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں اس کی تصریح "ولیس بواجب" سے کر دی ہے۔

**سلام کے بعد دعاء کرنا** ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (نماز سے) سلام پھیرتے تو صرف اتنی دیر بیٹھتے جتنی دیر میں یہ دعا پڑھتے:

اللّٰهُمّ انت السلام و منك السلام اے اللہ تو ہی سلام ہے اور سلامتی تجھ ہی سے ہے تو بڑی برکت والا، تبارکت ذالجلال والاکرام. عزت والا اور بزرگی والا ہے۔ (ترمذی جلد اول فی "باب ما يقول اذا سلم" ص ۳۹)

امام ترمذیؒ نے ایک روایت ان الفاظ سے نقل کی ہے تبارکت یا ذا الجلال و الاکرام، ص ۳۹۔ امام ترمذی کہتے ہیں حضرت عائشہؓ کی حدیث حسن صحیح ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ سلام پھیرنے کے بعد فرماتے تھے لا اله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو على كل شيء قدير اللهم لا مانع لما اعطيت و لا معطى لما منعت و لا ينفع ذا الجد منك الجد.

و روى انه كان يقول سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين

والحمد لله رب العالمين . (ترمذی اول ص ۳۹)
امام بخاریؒ نے کتاب الدعوات میں مستقل ترجمۃ الباب قائم کیا ہے:-
"باب الدعاء بعد الصلوة" (بخاری، ص ۹۳۷)
حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں ای المکتوبات (فتح، ج:۱۱،ص ۱۱۱)
حافظ نے تفصیل سے بحث کی ہے اور فرمایا "اخرج الطبری من رواية جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد المكتوبة افضل من الدعاء بعد النافلة كفضل المكتوبة على النافلة الخ" (فتح، ج:۱۱،ص ۱۱۲) تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ فرمائیے۔
اس سے معلوم ہو گیا کہ علامہ ابن قیم کا علی الاطلاق دعا بعد السلام کا انکار یا عدم مشروعیت کا دعویٰ قابل قبول نہیں۔

**دعاء کے بعد ہاتھ اٹھانا** حضرت امام مالکؒ سے منقول ہے کہ صرف استسقاء میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے بقیہ مواضع میں نہیں لیکن عندالجمہور سب مواضع میں ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ منہ پر پھیرنا افضل ہے چونکہ جب انسان ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اس پر اترتی ہیں اس واسطے ہاتھ کو منہ پر بھی پھیر لینا چاہئے۔ چنانچہ حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ربكم حى كريم يستحيى من عبده اذا رفع يديه ان يردهما صفرا' رواه ابو داؤد، وابن ماجه والترمذى وحسّنهٗ وقال الحافظ فى الفتح سنده جيّد (آثار السنن جلد اول ص ۱۲۷)

## ﴿بابٌ۵۴۱ مَنْ لَمْ يَمْسَحْ جَبْهَتَهٗ وَاَنْفَهٗ حتّى صَلّى قال اَبُو عبدِاللّٰه رَاَيتُ الحُمَيْدِىَّ يَحْتَجُّ بِهٰذَا الحَدِيْثِ اَن لَا يَمْسَحَ الجَبْهَةَ فى الصّلٰوةِ﴾

باب: (نماز میں جس شخص کی پیشانی یا ناک سے مٹی لگ جائے) تو اپنی پیشانی اور ناک کو نہ پوچھے (یعنی صاف نہ کرے) جب تک کہ نماز سے فارغ نہ ہو

۸۰۳ ﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ اِبْرَاهِيمَ قال حَدَّثَنا هِشَامٌ عن يَحْيىٰ عن اَبى سَلَمَةَ قالَ سَالتُ اَبَا سَعِيْدِ نِ الخُدْرِىَّ فقال رايتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَسْجُد فى المَاءِ وَالطِّيْنِ حتى رَاَيتُ اَثَرَ الطِّيْنِ فى جَبْهَتِه ﴾

**ترجمہ** ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے (شب قدر کے متعلق) پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے (اس رات میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی اور کیچڑ میں سجدہ

کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپؐ کی پیشانی میں، میں نے کیچڑ کا نشان دیکھا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی "حتى رايت اثر الطين فی جبهته"

یعنی حضرت ابو سعید خدریؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر مٹی کا نشان دیکھا جس سے معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ نے پیشانی اور ناک سے مٹی صاف نہیں کی۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۵ و مر ص ۹۲ وص ۱۱۲ و ياتی ص ۲۷۰ وص ۲۷۱ وص ۲۷۲ تا ص ۲۷۳، ایضا ص ۲۷۳ باقی کے لئے دیکھئے باب ۵۲۵، حدیث ۷۸۲۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد واضح ہے کہ نمازی سجدہ وغیرہ میں اپنی پیشانی نہ پوچھے یعنی اگر پیشانی اور ناک میں مٹی لگ جائے تو صاف نہ کرے۔

لیکن یہ عدم مسح اس وقت ہے جب کہ وہ مٹی سجود سے مانع نہ ہو ورنہ آہستہ سے ایک ہاتھ سے صاف کر سکتا ہے اور ممانعت مسح اس بنا پر ہے کہ وہ تواضع کی علامت ہے۔

**سوال :** بخاریؒ نے اپنے شیخ حمیدی کا استدلال نقل کر دیا ہے لیکن ترجمۃ الباب میں اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں کیا کہ مسح جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** چونکہ روایت میں صرف اتنا ہے "رايت اثر الطين فی جبهته" اس سے عدم مسح کا قطعی فیصلہ مشکل ہے کیونکہ یہ حدیث محتمل ہے، احتمال ہے کہ آپؐ نے پونچھا ہو اور اس کا نشان رہ گیا ہو۔ ۲ یا آپؐ بھول گئے ہوں، ۳ آپؐ نے بیان جواز کے لئے ایسا کیا ہو، ۴ یا حضور اقدسؐ نے اولیٰ کو اختیار فرمایا ہو بہر حال عدم جواز کا فیصلہ مشکل تھا اس لئے بخاریؒ نے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا۔ چنانچہ علماء سے کراہت اور عدم کراہت دونوں قول منقول ہے۔ واللہ اعلم۔

## باب ۵۴۲ التَّسْلِيمِ

### سلام پھیرنے کا بیان (ای فی آخر الصلوٰۃ)

۸۰۴ حَدَّثَنا مُوسَى بنُ اِسمٰعِيلَ قال حَدَّثَنا اِبْراهِيْمُ بنُ سَعْدٍ قال حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ عن هِنْدٍ بنتِ الحٰرِثِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ قالتْ كان رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا سَلَّمَ قامَ النِّساءُ حِيْنَ يَقْضِي تَسْلِيْمَهُ وَمَكَثَ يَسِيرًا قَبْلَ اَنْ يَقومَ قالَ ابنُ شِهابٍ فَاُرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ مَكْثَهُ لِكَيْ يَنْفُذَ النِّساءُ قَبْلَ اَنْ يُدْرِكَهُنَّ مَنِ انْصَرَفَ مِنَ القَومِ

**ترجمہ** ہند بنت الحارث سے روایت ہے کہ ام سلمہ (ام المؤمنینؓ) نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (نماز سے) سلام پھیرتے تو سلام کے ختم ہوتے ہی عورتیں اٹھ کھڑی ہوتیں اور آپ کھڑے ہونے سے پہلے تھوڑی دیر بیٹھے رہتے، ابن شہاب نے فرمایا کہ میرا خیال ہے واللہ اعلم۔ آپ کے ٹھہرنے کی وجہ یہ تھی کہ عورتیں چل دیں اور قوم نماز سے فارغ ہو کر عورتوں کو نہ پائیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اذا سلّم".

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۶ ویاتی ص ۱۱۷ وص ۱۱۹ وص ۱۲۰ وخرجه ابو داؤد في "باب انصراف النساء قبل الرجال الخ، ج:۱، ص ۱۴۹، والنسائي ايضاً۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے اپنی طرف سے کوئی حکم نہیں بیان کیا ہے کہ یہ سلام پھیرنا فرض ہے یا واجب؟ غالبا اختلاف روایات اور اختلاف ائمہ کی وجہ سے کوئی حکم نہیں لگایا۔ واللہ اعلم۔

**مذاہب ائمہ** (۱) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک خروج عن الصلوٰۃ کے لئے السلام عليكم فرض ہے۔ اختلف العلما في هذا فقال مالك والشافعي واحمد واصحابهم اذا انصرف المصلى من صلوته بغير لفظ التسليم فصلاته باطلة (عمدہ، ج ۶، ص ۱۲۱)

**دلائل ائمہ ثلاثہ** ۱۔ حدیث الباب كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم الخ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ السلام علیکم کے ساتھ نماز سے فراغت حاصل فرمائی اور پھر فرمایا "صلوا كما رايتموني اصلي" معلوم ہوا کہ فرض ہے۔

۲۔ ارشاد نبوی وتحليلها التسليم (ترمذی، ابوداؤد)

اس میں خبر معرف باللام ہے جو مفید حصر ہے مطلب یہ ہے کہ نماز سے حلال ہونا صیغۂ تسلیم یعنی السلام علیکم کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۲) وذهب عطاء بن ابي رباح وسعيد بن المسيب و ابراهيم و قتادة و ابوحنيفه و ابويوسف و محمد و ابن جرير الطبري بهذا الى ان التسليم ليس بفرض حتى لو تركه لا تبطل صلوته (عمدہ، ج:۶، ص ۱۲۱)

**دلائل احناف وغیرہ** حدیث الباب خبر واحد ہے جس سے وجوب ثابت ہو سکتا ہے فرضیت نہیں۔

۲۔ دوسری دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تشہد کی تعلیم دے کر فرمایا "اذا قلت هذا او قضيت هذا فقد قضيت صلاتك ان شئت ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد فاقعد (ابوداؤد جلد اول ص ۱۳۹ في "باب التشهد")

اس سے ثابت ہوا کہ قعود بقدر تشہد کے بعد کوئی اور فریضہ نہیں ہے البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مواظبت اور حدیث باب کے الفاظ سے وجوب ضرور معلوم ہوتا ہے، سو حضرات حنفیہ السلام علیکم کے الفاظ سے خروج کو واجب کہتے ہیں یعنی سلام سے ختم نہ کرنے کی صورت میں نماز کا اعادہ واجب ہے کیونکہ سلام واجب ہے اور واجب کے چھوٹ جانے سے نماز مکروہ تحریمی ہو جاتی ہے اور جو نماز مکروہ تحریمی ہو اس کو لوٹانا واجب ہے۔

## ﴿ بَابٌ ۵۴۳ يُسَلِّمُ حِيْنَ يُسَلِّمُ الإِمَامُ ﴾

## ﴿ وكَانَ ابنُ عُمَرَ يَسْتَحِبُّ اِذَا سَلَّمَ الإِمَامُ اَن يُسَلِّمَ مَنْ خَلْفَهُ ﴾

### باب: جس وقت امام سلام پھیرے تو مقتدی بھی سلام پھیرے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ مستحب جانتے تھے کہ جب امام سلام پھیرے تو اسکے پیچھے جو لوگ (مقتدی) ہیں وہ بھی سلام پھیریں

۸۰۵ ﴿ حَدَّثَنا حِبَّانُ بنُ مُوسىٰ قال اَخْبَرَنَا عبدُ اللّٰه قال اَخبرنا مَعْمَرٌ عنِ الزُهْرِيِّ عن مَحْمودٍ هو ابنُ الرَّبِيْعِ عن عِتْبَانَ بنِ مالِكٍ قال صَلَّيْنَا مع رسولِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فسَلَّمْنا حِيْنَ سَلَّمَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عتبان بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب آپؐ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی "فسلّمنا حين سلّم"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۱۶ و مر ص۶۰، ایضا مفصلا ص۶۰ تا ۶۱ وص۹۲ وص۹۵ وص۱۵۸ وص۵۷۲ وص۸۱۳ وص۹۵۰ وص۱۰۲۵۔

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے۔ سلام پھیرنے میں مقتدی امام کے سلام کے ساتھ سلام پھیر سکتا ہے یعنی مقارنت درست ہے۔

چونکہ حدیث باب میں دو احتمال ہیں سلمنا حین سلم یعنی حضور اقدس علیہ السلام ہی کے ساتھ ہم نے سلام پھیرا، یہ ہے مقارنت و معیت۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے سلام پھیرا تو ہم نے حضور کے سلام کے بعد سلام پھیرا یعنی متابعت کی۔

بخاریؒ نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا اثر پیش کر کے اپنا رجحان ومیلان بتلا دیا کہ جب امام سلام پھیرے ساتھ ہی ساتھ مقتدی بھی سلام پھیرے یہ ضروری نہیں کہ مقتدی امام کے سلام کے بعد سلام پھیرے بلکہ ساتھ ساتھ پھیر سکتا ہے۔

پس اس سے بخاری نے ان حضرات کا رد کر دیا جو مقارنت کو مفسد صلوٰۃ کہتے ہیں جیسا کہ مالکیہ سے منقول ہے نیز اس سے حضرات شوافع اور حنابلہ کی بھی تردید ہوگئی جو مقارنت کی کراہت کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم۔

## ﴿ بابٌ [۵۴۴] مَن لَمْ يَرُدَّ السَّلامَ عَلَى الإمَامِ وَاكْتَفٰى بِتَسْلِيمِ الصَّلٰوةِ ﴾

## باب، جو امام کی طرف سلام پھیرنے کو نہیں کہتے اور صرف نماز کے سلام پر اکتفا کرتے ہیں

۸۰۶﴿ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قال اَخْبَرَنا عبدُ اللهِ قال اَخْبَرَنا مَعْمَرٌ عنِ الزُّهْرِيِّ قال اَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بنُ الرَّبِيْعِ وَزَعَمَ اَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِن دَلْوٍ كان في دَارِهِمْ قال سَمِعْتُ عِتْبَانَ بنَ مالِكٍ الانصارِيَّ ثُمَّ اَحَدَ بني سَالِمٍ قال كُنْتُ اُصَلِّي لِقَومِي بَنِي سالِمٍ فاتيتُ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم فقُلْتُ اِنِّي اَنْكَرْتُ بَصَرِي وَاِنَّ السُّيُولَ تَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قومِي فلَوَدِدْتُ اَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ في بَيْتِي مَكانًا حتى اتَّخِذَهُ مَسْجِدًا فقال اَفعلُ اِنْ شاءَ اللّٰه فغَدَا عليَّ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وَاَبُوبَكرٍ مَعَهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهارُ فاستَاذَنَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم فاَذِنْتُ لَهُ فلَمْ يَجْلِسْ حتى قال اَيْنَ تُحِبُّ اَن اُصَلِّيَ مِن بَيْتِكَ فاشارَ اِلَيْهِ مِنَ المَكانِ الذِي اَحَبَّ اَن يُصَلِّيَ فِيْهِ فقامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنا حِيْنَ سَلَّمَ ﴾

**ترجمہ** حضرت محمود بن الربیعؓ کہتے تھے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (پوری طرح سے) یاد ہیں اور آپؐ کی وہ کلی بھی یاد ہے جو آپ نے ان کے (یعنی میرے) گھر کے ایک ڈول سے لے کر میرے چہرہ پر ماری، محمودؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عتبان بن مالک انصاریؓ سے جو بنی سالم میں سے ایک شخص تھے انھوں نے کہا میں اپنی قوم بنی سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں اپنی بینائی کو کمزور محسوس کرتا ہوں اور (برسات میں) پانی کے نالے میرے اور میری قوم کی مسجد کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں اس لئے میری خواہش ہے کہ آپ میرے مکان پر تشریف لائیں اور میرے گھر کسی جگہ نماز پڑھ دیجئے تاکہ میں اس جگہ کو مسجد مقرر کرلوں، آپ نے فرمایا انشاء اللہ میں ایسا کروں گا چنانچہ صبح کو جب دن چڑھ گیا تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابوبکرؓ آپ کے ساتھ تھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو میں نے آپ کو اجازت دی، آپ بیٹھے نہیں بلکہ فرمایا کہ تم اپنے گھر میں کس جگہ کو پسند کرتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟ عتبانؓ نے ایک پسندیدہ جگہ نماز کے لئے بتلادی، آپ (نماز کیلئے) کھڑے ہوئے اور ہم لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بنائی جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ثم سلم وسلمنا حين سلم"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۶ و مر آنفا ص ۱۱۶ و مر ص ۶۰ و مر مفصلا ص ۶۰ تا ص ۶۱ و ص ۹۲ و ص ۹۵ و یاتی ص ۱۵۸ و ص ۵۷۲ و ص ۸۱۳ و ص ۹۵۰ و ص ۱۰۲۵۔

**مقصد ترجمہ** امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں کی تردید ہے جو لوگ مقتدی کیلئے تین سلام کے قائل ہیں اور یہ مالکیہ کا مسلک ہے وہ کہتے ہیں کہ مقتدی تین سلام کرے ایک دائیں، دوسرا بائیں طرف اور تیسرا سلام امام کو۔

جمہور ائمہ حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ صرف دو سلام ہے دائیں اور بائیں۔

امام بخاریؒ جمہور کی تائید فرمارہے ہیں اور مالکیہ کی تردید کررہے ہیں۔ مالکیہ کا استدلال ابوداؤد جلد اول ص ۱۴۳، حضرت سمرہ بن جندب کی روایت سے ہے قال امرنا النبی صلی الله عليه وسلم ان نردَّ علی الامام وان نتحاب الخ امام بخاریؒ نے اپنے ترجمہ سے بتلادیا کہ روایت میں تیسرے سلام کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا تسلیم صلوٰۃ ہی کافی ہے۔

ابوداؤد شریف کی روایت کی تاویل جمہور یہ کرتے ہیں کہ امام پر سلام کی نیت کرے جیسے حفظہ وغیرہ پر سلام کی نیت کرے گا۔ واللہ اعلم۔

## ﴿ بابٌ ۵۴۵ الذِّكرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ﴾

## نماز کے بعد ذکر (الٰہی) کا بیان

۸۰۷ ﴿ حَدَّثَنا اِسْحٰقُ بنُ نَصْر قال اَخْبَرَنا عبدُ الرَّزَّاقِ قال اَخْبَرَنا ابنُ جُرَيْجٍ قال اَخْبَرَنِي عَمْرٌو اَنَّ اَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابنِ عبّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ ابنَ عبّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَفْعَ الصَّوتِ بالذِّكرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كانَ عَلٰى عَهْدِ النبيِّ صلی الله عليه وسلم وَقال ابنُ عبّاسٍ كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انصَرَفُوا بِذٰلِكَ اِذَا سَمِعْتُهُ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابو معبد (نافذ) کو خبر دی کہ فرض نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں تو لوگوں کے نماز سے فارغ ہونے کو اسی ذکر سے جانتا تھا جب اس کو سنتا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كنت اعلم اذا انصرفوا بذلك اذا سمعته"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ١١٦ ومسلم اول ص ٢١٧ وابوداؤد اول فی الصلوٰۃ ص ۱۴۴۔

۸۰۸﴿ حَدَّثَنا عَلِيٌّ قال حَدَّثَنا سُفيٰنُ قال حَدَّثنا عَمْرٌو قال اَخْبَرَنِی اَبو مَعبَدٍ عَنِ ابنِ عبّاسٍ قال كنتُ اَعْرِفُ انقِضَاءَ صَلوٰةِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم بالتَكبیرِ، قال عَلِیٌّ حَدَّثَنا سُفیٰنُ عن عَمْرٍو قال كان اَبُومَعْبَدٍ اَصْدَقَ مَوَالِی ابنِ عبّاسٍ قال عَلِیٌّ وَاسمُهُ نافِذٌ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا اسی وقت پہچانتا (سمجھ جاتا) جب تکبیر کی آواز سنتا۔

علی بن عبداللہ مدینی نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو کے واسطہ سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے موالی میں سب سے زیادہ سچے (قابل اعتماد) ابو معبد تھے علی نے بتایا کہ ان کا نام نافذ ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة "كنت اعرف انقضاء صلوٰة النبی صلی اللّٰه عليه وسلم بالتكبير"

پہلی حدیث میں بالذکر کا لفظ تھا اور اس دوسری حدیث میں بالتکبیر ہے اور یہ معلوم ہے کہ ذکر عام ہے اور تکبیر خاص تو یہاں ذکر کی تفسیر تکبیر سے کردی ہے إلیٰ هذا قال الكرمانی بالتكبير ای بذكر اللّٰه۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ١١٦ ومر آنفا ص ١١٦ باقی کے لئے اوپر حدیث نمبر ۸۰۷ کی فہرست دیکھئے۔

۸۰۹﴿ حَدَّثَنا محمّدُ بنُ اَبی بَكرٍ قال حَدَّثنا مُعْتَمِرٌ عن عُبَيْدِ اللّٰه عن سُمَيٍّ عن اَبی صالِحٍ عن اَبی هُرَيْرَةَ قال جَاءَ الفُقَرَاءُ اِلَی النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم فقالوا ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُورِ مِنَ الْاَموالِ بِالدَّرَجَاتِ العُلیٰ وَالنَّعِيمِ المُقِيمِ يُصَلُّونَ كما نُصَلِّی وَيَصُومُونَ كما نَصُومُ وَلَهُمْ فَضْلٌ مِن اَمْوَالٍ يَحُجُّونَ بِهَا وَيَعْتَمِرُونَ وَيُجاهِدُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ فقال اَلَا اُحَدِّثُكُم بما اِنْ اَخَذْتُم بِهِ اَدْرَكْتُم مَن سَبَقَكُم وَلم يُدْرِكْكُم اَحَدٌ بَعْدَكُم وَكُنتُم خَيْرَ مَن اَنْتُم بَيْنَ ظَهْرَانِيهِم اِلَّا مَن عَمِلَ مِثْلَهُ تُسَبِّحُونَ وَتَحْمَدُونَ وَتُكَبِّرُونَ خَلْفَ كُلِّ صَلوٰةٍ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ

فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا فقال بَعْضُنَا نُسَبِّحُ ثَلٰثًا و ثلٰثِيْنَ وَنَحْمَدُ ثلٰثًا وَّ ثلٰثِيْنَ وَّنُكَبِّرُ اَرْبَعًا وَّ ثلٰثِيْنَ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فقال تَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ حتى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثلٰثًا وَّ ثلٰثِيْنَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ فقراء (محتاج نادار لوگ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مالدار دولت مند لوگوں نے (سارے) بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمت (جنت) حاصل کر لی جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں وہ لوگ بھی رکھتے ہیں اور مال دولت کی وجہ سے انہیں فضیلت حاصل ہے جس سے وہ حج کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں جہاد کرتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں (ہم تنگدستی کی وجہ سے ان کاموں سے محروم ہیں) اس پر آپؐ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو ایسا عمل نہ بتادوں کہ اگر تم اسے کرو تو جو لوگ تم سے آگے بڑھے ہیں انہیں تم پالو گے اور تمہارے بعد والے تمہیں نہ پاسکیں اور تم اپنے زمانے والوں میں سب سے بہتر ہو جاؤ مگر وہ لوگ جو اس کے مثل عمل کریں (یعنی وہ تمہارے برابر رہیں گے) تم ہر نماز کے بعد تینتیس، تینتیس بار سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، پھر ہمارے درمیان اختلاف ہو گیا بعض نے کہا سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار کہنا چاہئے اس پر میں نے آپؐ سے دوبارہ رجوع کیا تو آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کہو یہاں تک کہ ان میں ہر ایک تینتیس مرتبہ ہو جائے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "تسبحون وتحمدون وتكبرون خلف كل صلوٰة ثلاثا و ثلاثين"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص١١٦ و ياتي في الثاني ٩٣٧، مسلم اول ص ٢١٩۔

٨١٠﴿ حَدَّثَنَا محمّدُ بنُ يُوسُفَ قال حَدَّثَنا سُفيٰنُ عن عبدِ المَلِكِ بنِ عُمَيْرٍ عن وَرَّادٍ كاتِبِ المُغِيْرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال اَمْلٰى عليَّ المُغِيْرَةُ بنُ شُعْبَةَ في كِتابٍ اِلٰى مُعاوِيَةَ اَنَّ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم كانَ يقولُ في دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوبَةٍ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ وَهُوَ علٰى كُلِّ شيءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الجَدِّ مِنْكَ الجَدُّ وَقال شُعْبَةُ عن عبدِ المَلِكِ بِهٰذا وقال الحَسَنُ جَدٌّ غِنًى وَعَنِ الحَكَمِ عَنِ القَاسِمِ بن مُخَيْمِرَةَ عن وَرَّادٍ بِهٰذا ﴾

ترجمہ | حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے کاتب (منشی) وراد نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ نے حضرت معاویہؓ کے نام ایک

خط میں مجھ سے لکھوایا (مغیرہ بن شعبہ اس زمانہ میں معاویہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے، معاویہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد جو دعاء پڑھتے تھے وہ مجھ کو لکھ کر بھیجو تب مغیرہ نے اپنے منشی ورّاد سے یہ دعا لکھوا کر معاویہ کو بھیجی) کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد پڑھتے تھے لا الٰہ الا اللّٰہ الیٰ آخرہ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور تمام تعریف اس کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (یعنی وہ سب کچھ کرسکتا ہے) اے اللہ تو جسے عطا فرمائے اس سے کوئی روکنے والا نہیں اور تو جسے نہ دے (روک لے) اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو اس کی دولت تیرے سامنے کوئی نفع نہ پہنچا سکے گی اور شعبہ نے بھی عبدالملک بن عمیر سے اسی طرح روایت کی ہے اور حسن بصریؒ نے فرمایا کہ (حدیث میں لفظ) جدّ کے معنی مالداری کے ہیں، اور نیز شعبہ نے حکم بن عتیبہ سے انھوں نے قاسم بن مخیمرہ سے انھوں نے ورّاد سے اسی طرح روایت کی ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في "كان يقول في دبر كل صلٰوة مكتوبة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۶ تا ۱۱۷ ويأتي ص ۹۳۷ و ۹۵۸ وص ۹۷۹ وص ۱۰۸۳، ومسلم اول فی الصلٰوۃ ص ۲۱۸، وابوداؤد فی "باب ما يقول الرجل اذا سلم" ص ۲۱۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ ذکر بعد الصلٰوۃ کسی خاص نوع کے ساتھ مقید نہیں ہے بلکہ ہر طرح کے ذکر کی اجازت ہے جیسا کہ روایات باب اس تعمیم پر دال ہیں۔

۲ شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بخاری کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو لوگ فرائض اور سنت بعد الفرائض کے درمیان اذکار مسنونہ سے فصل کو مکروہ قرار دیتے ہیں اور روایات کو محمول کرتے ہیں کہ فرائض کے بعد رواتب سے فارغ ہو کر ادعیہ ماثورہ کو پڑھا جائے۔

۳ احتمال ہے کہ ان لوگوں کی تردید بھی مقصود ہو جو لوگ ان ادعیہ ماثورہ کے متعلق کہتے ہیں کہ مراد قبل السلام ہے۔

**تشریح** حديث ۸۰۷، ابو معبد بفتح الميم و سكون العين المهملة وفتح الباء وفي آخره دال واسمه نافذ بالنون وبكسر الفاء وفي آخره ذال.

بہر حال اس مسئلہ میں علماء کے اقوال مختلف ہیں کہ فرض نماز کے بعد سنت سے قبل اذکار مسنونہ وادعیہ ماثورہ جائز ہیں یا نہیں؟

شمس الائمہ حلوانیؒ سے منقول ہے کہ لاباس بہ یعنی کوئی مضائقہ نہیں کما فی نورالایضاح وعن شمس الائمة الحلواني لا باس بقراءة الاوراد بين الفريضة والسنة الخ (نورالایضاح فصل فی

الاذکار الواردۃ) البتہ عام احناف کی رائے یہ ہے کہ زیادہ فصل کرنا مکروہ ہے ہاں "اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام"

جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللهم انت السلام الی آخرہ۔

طریقہ مسنونہ حسب تصریح فقہاء حنفیہ یہی ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں فرض کا سلام پھیرتے ہی مختصر دعا کر کے سنن رواتب میں مشغول ہو جائیں اور سنتیں پڑھنے کے بعد ہر شخص اپنے اپنے کام میں لگے اور جن فرضوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں سلام پھیر کر امام دائیں یا بائیں جانب کو منحرف ہو کر اذکار ماثورہ پڑھے پھر سب نمازی دعا کریں، مزید تفصیل کیلئے فتح القدیر کا مطالعہ کیجئے۔

## باب[۵۴۶] یَسْتَقْبِلُ الْاِمَامُ النَّاسَ اِذَا سَلَّمَ

## امام جب سلام پھیر چکے تو لوگوں کی طرف رُخ کرے

۸۱۱ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قال حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قال حَدَّثَنَا اَبُو رَجَاءٍ عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال كَانَ النبى صلى الله عليه وسلم اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ

**ترجمہ** حضرت سمرہ بن جندبؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب (فرض) نماز پڑھا چکتے تو ہماری طرف متوجہ ہو جاتے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اذا صلّى صلوٰة اقبل علينا بوجهه، لان الاقبال اليهم بوجهه هو الاستقبال اياهم.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۱۷ وفى الجنائز ص۱۸۵ مطولا مسلم ثانی ص۲۴۵، ترمذی ثانی ص۵۳۔

۸۱۲ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن صَالِحِ بنِ كَيْسَانَ عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعودٍ عن زَيدِ بنِ خالِدِ الجُهَنِيِّ اَنَّه قال صَلّٰى لَنا رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم صَلٰوةَ الصُّبحِ بِالحُدَيْبِيَةِ عَلٰى اِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيلةِ فلمّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فقال هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قال رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ قالوا اللهُ وَرَسُولُهٗ اَعْلَمُ قال اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِىْ مُؤْمِنٌ بِىْ وَكَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قال مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِىْ كَافِرٌ بِالكَوْكَبِ وَاَمَّا مَنْ قال مُطِرْنَا

بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فذلك كافِرٌ بِي وَمُؤمِنٌ بِالكَوكَبِ﴾

ترجمہ حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی بارش کے بعد جو رات میں ہو چکی تھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں (فرمایا) آج صبح کو میرے بندوں میں سے کچھ بندے مومن ہوئے اور کچھ کافر، جن لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی یہ مجھ پر ایمان لانے والے ہیں اور ستاروں کا انکار کرنے والے، اور جن لوگوں نے کہا ہم پر بارش فلاں فلاں نچھتر کی وجہ سے ہوئی ہے وہ میرے منکر اور ستاروں پر ایمان رکھنے والے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى "فلما انصرف اقبل على الناس"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۱۷ ویاتی ص ۱۴۱ وفی المغازی ص ۵۹۷ وفی التوحید ص ۱۱۱۷ مسلم اول کتاب الایمان ص ۵۹، ابوداؤد نسائی ص ۵۴۵، کتاب الکھانۃ۔

۸۱۳﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ مُنِيرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ بنَ هَارُونَ قال اَخبَرَنا حُمَيْدٌ عن انسِ بنِ مالكٍ قال اخَّرَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم الصَّلٰوةَ ذاتَ لَيْلةٍ الِى شَطرِ اللَّيلِ ثمَّ خَرجَ عَلينا فلمّا صَلّٰى اَقبلَ عَلينا بِوَجْهِهٖ فقال اِنَّ الناسَ قد صَلُّوا وَرَقَدُوا وَاِنكم لَنْ تَزَالوا فى صَلٰوةٍ ما انتظرتُمُ الصَّلٰوةَ ﴾

ترجمہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات (عشاء کی) نماز میں آدھی رات تک تاخیر فرمائی پھر باہر تشریف لائے اور جب نماز پڑھا چکے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا دوسرے لوگ نماز پڑھ کر سو چکے اور تم لوگ جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے گویا نماز ہی میں رہے (یعنی تم کو نماز کا ثواب ملتا رہا)

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى "فلمّا صلّى اقبل علينا بوجهه"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۱۷ و مر ص ۸۱ و ص ۸۴ و ص ۹۱ و یاتی ص ۸۷۲، مسلم اول ص ۲۲۹۔

مقصد امام بخاریؒ جب ابواب صلوٰۃ سے فارغ ہو گئے جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ جب امام سلام پھیر چکے یعنی نماز سے فارغ ہو جائے تو اب امام کیا کرے؟ اختلاف روایات کی وجہ سے امام نے چار ابواب مسلسل قائم کر کے یہ بتلایا کہ امام یہ سب کام کر سکتا ہے، امام کیلئے یہ سب جائز ہے۔

سب سے پہلا باب استقبال ماموین کا ہے یعنی امام نماز سے فراغت کے بعد اگر مقتدیوں کی تعلیم ونصیحت

کیلئے بیٹھے تو مقتدیوں کی طرف رُخ کرلے۔

علامہ عینی وحافظ عسقلانیؒ نے استقبال ماموین کی دو حکمتیں بیان کی ہیں:

۱۔ تا کہ مقتدیوں کو کچھ تعلیم دے، نصیحت کرے۔

۲۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ آنے والے کو نماز وتشہد میں ہونے کا دھوکہ نہ ہو جب استقبال قبلہ جو نماز کے لئے شرط ہے چھوڑ کر استقبال مقتدی کرلے گا تو دھوکہ نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

**تشریح حدیث ۸۱۲** حُدَیْبِیَة بضم الحاء المهملة وفتح الدال وسكون الياء آخر الحروف وكسر الباء الموحدة وفتح الياء المخففة عند البعض وبتشديدها عند اكثر المحدثين (عمدہ)

حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے جس کے متصل ایک گاؤں آباد ہے جو اسی نام سے مشہور ہے، یہ گاؤں مکہ سے مغرب میں پندرہ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اس کا کچھ حصہ حرم میں ہے اور کچھ حصہ حل میں اس غزوۂ حدیبیہ کی پوری تفصیل کیلئے نصر الباری آٹھویں جلد یعنی کتاب المغازی ص ۲۲۰ کا مطالعہ کیجئے۔

على إثْر سماء بكسر الهمزه وسكون الثاء المثلثة على المشهور، وروى بأثَرِ سماء بفتح الهمزة وفتح الثاء ايضا وهو ما يكون عقيب الشيء ، والمراد من السماء المطر (عمدہ)

**بارش کیلئے ستاروں کو مؤثر ماننا کفر ہے** بيانه ان ثمانية وعشرين نجما معروفة المطالع الخ (قس) خلاصہ یہ ہے کہ یہ اٹھائیس ستارے ہیں جن کے مطالع مشہور ہیں۔

تیرہ دن میں، ان میں سے ایک مغرب میں غروب ہوتا ہے اور اس کے مقابلے میں اس وقت دوسرا ستارہ مشرق میں طلوع ہوتا ہے، تو جب ان میں سے کوئی غروب ہوتا ہے اور اس کا مقابل طلوع ہوتا ہے تو زمانہ جاہلیت میں عرب کہتے کہ اب بارش کا ہونا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ اگر یہ عقیدہ وخیال ہو کہ بارش ستاروں کی وجہ سے ہوتی ہے یعنی ستاروں کو مؤثر جانتے تو یہ کفر ہے اور کفر حقیقی ہے جو ایمان کا مقابل ہے، اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ بارش تو اللہ کے حکم اور فضل سے ہوتی ہے ستاروں کا طلوع وغروب ان کی علامت اور نشانی ہے تو یہ جائز ہے اگر چہ اس سے بھی پرہیز ہی افضل وبہتر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ کہنا کہ فلاں نچھتر کی وجہ سے بارش ہوئی ممنوع وناجائز ہے اور یہ کہنا کہ فلاں نچھتر میں بارش ہوئی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

## باب ۵۴۷ مَكْثِ الإِمَامِ فِي مُصَلَّاهُ بعدَ السَّلامِ

### سلام پھیرنے کے بعد امام کا اپنے مصلّٰی پر ٹھہرنے کا بیان

۸۱۴ وَقال لنا آدمُ حدَّثنا شُعْبَةُ عن ايّوبَ عن نافعٍ قال كان ابنُ عُمَرَ يُصَلِّي في مكانِهِ الّذِي صَلّى فِيهِ الفَرِيْضَةَ وَفعَلهُ القاسِمُ وَيُذكَرُ عن ابي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ لا يَتطَوَّعُ الإمامُ في مكانِهِ وَلَمْ يَصِحَّ

**ترجمہ** نافعؒ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (نفل) نماز اسی جگہ پڑھتے تھے جس جگہ فرض پڑھتے اور قاسم (ابن محمد بن ابی بکرؓ) نے بھی ایسا کیا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ امام اپنی (فرض پڑھنے کی) جگہ پر نفل نہ پڑھے اور یہ صحیح نہیں ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في "يصلّي في مكانه الذي صلّى فيه الفريضة"

**والحديث**: ص ۱۱۷

۸۱۵ حدَّثنا ابُو الوَلِيْدِ هِشامُ بنُ عَبدِ المَلِكِ قال حدّثنا اِبْراهيمُ بنُ سَعْدٍ قال حدَّثنا الزُّهْرِيُّ عن هِندٍ بِنْتِ الحارِثِ عن اُمِّ سَلَمَةَ انّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كانَ اِذَا سَلّمَ يَمكُثُ في مَكانِهِ يَسِيرًا قال ابنُ شِهابٍ فنُرٰى وَاللّٰهُ اَعلَمُ لِكَي يَنفُذَ مَن يَنْصَرِفُ مِنَ النِّساء وَقالَ ابنُ ابي مَرْيَمَ اَخبَرَنا نافعُ بنُ يَزِيْدَ قال حَدَّثنِي جعفرُ بنُ رَبِيْعَةَ انّ ابنَ شِهابٍ كَتبَ اِلَيْهِ قال حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنتُ الحَارِثِ الفِرَاسِيَّةُ عن اُمِّ سَلَمَةَ زوجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَكانَتْ مِن صَوَاحِبَاتِها قالتْ كانَ يُسَلِّمُ فينصَرِفُ النِّساءُ فيَدْخُلنَ بُيُوتَهُنَّ مِن قبلِ انْ يَنْصَرِفَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَقالَ ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ عن ابنِ شِهَابٍ اَخبَرَتنِي هِندُ الفِرَاسِيَّةُ وَقال عثمانُ بنُ عُمَرَ اَخبَرَنا يونُسُ عنِ الزهريّ قال حَدَّثَتْنِي هِندُ القُرَشِيَّةُ وَقالَ الزُّبَيْدِيُّ اَخبَرَنِي الزُّهرِيُّ انّ هِندَ ابنةَ الحَارِثِ القُرَشِيَّةِ اَخبَرَتْهُ وَكانَتْ تحتَ مَعْبَدِ بنِ المِقْدَادِ وَهو حَلِيْفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكانَتْ تَدْخُلُ على اَزْوَاجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَقالَ شُعَيْبٌ عنِ الزُهرِيّ حَدَّثَتْنِي هِندُ القُرَشِيَّةُ وَقالَ ابنُ ابي عَتِيقٍ عنِ الزُهرِيِّ عن هندِ الفِرَاسِيَّةِ وَقالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يحيىَ بنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَه ابنُ شِهَابٍ عن امرَأةٍ مِن

قُرَيْشٍ حَدَّثَتْهُ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم ﴾

**ترجمہ** حضرت امّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو کچھ دیر اپنی جگہ ٹھہرے رہتے ابن شہاب نے کہا واللہ اعلم۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ اس لئے ٹھہرے رہتے کہ جو عورتیں نماز پڑھ چکی ہیں وہ چلی جائیں اور سعید بن ابی مریم نے کہا کہ ہمیں نافع بن یزید نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا کہ ابن شہاب نے انہیں یہ لکھ بھیجا کہ مجھ سے ہند بنت حارث فراسیہ نے بیان کیا اور ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہؓ نے اور ہند حضرت ام سلمہؓ کی صاحبہ (تلمیذہ) تھیں انھوں نے فرمایا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تو عورتیں جانے لگتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھنے سے پہلے اپنے گھروں میں داخل ہو جاتیں اور عبد اللہ بن وہب نے کہا انھوں نے یونس بن یزید سے روایت کی انھوں نے ابن شہاب سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھ کو ہند بنت حارث فراسیہ نے خبر دی، اور عثمان بن عمر نے کہا ہمیں یونس نے زہری کے واسطہ سے خبر دی زہری نے کہا مجھ سے ہند قرشیہ نے بیان کیا اور زبیدی (یعنی محمد بن ولید زبیدیؒ) نے کہا کہ مجھے زہری نے خبر دی کہ ہند بنت حارث قرشیہ نے خبر دی اور وہ بنو زہرہ کے حلیف معبد بن مقداد کی بیوی تھیں اور وہ (یعنی ہند) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں اور شعیب نے زہری سے روایت کیا کہ مجھ سے ہند قرشیہ نے حدیث بیان کی اور ابن ابی عتیق نے زہری کے واسطہ سے بیان کیا ان سے ہند فراسیہ نے بیان کیا، اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھ سے یحیٰی بن سعید نے حدیث بیان کی ان سے ابن شہاب نے حدیث بیان کی انھوں نے قریش کی ایک عورت سے اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے بیان کیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كان اذا سلّم يمكث في مكانه يسيرا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۷ و مر ص ۱۱۶ و یاتی ص ۱۱۹ تا ۱۲۰، ایضا ص ۱۲۰، وابوداؤد اول ص ۱۴۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب امام سلام پھیر کر قوم کی طرف متوجہ ہو گیا تو امام اپنی جگہ پر ٹھہر سکتا ہے یعنی بیٹھا رہنا جائز ہے بلکہ ابن عمر کے عمل سے بتلا دیا کہ نماز بھی پڑھ سکتا ہے۔

**اشکال**: اشکال یہ ہے کہ جب امام کا بیٹھا رہنا جائز ہے تو پھر بخاری نے لا يتطوع الامام في مكانه کا مسئلہ کیوں بیان کر دیا؟

**جواب**: چونکہ وہاں مکث یعنی ٹھہرنا کسی مخصوص ذکر کے ساتھ مقید نہیں ہے اس لئے امام نے تطوع امام کے مسئلہ کو بیان کر دیا جس کا حاصل یہ ہے انصراف وانفتال واجب نہیں ہے، بخاری نے دونوں طرح کے مسئلہ کو ذکر کر کے اختلاف کی طرف اشارہ کر دیا اور کوئی واضح حکم نہیں لگایا کہ مستحب ہے یا مکروہ؟ لاجل الاختلاف فيه

بین السلف .

۲۔ یہ بھی مقصود ہو سکتا ہے کہ اول باب میں جو استقبال کا ذکر تھا وہ واجب کا درجہ نہیں تھا۔

**مسئلہ** : جمہور کے نزدیک امام اپنی جگہ نفل نہیں پڑھ سکتا ہے تاکہ آنیوالے کو اشتباہ نہ ہو جائے اور آنے والا یہ سمجھ کر کہ جماعت ہو رہی ہے اقتدا کرے گا اس لئے امام کو اپنی جگہ سے ہٹ کر سنتیں پڑھنی چاہئے۔

دلیل حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايعجز احدكم ان يتقدم او يتاخر، ابوداؤد ص۱۴۴ (کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے)

اس میں ترغیب ہے کہ ایسا کرنا چاہئے، امام ابوداؤد نے اس پر ترجمہ قائم کیا ہے۔

**"باب فی الرجل يتطوع فی مكانه الذی صلی فيه المكتوبة"**

چونکہ اس سے فرض وواجب کا شبہ ہوتا ہے اور یہ روایت بالمعنی ہے اس لئے اسی کو نقل کر کے امام بخاریؒ نے اس پر حکم لگایا "ولم يصح" اور یہ صحیح نہیں ہے۔

۱۔ اس کی سند میں اضطراب ہے۔ ۲۔ اس کی سند میں لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی ہے، ابوداؤد شریف کے اسی باب کے تحت حضرت ابو رمثہؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد انفتل کانفتال ابی رمثه" کہ ایسے ہٹ گئے جیسا کہ ابو رمثہ ہٹ گیا ہے۔

اسی روایت میں ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص نے اسی جگہ نفل پڑھنا شروع کیا جس جگہ فرض نماز پڑھی تھی تو حضرت عمرؓ نے اس کو جھڑک کر بٹھا دیا۔

نیز بعض صحیح روایت میں ہے "من السنة ان لا يتطوع الامام حتى يتحول عن مكانه" بہر حال جمہور ائمہ کے نزدیک امام کو محل فرض میں سنت یا نفل نہیں پڑھنی چاہئے، مکروہ ہے اور اس انتقال مکانی میں ایک حکمت ازالۂ اشتباہ کے علاوہ دوسری حکمت استکثار شہود بھی ہے۔

**قال لنا آدم** امام بخاریؒ نے چونکہ اس روایت کو بطور مذاکرہ کے لیا ہے اس لئے حدثنا یا اخبرنا نہیں فرمایا۔ واللہ اعلم

**عن امراة من قريش** چونکہ ہند کی صفت میں اختلاف ہو گیا کہ یہ قرشیہ ہیں یا فراسیہ؟ بعض کہتے ہیں کہ یہ قرشیہ ہیں اور بعض فراسیہ، اور احتمال تھا کہ کوئی یہ سمجھے کہ اصل فراسیہ تھا تصحیف ہو کر قرشیہ ہو گیا اس لئے حضرت امام بخاریؒ نے دونوں قسم کی روایات ذکر کر کے تنبیہ کر دی کہ دونوں میں کوئی تخالف نہیں اس لئے کہ بنو فراس قریش ہی کا ایک قبیلہ ہے۔

**حدثته عن النبی صلی الله عليه وسلم**، یہ مرسل ہے کیونکہ ہند صحابیہ نہیں ہیں۔ تابعیہ ہیں۔

# ﴿ بابُ ۵۴۸ مَن صَلّٰی بِالنّاسِ فذکَرَ حاجَتَه فتخطّاهُمْ ﴾

## باب۔ جس نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر کوئی ضرورت یاد آئی تو (ٹھہرایا نہیں) لوگوں کی گردنیں پھاندتا چلا جائے (تو کیسا ہے؟)

۸۱۶ ﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ عُبَيدٍ قال حَدَّثَنا عِيسٰى بنُ يُونُسَ عن عُمَرَ بنِ سَعِيدٍ قال اَخبَرَني ابنُ اَبي مُلَيكَةَ عن عُقبَةَ قال صَلَّيْتُ وَرَاءَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم بِالمَدِينَةِ العَصْرَ فسَلَّمَ فقامَ مُسْرِعًا فتخطّٰى رِقابَ النّاسِ اِلٰى بَعضِ حُجَرِ نسائِهٖ فَفَزِعَ الناسُ مِن سُرْعَتِهٖ فَخَرجَ عَلَيهِمْ فرَاٰى اَنَّهُمْ قد عَجِبُوا مِن سُرْعَتِهٖ فقال ذَكَرْتُ شيئًا مِن تِبرٍ عندنا فكَرِهْتُ اَنْ يَحْبِسَنِي فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ ﴾

**ترجمہ** حضرت عقبہ بن حارثؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ میں ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھی، آپ سلام پھیرنے کے بعد جلدی سے کھڑے ہوگئے اور لوگوں کی گردنیں پھاند کر اپنی بیویوں کے بعض حجروں کی طرف تشریف لے گئے، لوگ آپؐ کی اس عجلت و تیزی کی وجہ سے گھبرا گئے پھر آپؐ باہر لوگوں کے پاس تشریف لائے تو دیکھا (یعنی محسوس کیا) کہ لوگ آپ کی سرعت کی وجہ سے تعجب میں ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ میں نے یاد کیا کہ میرے پاس سونے کا ایک ڈلا (تقسیم کرنے سے) رہ گیا تھا اس لئے میں نے پسند نہیں کیا کہ اللہ کی طرف توجہ کرنے سے یہ مانع بنے چنانچہ میں نے اس کے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی " فتخطی رقاب الناس"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۷ تا ص ۱۱۸ ویاتی ص ۱۶۳ وفی الزکوٰة ص ۱۹۲ وص ۹۲۸ وخرجه النسائی فی الصلوة ایضاً .

**مقصد** امام بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ مکث امام اس وقت ہے جبکہ کوئی ضرورت نہ ہو لیکن اگر کوئی ضرورت ہو تو جا سکتا ہے۔

۲ وقال البعض امام بخاریؒ تخطی رقاب کا مسئلہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اس پر وعید عدم ضرورت کی صورت میں ہے ضرورت کی بنا پر تخطی رقاب کر سکتا ہے؛ لیکن اول توجیہ مقام کے زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

﴿ باب ۵۴۹ الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال وكان انس بن مالك ينفتل عن يمينه وعن يساره ويعيب على من يتوخى او من يعمد الانفتال عن يمينه ﴾

باب، (نماز پڑھ کر) دائیں اور بائیں (دونوں طرف) مڑ جانے اور پھر جانے کا بیان
اور حضرت انس بن مالکؓ اپنی دائیں اور اپنے بائیں (دونوں طرف) مڑتے تھے
اور اس شخص پر اعتراض کرتے تھے جو قصد کر کے صرف دائیں طرف مڑتا تھا

۸۱۷ ﴿ حدثنا ابو الوليد قال حدثنا شعبة عن سليمان عن عمارة بن عمير عن الاسود قال قال عبد الله لا يجعل احدكم للشيطان شيئا من صلاته يرى ان حقا عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه لقد رايت النبي صلى الله عليه وسلم كثيرا ينصرف عن يساره ﴾

**ترجمہ** حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص اپنی نماز میں سے کچھ بھی شیطان کو نہ دے اس طرح کہ (نماز پڑھ کر) صرف داہنی طرف سے لوٹنا ضروری سمجھ لے، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرتبہ بائیں طرف سے لوٹتے دیکھا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة من حيث انه يدل على جواز الانصراف عقيب السلام من الصلوة من الجانبين اما من جانب اليسار فصريح فى ذلك واما من جانب اليمين فبقوله "لا يجعل احدكم الى آخره" (عمدہ)

**تعدد موضع** والحديث هنا ص ۱۱۸ ومسلم اول فى الصلوٰة ص ۲۴۷، وابوداؤد فى "باب كيف الانصراف من الصلوة ص ۱۴۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ انفتال ہو یا انصراف یا استقبال؟ اس میں کوئی صورت امام کیلئے لازم اور واجب نہیں ہے سب کا حکم یکساں ہے۔

**تفصیل وتشریح** انفتال کے معنی ہیں اپنے چہرے کو پھیر لینا، مڑ جانا۔ اور انصراف کے معنی ہیں لوٹ جانا، پھر جانا۔ استقبال کا مطلب ہے امام کا قوم یعنی مقتدی کی جانب رخ کر لینا۔

خلاصہ یہ کہ انفتال کے معنی ہیں امام سلام پھیرنے کے بعد اپنی جگہ مڑ کر بیٹھا رہے خواہ دائیں جانب ہو یا بائیں جانب؟ جیسا کہ روایت میں ہے ثم انفتل کانفتال ابی رمثة، اور ابو رمثہ اسی طرح مڑ کر بیٹھ گئے تھے۔

اور انصراف سے مراد یہ ہے کہ اپنی ضرورت کی بنا پر چلا جائے۔ امام بخاریؒ نے دونوں صورتوں کو نقل کر کے اشارہ کر دیا ہے کہ یمین ہو یا یسار یعنی دائیں ہو یا بائیں جانب اس میں کوئی تعیین نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اختلاف ہے، اختلاف صرف اولویت میں ہے کسی ایک صورت کو لازم وواجب سمجھنا درست نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ کا اثر ہے "وکان یعیب علی من یتوخی او من یعمد" یہ شک راوی ہے معنی دونوں کے ایک ہی ہیں یہ اعتراض وعتاب ان لوگوں پر ہے جو کہ دائیں جانب کو لازم اور واجب سمجھتے تھے، ورنہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دائیں جانب ہی مڑتے تھے۔ "لانه یحب التیامن فی شانه کله". واللہ اعلم

## ﴿ باب ٥٥٠ ما جاءَ فی الثُّومِ النِّیءِ وَالبَصَلِ وَالْکُرَّاثِ وقولِ النبیِّ ﷺ مَن اَکَلَ الثُّومَ اَوِالبَصَلَ مِنَ الجُوعِ اَوْ غیرِه فلا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا ﴾

ان حدیثوں کا بیان جو کچی لہسن اور پیاز اور گندنا کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جو شخص لہسن یا پیاز بھوک یا اس کے علاوہ کسی وجہ سے کھائی ہو وہ ہمارے مسجد کے قریب نہ آئے

۸۱۸﴿ حَدَّثنا عبدُ اللّٰهِ بنُ محمّدٍ قال حَدَّثنا اَبو عاصِمٍ قال اَخْبَرنا ابنُ جُرَیْجٍ قال اَخْبَرَنی عَطاءٌ قال سمِعْتُ جابِرَ بنَ عبدِ اللّٰهِ قالَ قال النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم مَنْ اَکَلَ مِن هٰذِهِ الشَّجَرَةِ یُرِیْدُ الثُّومَ فلا یَغْشَانا فی مَسْجِدِنا قلتُ ما یَعْنِی بِهِ قال مَا اُرَاهُ یعنی اِلاّ نِیئَهُ وقال مَخْلَدُ بنُ یَزِیْدَ عن ابنِ جُرَیْجٍ اِلاّ نَتْنَهُ ﴾

**ترجمہ** حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس درخت یعنی لہسن سے کھائے وہ ہماری مسجد میں ہمارے پاس نہ آئے، عطاء نے کہا میں نے جابرؓ سے پوچھا اس سے کیا مراد تھی؟ حضرت جابرؓ نے بتایا کہ میرا گمان ہے کہ صرف کچی لہسن مراد ہے اور مخلد بن یزید نے ابن جریج سے (الانیئہ کے بجائے) الا نتنه نقل کیا ہے (یعنی آپ کی مراد صرف لہسن کی بدبو ہے)

مطلب یہ ہے کہ جب لہسن کھا کر منھ سے بدبو آرہی ہو تو مسجد میں نہ آئے کیونکہ اس کی بو سے فرشتوں کو اور نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی " من اكل من هذه الشّجرة يريد الثوم فلا يغشانا فی مسجدنا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۸ ویاتی ایضا ص ۱۱۸، ومسلم اول فی الصلوٰۃ ص ۲۰۹ والترمذی فی الاطعمه جلد ثانی ص ۳۔

۸۱۹﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا يَحيىٰ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ قال حَدَّثَنِی نافعٌ عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم قالَ فی غَزْوَةِ خَيْبَرَ مَن اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يعنی الثُومَ فلا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنا ﴾

**ترجمہ** حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں فرمایا کہ جو شخص اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی "من اكل من هذه الشجرة يعنی الثوم فلا يقربنّ مسجدنا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۸ و یاتی فی المغازی ص ۶۰۶۔ ومسلم اول، ص ۲۰۹، وابوداؤد فی الاطعمة ص ۵۳۵

۸۲۰﴿ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ عُفَيْرٍ قال حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن يونُسَ عن ابنِ شِهابٍ قال زَعَمَ عَطاءٌ اَنَّ جابِرَبنَ عبدِ اللّٰهِ زَعَمَ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم قال مَنْ اَكَلَ ثُومًا اَوْ بَصَلاً فَلْيَعْتَزِلنا اَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنا وَلْيَقْعُدْ فی بَيْتِهٖ وَاَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم اُتِیَ بِقِدْرٍ فيهِ خَضِراتٌ مِن بُقُولٍ فَوَجَدَ لها رِيحًا فَسَاَلَ فَاُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ البُقُولِ فقال قَرِّبُوها اِلٰی بَعْضِ اَصْحابِهٖ كان مَعَهُ فلمَّا رَآهُ كَرِهَ اَكْلَهَا فقال كُل فَاِنِّی اُنَاجِی مَن لاتُنَاجِی وَقالَ اَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ عَنِ ابنِ وَهْبٍ اُتِیَ بَبَدْرٍ قال ابنُ وَهْبٍ يَعْنی طَبَقًا فيهِ خَضِراتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَاَبُو صَفْوَانَ عن يُونُسَ قِصَّةَ القِدرِ فلا اَدرِی هُو مِن قولِ الزُهرِیِّ اَوْ فِی الحَدِيثِ ﴾

**ترجمہ** عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے الگ رہے یا فرمایا (شک راوی) ہماری مسجد سے الگ رہے اور

اپنے گھر بیٹھا رہے (یعنی وہیں نماز پڑھ لے) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہانڈی لائی گئی جس (کے کھانے) میں مختلف قسم کی سبزیاں (یعنی لہسن، پیاز) تھیں آپؐ نے اس میں بومحسوس فرمائی تو دریافت کیا، تو اس سالن میں جو ترکاریاں ڈالی گئیں تھیں وہ آپ کو بتادی گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا اس ترکاری کو فلاں صحابی کے قریب کردو جو آپ کے ساتھ تھے۔

جب آپؐ نے دیکھا کہ اس صحابی نے ان ترکاریوں کو کھانا پسند نہیں کیا (چونکہ حضور اقدسؐ نے اس (ہانڈی) میں سے نہیں کھایا تھا) اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا تم کھالو میں اس (فرشتہ) سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے، اور احمد بن صالح نے ابن وہب سے روایت کرتے ہوئے (بجائے اتی بقدر کے) اُتی بِبَدْر کہا ابن وہب نے کہا یعنی سینی آپ کی خدمت میں لائی گئی جس میں سبزیاں تھیں اور لیث اور ابو صفوان نے یونس سے جو روایت کی ہے اس میں ہانڈی کا قصہ نہیں ذکر کیا ہے۔ اب میں نہیں جانتا کہ یہ زہری کا قول ہے یا حدیث میں داخل ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی "من اكل ثوما او بصلا فليعتزلنا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۸ ومر فی هذا الباب ص ۱۱۸ ویاتی فی الاطعمه ص ۸۲۰ ویاتی فی الاعتصام ص ۱۰۹۴، ومسلم اول فی الصلوة ص ۲۰۹، ابوداؤد ثانی فی الاطعمه ۵۳۵

۸۲۱ ﴿ حَدَّثَنا اَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنا عبدُ الوَارِثِ عن عبدِ العَزِيْزِ قال سَاَلَ رَجُلٌ اَنَسَ بنَ مالكٍ ما سمِعتَ نبيَّ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فی الثُومِ فقال قالَ النبیُّ صلى اللّٰه عليه وسلم مَنْ اَكَلَ مِن هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فلا يَقرَبَنّا وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنا ﴾

**ترجمہ** ایک شخص نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لہسن کے متعلق کیا سنا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس درخت (یعنی لہسن) سے کھائے وہ ہمارے نزدیک نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی "من اكل من هذه الشجرة الى آخره"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۸ ویاتی فی الاطعمة ص ۸۱۹ تا ص ۸۲۰۔ ومسلم فی الصلوٰۃ، ص ۲۰۹۔

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جن احادیث وروایات میں لہسن اور پیاز کے متعلق ممانعت آئی ہے اس ممانعت کا تعلق کچے لہسن و پیاز سے ہے جیسا کہ بخاریؒ نے ترجمہ میں "فی الثوم النيئ والبصل" بڑھا کر اشارہ کردیا ہے کہ احادیث باب کچے لہسن اور کچے پیاز کے بارے میں ہیں جو پکائے نہیں گئے۔

**لہسن وغیرہ کا شرعی حکم** جمہور علماء کے نزدیک مطلق لہسن اور پیاز کھانا جائز ہے خواہ مطبوخ (پکا ہوا) ہو یا خام (کچا)؟

البتہ کچے لہسن اور پیاز کھا کر ازالہ بدبو کے بغیر مسجدوں میں داخل ہونا مکروہ تحریمی ہے۔

امام نوویؒ لکھتے ہیں هذا النهى انما هو عن حضور المسجد لا عن اكل الثوم والبصل ونحوهما فهذه البقول حلال باجماع من يعتد به (شرح مسلم، ۱/۲۰۹)

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں "وشذ اهل الظاهر فحرموا هذه الاشياء الخ (عمدہ، ج:۶، ص:۱۴۶)

یعنی ظاہریہ نے ان تمام بدبودار چیزوں کو مطلقا حرام قرار دیا ہے۔

**ظاہریہ کے دلائل** چونکہ ظاہریہ کے نزدیک نماز باجماعت فرض عین ہے اور احادیث باب سے معلوم ہوا کہ پیاز، لہسن کو کھا کر مسجد میں داخل ہونا منع اور ناجائز ہے اور جو چیز فرض عین کے ترک کا موجب ہو وہ یقیناً واجب الترک اور حرام ہوگی؛ لہٰذا پیاز، لہسن وغیرہ کا کھانا حرام ہوگا۔

**دلائل جمہور** ۱۔ باب کی تیسری حدیث یعنی حدیث ۸۲۰ میں ہے فلمّا رآه كره اكلها فقال كُل الخ یعنی جب آپؐ نے دیکھا کہ اس صحابی نے ان ترکاریوں کو کھانا پسند نہیں کیا (چونکہ حضور اقدسؐ نے اس ہانڈی سے نہیں کھایا تھا) تو آپ نے فرمایا تم کھالو فانى اناجى من لا تناجى الخ (اس حدیث کی مسلم نے بھی تخریج کی ہے، مسلم اول ص ۲۰۹)

صحیحین کی اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ لہسن وغیرہ کھانا حلال اور جائز ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو حرام کھانے کا حکم نہیں دے سکتے ہیں۔

۲۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ جب صحابہ کرامؓ نے لہسن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کراہت ونفرت دیکھی تو حرمت کا شک ہوا اور صحابہ کہنے لگے حرّمت حرمت (یعنی لہسن حرام ہو گیا، لہسن حرام ہو گیا) یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپؐ نے فرمایا: "ايها الناس انه ليس بى تحريم ما احل الله لى ولكنها شجرة اكره ريحها" (مسلم اول ص ۲۰۹) یعنی جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے میرے لئے جائز نہیں کہ میں حرام کر دوں؛ لیکن مجھ کو اس کی بو پسند نہیں)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ لہسن کھانا حرام نہیں۔ کچا لہسن اور پیاز کھانا جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ناپسندیدگی ثابت ہے، البتہ اس کو کھا کر مسجد جانا اور کسی حدیث کے درس و تدریس میں، وعظ ونصیحت کی مجلس میں جانا مکروہ تحریمی ہوگا اور یہ حکم ہر بدبودار چیزوں میں ہوگا، جیسے بیڑی، سگریٹ وغیرہ پی کر مسجدوں میں جانا بلاشبہ مکروہ تحریمی ہے۔ حرام کے قریب ہے لیکن صرف گھروں میں ان چیزوں

کا استعمال حرام نہیں البتہ مکروہ ہے۔

## ﴿بَابُ ۵۵۱ وُضوءِ الصِّبْيَان وَمتى يَجبُ عَلَيْهِمُ الغُسْلُ وَالطُّهُورُ وَحُضورِهِمِ الجماعَةَ وَالعِيْدَيْنِ وَالجَنَائِزَ وَصُفوفِهِمْ﴾

بچوں کے وضو کا بیان اور اسکا بیان کہ ان بچوں پر غسل کرنا اور پاک رہنا کب واجب ہوتا ہے؟ اور جماعت، عیدین اور جنازوں میں ان کی شرکت اور ان بچوں کی صف بندی کا بیان

۸۲۲ ﴿ حَدَّثَنِي محمَّدُ بنُ المُثَنّٰى قال حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قال حَدَّثنا شُعبَةُ قال سمِعتُ سُلَيْمٰنَ الشَّيْبَانِيَّ قال سمِعتُ الشَّعْبِيَّ قال اَخبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم علٰى قبرٍ مَنْبُوذٍ فامَّهُمْ وَصَفُّوا عليهِ فقُلتُ يا اَبَا عَمرٍو مَنْ حَدَّثَكَ قال ابنُ عبّاسٍ ﴾

**ترجمہ** امام شعبی (عامر) نے بیان کیا کہ مجھ کو اس شخص (صحابی) نے خبر دی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک الگ تھلک قبر پر گذرے (یعنی گئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی اور لوگ صف بستہ ہو گئے، میں نے شعبیؒ سے پوچھا اے ابو عمرو (کنیت شعبی) آپ سے یہ کس نے بیان کیا؟ انھوں نے کہا حضرت ابن عباسؓ نے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں مطابقتهُ للجزء الاول من الترجمة وهو وضوء الصبيان وللجزء الثالث وهو قوله "حضورهم الجماعة وللجزء السادس وهو قوله وصفوفهم، فان ابن عباسؓ كان ذلك الوقت صغيرا طفلا وقد حضر الجماعة ودخل في صفهم وصلى معهم ولم يكن صلى الا بوضوء" (عمدہ)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۸ ویاتی ص ۱۶۷ وص ۱۷۶ وفي باب سنة الصلوة على الجنازة ص ۱۷۶ وفي باب صلوة الصبيان مع الناس الخ ص ۱۷۷ وفي باب الصلوة على القبر بعد ما يدفن ص ۱۷۸، وفي باب اللدفن بالليل ص ۱۷۸۔ ومسلم اول ص ۳۰۹، ابوداؤد ثانی فی الجنائز، ص ۴۵۶، باب التكبير على الجنازة، والترمذی في الجنائز في باب ما جاء في الصلوة على القبر، ص ۱۲۳، ابن ماجہ اول فی الجنائز ص ۱۱۱۔

۸۲۳ ﴿ حَدَّثَنَا عليُّ بنُ عبدِ اللّٰه قال حَدَّثنا سُفيٰنُ قال حَدَّثَنِي صَفوَانُ بنُ سُلَيْمٍ عن عَطاءِ بنِ يَسَارٍ عن اَبِي سَعِيْدِنِ الخدريِّ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال

الغُسْلُ يَومَ الجمُعَةِ واجِبٌ على كُلِّ مُحْتَلِمٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل واجب ہے (یعنی ضروری ہے) ای متاکد فی حقه لان المراد الواجب المحتم المعاقب علیه.

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للجزء الثانی من الترجمة وهو قوله "ومتی یجب علیهم الغسل"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۸ ویاتی ص ۱۲۱، ایضاص ۱۲۱، وص ۱۲۳، وص ۳۷۶، ومسلم اول فی کتاب الجمعہ، ص ۲۸۰، ابوداؤد فی الطہارۃ ص ۴۹۔

۸۲۴ ﴿ حَدَّثَنا عَلِيٌّ قال حَدَّثَنا سُفيٰنُ عن عَمْرٍو قال اَخبَرَنِي كُرَيْبٌ عن ابنِ عبّاسٍ قال بِتُّ عِند خالَتِي مَيْمُونَةَ لَيْلَةً فقامَ النبيُّ صلّى اللّه عليه وسلم فلمّا كان في بعضِ اللّيْلِ قامَ رسولُ اللّه صلى اللّه عليه وسلم فتَوَضَّاَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوءًا خَفِيفًا يُخَفِّفُهُ عَمْرٌو ويُقَلِّلُهُ جِدًّا ثمَّ قامَ يُصَلِّي فقُمتُ فتَوَضَّاْتُ نحوًا مِمّا تَوَضَّاَ ثُمَّ جِئْتُ فقُمْتُ عن يَسَارِهٖ فحَوَّلَنِي فجَعَلَنِي عن يَمِينِهٖ ثُمَّ صَلّى مَا شاءَ اللّهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ فنامَ حتى نَفَخَ فاتاهُ المُنَادِي يُؤْذِنُهُ بالصَّلٰوةِ فقامَ مَعَهُ اِلى الصَّلٰوةِ فصَلّى وَلَمْ يَتَوَضَّا قُلنا لِعَمْرٍو اِنَّ نَاسًا يقولُونَ اِنَّ النبيَّ صلى اللّه عليه وسلم تَنَامُ عَيْنُهُ وَلا يَنَامُ قَلبُهُ قال عَمْرٌو سَمِعْتُ عُبَيْدَ بنَ عُمَيْرٍ يقولُ اِنَّ رُؤْيَا الاَنْبِيَاءِ وَحْيٌ ثُمَّ قرَاَ اِنِّي اَرى فِي المَنَامِ اَنِّي اَذْبَحُكَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہؓ (ام المومنین) کے پاس گذاری تو (میں نے دیکھا کہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے جہاں رات کا کچھ حصہ گذر گیا تو آپؐ نے اٹھ کر ایک لٹکے ہوئے مشکیزے سے معمولی طور پر وضو کیا، عمرو اس کا ہلکا پن اور معمولی ہونا بیان کرتے تھے پھر آپؐ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے پھر میں نے بھی اسی طرح وضو کی جیسے آپؐ نے کی تھی پھر آ کر آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا لیکن آپ نے مجھے پھیر لیا اور اپنی داہنی جانب کر لیا پھر جتنی اللہ کو منظور تھی اتنی نماز آپ نے پڑھی پھر لیٹ گئے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر آپ کی خدمت میں مؤذن آیا اور آپ کو نماز کی اطلاع دینے لگا چنانچہ آپ اس کے ساتھ نماز کیلئے تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔ سفیان کہتے ہیں کہ ہم نے عمرو بن دینار سے کہا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں (ظاہر

میں) سوتی تھیں اور آپ کا دل نہیں سوتا تھا، عمرو نے کہا کہ میں نے عبید بن عمیر سے سنا وہ کہتے تھے کہ پیغمبروں کا خواب وحی ہوتا ہے پھر عبید نے (سورہ والصافات کی) یہ آیت پڑھی "انّی اریٰ فی المنام انّی اذبحك"

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للجزء الاول للترجمة وهو قوله "فتوضات نحوا مما توضا" مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے وضو کیا اور نماز میں شریک ہو گئے حالانکہ ابن عباسؓ نابالغ لڑکے تھے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۸ تا ص ۱۱۹ و مر ص ۲۲، وص ۲۵ وص ۳۰، ص ۹۷، وص ۱۰۰ وص ۱۰۱ و یاتی ص ۱۳۵ وص ۱۵۹، ص ۶۵۷ وص ۸۷۷، وص ۹۱۸ وص ۹۳۴ تا ص ۹۳۵ وص ۱۱۱۰۔

۸۲۵﴿ حَدَّثَنا اِسْمٰعِيلُ قال حَدَّثَنِي مَالِكٌ عن اِسْحٰقَ بنِ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ اَبِي طَلْحَةَ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ اَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَاَكَلَ مِنهُ فقال قُومُوا فَلِاُصَلِّيَ بِكُمْ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لنا قَدِ اسْوَدَّ مِن طولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فقامَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم وَالْيَتِيمُ مَعِي وَالعَجُوزُ مِن وَرَائِنا فَصَلّٰى بِنا رَكْعَتَيْنِ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ان کی نانی ملیکہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے بلایا جو خاص آپ ہی کے لئے انھوں نے تیار کیا تھا چنانچہ آپؐ نے وہ کھانا تناول فرمایا پھر فرمایا تم لوگ کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں تمہارے لئے (یعنی تمہارے گھر میں برکت کے لئے) نماز پڑھا دوں، انسؓ کہتے ہیں کہ میں اپنی ایک چٹائی کی طرف متوجہ ہوا جو کثرت استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو گئی تھی تو میں نے اس کو پانی سے دھویا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہو گئے اور (پیچھے) میرے ساتھ یتیم کھڑا ہوا اور بوڑھی (نانی) ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله " واليتيم معي" لان اليتيم دال على الصبى مطلب یہ ہے کہ ایک نابالغ بچہ ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہوا کیونکہ بالغ کو یتیم نہیں کہیں گے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۹ و مر ص ۵۵ و ص ۱۰۱ و یاتی ص ۱۲۰ وص ۱۵۶ مختصرا۔ مسلم اول ص ۲۳۴، باقی کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد دوم، ص ۴۰۴۔

۸۲۶﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عنِ ابنِ شِهابٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عُتْبَةَ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عبّاسٍ اَنّه قال اَقبلْتُ راكِبًا على حِمارٍ اَتانٍ وَاَنا يَوْمَئِذٍ قد ناهَزْتُ الاِحْتِلامَ وَرسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي بِالنّاسِ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدارٍ فَمَرَرْتُ بينَ يَدَىْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَ اَرْسَلْتُ الاَتانَ

تَرْتَعُ وَدَخلتُ فی الصَّفِّ فلَمْ يُنْكِر ذٰلِكَ عَلَيَّ اَحَدٌ ﴾

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میں ان دنوں جوانی کے قریب تھا (لیکن جوان نہیں ہوا تھا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے دیوار کے علاوہ کی طرف (یعنی دیوار کے علاوہ کسی چیز کو مثلاً لاٹھی، نیزہ وغیرہ کو سترہ بنا کر نماز پڑھا رہے تھے) میں کچھ صف کے آگے سے گذر گیا پھر گدھی سے اترا اور گدھی کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا اور میں صف میں شریک ہو گیا اور کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للجزء الثالث والسادس للترجمة والثالث فی حضور الصبيان والجماعة والسادس فی قوله "وصفوفهم"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص١١٩ و مر ص١٧ وص١٧ ويأتی ص٢٥٠ وص٦٣٣۔

٨٢٧ ﴿ حَدَّثَنا اَبُو اليَمَان قال اَخبَرَنا شُعَيبٌ عنِ الزُهْرِيِّ قال اَخبَرَنی عُرْوَةُ بنُ الزُبَيْرِ اَنَّ عائِشَةَ قالتْ اَعْتَمَ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ح و قال عَيَّاشٌ حَدَّثنا عَبْدُ الاَعْلیٰ قال حَدَّثنا مَعْمَرٌ عنِ الزُهريِّ عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ قالتْ اَعْتَمَ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فی العِشاءِ حتی ناداهُ عُمَرُ قد نامَ النِساءُ وَالصِّبيَانُ قالتْ فخَرَجَ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فقال اِنَّه لَيْسَ اَحَدٌ مِن اَهْلِ الارضِ يُصَلِّی هٰذِهِ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ وَلَمْ يكن اَحَدٌ يَوْمَئِذٍ يُصَلِّی غَيْرَ اَهْلِ المَدِيْنَةِ ﴾

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک رات) عشاء کی نماز میں دیر کی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو آواز دی کہ عورتیں اور بچے سو گئے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا (دیکھو) ساری زمین میں سوائے تمہارے (اس وقت) کوئی اس نماز کا پڑھنے والا نہیں اور اس زمانہ میں مدینہ والوں کے سوا کوئی (جماعت کے ساتھ) نماز نہیں پڑھتا تھا۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "قد نام النساء والصبيان"

کیونکہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ بچے اور عورتیں نماز کے لئے مسجد آئے ہونگے جب ہی تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ عورتیں اور بچے سو گئے۔

تعدد موضعہ والحديث هنا ص١١٩ و مر ص٨٠ وص٨١۔

٨٢٨ ﴿ حَدَّثَنَا عَمْرُوبنُ عَلِيٍّ قال حَدَّثَنا يَحیٰی قال حَدَّثَنا سُفيٰنُ قال حَدَّثَنی عَبْدُ

الرّحمٰنِ بنُ عابِسٍ قال سَمِعتُ ابنَ عبّاسٍ وَقال لهُ رَجُلٌ شهدْتَ الخُرُوجَ مَعَ النبيّ صلى الله عليه وسلم قال نعَمْ وَلولاَ مَكانِي مِنهُ ما شَهِدْتُهُ يَعْنِي مِن صِغرِهٖ اَتى العَلَمَ الَّذِى عِندَ دَارِ كثيرِ بنِ الصَّلْتِ ثُمَّ خطَبَ ثمَّ اَتَى النِّساءَ فوَعَظَهُنّ وَذَكّرَهُنّ وَاَمَرَهُنّ اَن يّتصدَّقْنَ فجعَلَتِ المَراَةُ تهْوِى بِيدِهَا اِلى حَلْقِهَا تُلقى في ثوبِ بلالٍ ثمَّ اَتىٰ هُوَ وَ بِلالٌ البَيْتَ ﴾

**ترجمہ** عبدالرحمٰن بن عابسؒ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے سنا اور ان سے ایک شخص نے یہ پوچھا کہ کیا آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (عید کی نماز کے لئے نکلنے میں) آپ ساتھ تھے؟ ابن عباسؓ نے فرمایا ہاں میں تھا، اور اگر ان سے میرا قریبی رشتہ نہ ہوتا تو میں آپ کے ساتھ جا نہ سکتا یعنی ان کے بچہ (کم سن) ہونے کی وجہ سے۔ آپؐ پہلے اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس تھا پھر (نماز کے بعد) آپ نے خطبہ دیا، پھر آپ عورتوں کے پاس تشریف لائے اور ان کو وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دیا، چنانچہ عورت اپنے ہاتھ کو اپنے چھلّوں (زیوروں) کی طرف لے جاتیں اور حضرت بلالؓ کے کپڑے میں ڈال دیتیں اس کے بعد آپؐ اور بلال گھر واپس آئے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للجزء الاول للترجمة في قوله "ما شهدته يعني من صغره" (عمدہ)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۹ ومر ص ۲۰ ويأتي ص ۱۳۱ و ص ۱۳۳ ويأتي ص ۱۳۵ وص ۱۹۲ وص ۱۹۵ وص ۷۲۷ وص ۷۸۹ وص ۸۷۳ وص ۸۷۴ وص ۱۰۸۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ اگر بچہ سن شعور و تمیز کو پہونچ جائے اور تلویث کا خطرہ نہ ہو تو یہ امور ستہ مذکورہ فی الباب صحیح اور درست ہیں۔ یعنی ایسے بچوں کا غسل، وضو، جمات، عیدین، نماز جنازہ میں حاضری درست ہے البتہ وضو، غسل وغیرہ کا وجوب بالغ ہونے کے بعد ہوگا۔ رہا یہ اشکال کہ ابن ماجہ میں روایت ہے جنبوا مساجدکم الصّبیان الخ۔ جواب یہ ہے کہ اس سے مراد وہ چھوٹے بچے ہیں جو سن شعور و تمیز کو نہ پہونچے ہوں۔

**تشریح** علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "والترجمة المذكورة مركبة من ستة اجزاء" یعنی امام بخاریؒ نے اس ترجمہ میں چھ مسائل ذکر فرمائے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت صحیح ہوگا جب کہ غسل اور طہور کو ایک مانا جائے ورنہ اجزاء ترجمہ سات ہونگے۔

لیکن ایک احتمال یہ ہے کہ "باب وضوء الصبيان" یہ تو اجمال ہے بعد میں اس کی تفصیل ہے اس

صورت میں ترجمہ کے اجزاء چھ ہی رہیں گے کما قال العینیؒ فی العمدہ۔

اجزاء ترجمہ ۱ غسل ۲ وضوء ۳ جماعت میں حاضری ۴ عیدین میں حاضری ۵ جنازہ میں شرکت ۶ ان کی صف بندی۔

بخاریؒ نے اس باب کے تحت سات حدیثیں ذکر فرمائی ہیں ان میں سے بعض احادیث گذر چکی ہیں مثلاً اس باب کی تیسری حدیث ۸۲۴ کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد اول ص ۵۰۳ حدیث ۱۱۶۔

اس باب کی چوتھی حدیث ۸۲۵ کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد دوم ص ۴۰۳ تا ص ۴۰۵۔

۳ اس باب کی پانچویں حدیث کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد اول ص ۴۰۸ تا ۴۱۰۔

۴ باب کی چھٹی حدیث کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد ثالث باب ۳۷۱ کی حدیث ۵۴۶۔

**سوال**: امام بخاریؒ نے ترجمہ مطلق قائم کر دیا کوئی حکم نہیں بیان کیا ہے کہ یہ واجب ہے یا مستحب؟

**جواب**: بخاریؒ کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ وضوءِ صبیان مشروع ہے فی نفسہ یعنی جائز ہے، کیونکہ اگر مستحب کہتے تو لازم آتا کہ نماز بلا کسی طہارت کے جائز ہے بلا وضو بھی نماز پڑھ سکتے ہیں اور اگر واجب کہتے تو لازم آتا کہ بچے مکلف ہیں حالانکہ بچے مکلف نہیں ہیں اس لئے بخاریؒ نے مجمل چھوڑ دیا کہ اگر نماز پڑھے گا تو وضو کرکے پڑھے گا جیسا کہ حدیث ۸۲۴ میں ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں "توضات نحوا مما توضا" یعنی میں اسی طرح وضو کی جس طرح آپؐ نے وضو کی پھر شریک نماز ہوئے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں بچہ دس برس کا ہو جائے تو نماز فرض ہے اس لئے وضو بھی لازم ہوگی لیکن جمہور کے نزدیک دس برس کے بچہ پر نماز صرف تادیب کے لئے ہے، فرض تو بالغ ہونے ہی پر ہوگی۔

## باب ۵۵۲ خُرُوجِ النِّساءِ اِلَى المَسَاجِدِ بِاللَّيلِ وَالغَلَسِ

### عورتوں کا رات کے وقت اور اندھیرے میں مسجد جانے کا

۸۲۹ حَدَّثَنا اَبُو اليَمَانِ قَالَ اَخبَرَنا شُعَيبٌ عَنِ الزُّهرِيِّ قال اَخبَرَنِى عُروَةُ بنُ الزُّبَيرِ عن عائشةَ رضى اللّٰه عنها قالتْ اَعْتَمَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم بِالعَتَمةِ حتى ناداهُ عُمَرُ نامَ النساءُ وَالصِّبيَانُ فَخَرَجَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم فقال ما يَنتَظِرُهَا اَحَدٌ غَيرُكم مِنْ اَهلِ الارضِ وَلا يُصَلّى يومَئِذٍ اِلّا بالمَدِينَةِ وكانوا يُصَلُّونَ العَتَمَةَ فيما بينَ اَن يَغِيبَ الشفقُ اِلى ثُلُثِ اللَّيلِ الاَوَّلِ

ترجمہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں تاخیر کردی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو آواز دی کہ عورتیں اور بچے سو گئے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ روئے زمین پر تمہارے سوا اس نماز کا کوئی انتظار نہیں کررہا ہے اور اس وقت مدینہ کے سوا اور کہیں نماز (باجماعت) نہیں پڑھی جاتی تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ عشاء کی نماز شفق غائب ہوجانے کے بعد سے رات کی پہلی تہائی تک پڑھ لیتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فى "نام النساء"

تعدد موضعہ والحديث هنا ص١١٩ ومرّ ص٨٠ وص٨١۔

٨٣٠ ﴿ حَدَّثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بنُ مُوسٰى عن حَنْظَلَةَ عن سالِمِ بنِ عبدِ اللّٰهِ عنِ ابنِ عُمَرَ عنِ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم قال اِذَا استَاذَنَكُمْ نِساءُ كُمْ بالليلِ اِلَى المَسْجِدِ فاذَنُوا لهُنّ تابَعَهُ شعْبَةُ عنِ الاعْمَشِ عن مجاهِدٍ عنِ ابنِ عُمَرَ عنِ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم ﴾

ترجمہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں تم سے رات کو مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو تم لوگ انہیں اجازت دے دو اس حدیث کو عبید اللہ کے ساتھ شعبہ نے اعمش سے روایت کیا، انھوں نے مجاہد سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ سلم سے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث فى "اذا استاذنكم نساء كم بالليل الى المسجد فاذنوا لهن"

تعدد موضعہ الحديث هنا ص١١٩ ويأتى ص١٢٠ وفى الجمعه ١٢٣، وفى النكاح ص٧٨٨۔

٨٣١ حَدَّثنا عبدُ اللّٰهِ بنُ محمَّدٍ قال حَدَّثَنا عثمانُ بنُ عُمَرَ قال اَخْبَرَنا يُونسُ عنِ الزهرى قال حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الحارِثِ اَنّ اُمّ سَلَمَةَ زوجَ النبيِ صلى اللّٰه عليه وَسلّمَ اخبرَتْهَا اَنّ النِسَاءَ فى عهدِ رسولِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم كُنّ اِذَا سَلّمْنَ مِنَ المَكْتُوبَةِ قُمْنَ وَثبتَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم وَمَن صلّى مِنَ الرِّجالِ ما شاء اللّٰهُ فاِذَا قامَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قامَ الرِّجالُ ﴾

ترجمہ ہند بنت حارث نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہؓ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں (جماعت میں شریک ہوتیں) جب فرض نماز پڑھ کر سلام

پھیرتیں تو (اسی وقت) کھڑی ہو کر چل دیتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مردوں میں سے جو شریک نماز ہوتے وہ بیٹھے رہتے جب تک اللہ کو منظور ہوتا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے تو سارے مرد کھڑے ہو جاتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث في "كن اذا سلّمن من المكتوبة قمن"

معلوم ہوا کہ عورتیں نماز جماعت میں شریک ہونے کے لئے مسجد جاتی تھیں۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۱۹ تا ص ۱۲۰ و مر ص ۱۱۶ ص ۱۱۷۔

۸۳۲﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ ح و حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ يوسُفَ اَخبَرَني مالِكٌ عن يحيَى بنِ سَعِيدٍ عن عَمْرَةَ بنتِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن عائِشَةَ قالتْ اِن كانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيُصَلِّي الصُّبحَ فينصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفنَ مِنَ الغَلَسِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ لیتے تو عورتیں اپنی چادریں لپیٹ کر (اپنے گھروں کو) واپس لوٹتیں، اندھیرے کی وجہ سے کوئی انہیں پہچان نہ سکتا تھا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في "ليصلي الصبح فينصرف النساء الخ"

معلوم ہوا کہ عورتیں اندھیرے میں مسجد جانے کیلئے نکلتیں جب ہی تو چادر میں لپٹ کر گھروں کو واپس ہوتیں۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۰، و مر ص ۵۴ و ص ۸۲، و مسلم ص ۲۳۰، ابوداؤد ص ۶۱، ترمذی ص ۲۲، نسائی اول ص ۶۴، التغليس في الحضر.

۸۳۳﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ مِسكِينٍ قال حَدَّثنا بِشْرُبنُ بَكرٍ قال اَخبَرَنا الاَوْزَاعِيُّ قال حَدَّثَنِي يَحْيَى بنُ اَبِي كَثِيرٍ عن عبدِ اللهِ بنِ اَبِي قَتَادَةَ الاَنْصارِيِّ عن اَبِيهِ قال قالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِنِّي لَاَقُومُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيدُ اَن اُطَوِّلَ فِيهَا فَاَسمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهِ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو قتادہ انصاریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ نماز کو طویل کروں (یعنی لمبی نماز پڑھوں گا) پھر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو اپنی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس وجہ سے کہ اس کی ماں کو تکلیف دینا مجھے برا معلوم ہوتا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة تفهم من قوله "كراهية ان اشق على امه" لانه يدل على حضور النساء الى المساجد مع النبي صلى الله عليه وسلم.

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص١٢٠ و مرّ ص ٩٨۔

٨٣٤ ﴿حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بن یُوسُفَ قال اَخبَرَنا مَالِكٌ عن یحیَی بنِ سَعِیدٍ عن عَمْرَةَ عن عائِشَةَ قالتْ لو اَدْرَكَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ ما اَحْدَثَ النِساءُ لَمَنَعَهُنَّ المَسْجِد کَمَا مُنِعَتْ نِساءُ بَنِی اِسرَائِیلَ فقلتُ لِعَمْرَةَ اَوَمُنِعْنَ قالتْ نَعَمْ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیتے ان کے فیشن کو جو عورتوں نے نئی باتیں کرلی ہیں (کہ زیوروں سے آراستہ ہوکر خوشبو اور پاؤڈر لگا کر باہر نکلتی ہیں) تو ضرور ان کو مسجد جانے سے منع فرمادیتے۔ جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ یحیٰی نے کہا کہ میں نے عمرہ سے پوچھا کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا؟ انھوں نے کہاہاں۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحدیث للترجمة فی "لمنعھن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص١٢٠، ومسلم اول ص١٨٣، ابوداؤد اول، ص٨٤۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کوئی صاف حکم نہیں بیان کیا ہے۔ چونکہ مسئلہ مختلف فیہ تھا۔ بخاریؒ کا مقصد خروج نساء کے جواز کو بیان کرنا ہے چونکہ بخاریؒ نے خروج نساء کو دو قیود کے ساتھ مقید کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان قیود کے ساتھ عورتوں کا نکلنا جائز ہے۔

**تشریح** بخاریؒ نے باب کے تحت چھ روایات ذکر فرمائی ہے جن میں بعض مطلق اور بعض مقید ہیں؛ لیکن روایات مطلقہ مقیدہ پر محمول ہیں۔

حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں "جواز خروجھن مقید بعدم الفتنة الخ۔

مطلب یہ ہے کہ بخاریؒ نے دو قید ذکر کی ہے اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ اگر غلس اور رات عدم فتنہ کا سبب ہو تو عورتوں کا ان قیود کے ساتھ نکلنا جائز ہے؛ لیکن اگر یہ دونوں (غلس اور لیل) فتنہ کا سبب ہو تو مطلق نکلنا جائز نہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں علماء اسلام نے فتنہ دیکھ کر علی الاطلاق منع کردیا ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے ظاہر ہے۔

## ﴿بابٌ ٥٥٣ صَلوٰةِ النِساءِ خَلْفَ الرِّجَالِ﴾

### عورتوں کا مردوں کے پیچھے نماز پڑھنا

٨٣٥ ﴿حَدَّثَنا یَحیَی بنُ قَزَعَةَ قال حَدَّثَنا اِبراھِیمُ بنُ سَعدٍ عَنِ الزُهرِیِّ عن ھِندٍ بنتِ الحارِثِ عن اُمِّ سَلَمَةَ قالتْ کان رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا سلم قامَ

النِساءُ حِينَ يَقضِي تَسلِيمَهُ وَيَمكُثُ هُوَ فِي مَقامِهِ يَسِيرًا قبلَ اَن يَّقُومَ قال نُرى وَاللّٰهُ اَعلَمُ اَنَّ ذٰلِك كانَ لِكَي تَنصَرِفَ النِساءُ قَبلَ اَن يُّدرِكهُنَّ مِنَ الرِّجالِ ﴾

**ترجمہ** حضرت امّ سلمہ ام المومنینؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو (آپؐ کے سلام پھیرتے ہی) عورتیں (جانے کے لئے) کھڑی ہوجاتیں اور آپؐ تھوڑی دیر اپنی جگہ پر ٹھہرے رہتے کھڑا ہونے سے پہلے (یعنی اٹھتے نہ تھے) امام زہریؒ نے فرمایا ہم یہ سمجھتے ہیں آگے واللہ اعلم۔ یہ آپ اس لئے کرتے کہ عورتیں اس سے قبل نکل جائیں کہ مردان کو پائیں (یعنی عورتیں مردوں سے پہلے چلی جائیں)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "قبل ان يُدرِكهنّ من الرجال"

اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ عورتوں کی صف مردوں کے پیچھے ہو اگر عورتیں آگے یا درمیان میں ہونگی تو تخطی رقاب لازم آئیگی جو ممنوع ہے، نیز حنفیہ کے نزدیک تو نماز بھی فاسد ہوگی۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۰ و مرّ ص ۱۱٦ وص ۱۱۷ وص ۱۱۹۔

۸۳٦﴿ حَدَّثَنا اَبُو نُعَيمٍ قال حَدَّثَنا ابنُ عُيَينَةَ عن اسحٰقَ عن اَنَسٍ قال صَلَّى النبيُّ صلى الله عليه وسلم فی بَيتِ اُمِّ سُلَيمٍ فقُمتُ وَيَتِيمٌ خلفَهُ وَ اُمُّ سُلَيمٍ خلفَنا ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم (میری ماں) کے گھر میں نماز پڑھی پھر میں اور یتیم آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور امّ سلیمؓ ہمارے پیچھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی "وامّ سُلَيم خلفنا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۰ و مر ص ۵۵ وص ۱۰۱ وص ۱۱۹ و یاتی ص ۱۵٦۔

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ نماز جماعت میں عورتوں کا موقف بتانا چاہتے ہیں کہ عورتوں کی صفیں ہمیشہ مردوں کے پیچھے ہونگی مردوں کے محاذاۃ میں کھڑی نہیں ہونگی اور اشارہ ہے ایک روایت کی طرف جو حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے "اخروهن من حيث اخرهن اللّٰه"۔

## ﴿ بابٌ [۵۵۴] سُرعَةِ اِنصِرافِ النِّساءِ مِنَ الصُّبحِ وَقِلَّةِ مَقامِهِنَّ فی المَسجِدِ ﴾

### صبح کی نماز پڑھ کر عورتوں کا جلدی چلا جانا اور مسجد میں کم ٹھہرنا

۸۳۷﴿ حَدَّثَنا يَحيَى بنُ مُوسٰى قال حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنصُورٍ قال حَدَّثَنا فُلَيحٌ عن عَبدِ

الرّحمٰن بن القاسم عن ابيه عن عائشة انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يُصلّي الصُّبح بغلس فينصرفن نساء المؤمنين لا يُعرفن من الغلس او لا يعرف بعضهن بعضا ﴿

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے پھر مسلمانوں کی عورتیں (نماز پڑھ کر) گھر واپس ہوتیں تو اندھیرے کی وجہ سے کوئی انہیں پہچان نہیں پاتا تھا یا (یہ کہا کہ) بعض عورتیں بعض کو پہچان نہیں پاتی تھیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في "فينصرفن نساء المؤمنين لا يعرفن من الغلس"

چونکہ نماز ختم ہوتے ہی عورتیں مسجد سے نکل جاتی تھیں اسلئے ان کی واپسی کے وقت بھی اتنا اندھیرا رہتا تھا کہ ایک دوسرے کو پہچان نہیں سکتی تھیں، چونکہ پورے بدن پر چادر ہوتی تھی، اس سلسلے کی متعدد روایات گذر چکی ہیں۔

**تعدد موضع** والحديث هنا ص ۱۲۰ و مرّ الحديث ص ۵۴ و ص ۸۲۔

باقی فہرست کے لئے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد دوم ص ۳۸۹ حدیث ۳۶۴۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کو مسجد میں بہت تھوڑی دیر ٹھہرنا چاہئے اور مسجد سے جلد لوٹ جانا چاہئے۔

حدیث دو مرتبہ گذر چکی ہے۔

## ﴿ بابُ ۵۵۵ اسْتِيذَانِ الْمَراةِ زَوْجَها بِالْخُروجِ اِلَى الْمَسْجِدِ ﴾

### عورت کا مسجد جانے کے لئے اپنے شوہر سے اجازت لینا

۸۳۸ ﴿ حدّثنا مُسَدّدٌ قال حدّثنا يَزِيْدُ بنُ زُرَيْعٍ عن مَعْمَرٍ عنِ الزُّهْرِيِّ عن سالِمِ بنِ عَبْدِ اللّٰهِ عن اَبِيْهِ عن النبى صلى الله عليه وسلم اِذا اسْتاذَنَتِ امْرَاةُ اَحَدِكُم فَلا يَمْنَعُها ﴿

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب کسی کی بیوی (نماز کے لئے مسجد جانے کی) اجازت مانگے تو شوہر اس کو نہ روکے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اذا استاذنت امرأة احدكم فلا يمنعها"

**تعدد موضع** والحديث هنا ص ۱۲۰ و مرّ ص ۱۱۹ و ياتى ص ۱۲۳ و ص ۸۸۔

**مقصد** امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عورت کو چاہئے کہ اجازت لے کر جائے کیونکہ شوہر مصالح کو زیادہ جانتا ہے بلکہ شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔

**تشریح** حدیث باب میں مسجد کی کوئی قید نہیں ہے اس لئے مریض رشتہ داروں کی عیادت اور ماں باپ کی زیارت وغیرہ کے لئے بھی شوہر سے اجازت لینی ضروری ہے واللہ اعلم۔

**براعۃ اختتام** بقول حافظ عسقلانیؒ "بالخروج الی المسجد" سے براعۃ اختتام کی طرف اشارہ ہے کہ یہ کتاب ختم ہو رہی ہے اب دوسری کتاب (کتاب الجمعہ) کی تیاری کرو۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ بالخروج الی المسجد سے خروج الی بیت اللہ یعنی خروج الی مناجاۃ ربہ وھو المرتب علی الموت۔

حاصل یہ ہے کہ سابق میں بیوی کا سوال یعنی اجازت مانگنا ہے اور شوہر کا جواب یعنی اجازت دینا ہے اسی طرح قبر میں منکر نکیر کے سوال و جواب کی طرف توجہ کرو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# كِتَابُ الجُمُعَةِ

هذا كتاب في بيان احكام الجمعة الخ (عمدہ) امام بخاریؒ روزمرّہ کے اعمال سے فراغت کے بعد ہفتہ وار اعمال کو ذکر فرماتے ہیں۔

جُمُعہ مشہور لغت میں بضم المیم ہے قاله العینیؒ (عمدہ) وهو الافصح كما في القرآن الحكيم، اورایک روایت بسكون الميم بھی ہے وحكي فيها الفتح والكسر.

وقال الزمخشریؒ "وقرئ بهن جميعا (کشاف سورۃ الجمعہ)

**ربط** اب تک صلوات خمسہ اور ان سے متعلقہ مسائل واحکام کا بیان چل رہا تھا، اب یہاں سے امام بخاریؒ صلوات مخصوصہ مثلاً جمعہ، صلوۃ خوف، عیدین اور وتر وغیرہ کا بیان شروع کر رہے ہیں۔

**وجہ تسمیہ** چونکہ اس دن سارے مسلمان نماز کے لیے ایک جگہ (جامع مسجد میں) جمع ہوتے ہیں اس لئے وہ دن جمعہ کہلاتا ہے سميت جمعة لاجتماع الناس فيها (شرح نووی ص ۲۷۹)

۲ وجہ تسمیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے "ان فيه جمعت طينة ابيكم آدم" یعنی اس روز تمہارے باپ آدمؑ کی مٹی (یعنی مادۂ تخلیق) روئے زمین کے مختلف طبقوں کی جمع کی گئی۔

۳ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے سلمانؓ سے پوچھا "یا سلمان! مایوم الجمعۃ" کہ اے سلمان یوم جمعہ کیا ہے؟ (یعنی اس کی وجہ تسمیہ اور حقیقت کیا ہے) انھوں نے کہا اللہ ورسولہ اعلم، آپؐ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماں باپ (آدم وحوّا) کو جمع فرمایا۔

مزید تفصیل حدیث پاک میں آرہی ہے۔

مصنف عبدالرزاق میں اسناد صحیح کے ساتھ محمد بن سیرینؒ سے نقل کیا گیا، فرمایا (بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد جب مدینہ میں اسلام پھیل چکا تو) انصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری سے قبل اور جمعہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ایک دفعہ جمع ہوکر مشورہ کیا اس مشورہ میں یہ بات رکھی گئی کہ یہودیوں کے یہاں ہر سات دن میں ایک دن مقرر کیا ہوا ہے، جس میں وہ جمع ہوکر عبادت کرتے ہیں۔ نصاریٰ کا بھی ہر ہفتے میں ایک دن مقرر ہے جس میں وہ جمع ہوکر عبادت کرتے ہیں۔

تو ہمیں بھی چاہیے کہ ایک دن ہم بھی متعین کرلیں جس میں جمع ہو کر اللہ کا ذکر کریں، نماز پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ تو اس کے واسطے سب نے یوم العروبہ یعنی جمعہ مقرر کیا اور سب انصار جمع ہو کر اسعد بن زرارہ کے پاس پہونچے انھوں نے جمعہ کے روز سب انصار کو نماز پڑھائی اس کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں "اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ الخ اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ زمانہ جاہلیت میں یعنی دور اسلامی سے پہلے اس دن کا نام یوم العروبہ تھا۔ قال الشاعر

نفسی الفداء لاقوام خلطوا ☆ یوم العروبة ازوادا بازواد

اور بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ چونکہ کعب بن لوئی اس دن لوگوں کو جمع کر کے وعظ و نصیحت کرتے تھے اس لیے اس کا یہ نام پڑ گیا واللہ اعلم۔

**سوال:** لفظ جمعہ یوم کی صفت ہے پھر تاء تانیث کی کیا وجہ ہے؟

**جواب:** یہ تاء تانیث نہیں ہے بلکہ مبالغہ کے لیے ہے جیسے رجل علامة.

۲ اگر تانیث ہی کہا جائے تو جمعہ ساعت کی صفت ہوگی۔ واللہ اعلم۔

## ﴿ باب [۵۵۶] فَرْضِ الجُمُعَةِ لِقَولِ اللّٰه تعالیٰ "اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِن یَّومِ الجُمُعَةِ فَاسْعَوا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُونَ" فاسْعَوا فامْضُوا ﴾

(نماز) جمعہ کی فرضیت - اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے (سورۂ جمعہ میں)

جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف چل پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم کچھ جانتے ہو، فاسعو بمعنی فامضوا ہے یعنی چل پڑو، مطلب یہ ہے کہ سب کام دھندہ چھوڑ کر نماز کے لیے چل پڑو یہ معنی نہیں ہے کہ دوڑو کیونکہ نماز کے کے لیے دوڑنا منع ہے کما فی الحدیث "فلا تاتوها تسعون"

### جمعہ کی فرضیت کہاں ہوئی؟

اس میں اختلاف ہے کہ جمعہ کی فرضیت کہاں ہوئی؟ مکہ میں یا مدینہ میں؟ حنفیہ کہتے ہیں کہ جمعہ کی فرضیت مکہ میں ہوئی "لان الجمعة فرضت بمكه قبل نزول سورة الجمعة على ما قاله الشيخ ابوحامد والعلامة السيوطى فى الاتقان ورسالته ضوء الشمعه والشيخ ابن حجر المكى فى شرح المنهاج والشوكانى فى

النیل وهو الاصح خلافا للحافظ ابن حجر ولم یتمکن النبی صلی الله علیه وسلم من اقامتها هناك الخ (آثار السنن للعلامة النیموی)

خلاصہ یہ ہے کہ نماز جمعہ کی فرضیت سورہ جمعہ کے نزول سے قبل مکہ معظمہ میں ہوئی تھی جیسا کہ ابو حامد یعنی امام غزالیؒ نے کہا ہے اور علامہ سیوطی نے اتقان میں اور اپنے ایک رسالہ ضوء الشمعہ میں تسلیم کیا ہے اور شیخ ابن حجر مکی نے شرح منہاج اور علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں فرمایا ہے اور یہی صحیح تر ہے اگر چہ حافظ بن حجر عسقلانیؒ نے اس کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ چنانچہ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں "فالاکثر علیٰ انها (ای الجمعه) فرضت بالمدینة الخ (فتح الباری)

بہر حال صحیح یہی ہے کہ نماز جمعہ کی فرضیت مکہ مکرمہ میں ہوئی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں اقامۃ جمعہ پر قدرت نہیں تھی کیونکہ اس وقت مکہ مکرمہ دار الحرب اور شدید تر دار الکفر تھا اس لیے مکہ میں جمعہ نہیں پڑھا گیا۔ واللہ اعلم

۸۳۹ ﴿ حَدَّثَنا اَبُو الیَمَان قال اَخبَرَنا شُعَیبٌ قال حَدَّثَنا اَبُو الزِنادِ اَنَّ عبدَ الرَّحمٰنِ بنَ هُرمُزَ الاَعرَجَ مَولٰی رَبِیعَةَ بنِ الحارِثِ حَدَّثَهُ اَنّه سَمِعَ ابا هُرَیرَةَ اَنّه سَمِعَ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقولُ نحنُ الآخِرُونَ السَّابِقونَ یَومَ القِیٰمَةِ بَیدَ اَنَّهُم اُوتُوا الکِتابَ مِن قَبلِنا ثُمَّ هٰذا یَومُهُمُ الذِی فُرِضَ عَلَیهِم فاختَلَفوا فِیهِ فهَدَانا اللّٰهُ لَهُ فالناسُ لَنا فِیهِ تبعٌ الیَهُودُ غدًا وَالنَّصارٰی بَعدَ غدٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہم سب امتوں کے بعد دنیا میں آئے لیکن قیامت کے دن سب سے آگے رہنے والے ہیں (حساب و کتاب میں اور جنت کے اندر جانے میں) صرف اتنی بات ہے کہ انہیں کتاب ہم سے پہلے دی گئی تھی پھر یہی (جمعہ کا دن) ان لوگوں کا بھی دن تھا جو ان پر (عبادت کے لیے) مقرر ہوا تھا لیکن ان لوگوں نے اس (دن) میں اختلاف کیا اور اللہ نے اس (دن کے سلسلے) میں ہماری رہنمائی فرمائی اور سب لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں یہود کا دن آئندہ کل ہے (یعنی ہمارے دوسرے دن سنیچر کو) اور نصاریٰ کا دن کل کے بعد ہے (یعنی تیسرے دن اتوار کو)

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة فی "هٰذا یومهم الذی فرض علیهم"

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۲۰ ویاتی ص ۱۲۳ وص ۴۹۵ تا ص ۴۹۶، مسلم اول ص ۲۸۲ وخرجه النسائی ایضا، وکتاب الام للشافعیؒ اول ص ۱۶۷ فی ایجاب الجمعة

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے نماز جمعہ کی فرضیت کا اثبات ہے اور اپنی عادت کے مطابق کتاب

الجمعہ کا افتتاح بھی استبراکاً و استدلالاً قرآن حکیم کی آیت سے کیا اور لقول اللہ تعالیٰ یعنی لام تعلیلیہ سے استدلال کی وضاحت فرمائی۔

**نماز جمعہ کی فرضیت** علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "ثم فرضیة الجمعة بالکتاب والسنة والاجماع" الخ (عمدہ) یعنی نماز جمعہ کی فرضیت قرآن مجید اور احادیث نبویہ، اجماع امت اور قیاس سے ثابت ہے۔ والدلیل علی فرضیة الجمعة الکتاب والسنة واجماع الامة (بدائع الصنائع)

قرآن مجید:- ارشاد الٰہی ہے یایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (پارہ ۲۸، سورۂ جمعہ) ترجمہ گذر چکا۔

آیت کریمہ میں "فاسعوا" امر کا صیغہ ہے اس میں سعی کا امر ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے اور ذکر اللہ سے مراد خطبہ ہے اور جب سعی الی الخطبہ فرض ہوا جو شرط صلوٰۃ ہے اور شرط صلوٰۃ یعنی خطبہ کے لیے جانا فرض ہوا تو اصل صلوٰۃ یعنی نماز جمعہ جو مشروط ہے اس کے لیے سعی بدرجہ اولیٰ فرض ہوگا پھر مزید تاکید کے لیے فرمایا "ذروا البیع" (خرید و فروخت چھوڑ دو) یعنی اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت جائز نہیں اور ظاہر ہے کہ ضروریات زندگی اور مباح سے ممانعت فرض ہی کے لیے ہوسکتی ہے (عمدہ)

۲ وقال اللہ عز و جل "وشاھد و مشھود" (سورۂ بروج) روایات میں آیا ہے کہ شاہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود عرفہ کا دن (کتاب الام، ج:۱، ص ۱۶۷)

احادیث:- حضرت جابرؓ اور حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واعلموا ان اللہ فرض علیکم صلوة الجمعة رواہ البیھقی (عمدہ)

۲ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الجمعة علی کل من سمع النداء (ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۵۱) یعنی جمعہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو اذان سنے۔

۳ حضرت جابرؓ سے ایک طویل حدیث میں ہے واعلموا ان اللہ قد افترض علیکم الجمعة فی مقامی ھذا فی یومی ھذا فی شھری ھذا من عامی ھذا الی یوم القیامة الخ (ابن ماجہ باب فرض الجمعۃ، ص ۷۷)

۴ ام المومنین حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رواح الجمعة واجب علی کل محتلم (نسائی جلد اول فی التشدید فی التخلف عن الجمعة ص ۱۵۴) (یعنی ہر بالغ پر جمعہ (کی نماز) کے لیے جانا واجب ہے۔ وروی عن ابن عمر رضی اللہ عنھما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من ترک ثلاث جُمَع تھاونا طبع اللہ علی قلبہ، ومثل ھذا الوعید

لا یلحق الا بترك الفرض وعلیه اجماع الامة. (بدائع الصنائع) یعنی جس نے تین جمعہ بلا عذر صرف کاہلی سے چھوڑا اللہ تعالیٰ اس کے قلب پر مہر لگا دیتے ہیں۔

اجماع:- فان الامة قد اجمعت من لدن رسول الله صلی الله علیه وسلم الی یومنا هذا علی فرضیتها من غیر انکار (عمدۃ القاری)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک جمعہ کی فرضیت پر مسلمانوں کا اتفاق رہا ہے۔

جمعہ کی نماز ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض عین ہے اور قطعی ہے اس کا منکر کافر ہے۔ صلوة الجمعة فریضة محکمة جاحدها کافر بالاجماع (عمدہ)

**تشریح** نحن الاخرون السابقون اس کی پوری تشریح و تفصیل بیان کر چکا ہوں، ملاحظہ فرمایئے اور ضرور دیکھئے نصر الباری جلد دوم ص ١٨٠ تا ص ١٨١، باب البول فی الماء الدائم باب ١٦٦، حدیث ٢٣٦۔

السابقون یوم القیامة کا مطلب یہ ہے کہ گو ہم زمانہ کے اعتبار سے متاخر ہیں لیکن یہ ہمارا تاخر زمانی ہمارے تقدم رتبی کو مانع نہ ہوگا، معناه الآخرون فی الزمان والوجود السابقون بالفضل ودخول الجنة (شرح نووی علی صحیح مسلم اول، ص ٢٨٢)

**تحقیق** بَیْدَ بفتح الباء الموحدة وسکون الیاء آخر الحروف وهو مثل غیر وزنا و معنی و اعرابا (عمدہ) یعنی لفظ بَیْدَ لفظ غَیر کا ہم وزن، ہم معنی اور ہم اعراب ہے یعنی منصوب ہوگا بنا بر استثناء کے جیسے جاء نی القوم الا حِمارا.

وقال الداودی هی بمعنی علی او مع (فتح) یعنی داؤدی نے کہا کہ یہ علی اور مع کے معنی میں ہے۔ اس صورت میں ظرفیت کی بنا پر منصوب ہوگا۔ انهم اوتوا الکتاب والمراد من الکتاب التوراة والانجیل فتکون الالف واللام فیه للعهد (عمدہ) ثم هذا یومهم الذی فرض علیهم فاختلفوا فیه فهدانا الله له" پھر یہی (جمعہ کا دن) ان لوگوں کا بھی دن تھا جو ان پر (عبادت کیلئے) مقرر ہوا تھا لیکن ان لوگوں نے اس (دن) میں اختلاف کیا اور اللہ نے اس (دن کے سلسلے) میں ہماری رہنمائی فرمائی اور سب لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں الخ۔

هذا اشارة الی یوم الجمعة (عمدہ، فتح قس)

معلوم ہوا کہ ان لوگوں پر بھی جمعہ ہی کا دن مقرر کیا گیا تھا لیکن ان لوگوں نے اختلاف کیا اور عرض کرنے لگے اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے ہفتہ وسنیچر کے دن کچھ نہیں پیدا کیا اسی کو ہمارے لیے مقرر فرما دیجئے تا کہ ہم بھی سارے

مشاغل سے فارغ ہوکر عبادت کریں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنیچر کا دن مقرر فرمادیا۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اضل اللہ عن الجمعة من كان قبلنا (مسلم اول ص ۲۸۲)

امام نوویؒ فرماتے ہیں "ویمکن ان یکونوا امروا به، صریحا و نص علی عینه فاختلفوا فیه هل یلزم تعیینه ام لهم ابداله و ابدلوه وغلطوا فی ابداله (شرح نووی علی صحیح مسلم اول ص ۲۸۲)

ولیس ذلك بعجیب من مخالفتهم و کیف لا وهم القائلون "سمعنا وعصینا" (بقرہ)

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ ان پر متعین طور سے جمعہ کا دن فرض نہیں کیا گیا ہو بلکہ ہفتہ میں ایک دن مقرر کرنے کا حکم دیا گیا اور دن کی تعیین ان ہی لوگوں کی طرف سونپ دیا گیا پھر یہود نے سنیچر کو مقرر کرلیا اور نصاریٰ نے یکشنبہ (اتوار) کو مقرر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن خلائق کی آفرینش کی ابتدا کی اس لیے اس روز بطور شکر اللہ کی عبادت کرنی چاہیے۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب ۵۵۷ فَضلِ الغُسل یَومَ الجُمُعَةِ وهَل عَلَی الصَّبِیِّ شُهُودُ یومِ الجُمُعَةِ اَوْ عَلَی النِّساءِ ﴾

## جمعہ کے دن غسل کی فضیلت اور (اس بات کا بیان کہ) کیا بچوں اور عورتوں پر جمعہ کے دن (نماز کے لیے) آنا فرض ہے یا نہیں؟

۸۴۰ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ یُوسُفَ قال اَخبَرَنا مَالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللّٰهِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ رَسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قال اِذَا جاءَ اَحَدُکُمُ الجُمُعَةَ فَلْیَغْتَسِلْ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ (کی نماز) کے لیے آئے (یعنی آنے کا ارادہ کرے) تو اسے غسل کرلینا چاہیے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة فی " اذا جاء احدکم الجمعة فلیغتسل"

**تعدد موضعہ** و الحدیث هنا ص ۱۲۰ و یاتی ص ۱۲۲ تا ۱۲۳ و ص ۱۲۵، و مسلم اول ص ۲۷۹ و الترمذی اول ص ۶۵ و النسائی اول ص ۱۵۵، و ابن ماجہ اول ص ۷۸۔

۸۴۱ ﴿ حَدَّثنا عبدُ اللّٰهِ بنُ محمدِ بنِ اَسماءَ قال حَدَّثنا جُوَیرِیَةُ عن مالِكٍ عنِ الزُّهرِیِّ عن سالِمِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بنَ الخطّابِ

رضی اللّٰہ عنہ بینا ھو قائمٌ فی الخطبۃِ یومَ الجُمُعَۃِ اِذ جَاءَ رَجُلٌ مِن المُھَاجِرِینَ الاَوَّلِینَ مِن اصحابِ النبیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فنادَاہُ عُمَرُ اَیَّۃُ سَاعَۃٍ ھٰذِہٖ قال اِنِّی شُغِلتُ فلَمْ اَنقَلِبْ اِلٰی اَھلِی حتی سَمِعتُ التَّاذِینَ فلَمْ اَزِدْ اَنْ توَضَّأتُ قال وَالوَضُوءَ اَیضًا وَقد عَلِمْتَ اَنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یامُرُ بالغُسْلِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ جمعہ کے دن خطبہ میں کھڑے تھے (یعنی کھڑے ہوکر خطبہ پڑھ رہے تھے) اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مہاجرین اولین میں سے (حضرت عثمانؓ) تشریف لائے، حضرت عمرؓ نے (عین خطبہ میں) ان سے کہا "یہ کون سا وقت ہے آنے کا؟" انھوں نے کہا میں کام میں مشغول تھا اور اپنے گھر تک بھی نہ لوٹ سکا کہ اذان کی آواز سنی اس لیے میں وضو سے زیادہ اور کچھ (غسل) نہ کرسکا حضرت عمرؓ نے فرمایا نیز وضو ہی پر اکتفا کیا حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جمعہ کے دن) غسل کا حکم دیتے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ "تفھم من قولہ والوضوء ایضا" لان معناہ ترکت فضیلۃ الغسل واقتصرت علی الوضوء ایضا قالہ العینیؒ

شاید یہ مقصد ہو کہ والوضوء ایضا سے اخیر تک یعنی کان یامر بالغسل تو مطابقت میں ذرا بھی شبہ و اشکال نہ رہے گا۔ واللہ اعلم

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص۱۲۰ ویاتی ص۱۲۱ والترمذی اول ص۶۵، ومسلم شریف اول ص۲۸۰

۸۴۲﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰہِ بنُ یُوسُفَ قال اَخبَرَنا مالِکٌ عن صَفوانَ بنِ سُلَیمٍ عن عَطاءِ بنِ یَسَارٍ عن اَبی سَعِیدٍ الخُدرِیِّ اَنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال غُسْلُ یومِ الجُمُعَۃِ وَاجِبٌ علٰی کُلِّ مُحتَلِمٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل واجب ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للجزء الثانی للترجمۃ من انہ یدل علی ان قولہ "علی کل محتلم" یخرج الصبی.

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص۱۲۰ تا ص۱۲۱ ومر ص۱۱۸ ویاتی ص۱۲۱ وص۱۲۳ وص۳۶۶، ومسلم اول ص۲۸۰

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ظاہر یہ پر رد ہے جو وجوب غسل کے قائل ہیں۔ بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں لفظ

فضل لا کر بتلا دیا ہے غسل کی فضیلت ہے جمعہ کے دن غسل کرنا مسنون ومندوب ہے فرض واجب نہیں۔

**تشریح** اس باب کے تین جز ہیں: ۱ جمعہ کے دن غسل کی فضیلت، ۲ بچوں کا جمعہ کے دن حاضر ہونا ۳ عورتوں کا حاضر ہونا۔

بخاریؒ نے باب کے تحت تین احادیث ذکر فرمایا ہے بظاہر تینوں کا تعلق ترجمہ کے پہلے جز سے ہے اگر کہا جائے کہ باب کی پہلی حدیث کے اندر اذا جاء احدکم کے عموم میں بچے اور عورتیں بھی داخل ہیں۔

تو جواب دیا جائے گا کہ باب کی تیسری اور آخری حدیث میں واجبٌ علی کل محتلم ہے اس سے بچے خارج ہو جائیں گے۔ اور ابھی چند ابواب پہلے باب ۵۵۲ کی حدیث ۸۳۰ میں گذر چکا ہے اذا استاذنکم نساء کم باللیل الخ یعنی جب تمہاری عورتیں تم سے رات کو مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو تم لوگ انہیں اجازت دیدو''

معلوم ہوا کہ عورتوں کو مسجد جانے کی اجازت صرف رات کے ساتھ خاص ہے اس لیے وہ بھی نکل گئیں، پس ثابت ہو گیا کہ عورتوں پر جمعہ نہیں اور حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث کہ جمعہ کا غسل ہر بالغ پر فرض ہے معلوم ہوگیا کہ بچوں پر جمعہ کی حاضری ضروری نہیں۔

**اذا جاء احدکم الجمعة فلیغتسل** اس کے معنی میں اذا اراد احدکم ان یاتی الجمعة فلیغتسل - اس کی نظیر قرآن حکیم کی آیت ہے ''اذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰہ'' ای اذا اردت ان تقرأ القرآن فاستعذ.

**مذاہب ائمہ** ۱ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور جمہور فقہاء اسلام کے نزدیک سنت ہے۔

۲ امام احمدؒ کے نزدیک تفصیل ہے کہ مزدور پیشہ اور کام کرنے والوں کے لیے تو واجب ہے اور جو لوگ محنت ومزدوری کا کام نہیں کرتے ان کے لیے سنت ہے ان کا استدلال حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے ہے کہ لوگ محنت مزدوری کرتے تھے اور انہیں کپڑوں میں جمعہ میں آجاتے تھے مسجد نبوی چھوٹی تھی پسینہ وغیرہ کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی تھی اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کا حکم دیا تھا، معلوم ہوا کہ غسل کا حکم ایک عارض وعلت کی وجہ سے تھا جب وہ عارض ختم ہوگیا تو حکم وجوبی بھی ختم۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام احمدؒ کے نزدیک بھی سنت ہی ہے البتہ ظاہر یہ وجوب غسل کے قائل ہیں۔

**قائلین وجوب کے دلائل** ۱ حدیث باب کی آخری حدیث حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے غسل یوم الجمعة واجبٌ علی کل محتلم (بخاری اول ص ۱۲۰ تا ص ۱۲۱، مسلم اول ص ۲۸۰)۔

۲۔ باب کی پہلی حدیث حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے اذا جاء احدکم الجمعۃ فلیغتسل (بخاری ص ۱۲۰، مسلم اول ص ۲۷۹، ترمذی اول ص ۶۵، ایضا نسائی، ابن ماجہ)

**جمہور کے دلائل**

۱۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے "قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من توضأ یوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل، وقال ابو عیسیٰ حدیث سمرہ حدیث حسن (ترمذی اول "باب فی الوضوء یوم الجمعة" ص ۶۵ تا ص ۶۶) فالغسل افضل سے وجوب کی نفی صاف ظاہر ہے۔

۲۔ باب کی دوسری حدیث یعنی حدیث ۸۴۱ میں حضرت عمرؓ کے خطبہ کا ذکر ہے حضرت عمرؓ کے دوران خطبہ میں جو بزرگ پہونچے تھے وہ حضرت عثمانؓ تھے، حضرت عمرؓ نے تاخیر سے پہونچنے پر اعتراض تو کیا لیکن غسل کا حکم نہیں دیا اگر غسل جمعہ واجب ہوتا تو حضرت عثمانؓ غسل کو ہرگز نہ چھوڑتے اور حضرت عمرؓ بھی ان کو لوٹ کر غسل کر کے آنے کا حکم دیتے اذ لیس فلیس.

۳۔ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ کی حدیث میں حکم کی علت خود موجود ہے جب وہ علت باقی نہیں رہی تو وجوب کا حکم کیسے باقی رہ سکتا ہے۔

جہاں تک قائلین وجوب کے دلائل کا تعلق ہے ان کا جواب یہ ہے کہ وجوب غسل کا حکم شروع میں ایک عارض کی وجہ سے تھا جب وہ عارض ختم ہو گیا تو حکم بھی ختم۔

دوسرا جواب یہ بھی دیا جا سکتا ہے کہ جہاں جہاں امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے دیگر احادیث کے پیش نظر صیغہ امر استحباب پر محمول ہے تاکہ تعارض بین الاحادیث باقی نہ رہے۔ واللہ اعلم۔

## باب الطِّيبِ لِلْجُمُعَةِ (۵۵۸)

## جمعہ (کی نماز) کے لیے خوشبو لگانا

۸۴۳ حَدَّثَنا عَلِيٌّ قال اَخبَرَنا حَرَمِيُّ بنُ عُمَارَةَ قال حَدَّثنا شُعْبَةُ عن اَبی بَکرِ بنِ المُنْکَدِرِ قال حَدَّثَنِی عَمْرُو بنُ سُلَیْمٍ الانصارِیُّ قال اَشهَدُ عَلٰی اَبی سَعِیدٍ قال اَشهَدُ عَلٰی رسولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قال اَلْغُسْلُ یَومَ الجُمُعَةِ واجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحتَلِمٍ وَاَن یَّستَنَّ وَاَن یَّمَسَّ طِیبًا اِن وَجَدَ قال عَمْرٌو اَمَّا الغُسْلُ فَاَشهَدُ اَنَّهٗ وَاجِبٌ وَاَمَّا الاِستِنَانُ وَالطِّیبُ فاللّٰه تعالیٰ اَعْلَمُ اَواجِبٌ هُوَ اَمْ لا

وَلكن هكذا فِي الحَدِيْثِ قَالَ اَبُو عَبدِ اللّٰهِ هُو اَخُو محمّدِ بنِ المُنْكَدِرِ وَلَمْ يُسَمَّ اَبُوبكرٍ هكذا رَوى عنه بُكَيْرُ بنُ الاَشَجِّ وَسَعِيْدُ بنُ اَبِى هِلالٍ وَعِدَّةٌ وكانَ مُحَمّدُ بنُ المُنْكَدِرِ يُكنى بِاَبِى بَكْرٍ وَ اَبِى عبدِ اللّٰهِ ﴾

**ترجمہ** عمرو بن سلیم انصاری نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت ابو سعیدؓ نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل واجب ہے اور یہ کہ مسواک کرے اور خوشبو لگائے اگر پائے۔ عمرو بن سلیم نے کہا کہ غسل کے متعلق تو میں شہادت دیتا ہوں کہ واجب ہے لیکن مسواک کرنا اور خوشبو لگانا تو اللہ تعالیٰ کو زیادہ علم ہے کہ واجب ہے یا نہیں؟ لیکن حدیث میں اسی طرح ہے، ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ وہ یعنی ابو بکر بن منکدر (جو سند میں مذکور ہیں) محمد بن منکدر کے بھائی ہیں اور ابو بکر کا نام معلوم نہیں ہوا اور ان سے (یعنی ابو بکر سے) بکیر بن اشج، سعید بن ہلال اور متعدد دوسرے لوگوں نے روایت کی ہے اور محمد بن منکدر کی کنیت ابو بکر بھی ہے اور ابو عبد اللہ بھی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "وان يمسّ طيبا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۱ ومر مختصرا ص ۱۱۸ ويأتى ص ۱۲۳ وص ۳۶۶، مسلم کتاب الجمعہ ص ۲۸۰، ابوداؤد اول فى الطهارة "باب فى الغسل للجمعة" ص ۴۹

**مقصد** امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں کوئی حکم نہیں بیان کیا اور قاعدہ ہے کہ عطف کے ذریعہ تشريك فى الذكر من جميع الوجوه تشريك فى الحكم کو مستلزم نہیں لہٰذا امام بخاریؒ کا رجحان بھی خوشبو کے بارے میں جمہور ائمہ کے موافق ہے کہ خوشبو واجب نہیں چنانچہ روایت الباب میں ان يمسّ طيبا کے ساتھ "ان وجد" کی قید بتلا رہی ہے کہ خوشبو واجب نہیں اگر میسر ہو تو لگانا افضل اور باعث ثواب ہے۔

ائمہ اربعہ کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ خوشبو لگانا واجب نہیں بلکہ مندوب و افضل ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بابٌ ۵۵۹ فَضْلِ الجُمُعَةِ ﴾

## جمعہ کی فضیلت کا بیان

### وهذه اللفظة تشمل صلاة الجمعة ويوم الجمعة (عمدہ)

۸۴۴ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرنا مالِكٌ عن سُمَيٍّ مولىٰ اَبِى بَكرِ بنِ عبدِ الرّحمٰنِ عن اَبِى صالِحِ السَّمَّانِ عن اَبِى هُرَيرةَ اَنّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه

علیه وسلم قال مَنِ اغتسل یومَ الجُمُعَةِ غُسْلَ الجَنابَةِ ثمَّ رَاحَ فکانّما قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَن رَاحَ فی السَّاعَة الثانِیَةِ فکانّمَا قَرَّبَ بَقَرةً وَمَن رَاحَ فی السَّاعَةِ الثَالِثَةِ فکانّما قرَّبَ کَبْشًا اَقرَنَ ومَن راحَ فی السَّاعَةِ الرابِعَةِ فکانّما قرَّبَ دَجاجَةً وَمَن راحَ فی السَّاعَةِ الخامِسَةِ فکانّما قرَّبَ بَیْضَةً فاِذَا خَرَجَ الاِمامُ حَضَرتِ المَلائِکَةُ یَستَمِعُونَ الذِکرَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح غسل کرے پھر (نماز پڑھنے) جائے تو گویا کہ اس نے ایک اونٹ صدقہ کیا اور جو (اس کے بعد) دوسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے ایک گائے صدقہ کیا اور جو تیسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے ایک سینگ والا مینڈھا صدقہ کیا اور جو چوتھی ساعت میں گیا تو گویا اس نے ایک مرغی صدقہ کیا اور جو شخص پانچویں ساعت میں گیا تو گویا اس نے ایک انڈا صدقہ کیا پھر جب امام (خطبہ کے لیے) نکل آیا تو (یہ حاضری لکھنے والے) فرشتے بھی مسجد میں حاضر ہو جاتے ہیں اور ذکر (یعنی خطبہ) سنتے ہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة من حیث ان الذی یحضر الجمعة الذی هو عبادة بدنیة کانه یاتی ایضا بالعبادة المالیة فکانه یجمع بین العبادتین البدنیة والمالیة وهذه الخصوصیة للجمعة دون غیرها من الصلوات فدل ذلک علی فضل الجمعة فناسب ترجمة الباب بفضل الجمعة (عمدہ)

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۲۱ ویاتی الحدیث ص ۱۲۷، ایضا ص ۴۵۶، مسلم شریف ص ۲۸۲ وص ۲۸۳، والترمذی باب ما جاء فی التبکیر الی الجمعة ص ۶۶۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد نماز جمعہ کی فضیلت کو بیان کرنا ہے جیسا کہ الفاظ ترجمہ سے واضح ہے۔ یا ذهاب لصلوٰۃ الجمعہ کی فضیلت بیان کرنی ہے۔

بعض روایت سے یوم جمعہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے چنانچہ امام ترمذی نے ترمذی شریف میں "باب فضل یوم الجمعة" کا ترجمہ قائم کیا ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت لائے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر یوم طلعت فیه الشمس یوم الجمعة الخ (ج ۱ ص ۶۴)

**یوم جمعہ افضل ہے یا یوم عرفہ؟** حنفیہ اور شافعیہؒ کے نزدیک یوم عرفہ افضل ہے یوم جمعہ سے، امام احمدؒ اور ابن عربی سے منقول ہے کہ جمعہ افضل ہے وثمرة الخلاف تظهر فی النذر فی اضل یوم من السنة او الطلاق و العتاق الخ تفصیل کے لیے دیکھئے الکوکب الدری جلد اول،

تطبیق کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ ہفتہ یعنی سات دن میں جمعہ افضل اور پورے سال کے ایام میں یوم عرفہ افضل ہے۔ واللہ اعلم

**تشریح** غسل الجنابة منصوب بنزع الخافض ہے اور مطلب یہ ہے کغسل الجنابة یعنی غسل جنابت کی طرح خوب استیعاب سے کرے اور احتیاط اسی میں ہے کہ استیعاب اور دلک کے ساتھ غسل کرے تو اس طرح سے غسل کرکے مسجد پہونچے تو گویا کہ اس نے بارگاہ الٰہی وربانی میں ایک اونٹ کی قربانی پیش کی وعلی هذا القیاس اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ جمعہ کے دن غسل جنابت کرے یعنی اپنی بیوی سے جماع کرے پھر غسل کرے حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ معنی بالکل غلط ہیں، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ کوئی ایسا غلط تو ہے نہیں اور میری بھی (یعنی حضرت شیخ کی) یہی رائے ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ جمعہ کا دن اجتماع کا دن ہوتا ہے اس میں بازاروں میں سے ہوکر جانا ہوتا ہے تو ممکن ہے کہ کسی عورت پر نگاہ پڑ جائے اور بدنظری ہو بخلاف اس کے کہ جب غسل جنابت کیے ہوئے ہوگا اور جماع سے فارغ ہوگا تو پھر طبیعت آسودہ ہوگی اور بدنظری اور بدخیالی سے محفوظ رہے گا۔

اور جمہور کے نزدیک یہی غسل جنابت غسل جمعہ کے لیے کافی ہوگا کیونکہ مقصود تو پسینہ کی بدبو کا ازالہ ہے۔

## باب ع ۵۶۰

هذا (باب) بالتنوين من غير ترجمة وهو كالفصل من الباب السابق (قس)

۸۴۵ حَدَّثنا اَبُو نُعَيم قال حَدّثنا شَيْبَانُ عن يحيىٰ هو ابنُ اَبى كثير عن اَبى سَلَمَة عن اَبى هُرَيْرَةَ اَنَّ عُمَرَ بنَ الخطابِ بَيْنما هُو يَخطُبُ يَومَ الجمُعَةِ اِذ دَخل رجُلٌ فقال عُمَرُ بنُ الخطاب لِمَ تَحتَبِسُوْنَ عن الصَّلوٰة فقال الرجُلُ ما هو اِلاّ اَن سَمِعْتُ النِّداءَ تَوَضَّاْتُ فقال اَلَمْ تَسْمَعُوا النبىَّ صلى الله عليه وسلم قال اِذا رَاحَ اَحَدُكُمْ اِلَى الجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے اتنے میں ایک صاحب (حضرت عثمانؓ) داخل ہوئے تو حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ آپ نماز سے کیوں رُک جاتے ہیں (یعنی اول وقت کیوں نہیں آتے) تو انھوں نے کہا میں نے تو کچھ دیر نہیں کی اذان سنتے ہی میں نے وضو کیا (اور آ گیا) تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی تم میں سے نماز جمعہ کے لیے جائے تو غسل کرلیا کرے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: وجه مطابقة دخوله فی باب فضل الجمعة من حيث انكار عمر على هذا الداخل وهو عثمان بن عفانؓ الخ .

یعنی اس حدیث کی مناسبت ترجمۃ الباب سے اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ جیسے عظیم الشان صحابی پر خفا ہوئے تو اگر جمعہ کی نماز فضیلت والی نہ ہوتی تو خفگی کی کیا ضرورت تھی پس نماز جمعہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔

۲ اور نمازوں کے لیے قرآن حکیم میں یہ حکم ہے اذا قمتم الى الصلوة فاغسلوا وجوهكم الآية یعنی وضو کرلو اور جمعہ کی نماز کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے کا حکم دیا تو صاف معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کا درجہ اور نمازوں سے بڑھ کر ہے یعنی دوسری نمازوں پر اس کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہی ترجمہ ہے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۱ ومر الحديث ص ۱۲۰، ومسلم شریف اول ص ۲۸۰، والترمذی ص ۶۵۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد تو جمعہ کی فضیلت ثابت کرنا ہے۔
لیکن حافظ عسقلانیؒ کی رائے ہے کہ مالکیہ پر رد کرنا مقصود ہے جو تبکیر کے قائل ہیں۔ تشریح وتفصیل کے لیے باب ۵۵۷ کی احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

## باب ۵۶۱ الدُّهنِ لِلجُمعةِ

### جمعہ کے دن تیل کا استعمال

۸۴۶ حَدَّثَنا آدمُ قال حَدَّثَنا ابنُ اَبِى ذِئبٍ عن سَعِيْدِ المَقبُرِيِّ قال اَخبَرَنِى اَبِى عَنِ ابنِ وَدِيْعَةَ عن سَلمانَ الفَارِسِيِّ قال قال النبىُّ صلى الله عليه وسلم لا يَغتَسِلُ رَجُلٌ يومَ الجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا استَطاعَ مِن طُهرٍ وَيَدَّهِنُ مِن دُهنِهٖ اَو يَمَسُّ مِن طِيبِ بَيتِهٖ ثمّ يَخرُجُ فلا يُفَرِّقُ بَينَ اثنَينِ ثمَّ يُصَلِّى ما كُتِبَ لهُ ثمَّ يُنصِتُ اِذَا تكَلَّمَ الاِمَامُ اِلّا غُفِرَ لَهُ مَا بَينَهُ وما بينَ الجُمُعَةِ الاُخرىٰ

**ترجمہ** حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کرسکتا ہے کرے (یعنی میل کچیل صاف کرے مونچھیں اور ناخن کترائے، زیر ناف کے بال مونڈ لے) اور اپنے تیل میں سے تیل لگائے یا اپنے گھر (والوں) کی خوشبو میں سے لگائے پھر نماز کیلئے نکلے (یعنی مسجد میں آئے) اور دو کے درمیان میں نہ گھسے (یعنی دو شخص مل کر بیٹھے ہوں تو خواہ مخواہ ان کے بیچ میں گھس کر ان کو الگ الگ نہ کرے بلکہ جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائے) پھر جتنی نمازیں (سنت ونفل) اس کی تقدیر میں ہے پڑھے پھر جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش رہے تو اس جمعہ سے لے کر دوسرے

جمعہ تک کے گناہ اسکے بخش دیئے جائیں گے (مراد صغائر ہیں جیسا کہ علامہ قسطلانی نے فرمایا ہے) واللہ اعلم

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى "يدهن من دهنه"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۱ وياتى ص ۱۲۴۔

۸۴۷ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ طَاوُسٌ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ذَكَرُوا اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوا رُؤُسَكُمْ وَ اِنْ لَمْ تَكُونُوا جُنُبًا وَ اَصِيبُوا مِنَ الطِّيبِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ وَ اَمَّا الطِّيبُ فَلَا اَدْرِىْ ﴾

**ترجمہ** طاؤس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل کرو اور اپنے سروں کو دھوؤ اگر چہ تم جنبی نہ ہو (یعنی اگر چہ تم پر غسل ضروری نہ ہو) اور خوشبو لگاؤ، ابن عباسؓ نے کہا بہر حال غسل کا حکم تو ہاں صحیح ہے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے) لیکن خوشبو کے متعلق مجھے علم نہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "ليس فى هذا الحديث ذكر الدهن ليطابق الترجمة ولكن تاتى المطابقة من وجه آخر وهو الى العادة استعمال الدهن بعد غسل الراس فكان هذا اشعر به.

مطلب یہ ہے کہ چونکہ عام عادت یہی ہے کہ غسل کرنے یا سر دھونے کے بعد لوگ تیل لگاتے ہیں اور اس حدیث میں غسل کا تذکرہ ہے گویا اس کی طرف اشارہ ہے۔

۲ امام بخاریؒ ایک حدیث لاتے ہیں مگر اشارہ دوسری حدیث کی طرف کرتے ہیں متصلاً آنے والی حدیث میں ابراہیم بن میسرہ عن طاؤس میں دہن یعنی تیل کا ذکر موجود ہے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۱ وياتى متصلا ص ۱۲۱۔

۸۴۸ ﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِى اِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِى الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَيَمَسُّ طِيبًا اَوْ دُهْنًا اِنْ كَانَ عِنْدَ اَهْلِهِ فَقَالَ لَا اَعْلَمُهُ ﴾

**ترجمہ** حضرت طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابن عباسؓ نے جمعہ کے دن غسل کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ذکر کیا تو میں نے (یعنی طاؤس نے) ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ کیا

خوشبو یا تیل اگر اس کے گھر والوں کے پاس ہو تو استعمال کرے گا؟ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں (یعنی میں نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیل یا خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے یا نہیں؟)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في "او دهنا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۱ و مر آنفا ص ۱۲۱، مسلم اول کتاب الجمعہ ص ۲۸۰

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ نماز جمعہ کے لیے اہتمام واحترام میں تیل وخوشبو کا استعمال باعث اجر وثواب ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔

## باب[۵۶۲] يَلبَسُ اَحْسَنَ مَا يَجِدُ

### (جمعہ کے دن) عمدہ سے عمدہ تر کپڑا پہنے جو پا سکے
### (استطاعت کے مطابق اچھا کپڑا پہن کر مسجد جائے)

۸۴۹ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللهِ بن عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بنَ الخطاب رَآى حُلَّةَ سِيَرَاءَ عند بابِ المَسْجِدِ فقال يا رسولَ الله لوِ اشتَرَيتَ هٰذِهٖ فلَبِسْتَهَا يومَ الجُمُعَةِ وَلِلوَفدِ اِذا قَدِمُوا عَلَيْكَ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اِنَّما يَلْبَسُ هٰذِه مَن لا خَلاقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنها حُلَلٌ فَاَعْطَىٰ عُمَرَ بنَ الخطابِ مِنهَا حُلَّةً فقال عُمَرُ يا رسولَ اللهِ كَسَوْتَنِيهَا وَقَد قُلتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ ما قلتَ فقال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اِنّي لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بنُ الخطابِ اَخًا لَهُ بِمَكَّةَ مُشرِكًا

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حلہ (فروخت ہوتے) دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش آپ اس کو خرید لیں اور پہنا کریں جمعہ کے دن اور جب آپ کے پاس وفود آئیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی قسم کے کچھ حلے (جوڑے) آئے تو اس میں سے ایک حلہ آپؐ نے عمر بن خطابؓ کو عطا فرمایا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے یہ حلہ پہننے کے لیے عطا فرما رہے ہیں حالانکہ (اس سے پہلے) عطارد کے حلہ کے بارے میں آپ (کچھ) فرما چکے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ حلہ تم کو اس لیے نہیں دیا ہے کہ تم خود پہنو (بلکہ عورتوں کو پہناؤ)

چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے مشرک بھائی کو پہننے کے لیے دیدیا جو مکہ میں رہتا تھا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلبستها يوم الجمعة"

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں مطابقة للترجمة من حيث انه يدل على استحباب التجمل يوم الجمعة والتجمل يكون باحسن الثياب وانكاره صلى الله عليه وسلم على عمر رضي الله عنه لم يكن لاجل التجمل باحسن الثياب الخ (عمدہ) خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے جو گذارش کی تھی اس میں دو چیزیں تھیں: ۱۔ جمعہ کے روز تجمل یعنی عمدہ لباس پہننا۔ ۲۔ عُطارد کے ریشمی حُلّہ کو زیب تن کرنے کے لیے خریدنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کا تعلق صرف دوسرے سے ہے کیونکہ مرد کے لیے ریشمی لباس جائز نہیں، باقی جمعہ کے روز تجمل کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا، لہٰذا اس کا مستحب ومندوب ہونا ثابت ہوگیا۔ واللہ اعلم

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۱ تا ص ۱۲۲ ویاتی فی کتاب العیدین ص ۱۳۰ وكتاب البيوع ص ۲۸۳ وفي كتاب الهبة ص ۳۵۶ وص ۳۵۷ وص ۴۲۹ وص ۸۶۸ وص ۸۸۵ وص ۸۹۸، ومسلم جلد ثانی ص ۱۸۹، وابوداؤد کتاب الصلوٰۃ فی "باب اللبس للجمعة ص ۱۵۴، والنسائی ایضاً۔

**مقصد** امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ جمعہ کے لیے عمدہ سے عمدہ لباس خاص کرنا اور متعین کرنا درست ہے بلکہ مستحسن ومندوب ہے۔

**تشریح** حُلّہ ایک قسم کے دو کپڑے چادر اور تہبند۔ آج کل اس کو سوٹ کہتے ہیں جبکہ کرتہ اور پائجامہ ایک ہی کپڑے کے ہوں۔

سِيَرا بكسر السين المهمله وفتح الياء خالص ریشمی - عُطارِد بضم العين المهملة وتخفيف الطاء وكسر الراء وفي آخره دال مهمله، ایک شخص کا نام۔ حضرت عمرؓ نے یہ حُلہ اپنے جس بھائی کو دیا تھا اس کا نام عثمان بن حکیم تھا یہ حضرت عمرؓ کے اخیافی یا رضاعی بھائی تھے اگرچہ اختلاف ہے لیکن راجح قول یہی ہے کہ بعد میں مسلمان ہوگئے تھے۔ (عمدہ)

## ﴿باب ۵۶۳ السِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ اَبُو سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَنُّ﴾

باب - جمعہ کے دن مسواک کرنا اور ابوسعید خدریؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ مسواک کرے

۸۵۰ - حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قالَ اَخْبَرَنا مالِكٌ عن اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عن

اَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنه اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قال لولا اَن اَشُقّ علٰی اُمّتِی اَوْ لولاَ اَنْ اَشُقّ عَلَی الناسِ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت کی یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ (یعنی ہر نماز کے وقت) مسواک کا حکم دیتا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی "لامرتهم بالسواك مع كل صلوة" اور ظاہر ہے صلوٰۃ جمعہ بھی من كل صلوة ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۲۲ و ياتی ص ۱۰۷۵ وسياتی معلقا فی باب السواك الرطب واليابس للصائم ص ۲۵۹ وفيه لامرتهم بالسواك عند كل وضوء .

۸۵۱﴿ حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ قال حَدَّثنا عَبْدُ الوارِثِ قال حَدَّثنا شُعَيْبُ بنُ الحَبْحَابِ قال حَدَّثنا انسٌ قال قال رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اكثرتُ عليكم فی السِّواكِ ﴾

ترجمہ | حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں سے مسواک کے متعلق بہت کہہ چکا ہوں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی "اكثرت عليكم فی السواك" اکثار فی السواک یعنی ہر نماز کے وقت مسواک کی تاکید فرمائی تو نماز جمعہ کے لیے اس کی تاکید بطریق اولیٰ ہوگی چونکہ جمعہ میں مجمع زیادہ ہوتا ہے اس لیے منہ کی صفائی بھی زیادہ ضروری ہوگی تاکہ کسی مسلمان کو تکلیف نہ ہو۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۲۲، والنسائی فی الطہارۃ، ص ۳۔

۸۵۲﴿ حَدَّثَنَا محمدُ بنُ كَثِيرٍ قال اَخْبَرَنا سُفْيٰنُ عن مَنْصورٍ وَ حُصَيْنٍ عن اَبِی وَائِلٍ عن حُذَيْفَةَ قال كانَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم اِذَا قامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فاهُ ﴾

ترجمہ | حضرت حذیفہؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو (تہجد کے لیے) اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ؟ جب تہجد کے لیے مسواک کرنا ثابت ہوا تو نماز جمعہ کے لیے بطریق اولیٰ مسواک مشروع ہوگی کیونکہ جمعہ میں نمازیوں کے ہجوم کے علاوہ ملائکۃ اللہ کی تشریف آوری ثابت ہے اس لیے جمعہ میں منہ کی صفائی بطریق اولیٰ مطلوب ہوگی۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۲۲ و مرّ الحديث ص ۳۸ و ياتی ص ۱۵۳، ومسلم ص ۱۲۸، ابوداؤد ص ۸،

نسائی ص ۲، ایضاً نسائی ص ۱۸۴، ابن ماجہ ص ۲۵

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد بعض ظاہریہ پر رد ہے جو جمعہ کے دن مسواک کرنے کو واجب کہتے ہیں جمہور کے نزدیک سنت ہے امام بخاریؒ جمہور کی موافقت کر رہے ہیں، مسواک پر لکھی اور مفصل تشریح کے لیے نصر الباری جلد دوم ص ۱۹۱، حدیث ۲۴۲ کی تشریح ملاحظہ فرمایئے، ص ۱۹۱ سے ۱۹۴ تک۔

## ﴿ بَابٌ ۵۶۴ مَنْ تَسَوَّكَ بِسِوَاكِ غَيْرِهٖ ﴾

## جو شخص دوسرے کی مسواک استعمال کرے

۸۵۳ ﴿ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قال حَدَّثَنِي سُلَيْمٰنُ بنُ بِلَالٍ قال قال هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قالتْ دَخَلَ عبدُ الرَّحْمٰنِ بنُ اَبِي بَكْرٍ وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهٖ فَنَظَرَ اِلَيْهِ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم فقُلتُ لَهُ اَعْطِنِي هٰذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرحمٰنِ فَاَعْطَانِيْهِ فَقَصَمْتُهُ ثُمَّ مَضَغْتُهُ فَاَعْطَيْتُهُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فاسْتَنَّ بِهٖ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰى صَدْرِي ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر (حضرت عائشہؓ کے بھائی حجرے میں) آئے اور ان کے پاس ایک مسواک تھی جسے وہ کیا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیماری کی حالت میں) اس کو دیکھا تو میں نے اس سے کہا اے عبدالرحمٰن یہ مسواک مجھے دیدو انھوں نے مسواک مجھے دیدی تو میں نے اس کو توڑ ڈالا (یعنی اتنی لکڑی توڑ کر الگ کردی جو عبدالرحمٰن اپنے منھ سے لگایا کرتے) پھر اسے چبا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی آپؐ نے اسے استعمال کیا اور آپؐ اس وقت میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فانه صلى الله عليه وسلم تسوك بسواك عبدالرحمن رضي الله عنه.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۲ وياتي ص ۴۳۷ وفي المغازي ص ۶۳۸ وص ۶۴۰۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ مسواک ایک ضروری سنت و موکد چیز ہے کہ ترک نہیں کرنا چاہیے لہٰذا اگر دوسرے سے مانگ کر کرلے تو بھی جائز ہے باوجودیکہ سوال ذلت ہے اور بعض علماء کی رائے ہے کہ حضرت امام بخاریؒ کی غرض اس باب سے ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کا ریق (منھ کا پانی، تھوک) اس کے حق میں طاہر اور دوسرے کے حق میں نجس ہے حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ غلط ہے اس لیے کہ اگر یہ غرض ہوتی تو ابواب الطہارۃ میں جہاں سور کا ذکر آیا تھا وہاں یہ باب ذکر

فرماتے، روایت مرض الوفات کے زمانے کی ہے (تقریر بخاری)

## باب ۵۶۵ ما يُقرأُ في صلوٰةِ الفَجرِ يومَ الجُمُعَةِ

### جمعہ کے دن فجر کی نماز میں کونسی سورۃ پڑھی جائے

۸۵۴ حَدَّثَنا اَبو نُعَيمٍ قال حَدَّثَنا سُفيٰنُ عن سَعْدِ بنِ اِبراهيمَ عن عبدِ الرَّحمٰنِ هُوَ ابنُ هُرْمُزَ عنِ اَبِي هُرَيْرَةَ قال كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ في الفَجْرِ يومَ الجُمُعَةِ الٓمٓ تَنزِيلُ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الاِنْسَانِ

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الٓمٓ تنزیلُ (یعنی سورہ سجدہ پہلی رکعت میں) اور ھل اتٰی علی الانسان دوسری رکعت میں پڑھتے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة .

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۲ ویاتی ص ۱۴۶ مسلم فی الصلوۃ ص ۲۸۸، ابن ماجہ ص ۵۹، نسائی ص ۱۱۱، وترمذی ص ۶۸، ابوداؤد اول ص ۱۵۳ تا ۱۵۴۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ صلوٰۃ مفروضہ میں امام کے لیے سجدہ والی سورت پڑھنا مکروہ ہے۔ ائمہ ثلاثہ اور جمہور کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

## باب ۵۶۶ الجُمُعَةِ في القُرٰى وَالمُدُنِ

### دیہاتوں اور شہروں میں جمعہ کا بیان

۸۵۵ حَدَّثَنِي محمَّدُ بنُ المُثَنّٰى قال حدّثنا اَبو عَامِرٍ العَقَدِيُّ قال حدَّثنا اِبراهيمُ بنُ طَهْمَانَ عن اَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عنِ ابنِ عباسٍ قال اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ في مَسْجِدِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم في مسجدِ عبدِ القَيْسِ بِجُوَاثىٰ مِنَ البَحْرَين

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد سب سے پہلا جمعہ بحرین کے علاقہ جُواثیٰ میں عبدالقیس کی مسجد میں ہوا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة۔ یعنی حدیث پاک کے مفہوم سے ظاہر ہے اب اگر

جواثیٰ کو قریہ مانا جائے تو ترجمۃ الباب کے پہلے جز الجمعة فی القریٰ سے مطابقت ہوگی اور اگر جواثیٰ کو مدینہ یعنی شہر مانا جائے تو ترجمہ کے جزء ثانی یعنی الجمعة فی المدن سے مطابقت ہوگی، اس کی تفصیل آرہی ہے۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۲۲ ویاتی فی المغازی ص ۶۲۷، و، ابوداؤد اول ص ۱۵۳۔

۸۵۶ ﴿ حَدَّثنِي بِشْرُ بنُ محمدٍ قال اَخبَرَنا عبدُ اللهِ قال اَخبرنا يُونسُ عن الزُّهرِيِّ اَخبَرَنِي سَالِمٌ عن ابنِ عُمَرَ قال سمعتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يقولُ كُلّكم رَاعٍ و زادَ اللَّيْثُ قال يونسُ كَتَبَ رُزَيقُ بنُ حُكيمٍ الى ابن شهاب وَاَنا مَعَهُ يَومَئذٍ بوادِي القُرىٰ هل تَرىٰ ان اُجَمِّعَ ورُزيقٌ عاملٌ على ارضٍ يعملها وَفِيها جماعَةٌ مِن السُّودَانِ وَغيرِهم وَرُزَيقٌ يَومَئذٍ على اَيلَةَ فكتبَ ابنُ شِهاب وَاَنا اَسمعُ يَامُرُهُ اَن يُجَمِّعَ يُخبِرُهُ انَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ انَّ عبدَ اللهِ بن عُمَرَ يقولُ سَمِعتُ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقولُ كُلّكم رَاعٍ وكُلّكم مسئولٌ عن رَعِيَّتِهِ الإمامُ راعٍ وَمَسئولٌ عن رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فى اَهلِهِ وَهُوَ مَسئولٌ عن رعيتِهِ والمَرأةُ رَاعِيَةٌ فى بَيتِ زَوجِها وَمَسئُولَةٌ عن رَعِيَّتِها وَالخادِمُ رَاعٍ فى مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسئولٌ عن رعِيَّتِهِ قال وَحَسِبتُ انْ قد قالَ وَالرَّجُلُ راعٍ فى مالِ اَبِيهِ وَهُوَ مسئولٌ عن رعِيتِهِ و كُلكم راعٍ و مسئولٌ عن رَعِيَّتِهِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تم میں کا ہر شخص نگہبان ہے اور لیث نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ یونس نے بیان کیا کہ رزیق بن حکیم نے ابن شہاب کو لکھا ان دنوں میں بھی وادی القریٰ میں ان کے ساتھ (یعنی ابن شہاب کے پاس) تھا کیا آپ یہ جائز سمجھتے ہیں کہ میں جمعہ پڑھوں؟ اور رزیق (ایلہ کے اطراف میں) اپنی زمین کی کاشت کروا رہے تھے وہاں حبشہ وغیرہ کے بہت سے لوگ رہتے تھے اور رزیق (حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی طرف سے) ایلہ کے حاکم تھے تو ابن شہاب نے جواب لکھا (اور پڑھا) اور میں سن رہا تھا کہ انہیں حکم دے رہے ہیں کہ جمعہ پڑھائیں اور یہ خبر دے رہے ہیں کہ سالم نے ان سے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور سب سے اس کی رعیت کے متعلق (یعنی ماتحتوں کے متعلق) پرسش ہوگی، امام (یعنی حاکم) نگہبان ہے اس سے (قیامت کے روز) اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پرسش ہوگی اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا اور نوکر اپنے مالک کے

مال کا نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کی پوچھ ہوگی، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اور مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ ہوگی، غرض تم میں ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان رزيق بن حكيم لما كان عاملا على طائفة كان عليه ان يراعي حقوقهم و من جملتها اقامة الجمعة فيجب عليه اقامتها و ان كانت في قرية هكذا قرره الكرماني قلت انما تتجه المطابقة للجزء الثاني للترجمة لان القرية اذا كان فيها نائب من جهة الامام يقيم الحدود يكون حكمها حكم الامصار و المدن الخ (عمدہ)

خلاصہ یہ ہے کہ ترجمۃ الباب کے دو جز ہیں: ۱۔ جمعہ فی القریٰ ۲۔ جمعہ فی المدن۔ جمعہ فی المدن میں کوئی اختلاف نہیں۔

رہا جمعہ فی القریٰ تو اس سلسلے میں ظاہر ہے کہ رزیق بن حکیم جب امام وقت کی جانب سے نائب مقرر کیے گئے اور لوگوں کے حقوق ان سے متعلق ہوگئے تو اقامت جمعہ بھی مسلمانوں کا ایک حق ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب کسی قریہ میں حاکم یا نائب حاکم ہو تو وہ مصر و شہر کے حکم میں ہے فلا اشکال ۔ واللہ اعلم۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۲ ویاتی ص ۳۲۴ وص ۳۴۷، ایضاص ۳۴۷ وص ۳۸۴ وص ۷۷۹ وص ۸۳۷ وص ۱۰۵۷، مسلم جلد ثانی ص ۱۲۲۔

**مقصد** ترجمۃ الباب کے دو جزء ہیں: ۱۔ جمعہ فی القریٰ ۲۔ جمعہ فی المدن۔
امام بخاریؒ نے کوئی صریح حکم نہیں بیان کیا ہے چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے لیکن امام بخاریؒ نے جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اس سے اشارہ ضرور ملتا ہے کہ امام بخاریؒ اس مسئلہ میں حضرات حنابلہ اور ظاہریہ کی موافقت کر رہے ہیں۔

**جمعہ فی القریٰ** : جمعہ فی القریٰ پر علماء کرام نے بہت ساری کتابیں اور رسائل لکھے ہیں مثلاً قطب عالم حضرت گنگوہیؒ کا رسالہ "اوثق العرى في الجمعة في القرى" لائق مطالعہ ہے اس پر تو ائمہ مجتہدین اور تمام فقہاء اسلام کا اتفاق ہے کہ ہر جگہ جمعہ کی نماز قائم نہیں کی جاسکتی ہے بلکہ مستقل بستی اور آبادی کا ہونا شرط ہے براری اور مناہل الاعراب یعنی جنگل بیابان اور پانی کے چشمے جہاں خانہ بدوش چند روز کے لیے مقیم ہوجاتے ہیں ایسی جگہوں پر جمعہ قائم کرنا بالاتفاق صحیح نہیں ہے۔

اور یہ بھی اجماعی مسئلہ ہے کہ مصر (یعنی شہر) اور قریہ کبیرہ (یعنی بڑی بستی، قصبہ) کے رہنے والوں پر جمعہ واجب ہے۔

اس مسئلہ میں ہمارے زمانہ کے چند غیر مقلدین نے انتہائی غلو سے کام لیا ہے کہ نہ صرف دیہات اور گاؤں میں بلکہ ایسے غیر مستقل گاؤں میں بھی جمعہ کے قائل ہیں جہاں چند خانہ بدوش لوگ آباد ہو گئے ہیں۔

**مذاہب ائمہ** ١۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ وغیرہ کے نزدیک اقامت جمعہ وصحت جمعہ کے لیے شرط ہے کہ مصر جامع اور توابع مصر (یعنی شہر اور فناء شہر) یا قریہ کبیرہ (یعنی بڑی بستی، قصبہ) ہو۔ پھر مصر کی تحدید وتعیین میں مشائخ حنفیہ کے اقوال مختلف ہیں۔

**مصر جامع** ہر وہ موضع یعنی آبادی ہے جہاں حاکم اور قاضی ہو جو احکام جاری کر سکے الخ (ہدایہ)
بعض نے کہا وہ بستی جس کی سب سے بڑی مسجد اس کی آبادی کے لیے کافی نہ ہو۔

بعض نے کہا وہ جگہ جس میں بازار، سڑکیں، گلی کوچے ہوں۔

اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ جس بستی کی مردم شماری کم از کم تین ہزار ہو مطلقاً مسلم وغیر مسلم۔

لیکن تحقیق یہ ہے کہ مصر اور قریہ کبیرہ کا مدار عرف پر ہے اکابر فقہاء نے اپنے زمانہ کے لحاظ سے مصر کی تعریف کی ہے جس زمانے میں ہر بڑی آبادی میں ایک حاکم رہتا تھا جسے مقدمات کے فیصلہ کرنے اور مجرموں کو سزا دینے کا اختیار رہتا تھا چونکہ اس زمانے میں آمد ورفت کی یہ سہولتیں نہ تھیں لیکن آج ریل گاڑی، ہوائی جہاز اور موٹر وغیرہ ہیں، پھر ٹیلیفون اور وائرلیس جیسے ذرائع ابلاغ ہیں کہ ہر بڑی بستی میں حاکم کی ضرورت نہیں رہی، بس آجکل تو عرف میں جس بستی میں کچھ دوکانیں ہوں جس سے روزمرہ کی ضروریات پوری ہو سکے اور مسلم وغیر مسلم سب کی مردم شماری تین ہزار کم وبیش ہو وہاں جمعہ جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

٢۔ امام مالکؒ اور اہل مدینہ کے نزدیک ہر ایسی بستی میں جہاں بازار اور مسجد ہو جمعہ واجب ہے۔

٣۔ امام شافعیؒ، امام احمدؒ امام داؤد ظاہریؒ وغیرہ کے نزدیک جمعہ کے لیے مصر شرط نہیں بلکہ جس گاؤں میں تعمیر شدہ کچے پکے مکانات ہوں اور چالیس عاقل بالغ مرد شریک جمعہ ہوں وہاں جمعہ قائم کر سکتے ہیں۔

**قائلین جواز کے دلائل** ١۔ ان حضرات کا پہلا استدلال آیت قرآنی سے ہے "اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع (سورہ جمعہ) استدلال فاسعوا کے عموم سے ہے جس میں مصر اور غیر مصر کی کوئی تفصیل نہیں۔

لیکن حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اسی آیت سے مسلک احناف کو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ جب حضرت گنگوہیؒ کا رسالہ "اوثق العری فی الجمعۃ فی القری" آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو ارشاد فرمایا: "بھئی میں زیادہ تو جانتا نہیں لیکن اتنا کہتا ہوں کہ گاؤں میں جمعہ کا عدم جواز قرآن مجید سے ثابت ہے دیکھو فرمایا گیا ہے: "یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ" اس

میں جمعہ کے لیے سعی کا حکم دیا گیا ہے جس کے معنی ہیں دوڑنا اور لپک کر چلنا، سعی کی نوبت وہیں آسکتی ہے جہاں لمبی مسافت طے کرنی ہو اور گاؤں میں ایسا نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا گیا ''و ذروا البیع'' یعنی خرید و فروخت چھوڑ دو، معلوم ہوا کہ جمعہ کا حکم ایسی جگہ کے لیے ہے جہاں کوئی بڑا بازار اور منڈی وغیرہ ہو اور لوگ وہاں خرید و فروخت کے معاملات میں بہت زیادہ مصروف و منہمک ہوں، گاؤں میں ایسی مصروفیت کے بازار کہاں؟

آگے فرمایا گیا ہے ''فاذا قضیت الصّلوٰة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله'' یعنی نماز کے بعد زمین میں پھیل کر اپنے ذرائع آمدنی اور دیگر مشاغل میں مصروف ہونے کا حکم ہے اس سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ایسے مقام پر اس سلسلہ کے مشاغل کثیر تعداد میں اور بہت پھیلے ہوئے ہونے چاہئیں۔ (درس ترمذی مع حاشیہ بحوالہ ماہنامہ البلاغ)

۲ انکا دوسرا استدلال حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے ہے:- قال اِنّ اوّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فی الاسلامِ بعدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فی مسجدِ رسولِ اللّٰہ صلی الله علیه وسلم بالمَدینةِ لَجُمُعَةٌ جُمِّعَتْ بِجُوَاثیٰ قَرْیَةٍ مِن قُرَی البَحْرَیْنِ (ابوداؤد اول ص ۱۵۳) اس میں جواثیٰ کو قریہ قرار دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ قریہ میں جمعہ ہوسکتا ہے۔

**جواب ۱** اس روایت میں لفظ قریہ راوی کی تفسیر ہے کیونکہ یہی روایت بخاری شریف میں ہے اس میں یہ لفظ ''قریہ'' نہیں ہے جیسا کہ اس باب کی پہلی حدیث میں ہے، ملاحظہ فرمائیے حدیث ۸۵۵۔

۲ دوسرا جواب یہ کہ ''قریہ'' کا لفظ اہل عرب کے یہاں ''مصر'' اور شہر کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے ''ربنا اَخرِجنا من هٰذه القریةِ الظالِمِ اهلُها (سورہ نساء ۷۵) اس آیت میں ''قریہ'' سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے وَسْئَلِ القریةَ التی کنّا فیها (سورہ یوسف آیت ۸۲) مراد اس سے مصر ہے۔

تیسری جگہ ارشاد الٰہی ہے وقالوا لولانزل هذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم (سورة الزخرف آیت ۳۱) اس میں قریتین سے مراد مکہ اور طائف ہے جو بالاتفاق دونوں شہر ہیں۔

اسی طرح حدیث ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں قریہ بمعنی شہر ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ جواثی کے بارے میں امام جوہری نے صحاح میں، علامہ زمخشری نے کتاب البلدان میں لکھا ہے ان جواثیٰ اسم حصن بالبحرین لعبد القیس (گویا) قلعہ کے نام پر اس علاقہ کا نام پڑ گیا اور حصن یعنی قلعہ چھوٹے گاؤں میں نہیں ہوتا بلکہ بڑے شہروں میں ہوتا ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ جواثی ایک بڑا شہر تھا علامہ نیمویؒ فرماتے ہیں: ''قال

**العلامة العینیؒ فی عمدة القاری حتی قیل کان یسکن فیھا فوق اربعة آلاف نفس والقریة لا تکون کذلك انتھی کلامه"** (التعلیق الحسن علی آثار السنن فی الجزء الثانی ص۸۰)

علامہ نیمویؒ نے اس مقام پر جُواثیٰ کے بارے میں محققانہ کلام کیا ہے اور مستند کتابوں کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ جواثی اچھا خاصا شہر اور تجارت کا بڑا مرکز اور منڈی تھا۔

۳ قائلین جواز کا تیسرا استدلال ابوداؤد شریف کی روایت سے ہے: **عن عبدالرحمن بن کعب بن مالك وکان قائد ابیه بعد ما ذھب بصرہ عن ابیه کعب بن مالك انه کان اذا سمع النداء یوم الجمعة ترحم لاسعد بن زرارة الخ** (ابوداؤد ج۱، ص۱۵۳، فی "**باب الجمعة فی القریٰ**) یعنی عبدالرحمٰن بن کعب بن مالکؓ اپنے والد حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں اور یہ عبدالرحمٰن بن کعب اپنے والد کعب بن مالکؓ کے قائد تھے (یعنی ضرورت کے وقت ہاتھ پکڑ کر لے جانے والے تھے) وہ عبدالرحمٰن اپنے والد کعب بن مالکؓ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب بھی حضرت کعبؓ جمعہ کی اذان سنتے تو اسعد بن زرارہ کے لیے دعا کرتے، عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ جب آپ اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے واسطے دعا کرتے ہیں تو انھوں نے فرمایا "**لانه اوّل من جمّع بنا فی ھزم النبیت**" اس لیے کہ سب سے پہلے اسعد بن زرارہ ہی نے ہزم النبیت میں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی (ہزم النبیت مدینہ منورہ کے ایک محلہ کا نام ہے)۔

**جواب**: - اولاً تو یہ ہزم النبیت کوئی مستقل بستی نہ تھی بلکہ متعلقات مدینہ میں سے تھا مطلب یہ ہے کہ ہزم النبیت میں فناء مصر یعنی مدینہ کے حوالی ومتعلقات کی وجہ سے نماز جمعہ درست ہے فلا اشکال۔

۲ ان حضرات نے یہ جمعہ اپنے اجتہاد سے فرضیت جمعہ سے پہلے ہی پڑھ لیا تھا تو چونکہ اس وقت تک جمعہ کے احکام نازل بھی نہیں ہوئے تھے لہٰذا اس واقعہ سے استدلال درست نہیں۔

## قائلین عدم جواز کے دلائل

۱ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر وقوف عرفات جمعہ کے دن ہوا تھا پھر اس پر بھی تمام روایات متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز عرفات میں جمعہ ادا نہیں فرمایا بلکہ ظہر کی نماز پڑھی جیسا کہ مسلم شریف جلد اول کی طویل حدیث میں ص ۳۹۷ کے اخری سطر میں تصریح ہے **ثم اذن ثم اقام فصلی الظھر الخ** اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ جمعہ کے لیے مصر شرط ہے۔

بعض شافعیہ جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسافر تھے۔

لیکن یہ وجہ اس لیے درست نہیں کہ آپؐ کے ساتھ ایک بہت بڑی جماعت مقیمین کی تھی کیونکہ سارے اہل

مکہ مقیم تھے اوران پر جمعہ واجب تھالہٰذا سوال یہ ہوتا ہے کہ آپؐ نے ان کے جمعہ کا انتظام کیوں نہیں فرمایا؟ اور مسافر پر اگر جمعہ واجب نہیں ہوتا؛ لیکن اس کے لیے جمعہ ناجائز بھی نہیں اس لیے اگر آپ وہاں جمعہ کی نماز پڑھتے تو آپؐ کی نماز بھی ادا ہو جاتی اور سارے مقیمین کی بھی۔ اس کے باوجود آپؐ نے نہ خود جمعہ پڑھا نہ مقیمین کو جمعہ پڑھنے کا حکم دیا حالانکہ اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ دینا بھی ثابت ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ وہاں جمعہ جائز نہ تھا۔

۲۔ عدم جواز کی دوسری دلیل ام المومنین حضرت عائشہؓ کی معروف حدیث ہے **قالت كان الناس ينتابون الجمعة من منازلهم و العوالي الخ** (بخاری اول ص ۱۲۳، ایضا مسلم ص ۲۸۰)۔

بعض حضرات صحابہؓ مدینہ منورہ کے مضافات اور ملحقہ بستیوں سے باریاں مقرر کر کے جمعہ میں شریک ہونے کے لیے مدینہ منورآیا کرتے تھے، اگر چھوٹی بستیوں میں جمعہ جائز ہوتا تو ان کو جمعہ کے لیے باریاں مقرر کر کے مدینہ آنے کی ضرورت نہ تھی۔

معلوم ہوا کہ اقامت جمعہ بستیوں، دیہاتوں میں نہیں ہوا کرتا تھا۔

۳۔ تیسری دلیل: **عن عليؓ لا جمعة ولا تشريق الا في مصر جامع**" (رواہ البیہقی وابن ابی شیبہ)

یہ موقوف حدیث مختلف اسانید سے کتب احادیث میں مروی ہے، یہ روایت اگرچہ موقوف ہے لیکن غیر مدرک بالقیاس ہونے کی وجہ سے مرفوع کے حکم میں ہے۔

لیکن علامہ نوویؒ نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ اثر سنداً ضعیف ہے۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ اثر متعدد اسانید سے مروی ہے ان میں سے حجاج بن ارطاۃ کا طریق بلاشبہ ضعیف ہے لیکن مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں یہی اثر ابوعبدالرحمٰن سلمی کے طریق سے مروی ہے جو بالکل صحیح ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے **الدرايه في تخريج احاديث الهدايه** میں مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے یہ اثر نقل کرنے کے بعد لکھا ہے **واسناده صحيح**.

۴۔ چوتھی دلیل: ہجرت کے موقعہ پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ دن یا چوبیس دن تک قبا میں قیام فرمایا جیسا کہ بخاری شریف کی روایت سے ثابت ہے لیکن کسی کتاب سے آپؐ کا جمعہ پڑھنا ثابت نہیں حالانکہ جمعہ کی فرضیت ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں وحی خفی کے ذریعہ ہو چکی تھی؛ لیکن آپؐ نے جمعہ قائم نہیں فرمایا اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ قریہ تھا۔

اس کے علاوہ دلائل اور بھی ہیں لیکن یہاں دلائل کا استقصاء مقصود نہیں ہے مزید کے لیے حضرت گنگوہیؒ کا رسالہ "**اوثق العرى في تحقيق الجمعة في القرى**" اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا رسالہ "**التحقيق في**

اشتراط المصر للتجميع" وغیرہ کا مطالعہ کیا جائے۔

﴿ باب ۵۶۷ هَل عَلىٰ مَنْ لَا يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ غُسْلٌ مِنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وغيرِهم وقال ابنُ عُمَرَ اِنّما الغُسْلُ علىٰ مَن تَجِبُ عليه الجُمُعَةُ ﴾

باب، کیا ان عورتوں اور بچوں وغیرہ (مثلاً اندھے اور معذور وغیرہ) پر بھی غسل ضروری ہے جو نماز جمعہ کیلئے نہ آئیں اور ابن عمرؓ نے فرمایا کہ (جمعہ کے دن) غسل ان ہی پر ہے جن پر جمعہ واجب ہے

۸۵۷ ﴿ حدثنا ابو اليمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثني سالم بن عبد الله انه سمع عبد الله بن عمر يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من جاء منكم الجمعة فليغتسل ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے جو کوئی جمعہ پڑھنے آئے اسے غسل کر لینا چاہیے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث المفهوم.

یعنی حدیث پاک میں غسل کا حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو جمعہ پڑھنے آئیں اس سے ثابت ہوا کہ جو جمعہ پڑھنے نہ آئیں ان پر غسل نہیں۔

امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں لفظ ھل سے سوال کر کے چھوڑ دیا کوئی حکم صراحۃً نہیں لگایا؛ لیکن باب کے تحت جو حضرت ابن عمرؓ کا اثر نقل فرمایا اور نیز حدیث الباب سے بھی بخاری کا رجحان معلوم ہوا کہ غسل صرف ان ہی لوگوں پر ہے جو جمعہ پڑھنے آئیں۔ واللہ اعلم

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۱۲۲ تا ص ۱۲۳ باقی مواضع کے لیے حدیث ۸۴۰ کے مواضع دیکھئے۔

۸۵۸ ﴿ حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن صفوان بن سليم عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم ﴾

ترجمہ | حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل واجب ہے۔ (یعنی ضروری ہے ای متاكد فی حقه لان المراد الواجب المحتم المعاقب عليه)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث المفهوم لان مفهومه عدم وجوب الغسل على كل من لم يحتلم ومن لم يحتلم ممن لا يشهد الجمعة (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۲۳ و مر ص ۱۱۸ وص ۱۲۱ و ياتى ص ۳۶۶، باقی مواضع کے لیے حدیث ۸۲۳ کے مواضع ملاحظہ فرمایئے۔

۸۵۹ ﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ اِبْرَاهِيمَ قال حَدَّثَنا وُهَيْبٌ قال حَدَّثَنا ابنُ طاؤسٍ عن اَبِيهِ عن اَبِى هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نحنُ الآخِرُونَ السَّابقون يومَ القِيَامَةِ بَيْدَ انهُمْ اُوتُوا الكِتَابَ مِن قَبْلِنا وَ اُوتِيناهُ مِن بعدِهِم فهٰذَا اليومُ الذِى اختَلَفوا فِيهِ فهَدَانا اللّٰهُ لهُ فغَدًا لِلْيَهُودِ وبعدَ غدٍ لِلنّصارىٰ فسَكَتَ ثُمّ قال حقٌّ علىٰ كلِّ مُسْلِمٍ اَن يَّغْتَسِلَ فى كُلِّ سَبْعَةِ اَيَامٍ يومًا يَغْسِلُ فِيهِ رَاسَهُ وَجَسَدَهُ رواهُ اَبانُ بنُ صالحٍ عن مُجاهِدٍ عن طاؤسٍ عن اَبى هُرَيرة قال قال النبىُّ صلى اللّٰه عليه وسلم لِلّٰهِ علىٰ كلِ مُسْلِمٍ حقٌ اَن يَّغْتَسِلَ فى كُلِّ سَبْعَةِ اَيَامٍ يَوْمًا ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگ (یعنی مسلمان) سب سے مؤخر ہیں (یعنی دنیا میں تو سب کے بعد آئے) مگر قیامت کے دن سب سے آگے ہونگے مگر اتنی بات بیشک ہے کہ انہیں (یہود و نصاریٰ کو) ہم سے پہلے کتاب ملی اور ہمیں ان کے بعد۔ تو یہ جمعہ کا دن وہ ہے جس میں انھوں نے اختلاف کیا اللہ نے ہمیں اس کی ہدایت فرمائی (یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دن بتلا دیا) چنانچہ آئندہ کل (ہفتہ) یہود کے لیے (تعظیم کا دن) ہے اور کل کے بعد (پرسوں اتوار کا دن) نصاریٰ کے لیے ہے۔ پھر آپ خاموش ہو گئے اس کے بعد فرمایا ہر مسلمان پر (اللہ تعالیٰ کا) حق ہے کہ ہر سات دن میں ایک دن (جمعہ کو) اپنا سر اور سارا بدن دھوئے (یعنی غسل کرے) اس حدیث کو ابان بن صالح نے مجاہد سے روایت کیا انھوں نے طاؤس سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے ابوہریرہؓ نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ ہر سات دن میں ایک دن (جمعہ کے دن) غسل کرے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "كل مسلم" لان المراد من كل مسلم المسلم المحتلم لان الاحاديث الواردة فى هذا الباب يفسر بعضها بعض وقد مر فى الحديث السابق على كل محتلم الخ (عمدہ)

۲۔ بعض حضرات نے ترجمہ سے مطابقت، مناسبت یہ بیان کی ہے کہ ارشاد نبوی ہے "على كل مسلم"

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان مرد بالغ مراد ہے کیونکہ لفظ مسلم مذکر کا صیغہ ہے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ عورت پر غسل لازم نہیں اور محتلم سے معلوم ہوا کہ بچوں پر غسل لازم نہیں۔ واللہ اعلم

**تعدد موضعہ** المتن حديثان مرّ الاول منهما فی ص۱۲۰ و یاتی فی ص۴۹۵ ومرّ الطرف الاول منه فی ص۳۷ ویاتی فی کتاب الجهاد ص۴۱۵ وص۹۸۰ وص۱۰۱۷ وص۱۰۴۲ وص۱۱۱۶ والحديث الثانی واوله حق علی کل مسلم یاتی هکذا بعد الحديث الاول فی ص۴۹۶۔

مزید تشریح کے لیے نصر الباری جلد دوم ص۱۸۰ کا مطالعہ ضروری اور مفید ہوگا

۸۶۰ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ محمَّدٍ قال حَدَّثَنا شَبابَةُ قال حَدَّثَنا وَرْقاءُ عن عَمْرِو بنِ دِينارٍ عن مُجاهِدٍ عن ابنِ عُمَرَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال ائْذَنُوا لِلنساءِ بِاللَّيْلِ اِلى المَساجِدِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں آنے کی اجازت دے دیا کرو۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة من جيث انه يخرج الجمعة فی حقهن فلا يلزمهن شهودها و من لم يشهدها فليس عليه الغسل (عمدہ) مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو رات میں جانے کی اجازت دی جارہی ہے تو پھر جمعہ میں کیسے جاسکتی ہیں؟ معلوم ہوا کہ عورتوں پر غسل لازم نہیں۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۲۳ ومر ص۱۱۹ وص۱۲۰ ویاتی ص۷۸۸۔

۸۶۱ ﴿ حَدَّثَنا يوسُفُ بنُ موسىٰ قال ثنا اَبو اُسامَةَ قال حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ عن نافِعٍ عن اِبنِ عُمَر قال كانتِ امْرَاَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلٰوةَ الصُّبحِ وَالعِشاءِ فی الجَماعَةِ فی المَسْجِدِ فَقِيلَ لها لِمَ تَخرُجِينَ وقد تَعْلَمِينَ اَنَّ عُمَرَ يَكرهُ ذٰلك وَيَغارُ قالتْ فَما يَمنَعُهُ اَن يَنْهانِي قال يَمْنَعُه قولُ رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم لا تَمنَعُوا اِماءَ اللّٰهِ مَساجِدَ اللّٰهِ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کی ایک عورت (یعنی زوجہ اسمہا عاتکہؓ) تھیں جو صبح اور عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنے کے لیے مسجد میں آیا کرتی تھیں، ان سے کہا گیا تو کیوں باہر نکلتی ہے حالانکہ تو جانتی ہے کہ عمرؓ اسے ناپسند کرتے ہیں اور وہ غیرت محسوس کرتے ہیں اس نے (جواباً) کہا پھر مجھے منع کردینے میں ان کے لیے کیا مانع ہے؟ اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے مت روکو۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "هذا الحديث مطلق و الذى قبله مقيد فكان البخارى حمل هذا المطلق على ذاك المقيد فاذا كان كذلك يكون المعنى لا تمنعوا اماء الله مساجد الله بالليل و الجمعة تخرج عنه لانها نهارية فحينئذ لا تشهدها و من لا يشهدها ليس عليه غسل (عمدہ)

**مقصد** یہ ہے کہ یہ حدیث (حدیث ۸۶۱) مطلق ہے اور اس سے قبل کی حدیث (حدیث ۸۶۰) مقید ہے اس میں لیل کی قید ہے تو امام بخاریؒ اس مطلق کو مقید پر محمول کر کے بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت عاتکہؓ جماعت کی شوقین تھیں اس کے باوجود جمعہ میں نہیں جاتی تھیں، چونکہ اجازت مسجد کا تعلق رات کے ساتھ مقید تھا پس معلوم ہوا کہ جمعہ میں مسجد کی اجازت نہیں اور غسل ان ہی پر ہے جو نماز جمعہ کے لیے مسجد حاضر ہوں۔ واللہ اعلم

**تشریح** حضرت امام بخاریؒ کی عادت شریفہ یہ ہے کہ جہاں روایات میں اختلاف ہو یا ائمہ میں اختلاف ہو تو وہاں کوئی حکم نہیں لگاتے بلکہ ھل بڑھا کر اختلاف کی طرف اشارہ فرما دیتے ہیں۔ غسل یوم الجمعہ کے بارے میں دو طرح کی روایات ہیں ایک یہ کہ "غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم" (جیسا کہ حدیث الباب کی دوسری حدیث حدیث نمبر ۸۵۸ میں ہے اور حدیث ۸۴۲ میں گذری) اس کا تقاضا یہ ہے کہ جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل واجب ہے خواہ وہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے اس لیے کہ اس حدیث میں نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے سے کوئی تعرض نہیں فرمایا۔

اور دوسری روایت میں ہے "من جاء منكم الجمعة فليغتسل" (باب کی پہلی حدیث حدیث نمبر ۸۵۷) اس کا تقاضا یہ ہے کہ غسل جمعہ صرف مصلی کے لیے ہے خواہ کوئی ہو۔

چونکہ ان دونوں روایتوں کے عموم میں تعارض ہو گیا اس لیے بخاریؒ نے اس اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا اور ان ہی اختلاف روایات کی بنا پر اس میں اختلاف ہو گیا کہ یہ غسل نماز جمعہ کے لیے ہے یا یوم جمعہ کے لیے؟

جمہور کی رائے یہ ہے کہ یہ صلوٰۃ الجمعہ کا غسل ہے اور یہی حنفیہ کا راجح قول ہے اور استدلال من جاء منكم الجمعة فليغتسل سے ہے۔ اور اسی طرح اس روایت سے ہے جس میں ہے کہ لوگ مزدور پیشہ تھے صوف پہنتے تھے، کام کرتے تھے اور جب نماز پڑھنے کے لیے آتے تو بدبو پھیلا کرتی تھی اس وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لو انكم تطهرتم ليومكم هذا" (بخاری اول ص ۱۲۳) اسی طرح "اذا جاء احدكم الجمعة فليغتسل" (دیکھو حدیث ۸۴۰)

اور جو حضرات اس کو یوم الجمعہ مانتے ہیں ان حضرات کا استدلال "غسل يوم الجمعة واجب على

کل محتلم" سے ہے (یعنی حدیث الباب ۸۵۸)

اور یہ حضرات فرماتے ہیں کہ جیسے اور ایام متبرکہ مثلاً عیدین یا امکنہ متبرکہ مثلاً مکہ میں داخلہ کے وقت، غسل ہے اسی طرح یہاں یوم جمعہ کی وجہ سے غسل ہے۔

پس اگر کوئی شخص جمعہ کے روز زوال کے وقت نماز جمعہ سے پہلے غسل کرے تو دونوں کے لیے کافی ہوگا اور امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان یہی ہے کہ یہ غسل نماز جمعہ کے لیے ہے۔ واللہ اعلم

**يمنعه قول رسول الله** باوجودیکہ حضرت عمرؓ کو اہلیہ کا اور دیگر مستورات کا باہر نکلنا بہت گراں گذرتا تھا مگر منع نہیں کرتے صرف سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وارشاد "لا تمنعوا اماء الله مساجد الله" منع کرنے سے مانع تھا۔

اصل بات یہ تھی کہ حضرات صحابہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار تھے اور ان پر حد درجہ ادب کا غلبہ تھا چنانچہ حضرت ابوبکرؓ باوجود اجازت کے بھی محض غلبہ ادب واحترام کی وجہ سے نماز میں پیچھے ہٹ گئے تھے اور صرف حضرت عمرؓ ہی عورتوں کے جانے کو مکروہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ دوسرے صحابہ بھی اس کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے تھے چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے لوادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنى اسرائيل.

حضرت زبیرؓ بھی اس کو مکروہ سمجھتے تھے چنانچہ جب حضرت عمرؓ کی بیوی حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد حضرت زبیر کے نکاح میں آئیں تو حسب معمول مسجد میں جاتی رہیں، حضرت زبیرؓ کو بڑا ناگوار گذرا، ایک دن جب وہ جانے لگیں تو حضرت زبیر جلدی سے آگے بڑھ گئے اور ان سے راستہ میں مل کر اس کے سرین پر تھپڑ مارا اور چلدیئے، چونکہ اندھیرا تھا اس لیے وہ حضرت زبیرؓ کو نہ پہچان سکیں، یہ صحابیہؓ وہیں سے لوٹیں اور مسجد میں اگلے دن سے جانا بند کر دیا حضرت زبیرؓ نے دریافت کیا کہ اب تم نماز پڑھنے نہیں جاتیں؟ کہنے لگیں بس زمانہ نہیں رہا۔

تو کہنا یہ ہے کہ جب خیر القرون میں حضرات صحابہ عورتوں کی اس آمدورفت کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے تو اب اس دور فتن وفساد میں تو ہرگز نہ جانا چاہیے۔ (تقریر بخاری حضرت شیخ الحدیثؒ)

## ۵۶۸ بَابُ الرُّخْصَةِ اِنْ لم يَحْضُرِ الجُمُعَةَ فى المَطَرِ

## بارش میں جمعہ پڑھنے کے لیے نہ آنے کی اجازت کا بیان

۸۶۲ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا اِسمٰعِيلُ قال اَخبَرَنا عبدُ الحَمِيدِ صاحبُ الزِيادِيِّ قال حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ الحارِثِ ابنُ عَمِّ محمدِ بنِ سِيرِينَ قال ابنُ عَبَّاسٍ

لِمُؤَذِّنِه في يوم مَطِيرٍ اِذَا قلتَ اَشْهَدُ اَنَّ محمّدًا رَسولُ اللّهِ فلا تَقُلْ حيَّ عَلىَ الصَّلوٰةِ قلْ صَلوا فى بُيُوتِكُم فكاَنَّ الناسَ استنكَرُوا فقال فَعلَهُ مَن هُوَ خَيرٌ مِنّى اِنَّ الجُمعَةَ عَزْمَةٌ وَاِنّى كَرِهتُ اَنْ اُخْرِجَكمْ فتَمْشُونَ فى الطِّينِ وَالدَّحْضِ ﴾

**ترجمہ** محمد بن سیرینؒ کے چچازاد بھائی عبداللہ بن حارث نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے مؤذن سے بارش کے دن کہا کہ جب تو (اذان میں) اشهد ان محمد رسول الله کہہ لو تو اب حی علی الصلوۃ (نماز کی طرف آؤ) مت کہو بلکہ یہ کہو "صلوا فی بیوتکم (اپنی قیام گاہوں پر نماز پڑھ لو) لوگوں نے اس بات میں اجنبیت محسوس کی تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اسی طرح مجھ سے بہتر انسان (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا تھا بلاشبہ جمعہ فرض ہے (یعنی میں خوب جانتا ہوں کہ جمعہ کی نماز فرض ہے، عزیمت ہے) اور میں نے پسند نہیں کیا کہ تم کو باہر نکال کر مٹی اور کیچڑ میں چلاؤں (مطلب یہ ہے کہ عزیمت تو جمعہ پڑھنا ہے لیکن بارش میں رخصت ہے)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی "قال ابن عباس لمؤذنه فی يوم مطير الى آخره."

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۳ و مر ص ۸۶ و ص ۹۲، و مسلم اول ص ۲۴۴
باقی مواضع کے لیے دیکھئے نصر الباری جلد سوم کی حدیث ۵۹۵

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ایسی نقصان دہ بارش جس سے کپڑے اور بدن کی کیچڑ سے تلویث لازم آئے ان اعذار میں سے ہے جن کی بنا پر جمعہ کی نماز اور نماز باجماعت ترک کرنا جائز ہے، البتہ ایسی معمولی بارش جس سے کوئی نقصان نہ ہو ترک جمعہ جائز نہیں یہی جمہور کا مذہب ہے۔ وعن مالك لا يرخص فی تركها بالمطر (فتح الباری)

## ﴿ بابٌ ﴾ ۵۶۹

﴿مِن اَينَ تُؤتَى الجُمعَةُ وَعَلى مَن تَجِبُ لِقَولِ اللّهِ تعالىٰ . "اِذَا نُودِىَ لِلصَّلوٰةِ مِن يومِ الجُمعَةِ فاسعَوا اِلى ذِكرِ اللّه" وقالَ عَطاءٌ اِذَا كُنتَ فى قرْيَةٍ جَامِعَةٍ فَنُودِىَ بالصَّلوٰةِ مِن يومِ الجُمعَةِ فحقٌّ عَلَيكَ اَنْ تَشْهَدَها سَمِعْتَ النِّدَاءَ اَو لَم تَسمَعْهُ وَكَانَ اَنسٌ فى قَصرِهِ اَحيَانًا يُجَمِّعُ وَاَحيانًا لا يُجَمِّعُ وَ هُوَ بِالزَّاوِيَةِ

علیٰ فَرْسَخَیْنِ﴾

باب۔ جمعہ کے لیے کتنی دور سے آنا چاہیے اور کن لوگوں پر جمعہ واجب ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۂ جمعہ میں) ”جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف تیزی سے بڑھ چلو“ اور عطاء بن رباحؒ نے فرمایا کہ جب تم ایسے شہر میں موجود ہو جہاں جمعہ ہوتا ہے اور جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو تم پر حاضر ہونا لازم ہے اذان سنی ہو یا نہ سنی ہو اور حضرت انسؓ کبھی اپنے محل میں جمعہ پڑھتے تھے اور کبھی اپنے محل (مقام) میں جمعہ نہیں پڑھتے تھے (بلکہ جمعہ پڑھنے کے لیے بصرہ تشریف لیجاتے) اور حضرت انسؓ (بصرہ سے) دو فرسخ (تقریباً چھ میل یعنی سولہ ۱۶ کلومیٹر) دور مقام زاویہ میں رہتے تھے۔

۸۶۳﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بنُ صالحٍ قال حَدَّثَنا عبدُ اللّٰہِ بنُ وَھْبٍ قال اَخْبَرَنِی عَمرُو بنُ الحارِثِ عن عُبَیْدِ اللّٰہِ بنِ اَبی جَعْفَرٍ اَنَّ محمَّدَ بنَ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَیْرِ حَدَّثَہ عن عُرْوَۃَ بنِ الزُّبَیْرِ عن عائِشَۃَ زَوْجِ النبیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالتْ کانَ النَّاسُ یَنْتَابُوْنَ یومَ الجُمُعَۃِ مِن مَنازِلِھِمْ وَالعَوالِی فیَاْتُوْنَ فی الغُبارِ یُصِیْبُھُمُ الغُبارُ وَالعَرَقُ فیَخْرُجُ مِنھُمُ العَرَقُ فاَتٰی رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنسانٌ مِنھُم وَھُو عندِی فقال النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَوْ اَنَّکُمْ تَطَھَّرْتُمْ لِیَوْمِکُمْ ھٰذا﴾

**ترجمہ** ام المومنین حضرت عائشہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ نے فرمایا کہ لوگ باری باری اپنے گھروں سے اور عوالی (مدینہ کے بالائی اطراف) سے جمعہ کے دن (مسجد نبوی میں) آیا کرتے تھے چنانچہ لوگ غبار میں چلے آتے تھے ان پر غبار پڑ جاتا اور پسینہ آتا اور خوب پھوٹ نکلتا (کپڑوں سے بو آنے لگتی) اسی حالت میں ان میں سے ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضورؐ میرے پاس تشریف فرما تھے، اس پر (یعنی اس حالت کو دیکھ کر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس دن (جمعہ) کے لیے اگر غسل کر لیتے تو اچھا ہوتا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "کان الناس ینتابون یوم الجمعۃ من منازلھم و العوالی"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۲۳ ومسلم اول فی کتاب الجمعہ ص ۲۸۰ واخرجہ ابو داؤد اول ص ۱۵۱ فی "ابواب تفریع الجمعۃ.

**مقصد** امام بخاریؒ کے ترجمۃ الباب کے دو اجزاء ہیں یعنی ترجمۃ الباب دو مسئلے پر مشتمل ہے۔ بخاریؒ نے کوئی صریح حکم نہیں بیان کیا ہے چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لیے بخاریؒ نے لفظ این استفہام سے ذکر کیا

ہے۔؛ لیکن باب کے تحت جو حدیث ذکر کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اہل قریہ (گاؤں والوں) پر جمعہ کی نماز واجب ہے ورنہ عوالی (یعنی دور دراز گاؤں) سے جمعہ پڑھنے مدینہ کیوں آتے تھے؟

ترجمہ کا پہلا جز ہے من این تُوتی الجمعۃُ (مجہول من الاتیان) یعنی کتنی دور سے جمعہ کے لیے شہر آنا چاہیے؟ یہ دراصل محل اقامۃ جمعہ کا مسئلہ ہے یعنی کس جگہ جمعہ کی نماز قائم کی جاسکتی ہے اور کس جگہ نہیں؟

اسکا اصل تعلق فناء مصر والوں سے ہے یعنی جو لوگ مصر یعنی شہر کے اطراف میں رہتے ہیں اگر ان لوگوں تک اذان کی آواز پہونچتی ہے تو وہ شہر میں آکر جمعہ کی نماز ادا کریں اور اگر نہ پہونچے تو پھر ان پر جمعہ کی نماز واجب نہیں۔

## حدیث الباب کی تشریح

قال القرطبی فیہ رد علی الکوفیین الخ (فتح) یعنی علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حنفیہ کے خلاف ہے کیونکہ حنفیہ اہل قریہ (گاؤں والوں) پر جمعہ واجب نہیں کہتے حافظ عسقلانیؒ اس کی تردید کرتے ہیں اور فرماتے ہیں "فیہ نظر لانہ لو کان واجبا علی اھل العوالی ما تناوبوا الخ یعنی یہ حدیث حنفیہ کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس حدیث سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اہل قریہ پر جمعہ کی نماز واجب نہیں اس لیے اگر نماز جمعہ واجب ہوتی تو لوگ بجائے باری کے سب کے سب حاضر ہوتے۔ واللہ اعلم۔

## باب ۵۷۰ وقتِ الجُمُعَۃِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَکذٰلِکَ یُذْکَرُ عن عُمَرَ وَعَلِیٍّ وَالنُعْمانِ بنِ بَشِیرٍ وَعَمْرِو بنِ حُرَیْثٍؓ

جمعہ کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے (یعنی جمعہ کی نماز کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے) اور حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم اجمعین (یعنی چاروں صحابہ) سے اسی طرح منقول ہے

۸۶۴ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قال اَخْبَرَنا عبدُ اللّٰہِ قال اَخْبَرَنا یَحْیَی بنُ سَعِیدٍ اَنَّہٗ سَاَلَ عَمْرَۃَ عنِ الغُسْلِ یومَ الجُمُعَۃِ فقالت قالتْ عائِشَۃُ کانَ النّاسُ مَھَنَۃَ اَنْفُسِھِمْ وَکانوا اِذَا رَاحُوا اِلَی الجُمُعَۃِ رَاحُوا فی ھَیْئَتِھِمْ فقِیْلَ لَھُمْ لَوِاغْتَسَلْتُمْ

**ترجمہ** یحییٰ بن سعید نے عمرہ (بنت عبد الرحمٰن) سے جمعہ کے دن غسل کے متعلق دریافت کیا تو عمرہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنے کام کاج خود کیا کرتے تھے اور جب وہ لوگ (سورج ڈھلنے پر) جمعہ کے لیے جاتے تو اسی حالت میں (میلے کچیلے) چلے آتے تھے اس لیے

ان سے کہا گیا ''اگر تم غسل کر لیتے تو اچھا ہوتا''۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "وكانوا اذا راحوا الى الجمعة راحوا" یعنی رواح کے معنی عربی زبان میں زوال کے بعد (سورج ڈھلنے کے بعد) چلنے کو کہتے ہیں اس لیے امام بخاریؒ نے لفظ راحوا سے یہ اخذ کیا کہ جمعہ کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے پر شروع ہوتا ہے جو نماز ظہر کا وقت ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۲۳ ویاتی ص ۲۷۸، مسلم کتاب الجمعہ ص ۲۸۰۔

۸۶۵ ﴿ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعمانِ قال حَدَّثَنا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عن عثمانَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عُثمانَ التَّيْمِيِّ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كانَ يُصَلِّي الجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى "كان يصلى حين تميل الشمس"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۲۳، ابوداؤد اول ص ۱۵۵، ترمذی اول ص ۶۶

۸۶۶ ﴿ حَدَّثَنا عَبْدانُ قال اَخْبَرَنا عبدُ اللّٰهِ قال اَخْبَرنا حُمَيْدٌ عن انسِ بنِ مالِكٍ رضى اللّٰه عنه قال كُنّا نُبَكِّرُ بِالجُمُعَةِ وَنَقِيْلُ بَعْدَ الجُمُعَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جمعہ (کی نماز) کے لیے سویرے (یعنی اول وقت میں) جاتے تھے اور قیلولہ جمعہ کے بعد کرتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كنّا نُبكّر بالجمعة"

اور یہ مطابقت و مناسبت اس وقت درست ہوگی جب کہ نبکر کے معنی اول وقت یعنی سویرے جانے کے لیے جائیں اور یہی جمہور حنفیہ، شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک مراد ہے، لیکن اگر نبکّر کے معنی سویرے پڑھنے کے لیے جائیں گے تو دو اشکال لازم آئیں گے: ۱ جمہور ائمہ کی مخالفت اور دوسرا بڑا اشکال یہ ہوگا کہ حضرت انس بن مالکؓ کی سابق حدیث سے تعارض ہوگا، اگرچہ تبکیر میں دونوں معنی کی گنجائش ہے اس لیے اگر یہاں تبکیر کے معنی اول وقت یعنی سویرے جانے کے لیے جائیں تو نہ تعارض ہوگا اور نہ جمہور کی مخالفت۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حنابلہؒ کے نزدیک جمعہ کی نماز زوال سے پہلے یعنی سورج ڈھلنے سے پہلے بھی پڑھنا جائز ہے۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۲۳ تا ص ۱۲۴، ویاتی ص ۱۲۸

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ جمعہ کی نماز کا وقت زوال کے بعد (یعنی سورج ڈھلنے) سے شروع ہوتا

ہے جوظہر کی نماز کا وقت ہے، یہی ائمہ ثلاثہ (امام اعظم، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ) اور جمہور علماء کا مسلک ہے گویا امام بخاریؒ جمہور کی موافقت فرمارہے ہیں۔

**تشریح** امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت تین حدیثیں نقل فرمائی ہیں جن میں دوسری اور تیسری حدیث حضرت انس بن مالکؓ کی ہے بظاہر چونکہ تعارض معلوم ہوتا تھا اور تیسری روایت یعنی حضرت انسؓ کی دوسری حدیث میں دو معنی کا احتمال تھا بخاریؒ نے حضرت انس کی صریح اور غیر محتمل حدیث کو پہلے بیان کرکے دوسری حدیث کے مفہوم کو ترجمۃ الباب کے ذریعہ متعین کرکے تعارض کو دفع کردیا، چونکہ حضرت امام احمد بن حنبل وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ جمعہ کی نماز قبل الزوال بھی جائز ہے یعنی اگر کسی نے جمعہ کی نماز زوال سے پہلے پڑھ لی تو اعادہ لازم نہ ہوگا۔ چنانچہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: **اجمع علیه اکثر اهل العلم ان وقت الجمعة اذا زالت الشمس کوقت الظهر وهو قول الشافعي واحمد و اسحق و رآی بعضهم ان صلوة الجمعة اذا صليت قبل الزوال انها تجوز ایضا وقال احمد و من صلاها قبل الزوال فانه لم یر علیه اعادة.** (ترمذی اول فی "باب ما جاء فی وقت الجمعة ص٦٦)

## باب إِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ يومَ الجُمُعَةِ [۵۷۱]

جب جمعہ کے دن گرمی شدید ہو (یعنی سخت گرمی ہو تو ٹھنڈا کرکے پڑھے مثل نماز ظہر کے)

۸۶۷ حَدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ ابی بَكرٍ المُقَدَّمِيُّ قال حَدَّثنا حَرَمِيُّ بنُ عُمارَةَ قال حَدَّثنا اَبُو خَلْدَةَ هو خالِدُ بنُ دِينارٍ قال سمعتُ انَسَ بنَ مالِكٍ رضی الله عنه يقول كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِذَا اشْتَدَّ البَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلوٰةِ وَاِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلوٰةِ يعنى الجُمُعَةَ وَقالَ يونسُ بنُ بُكَيْرٍ اَخبرَنا اَبُوخَلْدَةَ وَقال بالصَّلوٰةِ وَلَمْ يَذكُرِ الجُمُعَةَ وَقال بِشْرُ بنُ ثابتٍ حَدَّثَنا اَبُو خَلْدَةَ صَلّى بنا اَمِيرُ الجُمُعَةِ ثُمَّ قال لِاَنَسٍ كيفَ كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي الظُّهْرَ

**ترجمہ** ابوخلدہ خالد بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ جب سردی زیادہ پڑتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز اول وقت میں پڑھتے اور جب گرمی سخت ہوتی تو ٹھنڈے وقت نماز پڑھتے یعنی جمعہ کو اور یونس بن بکیر نے کہا کہ ہمیں ابوخلدہ نے خبر دی اور انھوں نے صرف نماز کہا اور جمعہ کا ذکر نہیں کیا اور بشر بن ثابت نے کہا کہ ہم سے ابوخلدہ نے بیان کیا کہ ایک امیر نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور پھر انسؓ سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کس وقت پڑھتے تھے؟

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اذا اشتد الحرّ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۲۴۔

مقصد | امام بخاریؒ کا میلان یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اشتداد حر کی صورت میں ظہر میں ابراد ہوگا یعنی ابراد افضل ہے۔اسی طرح جمعہ میں بھی اشتداد حر میں ابراد کیا جائیگا؛ لیکن امام بخاریؒ نے قطعی فیصلہ نہیں فرمایا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اس باب کی حدیث میں ہے "اذا اشتد الحر ابرد بالصلوٰة يعني الجمعة" تو یہ تفسیر محتمل ہے یعنی "يعني الجمعة" ابوخلدہ تابعی کا قول ہے یا اور کسی نیچے کے تلامذہ میں سے کسی کا قول ہے اور ظاہر ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب یہ احتمال نکل آیا تو اب حجت ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے۔

تشریح | چونکہ امام بخاریؒ نے جو ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اور حدیث لائے ہیں "ابرد بالصلوٰة" اس سے بخاریؒ کا میلان یہی معلوم ہوتا ہے اس مسئلہ میں بھی بخاری حنفیہ کی موافقت کر رہے ہیں کہ اگر گرمی شدید ہو تو ظہر کی طرح جمعہ میں ابراد ہوگا مگر چونکہ مسئلہ مختلف فیہ تھا اس لیے بخاری نے قطعی حکم نہیں لگایا۔

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اشتداد حر کے وقت ابراد فی الظہر اولیٰ ہے اور چونکہ جمعہ مثل ظہر ہے اس لیے جمعہ میں بھی اشتداد حر کے وقت ابراد ہوگا نیز جمعہ بدل ہے ظہر کا تو جب ظہر میں ابراد مسنون ہے تو جمعہ میں بھی ابراد مسنون ہوگا اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے امیر جمعہ نے ظہر کے متعلق سوال کیا تھا تو حضرت انسؓ نے یہی جواب دیا تھا تو معلوم ہوا کہ جمعہ اور ظہر کا حکم ایک ہے۔ واللہ اعلم

﴿ بابٌ ۵۷۲ المَشْيِ اِلَى الجُمُعَةِ وَقولِ اللّٰه عزّ وجل فاسْعَوا اِلٰى ذِكرِ اللّٰهِ ومَن قال السَّعْيُ العَمَلُ وَالذَّهابُ لِقولِهٖ تعالىٰ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَقال ابنُ عباسٍ يحرُمُ البَيْعُ حِينَئِذٍ وَقال عَطاء تَحرُمُ الصِّناعاتُ كُلُّهَا وقال اِبراهيمُ بنُ سَعْدٍ عنِ الزهريِّ اِذَا اَذَّنَ المؤذِّنُ يومَ الجُمُعَةِ وهو مُسافِرٌ فعلَيْهِ اَن يَشْهَدَ ﴾

باب: جمعہ (کی نماز) کیلئے چلنے کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ جمعہ میں) فاسعوا الٰی ذکر اللہ (اللہ کے ذکر کی طرف تیزی کے ساتھ چل پڑو) اور جس نے کہا کہ سعی کے معنی عمل کرنا اور (جمعہ کیلئے) چلنا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بنی اسرائیل میں ہے) وسعٰی لها سعيها (یہاں سعی کے معنی عمل کے ہیں، عملی دوڑ دھوپ کے ہیں) اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اس وقت (اذان جمعہ کے بعد) خرید وفروخت حرام ہو جاتی ہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا ہر پیشہ (تمام دنیاوی کاروبار)

حرام ہو جاتا ہے اور ابراہیم بن سعد نے امام زہری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب جمعہ کے دن مؤذن اذان دے اور کوئی مسافر اس کو سنے تو مسافر پر لازم ہے کہ جمعہ میں حاضر ہو جائے۔

۸۶۸ ﴿ حَدَّثَنا عليُّ بنُ عبدِ اللّٰهِ قال حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بنُ مُسْلِمٍ قال حَدَّثَنا يَزِيْدُ بنُ اَبِي مَرْيَمَ قال حَدَّثَنا عَبَايَةُ بنُ رِفَاعَةَ قال اَدْرَكَنِي اَبُو عَبْسٍ وَاَنَا اَذْهَبُ اِلَى الجُمُعَةِ فقال سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يقولُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فى سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ ﴾

**ترجمہ** عبایہ بن رفاعہ نے بیان کیا کہ میں نماز جمعہ کے لیے جا رہا تھا کہ (راستے میں) حضرت ابوعبسؓ (عبدالرحمان بن جُبَر صحابی) سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جس کے قدم اللہ کے راستے میں گرد آلود ہو گئے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام کر دیگا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اذهب الى الجمعة الخ" علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "مطابقته للترجمة من حيث ان الجمعة تدخل فى قوله "فى سبيل الله" لان السبيل اسم جنس مضاف فيفيد العموم (فيتناول الجمعة) ولان اباعبس جعل حكم السعى الى الجمعة حكم الجهاد" (عمدہ)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۴ ویاتی ص ۳۹۴، ترمذی اول کتاب الجہاد ص ۱۹۶، والنسائی ایضا فی الجہاد، مسند امام احمد جلد ثالث، ص ۴۷۹

۸۶۹ ﴿ حَدَّثَنا آدَمُ قال حَدَّثَنا ابنُ اَبِي ذِئْبٍ قال حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ عن سَعِيْدٍ وَاَبِي سَلَمَةَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم ح و حَدَّثَنا اَبُو اليَمَانِ قال اَخْبَرَنا شُعَيْبٌ عنِ الزُّهرِيِّ قال اَخْبَرَنِي اَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قال سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يقولُ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فلا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَ اْتُوْهَا تَمْشُونَ وعليكُمُ السَّكِيْنَةُ فمَا اَدْرَكْتُمْ فصَلُّوا وَمَا فاتَكُمْ فاَتِمُّوا ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب نماز کی اقامت کہی جائے (یعنی تکبیر ہو) تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ (اپنی رفتار سے) چلتے ہوئے آؤ اور اطمینان کو لازم کر لو پھر نماز کا جو حصہ (امام کے ساتھ) پالو اسے پڑھ لو اور جو چھوٹ جائے اسے (بعد میں) پورا کرو۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى "واتوها تمشون وعليكم السكينة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۴، ومر ص ۸۸

۸۷۰﴿ حَدَّثَنِي عَمْرُو بنُ عَلِيٍّ قال حَدَّثَنا اَبُو قُتَيبَةَ قال حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ المُبَارَكِ عن يَحيَى بنِ اَبِي كَثِيرٍ عن عَبدِ اللّٰهِ بنِ اَبِي قَتَادَةَ لا اَعلَمُهُ اِلّا عن اَبِيهِ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم قال لا تَقُومُوا حتى تَرَونِي وَعَلَيكُمُ السَّكِينَةُ ﴾

**ترجمہ** عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت ہے امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ عبداللہ نے اپنے والد حضرت ابوقتادہ سے روایت کی ہے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب تک مجھے دیکھ نہ لو (صف بندی کیلئے) کھڑے نہ ہوا کرو اور اطمینان وسکون کو اپنے اوپر لازم کرلو (یعنی نماز کے لیے دوڑ کر نہ آؤ بلکہ آہستگی سے چل کر وقار کو ملحوظ رکھو)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی "وعليكم السكينة"

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۲۴ و مرّ ص ۸۸.

**مقصد** حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ماشيًا الى الجمعه کی فضیلت بیان کرنا ہے بمقابلہ راکبا کے۔

۲۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ سے دو چیزیں ثابت فرمائی ہیں۔

(۱) مشی بالاقدام کی فضیلت، (۲) دوسرے سعی کے معنی کی تعیین۔

اس لیے کہ قرآن پاک میں ہے "اذا نودی للصلوٰة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله" (یعنی جب جمعہ کے دن اذان ہوجائے تو سعی الی الجمعہ کرو اور سعی کے معنی دوڑنے کے ہیں) اور حدیث پاک میں ہے "لا تاتوها تسعون" اب یہاں بظاہر دونوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے، اس لیے امام بخاریؒ اس تعارض کو دور کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ میں سعی سے مراد عمل و الذهاب ہے چونکہ سعی بمعنی عمل آتا ہے، بخاریؒ نے قرآن پاک سے ثابت کردیا کہ قرآن پاک میں ہے وسعىٰ لها سعيها یہاں سعی کے معنی عمل کے ہیں تو اسی طرح یہاں بھی معنی ہیں اذان ہوتے ہی سب کاروبار چھوڑ کر جمعہ کی تیاری میں لگ جاؤ۔

نیز باب کی دوسری حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اذا اقيمت الصلوة فلا تاتوها تسعون و أتوها تمشون .

**تشریح** ويحرم البيع حينئذ ، اس کا تعلق وذروا البيع سے ہے اس میں امام بخاریؒ نے دو قول ذکر فرمائے ہیں: ایک حضرت ابن عباسؓ سے کہ اس وقت خرید وفروخت حرام ہے، بظاہر یہ حکم صرف بیع کے ساتھ خاص ہے۔

اور دوسرا قول عطاء بن ابی رباحؒ سے تحرم الصناعات كلها مطلب یہ ہے کہ یہ بیع ہی کی کوئی

خصوصیت نہیں بلکہ سارے کاروبار و دنیاوی اعمال سب اسی حکم میں ہیں۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہؒ اور جمہور کا مذہب ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب ۵۷۳ لا یُفرَّقُ بینَ اثنَینِ یومَ الجُمُعَةِ ﴾

جمعہ کے دن دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ کرنی چاہیے (یعنی پہلے سے دو آدمی مل کر بیٹھے ہیں ان دونوں کے درمیان کسی کو گھسنے کی کوشش نہ کرنی چاہیے اس سے دو مسلمانوں کو تکلیف پہنچتی ہے)

۸۷۱﴿ حَدَّثَنا عَبْدانُ قال اَخبَرَنا عبدُ اللهِ قال اَنا ابنُ اَبی ذِئبٍ عن سَعِیْدِ المَقْبُرِیِّ عن اَبِیْهِ عن ابن وَدِیْعَة عن سَلمانَ الفارِسِیِّ قال قال رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مَنِ اغتَسَلَ یومَ الجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِن طُهْرٍ ثمّ ادَّهَنَ او مَسّ مِن طِیبٍ ثمَّ رَاحَ فلَمْ یُفَرِّقْ بَیْنَ اثنَیْنِ فصَلّی مَا کُتِبَ لهٗ ثمَّ اذا خَرَجَ الِامامُ اَنْصَتَ غُفِرَ لهٗ مَا بَینَه وَبَیْنَ الجُمُعَةِ الاُخْرٰی ﴾

**ترجمہ** حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کرسکتا ہے صفائی اور طہارت حاصل کرے پھر تیل یا خوشبو استعمال کرے پھر (جمعہ کیلئے) چلا اور (مسجد میں آکر) دو آدمیوں کے درمیان میں تفریق نہیں کی (بیچ میں نہیں گھسا) اور جتنی اس کی قسمت میں لکھی ہے نماز پڑھی پھر جب امام باہر آیا (خطبہ شروع کرنے کیلئے) تو خاموش رہا، تو اس کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة فی " فلم یفرِّق بین اثنین"

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۲۴ و مرّ ص ۱۲۱

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے تفریق بین الاثنین کی کراہت بیان کرنا ہے۔ شیخ المشائخ حضرت شاہ صاحب تراجم ابواب میں فرماتے ہیں: قد فسر التفریق بین الاثنین بوجهین الخ خلاصہ یہ ہے کہ تفریق بین الاثنین کی دو صورتیں ہیں: (۱) یہ کہ آنے والا تخطی رقاب کرتا ہوا آگے بڑھے۔ (۲) اور دوسری صورت تفریق کی یہ ہے کہ دو اقارب و احباب مل کر بیٹھے ہوں ان دونوں کے بیچ میں گھس کر بیٹھنا، تفریق کی یہ دونوں صورتیں مکروہ ہیں؛ کیونکہ دونوں اذیت کا سبب اور اکرام مسلم کے خلاف ہیں۔ البتہ بعض صورتیں کراہت سے مستثنیٰ ہیں مثلاً دوسری صف والے نے آگے کی صف میں جگہ خالی رہتے ہوئے دوسری صف کو بھر دیا تو ایسی صورت میں جب کہ آگے فرجہ و کشادگی ہے تخطی رقاب کرسکتا ہے بلا کراہت درست ہے، نیز امام اور ایسے اکابر

اساتذہ مستثنیٰ ہیں جن کے آگے بڑھنے میں لوگ اذیت وتکلیف محسوس نہیں کرتے ہیں؛ بلکہ موجب برکت سمجھتے ہیں۔ واللہ اعلم

**وعید شدید** حضرت معاذ بن انس جہنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من تخطی رقاب الناس یوم الجمعة اتخذ جسرا الی جهنم (ترمذی اول ص ۶۷ تا ص ۶۸) جو شخص جمعہ کے روز لوگوں کی گردنوں کو پھاندتا ہوا آگے بڑھے اس کو جہنم تک (جہنمیوں کے) جانے کے لیے پل بنادیا جائے گا (کہ لوگ اس کے اوپر سے گذریں گے) یہ مطلب اس صورت میں ہے جب کہ اُتخذ کو فعل مجہول پڑھا جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ معروف پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اپنے جہنم میں جانے کے لیے پُل بنالیا، راستہ ہموار کرلیا مطلب یہ ہے کہ اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اللّٰھم احفظنا۔

## ﴿باب ۵۷۴ لایُقِیمُ الرَّجُلُ اَخاہُ یومَ الجُمُعَةِ وَیَقْعُدُ فی مَکانِهِ﴾

### باب: کوئی شخص جمعہ کے دن اپنے کسی (مسلمان) بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے، (ہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ بھائی ذرا جگہ دے دو)

۸۷۲﴿حَدَّثَنا محمَّدٌ هُوَ اِبنُ سَلامٍ قال اَخبَرَنا مَخْلَدُ بنُ یَزِیْدَ قال اَخبَرنا اِبنُ جُرَیْجٍ قال سَمِعْتُ نافِعًا قال سَمِعْتُ اِبنَ عُمَرَ یقولُ نَهَی النبیُّ ﷺ اَن یُّقِیمَ الرَّجُلُ اَخاہُ مِن مَقْعَدِہٖ وَیَجْلِسَ فِیهِ قلتُ لِنافِعٍ الجُمُعَةَ قال الجُمُعَةَ وَغَیرَهَا﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عمرؓ فرمارہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھ جائے (ابن جریج نے کہا کہ) میں نے نافع سے پوچھا، کیا یہ جمعہ کے دن کا حکم ہے؟ انھوں نے کہا جمعہ اور غیر جمعہ تمام دنوں کے لیے یہ حکم ہے۔

**عبرت آمیز واقعہ** مسجد خدا کی ہے کسی کے باپ دادا کی مِلک نہیں ہے جو نمازی پہلے آیا اور کسی جگہ بیٹھ گیا وہی اس جگہ کا حقدار ہے اب کوئی بادشاہ یا وزیر بھی آئے تو اس کو اٹھانے کا حق نہیں ہے، کہتے ہیں کہ حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ مسجد میں سب سے پہلے آتے اور بیٹھ جاتے اس کے بعد بستی کے امیر لوگ آتے تو ان کو غریب سمجھ کر اٹھاتے اٹھاتے مسجد کے باہر کردیتے، کئی بار ایسا اتفاق ہوا لیکن خاموش رہے، آخر جب تنگ آئے اور وہاں کے لوگوں نے یہ بُری حرکت نہ چھوڑی تو مخدوم صاحب جو مسجد کے باہر نکال دیئے گئے تھے اور امیر اور امراء سب اندر تھے ایک بار مسجد سے کہنے لگے (اے مسجد!) سب لوگ سجدہ کرتے ہیں تو کیوں نہیں کرتی، مسجد

اسی وقت گر پڑی اور یہ سب مغرور لوگ وہیں دب کر مر گئے۔ (تیسیر الباری ترجمہ وشرح بخاری جلد دوم)

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی "نهی النبی صلی الله عليه وسلم ان يقيم الرجل اخاه من مقعده ويجلس فيه"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۴ ویاتی ص ۹۲۷، ایضاً متصلاً ص ۹۲۷ تا ص ۹۲۸۔

**مقصد** امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح دو آدمی کے درمیان میں گھس بیٹھنا نہ چاہیے اسی طرح کسی ایسے شخص کو جو پہلے سے آکر جمعہ کے دن ایک جگہ بیٹھ گیا ہے اس کو اس کی جگہ سے اٹھا کر بیٹھنا بھی اکرام مسلم کے خلاف بلکہ ایذا کا سبب ہے اور ممنوع ہے، خواہ قال سے ہو یا حال سے یعنی اپنی وجاہت ظاہری سے بھی کسی کو نہ اٹھاوے۔

**سوال:** حدیث الباب میں جمعہ کی قید نہیں ہے اور بخاریؒ کے ترجمہ میں اس قید کا ذکر ہے؟

**جواب:** یہ امام بخاریؒ کا عام طریقہ ہے کہ وہ دلیل عام سے اپنے خاص ترجمہ کو ثابت کرتے ہیں؛ چونکہ عام میں خاص آہی جائے گا۔

نیز حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مولیٰ نافع نے اس سے اس مسئلہ پر استدلال کیا ہے کہ جمعہ اور غیر جمعہ تمام دنوں کے لیے یہ حکم ہے بس امام بخاریؒ کے لیے کافی ہے۔ واللہ اعلم

## باب ۵۷۵ الاذانِ يومَ الجُمُعَةِ

## باب: جمعہ کے دن اذان کا بیان

(قال الحافظ ای متی یشرع یعنی اذان کب مشروع ہوئی؟)

۸۷۳ حَدّثنا آدمُ قال حَدّثنا ابنُ ابی ذِئْبٍ عنِ الزُّهْرِيِّ عنِ السَّائِبِ بنِ يَزِيْدَ قال كانَ النِّدَاءُ يومَ الجُمُعَةِ اَوَّلُهُ اِذَا جلسَ الإمَامُ عَلَى المِنبَرِ علىٰ عهدِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَاَبِى بَكرٍ وَ عُمَرَ فلمّا كانَ عثمانُ وَكَثُرَ النّاسُ زادَ النِداءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ قالَ اَبو عبدِ اللّهِ الزَّوْرَاءُ مَوْضِعٌ بالسُّوقِ بِالمَدِيْنَةِ

**ترجمہ** حضرت سائب بن یزیدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے زمانے میں جمعہ کے دن پہلی اذان اسی وقت ہوا کرتی جب امام (خطبہ کیلئے) منبر پر تشریف رکھتے پھر جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے اور لوگ بہت ہو گئے (مدینہ منورہ کی آبادی بڑھ گئی) تو انھوں نے تیسری اذان (اذان اول) زائد کی جو زوراء پر دی جاتی: امام بخاریؒ نے کہا زوراء مدینہ کے بازار میں ایک جگہ کا نام ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في "كان النداء يوم الجمعة اوّله"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۴ ویاتی متصلا ص ۱۲۴ وص ۱۲۵، ایضا ص ۱۲۵، واخرجه ابوداؤد ص ۱۵۵ فی "باب النداء يوم الجمعة"۔ ترمذی اول، ص ۶۸، ابن ماجہ اول ص ۸۰۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ بتانا ہے کہ جمعہ کے روز دو اذانیں ہونگی ایک پہلی اذان جب جمعہ کا وقت شروع ہو جائے تاکہ لوگ اذان سنتے ہی جمعہ کے لیے سعی شروع کردیں دوسری اذان خطبہ کے وقت جب امام خطبہ کیلئے منبر پر تشریف فرما ہو۔

**تشریح** حضرت سائب بن یزیدؓ صغار صحابہ میں سے ہیں حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "له ولابيه صحبة" (تہذیب جلد ثالث، ص ۴۵۰) قال محمد بن يوسف عن السائب بن يزيد حج ابي مع النبي صلى الله عليه وسلم وانا ابن سبع سنين (تہذیب التہذیب جلد ثالث، ص ۴۵۰) اور دونوں جہاں کے سردار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حج ذی الحجہ ۱۰ ہجری میں ہوا جس کے صرف تین مہینے کے بعد ربیع الاول ۱۱ ہجری آپ کا انتقال ہو گیا جس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرمؐ کے انتقال کے وقت سائب بن یزیدؓ کم سن صرف سات سال کے تھے۔

سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں جمعہ کے روز ایک ہی اذان تھی اور یہ اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام خطبہ کیلئے منبر پر پہنچتا تھا، پھر بعد میں حضرت عثمان بن عفانؓ نے اپنے دور خلافت ۳۰ ہجری میں تیسری اذان کا اضافہ فرمایا جس کی وجہ خود حدیث میں موجود ہے کہ کثر الناس یعنی لوگ بہت ہو گئے مدینہ کی آبادی بڑھ گئی اور یہ تیسری اذان جو عملاً وفعلاً پہلی اذان ہے یعنی اذان خطبہ سے پہلی اذان (بازار مدینہ میں ایک جگہ ہے زوراء) دی جاتی تھی یہ زوراء مسجد نبوی سے کچھ دور ایک اونچی جگہ تھی۔ اس اذان کو اس روایت میں اذان ثالث کہا گیا اور بعض روایت میں اس کو اذان اول کہا گیا ان میں کوئی منافات واختلاف نہیں ہے جس نے حضور اقدسؐ اور شیخین کے دور پر نظر کی اس نے اذان عثمانی کو اذان ثالث سے تعبیر کیا اور اذان ثالث تغلیبا کہہ دیا چونکہ اقامت کو بھی دونوں اذانوں میں شامل کرلیا گیا۔ اور جس نے جمعہ کے دن ترتیب واقعی پر نظر کی اس نے اذان عثمانی کو اذان اول سے تعبیر کردیا۔

**تنبیہ** حضرت عثمانؓ کے اس عمل کو بدعت نہیں کہا جاسکتا اس لیے کہ یہ خلیفہ راشد کا اجتہاد ہے جسے اجماع صحابہ سے تقویت حاصل ہوئی نیز علامہ شاطبیؒ نے "الاعتصام" میں لکھا ہے کہ خلفائے راشدین کا کوئی عمل بدعت نہیں ہوسکتا خواہ کتاب وسنت میں اس عمل کے بارے میں کوئی نص موجود نہ ہو، چنانچہ ارشاد نبوی ہے عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ (ابن ماجہ ص ۵)

یعنی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کا حکم دیا ہے وہاں خلفائے راشدین کی سنت کو بھی واجب الاتباع قرار دیا ہے۔

چنانچہ اسلاف سے اخلاف تک اس پر عمل رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گا۔

## باب[۵۷۶] المؤذِنِ الواحِدِ یومَ الجُمُعةِ

### جمعہ کے دن ایک مؤذن (کے اذان دینے) کا بیان

یعنی مسجد نبوی میں اذان جمعہ کیلئے صرف ایک مؤذن تھے یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ باقی مؤذن عارضی تھے جیسے عبداللہ بن ام مکتومؓ خاص رمضان کے مہینے میں صبح کیلئے، حضرت ابومحذورہؓ مکہ معظمہ میں مسجد حرام کیلئے وغیرہ۔

۸۷۴ حدَّثنا اَبُو نُعَیمٍ قال حدَّثنا عبدُ العزیزِ بنُ اَبی سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عنِ الزُهریِّ عنِ السَّائبِ بنِ یزیدَ اَنَّ الذی زادَ التاذِینَ الثَّالِثَ یومَ الجُمُعَةِ عثمانُ بنُ عفَّانَ حین کَثُرَ اَهلُ المدِینةِ ولَم یکُن لِلنبیِّ صلی اللہ علیه وسلم مُؤذِّنٌ غیرُ واحِدٍ وکانَ التَّاذِینُ یومَ الجُمُعَةِ حین یَجلِسُ الاِمَامُ یعنی عَلَی المِنبَرِ

**ترجمہ** حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن تیسری اذان کی زیادتی کرنے والے حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں جب کہ مدینہ میں لوگ بہت زیادہ ہو گئے تھے اور نبی اکرم ﷺ کے (اذان جمعہ کیلئے) صرف ایک مؤذن تھے اور جمعہ کے دن جمعہ کی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحدیث للترجمة فی "ولم یکن للنبی صلی اللہ علیه وسلم مؤذن غیر واحد"

**تعدد موضعه** والحدیث هنا ص ۱۲۴ ومرّ ص ۱۲۴ ویأتی ص ۱۲۵، باقی کے لیے حدیث ۸۷۳ دیکھئے۔

**مقصد** اس باب میں امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ حضور اقدسؐ کے تین مؤذن تھے جب حضور اقدسؐ منبر پر جاتے تو ایک کے بعد ایک اذان دیتے بخاری نے ان پر رد کر دیا۔

## باب[۵۷۷] یُجیبُ الاِمَامُ عَلَی المِنبَرِ اِذَا سَمِعَ النِدَاءَ

### امام منبر پر اذان سن کر اس کا جواب دے

۸۷۵ حدَّثنا ابنُ مُقاتِلٍ قال اَخبَرَنا عبدُ اللہِ قال اَخبَرَنا اَبُوبکرِ بنُ عثمانَ بنِ سَهلِ بنِ حُنَیفٍ عن اَبی اُمَامَةَ بنِ سَهلِ بنِ حُنَیفٍ قال سَمِعتُ مُعَاوِیَةَ بنَ اَبی سُفیانَ

رضی اللہ عنہ وھو جالسٌ علی المنبرِ اَذَّنَ المؤذِّنُ فقال اللہ اکبر اللہ اکبر فقال معاویۃُ اللہ اکبر اللہ اکبر فقال اشھد ان لا الہ الا اللہ فقال معاویۃُ وَاَنا قال اشھد انَّ محمدًا رسولُ اللہِ قال معاویۃُ وانا فلما ان قضی التاذینَ قال یا ایُّھا الناسُ انّی سمعتُ رسولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم علی ھذا المجلسِ حین اَذَّنَ المؤذِّنُ یقولُ ما سمعتُم منّی مقالتی ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیفؓ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ سے سنا وہ منبر پر بیٹھے تھے مؤذن نے اذان شروع کی اور مؤذن نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو معاویہؓ نے بھی کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پھر مؤذن نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ تو معاویہؓ نے کہا وَاَنا (ای اشھد بہ والقول مثلہ یعنی میں بھی اسی کے مثل خدا کی وحدانیت کی شہادت دیتا ہوں) مؤذن نے کہا اشھد ان محمدا رسول اللہ معاویہؓ نے کہا وانا" (یعنی اور میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا ہوں) پھر جب مؤذن نے اذان پوری کرلی تو معاویہؓ نے فرمایا: "اے لوگو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی جگہ پر سنا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرماتے تھے جس وقت مؤذن نے اذان دی تو آپ بھی وہی فرماتے جو تم نے مجھ کو کہتے سنا (یعنی حضورؐ اسی طرح اذان کا جواب دیتے رہے جیسے میں نے جواب دیا جو تم نے مجھ سے سنا)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "حین اذان المؤذن یقول ما سمعتم منّی مقالتی"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۲۴ تا ۱۲۵ و مر ص ۸۶

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جب امام خطبہ دینے کے لیے منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اذان دے تو امام منبر پر بیٹھے بیٹھے مؤذن کی اذان کا جواب دے گا۔

**سوال**: اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مقتدی حضرات یعنی حاضرین وسامعین بھی اذان کا جواب دیں گے یا نہیں؟ امام بخاریؒ کے ترجمہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ صرف امام جواب دے گا چونکہ باب کی روایت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ صرف حضرت امیر معاویہؓ اذان کا جواب دے رہے تھے اور پھر حضرت معاویہؓ نے اس فعل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔

بہر حال روایت سے تو صرف امام کا جواب دینا معلوم ہوتا ہے اسی بنا پر امام بخاریؒ نے ترجمہ میں لفظ امام بڑھا دیا ہے۔

**اقوال ائمہ** امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے "اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام" حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: "یعنی ان النھی عن الصلوۃ والکلام بعد خروج الامام وقیامہ عن

مقامه انما هو للماموين و المستمعين لا للامام فانه يجيب الاذان لان الكلام لم يحرم عليه "
(لامع ج ۲، ص ۲۱ تا ۲۲)

۲۔ صاحبینؒ فرماتے ہیں خروج الامام مانع صلوۃ ہے اور کلام الامام مانع کلام ہے یعنی اذان خطبہ کا جواب امام اور مقتدی کو دینا چاہیے البتہ جب امام خطبہ شروع کردے تو مقتدی کو مکمل خاموش رہنا چاہیے۔

۳۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ خطبہ کی حالت میں نماز (تحیۃ المسجد) کی اجازت ہے۔ استدلال میں حضرت جابرؓ کی روایت پیش کرتے ہیں قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يخطب اذا جاء احدكم يوم الجمعة والامام يخطب فليركع ركعتين وليتجوز فيهما (مشکوۃ جلد اول ص ۱۲۳، بحوالہ مسلم شریف)

حالانکہ والامام يخطب کے معنی ہیں "اراد ان يخطب" فلا استدلال والله اعلم.

ہمارے یہاں مفتی بہ قول امام صاحبؒ کا ہے یعنی خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا جائز نہیں ہاں دل ہی دل میں جواب دیا جاسکتا ہے لقولہٖ صلى الله عليه وسلم اذا خرج الامام فلا صلوة ولا كلام امام نوویؒ فرماتے ہیں وقال ابو حنيفةؒ : "يجب الانصات بخروج الامام" وقال العلائیؒ وينبغى ان لا يجيب بلسانه اتفاقا فى الاذان بين يدى الخطيب . (ردالمحتار، ج:۱، ص:۳۷۱)

مولانا عبدالحی صاحبؒ نے شرح وقایہ کی شرح میں اس کے خلاف لکھا ہے چنانچہ لکھتے ہیں: لايكره اجابة الاذان الثانى ودعاء الوسيله بعده مالم يشرع الامام فى الخطبة كيف وقد ثبت ذلك من فعل معاويةؓ فى صحيح البخارى . (حاشیہ ہدایہ اول، ص ۱۷۱)

## ﴿ بَابُ ۵۷۸ الجُلوسِ عَلَى المِنْبَرِ عندَ التَّاذِيْنِ ﴾

### اذان کے وقت (امام کا) منبر پر بیٹھنا

۸۷۶ ﴿ حدَّثنا يَحيَى بنُ بُكَيرٍ قال حَدَّثنا اللَّيثُ عن عُقَيلٍ عنِ ابنِ شِهابٍ اَنَّ السَّائِبَ بنَ يَزِيْدَ اَخبَره اَنَّ التَّاذِينَ الثانِيَ يَوْمَ الجُمعَةِ اَمَرَ بِه عثمانُ بنُ عَفانَ حِين كَثُر اَهْلُ المَسجدِ وَكانَ التَّاذِينُ يَومَ الجُمعَةِ حِينَ يَجلِسُ الإمَامُ ﴾

ترجمہ: حضرت سائب بن یزیدؓ نے بیان کیا کہ جمعہ کے دن دوسری اذان کا حکم حضرت عثمان بن عفانؓ نے اس وقت دیا تھا جب کہ مسجد میں آنے والے بہت زیادہ ہوگئے اور جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام (منبر پر) بیٹھ جاتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی "وکان التاذین یوم الجمعۃ حین یجلس الامام وکان المناسب ان یقول باب التأذین یوم الجمعۃ حین یجلس الامام علی المنبر (عمدہ)

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۲۵ و مرّ ص ۱۲۴، ویاتی ص ۱۲۵، باقی کیلئے حدیث ۸۷۳ دیکھئے۔

**مقصد** حافظ عسقلانیؒ نے ابن منیر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے بعض اہل کوفہ پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں خطبہ سے پہلے منبر پر بیٹھنا مشروع نہیں ہے بلکہ امام منبر پر جا کر کھڑا رہے اور جب اذان خطبہ ہو جائے تو خطبہ شروع کر دے۔

اگر امام بخاریؒ کا مقصد بعض اہل کوفہ سے احناف ہیں تو یہ انتساب بالکل غلط ہے بلکہ جس طرح امام بخاریؒ کے نزدیک جلوس علی المنبر سنت ہے اسی کے قائل جمہور ائمہ اربعہ ہیں بالخصوص احناف کے نزدیک جلوس علی المنبر سنت ہے۔

**تشریح** یہ جلوس علی المنبر کیوں ہے؟ اس میں اختلاف ہے کہ یہ جلوس لاستماع الاذان ہے یا للاستراحت؟ دونوں قول ہے۔

جو لوگ للاستراحت کہتے ہیں ان کے یہاں جمعہ وعیدین میں کوئی فرق نہیں دونوں میں بیٹھ سکتا ہے لیکن بیٹھنا مستحب نہیں۔

اور جو حضرات لاستماع الاذان کہتے ہیں ان کے نزدیک عیدین میں جلوس نہ ہوگا، صرف جمعہ میں جلوس علی المنبر ہوگا۔ اسی پر ہمارے اکابر کا اور ہمارے شہروں میں عمل ہے۔ واللہ اعلم۔

## باب ۵۷۹ باب التَّاذِينِ عِندَ الخُطْبَة ای قبل الخطبة عند ارادتها

### خطبہ کے وقت اذان دینا

۸۷۷ حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ مُقَاتِلٍ قال اَخبرنا عبدُ اللّٰه قال اَخبرنا يونُسُ عنِ الزُّهْرِيِّ قال سَمِعتُ السَّائِبَ بنَ يَزِيْدَ يقولُ اِنَّ الاَذانَ يومَ الجُمُعَةِ كانَ اَوَّلُهُ حِيْنَ يَجْلِسُ الإمَامُ يومَ الجُمُعَةِ عَلَى المِنبَرِ في عَهْدِ رسولِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم وَاَبِي بَكرٍ و عُمَرَ فلمَّا كانَ في خِلافَةِ عُثمانَ وكثرُوا اَمرَ عثمانُ يومَ الجُمُعَةِ بِالاَذانِ الثَّالِثِ فاُذِّنَ به عَلَى الزَّوْراءِ فثبتَ الاَمْرُ على ذلكَ ۞

**ترجمہ** حضرت سائب بن یزیدؓ بیان فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن پہلی اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس وقت ہوتی تھی جب امام (خطبہ کے لیے) منبر پر تشریف رکھتے اور حضرت ابوبکر اور

حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بھی (ایسا ہی ہوتا رہا) جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور نمازی بہت بڑھ گئے تو حضرت عثمانؓ نے تیسری اذان کا حکم دیا چنانچہ یہ اذان زوراء پر دی گئی پھر اسی پر (امت کا) عمل قائم رہا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی "حين يجلس الامام يوم الجمعة على المنبر"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۵ و مرّ ص ۱۲۴، باقی کے لیے حدیث ۸۷۳ ملاحظہ فرمائیے۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جمعہ کے اذان عند الخطبہ میں اور خطبہ میں فصل نہیں کرنا چاہیے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز پنجگانہ والی اذان میں اور اذان عند الخطبہ میں فرق بیان کرنا چاہتے ہیں۔

بخاری اوّل، ص ۸۷ میں ایک باب گذرا ہے "کم بين الاذان و الاقامة" اس باب کے تحت یہ حدیث گذر چکی ہے کہ "بين كل اذانين صلوة" یعنی ہر دو اذانوں (اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے جو پڑھنا چاہیے۔

ترمذی اول ص ۲۷، میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا اجعل بين اذانك و اقامتك قدر ما يفرغ الأكل الخ یعنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فاصلہ دینا چاہیے کہ کھانے سے اور دیگر ضروریات والے اپنی ضرورت سے فارغ ہو سکے، بخاریؒ یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اذان عند الخطبہ میں ایسا نہیں ہوگا اذانِ خطبہ ختم ہوتے ہی خطبہ شروع ہوگا۔

تفصیل کے لیے نصر الباری جلد ثالث، باب ۴۰۶ ملاحظہ فرمائیے۔

**جمعہ کے روز اذان عند الخطبہ کہاں ہوتی تھی؟** ابوداؤد اول ص ۱۵۵ میں حضرت سائب بن یزیدؓ ہی کی روایت ہے: "كان يؤذّن بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جلس على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد الخ

اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ کی اذان خارج مسجد ہوتی تھی؛ لیکن على باب المسجد کی زیادتی روایت بخاری میں نہیں ہے، پھر على باب المسجد کے راوی محمد بن اسحاق ہیں جو مدلس ہیں وقد رواه ههنا بالعنعنه ولم يتابع فى قوله "على باب المسجد فيكون فى صحة هذه الزيادة نظر" لہٰذا روایات بخاری کے پیش نظر کہہ سکتے ہیں کہ یہ اذان (بین یدی الخطیب) مسجد میں ہوتی تھی چنانچہ حافظ عسقلانی مہلب شارح بخاری سے نقل کرتے ہیں الحكمة فى جعل الاذان فى هذا المحل ليعرف الناس بجلوس الامام على المنبر فينصتون له اذا خطب (فتح جلد ثانی ص ۴۵۷ فى باب الاذان يوم الجمعة)

اگر مہلب کے کلام پر غور کیا جائے تو داخل مسجد ہی انسب ہے چنانچہ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں واذا صعد

الامام المنبر جلس و اذن المؤذنون بین یدی المنبر بذلك جری التوارث (ہدایہ اول کتاب الجمعہ، ص ۱۷۱)

عام طور پر فقہاء نے داخل مسجد اذان کو مکروہ لکھا ہے لیکن یہ کراہت عام اذان کے بارے میں ہے جمعہ کے اذان ثانی سے اس کا تعلق نہیں ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے حضرت مولانا خلیل صاحبؒ صاحب بذل المجہود کا رسالہ (تنشیط الاذان فی تحقیق محل الاذان)

## ﴿ باب۵۸۰ الخُطبَهِ عَلَى المِنْبَرِ وقال انسٌ خَطَبَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى المِنْبَرِ ﴾

منبر پر خطبہ پڑھنے کا بیان اور حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے منبر پر خطبہ دیا

۸۷۸ ﴿ حدَّثنا قُتَيبَةُ قال حدَّثنا يَعقوبُ بنُ عبدِ الرّحمٰنِ بنِ محمدِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عبدِ القاریِّ القُرَشیُّ الإسكَندَرانِیُّ قال حدّثنا ابو حازمِ بنُ دینارٍ انّ رِجالاً اتوا سَهلَ بنَ سَعدِ السَّاعِدِیَّ وَقَدِ امتَرَوا فِی المِنبَرِ مِمَّ عُودُهُ فسألُوهُ عن ذٰلك فقال وَاللّٰهِ اِنّی لَاَعرِفُ مِمّا هُوَ وَلَقَد رَاَيتُهُ اَوَّلَ يومٍ وُضِعَ وَ اَوَّلَ يومٍ جلَسَ عَلَيهِ رَسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَرسَلَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰی فُلانَةَ امرَاَةٍ مِنَ الانصارِ قد سَمّاهَا سَهلٌ مُرِی غُلامَكِ النّجّارَ ان يَعمَلَ لِی اَعوادًا اَجلِسُ عَلَيهِنَّ اِذَا كَلّمتُ النّاسَ فَاَمَرَتهُ فعمِلَها مِن طَرفَاءِ الغابَةِ ثمّ جاءَ بِهَا فَاَرسَلَت اِلٰی رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَمَرَ بِهَا فَوُضِعَت هٰهُنا ثُمّ رَاَيتُ رَسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی عَلَيهَا وَكَبّرَ وَهُوَ عَلَيهَا ثمّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيهَا ثمّ نَزَلَ القَهقَرٰی فَسَجَدَ فی اَصلِ المِنبَرِ ثُمّ عادَ فلمّا فَرَغَ اَقبَلَ عَلَى النّاسِ فقالَ اَیُّهَا النّاسُ اِنّمَا صَنَعتُ هٰذا لِتَأتَمُّوا بِی وَلِتَعَلَّمُوا صَلاتِی ﴾

**ترجمہ** ابوحازم (سلمہ) ابن دینار کا بیان ہے کہ کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ کے پاس آئے اور وہ لوگ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) منبر کے بارے میں جھگڑ رہے تھے کہ اس منبر کی لکڑی کس چیز کی ہے؟ (منبر کی لکڑی کس درخت کی ہے یہ لوگ شک میں پڑے ہوئے تھے آپس میں اختلاف رائے رکھتے تھے۔) اس لیے ان لوگوں نے حضرت سہل بن سعدؓ سے اس کے متعلق دریافت کیا آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں جانتا ہوں

کہ وہ منبر کس لکڑی کا ہے اور پہلے دن جب وہ منبر رکھا گیا اور سب سے پہلے جب اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں تو میں وہاں موجود تھا ہوا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی فلانی عورت کے پاس جس کا حضرت سہلؓ نے نام بھی بتایا تھا آدمی بھیجا کہ اپنے بڑھئی غلام کو حکم دے کہ وہ میرے لیے لکڑیاں جوڑ دے (یعنی منبر بنادے) کہ لوگوں کو وعظ سناتے وقت اس پر بیٹھا کروں چنانچہ اس نے اپنے غلام کو حکم دیا اور اس نے غابہ کے جھاؤں سے منبر بنایا اور اس عورت کے پاس لے آیا اس انصاری خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا آپؐ نے حکم دیا اور وہ یہاں (مسجد میں) رکھا گیا (سہل بن سعدؓ کہتے ہیں) پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر (کھڑے ہوکر) نماز شروع کردی اسی پر (کھڑے کھڑے) تکبیر کہی پھر اسی پر رکوع کیا پھر (رکوع کے بعد) الٹے پاؤں نیچے اترے اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا پھر منبر پر چلے گئے (اور دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا) پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: ''لوگو! میں نے یہ اس لیے کیا تاکہ تم میری اقتدا کرو اور میری نماز (یعنی نماز کا طریقہ) سیکھ لو۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی "اذا كلمت الناس" اذالعادة ان الخطيب لايتكلم على المنبر الا بالخطبة.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۵ و مرّ ص ۵۵ وص ۶۴ ویاتی ص ۲۸۱ وص ۳۴۹، مسلم اول، ص ۲۰۶، ابوداؤد اول، ص ۱۵۴ تا ص ۱۵۵، نسائی ص ۸۵ تا ۸۶، ابن ماجہ ص ۱۰۳، فی باب ما جاء فی شان المنبر.

۸۷۹﴿ حَدَّثَنا سَعِيْدُ بنُ اَبِي مَرْيَمَ قال حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ اَبِي كَثِيْرٍ قال اَخْبَرَنِي يَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ قال اَخْبَرَنِي ابنُ اَنَسٍ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عبدِ اللّٰهِ كانَ جذعٌ يقومُ عليه النبيُّ صلى الله عليه وسلم فلمَّا وُضِعَ لَهُ المنبرُ سَمِعنا لِلْجِذْعِ مِثْلَ اَصْوَاتِ العِشَارِ حتى نزلَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فوَضَعَ يَدَهُ عليهِ وَقال سُلَيمٰن عن يحيىٰ اَخْبَرَنِي حَفْصُ بنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ اَنَسٍ سَمِعَ جابِرًا ﴾

**ترجمہ** حضرت انسؓ کے صاحبزادے (یعنی حفص بن عبید اللہ بن انسؓ) نے بیان کیا کہ انھوں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے سنا حضرت جابرؓ نے فرمایا (مسجد نبوی میں) ایک کھجور کا تنہ تھا جس پر (خطبہ کے وقت) ٹیک لگا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے پھر جب آپؐ کے لیے منبر رکھا گیا (اور آپؐ نے اس تنہ سے ٹیک نہیں لگائی) تو ہم نے اس تنہ سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی آواز کی طرح (رونے کی آواز) سنی یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور اپنا دست مبارک اس پر رکھا (تو آواز بند ہوئی)

اور سلیمان نے یحییٰ سے یوں روایت کی کہ مجھ کو حفص بن عبید اللہ بن انسؓ نے خبر دی انھوں نے حضرت جابر

بن عبداللہؓ سے سنا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى "فلمّا وضع له المنبر" اى لاجل الخطبه.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۲۵ و مرّ ص ۶۴۔

**تشریح** كان جِذع يقوم عليه النبيؐ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس تنہ پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے پھر جب منبر بن گیا اور بجائے اس تنہ کے آپ منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ دینے گئے تو وہ تنہ بوجہ فراق کے حاملہ اونٹنی کی طرح رونے لگا (عِشار بكسر العين المهمله جمع ہے عُشَرا بالضم ثم الفتح کی جس کے معنی ہیں دس ماہ کی گابھن اونٹنی جو درد کی وجہ سے چیختی ہو) اس آواز کو تمام اہل مسجد نے سنا آپؐ نے منبر سے اتر کر اس تنہ پر اپنا دست مبارک رکھا جس پر وہ ساکن ہو گیا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرات میں سے ہے۔ بعض روایت میں ہے فلما اتخذ المنبر ذهب الى المنبر فحن الجذع فاتاه فاحتضنه فسكن فقال لولم احتضنه لحن الى يوم القيامة (ابن ماجہ، ص۱۰۳، باب ما جاء فى بدء شان المنبر) یعنی اگر میں اس کو گود میں نہ لیتا تو قیامت تک روتا رہتا۔

بعض روایات دارمی میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تجھ کو جنت میں لگا دوں؟ یا تیری پہلی جگہ میں نصب کردوں کہ تو سرسبز و شاداب ہو جائے؟ اس نے دوسری بات سے انکار کر دیا اور پہلی بات کو اختیار کر لیا تو حضورؐ نے وہیں دفن فرما دیا۔

۸۸۰﴿ حَدَّثَنا آدَمُ بنُ اَبِى اِياسٍ قال حَدَّثَنا ابنُ اَبِى ذِئبٍ عنِ الزُّهرِيِّ عن سالِمٍ عن اَبِيهِ قال سَمِعتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَخطُبُ عَلَى المِنبَرِ فقال مَنْ جاء اِلَى الجُمُعَةِ فَليَغتَسِلْ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص جمعہ (پڑھنے) کے لیے آئے (یعنی آنے کا ارادہ کرے تو) وہ غسل کر لیا کرے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يخطب على المنبر"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۲۵ و مرّ ص۱۲۰ و ص۱۲۲ تا ۱۲۳، باقی مواضع کے لیے حدیث ۸۴۰ دیکھیے۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد خود بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں ظاہر کر دیا ہے کہ خطبہ منبر پر ہوگا۔

**تشریح** امام نووی فرماتے ہیں: "استحباب اتخاذ المنبر سنة مجمع عليها" (شرح مسلم ص۲۸۴) معلوم ہوا کہ منبر پر خطبہ دینا واجب نہیں ہے بلکہ سنت و مستحب ہے۔

۲ یا یہ بتانا ہو کہ منبر پر خطبہ دینا بدعت یا خلاف تواضع نہیں ہے بلکہ حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہے اور سنت ہے۔ منبر کے سلسلے میں پوری تفصیل گذر چکی ہے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد دوم، ص ۴۰۰۔

## ﴿ بابُ الخُطبَةِ قائِمًا وَقالَ انسٌ بَينَا النبيُّ ﷺ يَخطُبُ قائِمًا ﴾ ۵۸۱

## کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا اور حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے

۸۸۱ ﴿ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ القَوَارِيْرِيُّ قال حَدَّثَنا خالِدُ بنُ الحارِثِ قال حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ قائِمًا ثمّ يَقْعُدُ ثمّ يَقُومُ كما تَفْعَلُونَ الآنَ ﴾

**ترجمہ** : حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے پھر بیٹھ جاتے تھے پھر کھڑے ہوتے تھے جیسے تم لوگ بھی آج کل کرتے ہو۔

**مطابقۃ للترجمۃ** | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى "يخطب قائما"

**تعدد موضعہ** | والحديث هنا ص ۱۲۵ ویاتی ص ۱۲۷، مسلم اول فی الجمعہ، ص ۲۸۳، ترمذی اول، ص ۶۷

**مقصد** : امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ خطبہ کھڑے ہو کر ہی پڑھنا چاہیے بیٹھ کر خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔

**مذاهب ائمه** : ۱ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا امام اعظمؒ کے نزدیک سنت ہے۔

۲ امام مالکؒ کے نزدیک واجب ہے۔

۳ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک کھڑا ہونا صحت خطبہ کے لیے شرط ہے، بغیر اس کے خطبہ ہی نہ ہوگا۔ امام نووی شافعیؒ فرماتے ہیں: ان خطبة الجمعة لا تصح من القادر على القيام الا قائما فى الخطبتين الخ (شرح مسلم، ص ۲۸۳) علاوہ حدیث کے شوافع کا استدلال آیت کریمہ سے ہے وتركوك قائماً (یعنی آپ کو سب خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے)

**جواب** : کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا تو اجماعی مسئلہ ہے نہ اس میں کسی کا اختلاف ہے اور نہ استدلال۔ اس لیے کہ بیٹھ کر خطبہ مکروہ ہے چونکہ سنت متواترہ سے خطبہ قائماً ہی ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ قائماً ہی خطبہ دیا چونکہ اولی وافضل ہے نیز خطاب کے لیے مناسب ہے۔ واللہ اعلم۔

# ﴿ بَابٌ ۵۸۲ اِستِقبالِ الناسِ الإمَامَ اِذا خَطَبَ وَاستَقبَلَ ابنُ عُمَرَ وَاَنسٌ الإمَامَ ﴾

## امام جب خطبہ دے تو سامعین کا امام کی طرف رُخ کر لینا اور حضرت ابن عمر وحضرت انسؓ (خطبہ کے وقت) امام کی طرف رخ کرتے تھے

**۸۸۲﴿ حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ فَضَالَةَ قال حَدَّثَنا هِشَامٌ عن يَحيىٰ عن هِلالِ بنِ اَبى مَيمُونَةَ قال حَدَّثَنا عَطاءُ بنُ يَسَارٍ اَنَّه سَمِعَ اَبَا سَعِيدٍ الخُدرِىَّ اَنَّ النبى صلى الله عليه وسلم جَلَسَ ذاتَ يومٍ على المِنبَرِ وَجَلَسنَا حَولَهُ ﴾**

**ترجمہ** عطاء بن یسار نے بیان کیا کہ انھوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم صحابہ آپؐ کے اردگرد بیٹھ گئے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى "جلسنا حوله" لان جلوسهم حول النبى صلى الله عليه وسلم لا يكون الا وهم ينظرون اليه وهو عين الاستقبال.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۵ ویاتی ص ۱۹۷ وص ۳۹۸ وص ۹۵۱، ومسلم فی الزکوٰۃ ص ۳۳۶، وترمذی اول ص ۶۷

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ خطبہ کے وقت تمام حاضرین وسامعین کو امام کی طرف رخ کرکے بیٹھنا چاہیے اور یہی امام اعظم ابوحنیفہؒ وامام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک مسنون ہے۔ صرف امام مالکؒ سے ایک قول وجوب کا بھی منقول ہے۔

بہرحال تقریباً اتفاقی واجماعی مسئلہ ہے کہ خطبہ کے وقت خطیب کی طرف رخ کرکے بیٹھنا مسنون ہے۔ چنانچہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں "والعمل علىٰ هٰذا عند اهل العلم"

**سوال :** آج کل تو خطبہ کے وقت تمام مسجدوں میں صف بنا کر قبلہ رخ بیٹھتے ہیں؟ حالانکہ استقبال امام کا تقاضا یہ تھا کہ حلقہ بنا کر خطیب کی طرف رخ کرلیں جیسے تقریر ووعظ کی مجلس میں حلقہ باندھ کر بیٹھتے ہیں۔

**جواب :** حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: "ليس المراد بذلك استقبال عين الامام بل استقبال جهته لما يلزم على الاول من التحلق قبل الجمعة المنهى عنه بحديث آخر".

یعنی حدیث باب میں استقبال سے مراد استقبال جہت امام (جہت قبلہ) ہے نہ کہ عین امام کی طرف متوجہ ہونا اس لیے کہ اگر عین امام کی طرف متوجہ ہونا مراد ہوتو اس سے تحلق (حلقہ بنانا) قبل الجمعہ لازم آئے گا جس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ "نهیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم عن التحلق قبل الصلوة یوم الجمعة" (ابوداؤد اول ص ۱۵۴) واللہ اعلم۔

## ﴿ بابُ ۵۸۳ مَن قال فی الخُطبَةِ بَعْدَ الثّناءِ اَمّا بعدُ رواهُ عِكْرِمَةُ عنِ ابنِ عباسٍ عنِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم ﴾

باب۔ جس نے خطبہ میں (اللہ کی حمدو) ثنا کے بعد امّا بعد کہا، اس کو عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

۸۸۳ ﴿ وقال محمودٌ حدّثنا اَبو اُسامَةَ قال حدّثنا هشامُ بنُ عُروَةَ قال اَخبرَتنی فاطِمَةُ بنتُ المُنذِرِ عن اَسماءَ بنتِ اَبی بَكرٍ قالتْ دَخلتُ علیٰ عائِشةَ وَالنّاسُ یُصلُّونَ قلتُ ما شَانُ النّاسِ فَاشارَتْ بِرأسِهَا اِلَی السَّماءِ فقُلتُ آیَةٌ فَاشارَتْ بِرأسِهَا اَی نعَمْ قالتْ فَاَطَالَ رسولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم جِدًّا حتّی تَجلّانِی الغَشْیُ وَاِلیٰ جَنبِی قِربَةٌ فِیهَا ماءٌ ففَتَحْتُهَا فَجعَلتُ اَصُبُّ مِنها علیٰ رأسِی فانصَرَفَ رَسولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وقد تجلَّتِ الشمسُ فخَطَبَ النّاسَ فحَمِدَ اللّٰهَ بِمَا هُو اَهْلُهُ ثمَّ قال اَمّا بَعْدُ قالتْ وَلَغطَ نِسوَةٌ مِنَ الاَنصارِ فانكفَاتُ اِلَیهِنّ لِاُسَكِّتَهُنَّ فقلتُ لِعَائِشَةَ ما قال قالتْ قال مَا مِن شیءٍ لَم اَكُن اُرِیتُهُ اِلّا وَقد رَاَیتُهُ فی مَقامِی هٰذا حتّی الجَنّةَ وَالنّارَ وَاِنّه قَدْ اُوحِیَ اِلیَّ اَنّكُم تُفتَنُونَ فی القبُورِ مِثلَ اَوْ قَرِیبا مِن فِتنَةِ المَسِیحِ الدَّجّالِ یُوتیٰ اَحَدُكُم فیُقالُ لهُ ما عِلمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فامَّا المُؤمِنُ اَوْ قالَ المُوقِنُ شَكَّ هِشامٌ فیقولُ هُوَ رَسولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم هُو محمّدٌ جاءَ نا بالبَیِّنَاتِ وَالهُدیٰ فآمَنّا وَاَجبْنا وَ اتَّبعْنا وَصَدَّقْنا فیُقالُ لهُ نَم صَالِحًا قد كُنّا نَعلَمُ اِنْ كُنتَ لَمُؤمِنًا به وَامَّا المُنافِقُ اَوِ المُرتابُ شَكَّ هشامٌ فیُقالُ لهُ مَا عِلمُكَ بِهٰذا الرّجُلِ فیقولُ لاَ اَدرِی سَمِعتُ الناسَ یَقُولونَ شَیئًا فقلتُ قال هِشامٌ فلقَدْ قالتْ لی فاطِمَةُ

فَاَوْعَيْتُهٗ غَيْرَ اَنَّهَا ذَكَرَتْ مَا يُغَلِّظُ عَلَيْهِ ﴾

ترجمہ: حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گئی لوگ (گہن کی) نماز پڑھ رہے تھے میں نے (اس بے وقت نماز پر حیرت سے) پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے؟ عائشہؓ نے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو میں نے پوچھا کیا کوئی نشانی ہے؟ انھوں نے اپنے سر کے اشارہ سے ہاں کہا (کیونکہ سورج گہن ہو گیا تھا) اسماءؓ نے فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی لمبی نماز پڑھی یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی اور میرے بازو میں ایک مشک میں پانی رکھا ہوا تھا میں اسے کھول کر اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر جب سورج صاف ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے اور لوگوں کو خطبہ سنایا پہلے اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب حمد بیان کی اس کے بعد فرمایا: "اما بعد" حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ کچھ انصاری عورتوں نے شور و غل شروع کیا تو میں ان کی طرف مڑ گئی کہ انہیں چپ کروں (میں آپؐ کا کلام نہ سن سکی) میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ (جب میں انصاری خواتین کو چپ کرا رہی تھی تو) آپؐ نے کیا فرمایا تھا؟ انھوں نے بتایا کہ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی چیز ایسی نہیں رہی جو مجھ کو نہیں دکھلائی گئی تھی مگر (آج) اپنی اس جگہ میں نے اس کو دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی اور مجھے وحی کے ذریعہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قبروں مین تمہاری ایسی آزمائش ہو گی جیسے کانا دجال کے سامنے یا اس کے قریب قریب، تمہارے پاس ایک شخص کو لایا جائے گا (یعنی خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو) اور پوچھا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا علم (یعنی اعتقاد) تھا؟ مومن یا موقن (اسلام پر یقین رکھنے والا) ہشام راوی نے شک کیا، کہے گا کہ وہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہمارے پاس واضح دلائل اور ہدایت لے کر آئے تو ہم ان پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی دعوت قبول کی اور ہم نے ان کی اتباع کی اور ان کی تصدیق کی تب اس سے کہا جائے گا اچھی طرح (آرام سے) سو جا ہم تو (پہلے ہی سے) جانتے تھے کہ تو ان پر ایمان رکھتا تھا اور رہا منافق یا مرتاب ہشام راوی نے شک کیا اس سے جب کہا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا اعتقاد تھا تو وہ جواب دے گا مجھے کچھ معلوم نہیں میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا (کہ شاعر ہے، جادوگر ہے) اسی کے مطابق میں نے بھی کہا ہشام نے بیان کیا کہ فاطمہ نے مجھ سے جو کچھ کہا میں نے وہ سب یاد رکھا لیکن انھوں نے منافق پر جو سختی کی جائے گی اس کا بیان بھی کیا (وہ مجھے یاد نہ رہا)

مطابقتہ للترجمۃ: مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة وهي قوله "ثم قال امّا بعد"

تعدد موضعہ: والحديث هنا ص۱۲۶ و مر ص۱۸ تا ۱۹ و ص۳۰ تا ۳۱ ویاتی ص۱۴۵ معلقا و ص۳۴۲ و ص۱۰۸۲

۸۸۴﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عَلَيْهِ وسلم اُتِيَ

بمالٍ اَو بشيءٍ فقسمهٗ فاَعطىٰ رِجالاً وَترَكَ رِجالاً فَبلَغه اَن الَّذِيۡنَ ترَكَ عتَبُوا فَحمِدَ اللّٰهَ ثُمّ اَثنىٰ عَليه ثُمّ قَالَ اَمّا بَعدُ فو اللّٰه اِنّى اُعطِى الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ والّذِى اَدَعُ اَحبُّ اِلَىّ مِنَ الّذى اُعطِى وَلٰكن اُعطى اَقوامًا لِما اَرىٰ فِى قُلوبِهم مِنَ الجَزَعِ وَالهَلعِ وَاَكِلُ اَقواماً اِلىٰ ماجَعَلَ اللّٰه فِى قُلوبِهم مِنَ الغِنىٰ وَالخَيرِ فِيهم عَمرو بنُ تَغلِبَ فواللّٰهِ ما اُحِبُّ اَنّ لِى بِكَلِمةِ رَسول اللّٰه صلى اللّٰه عَليه وسلم حُمُرَ النَّعَمِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عمرو بن تغلبؓ نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ مال لایا گیا یا کوئی چیز لائی گئی آپؐ نے اس کو تقسیم کردیا آپؐ نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا پھر آپؐ کو یہ خبر پہنچی کہ جن لوگوں کو نہیں دیا وہ ناراض ہیں (یہ خبر سن کر) آپؐ نے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا: "اما بعد" خدا کی قسم میں ایک شخص کو (مال) دیتا ہوں اور ایک کو نہیں دیتا لیکن میں جس کو نہیں دیتا ہوں وہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہیں جسے میں دیتا ہوں لیکن میں جن لوگوں کو دیتا ہوں اس وجہ سے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں بے صبری اور حرص محسوس کرتا ہوں اور کچھ لوگوں کو (جنھیں نہیں دیتا ہوں) اس کے حوالے کردیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں بے نیازی اور بھلائی پیدا فرمادی ہے ایسے ہی لوگوں میں سے عمرو بن تغلب بھی ہے، عمرو بن تغلب کہتے ہیں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مقابلہ میں سرخ اونٹ کو بھی میں پسند نہیں کرتا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ثم قال اما بعد"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۲۶ وياتى ص۴۴۵ وص۱۱۲۴ تا ص۱۱۲۵

۸۸۵ ﴿ حَدَّثنا يَحيَى بنُ بُكَيرٍ قال حَدّثنا اللَّيثُ عن عُقَيلٍ عَنِ ابنِ شِهابٍ قال اَخبَرنِى عُروَةُ اَنّ عائشةَ اَخبَرتهُ اَنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خَرجَ لَيلَةً مِن جوفِ اللّيلِ فصَلّى فى المَسجِدِ وَصَلّى رِجالٌ بصَلٰوتِه فاَصبَحَ الناسُ فتَحدَّثوا فاجتَمعَ اَكثَرُ مِنهُم فصَلّوا مَعه فاَصبَحَ الناسُ فتَحدَّثوا فكَثُرَ اَهلُ المَسجِدِ مِن اللّيلَةِ الثالِثَةِ فخرَجَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فصَلّوا بصَلٰوتِه فلمّا كانتِ اللّيلَةُ الرّابِعَةُ عَجزَ المَسجِدُ عن اَهلِه حتى خَرجَ لِصَلٰوةِ الصُّبحِ فلمّا قضَى الفَجرَ اَقبلَ عَلَى الناسِ فتَشهَّدَ ثمَّ قال اَمّا بَعدُ فاِنّهُ لَم يَخفَ عَلَىَّ مَكانُكُم لٰكِنّى خَشِيتُ اَن تُفرَضَ عَليكُم فتَعجِزُوا عَنها تابَعهُ يُونُس ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو (اپنے حجرہ سے) باہر

تشریف لائے اور مسجد میں نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی، صبح کو ان لوگوں نے اس کا چرچا کر دیا چنانچہ پہلی رات سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے اور آپ کے ساتھ (آپؐ کی اقتدا میں) نماز پڑھی پھر صبح کو لوگوں نے چرچا کیا تو تیسری رات مسجد کے لوگ (یعنی نمازی) بڑی تعداد میں جمع ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو لوگوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی جب چوتھی رات آئی تو اتنے لوگ جمع ہوئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی (لیکن آج رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے اور نماز نہیں پڑھی) آپؐ صبح کی نماز کے وقت باہر تشریف لائے اور جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے اور پھر آپؐ نے کلمہ شہادت پڑھا اور پھر فرمایا: اما بعد، مجھ کو معلوم تھا کہ تم لوگ مسجد میں اکٹھے ہو (لیکن میں نہیں نکلا) اس خوف سے کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ۔ اس حدیث کو یونس نے بھی زہری سے روایت کیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فتشہد ثم قال اما بعد"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص۱۲۶ وقد مضیٰ ص۱۰۱ ویاتی ص۱۵۲ وص۲۶۹، وص۸۷۱

۸۸۶ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قال اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قال اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عن اَبِي حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّه اَخْبَرَه اَنَّ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قامَ عَشِيَّةً بعد الصَّلٰوةِ فَتَشَهَّدَ وَاَثْنٰى عَلَى اللّٰه بِمَا هُوَ اَهْلُه ثم قال اَمَّا بعدُ تابعه اَبُو مُعَاوِيَةَ وَاَبُو اُسَامَةَ عن هِشَامٍ عن اَبِيْهِ عن اَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النبيِّ صلی اللّٰه علیه وسلم قال اَمَّا بَعْدُ تابَعَهُ الْعَدَنِيُّ عن سُفْيٰنَ فی اَمَّا بَعْدُ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوحمید ساعدیؓ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو (عشاء کی) نماز کے بعد کھڑے ہوئے اور آپؐ نے کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ کی شان کے مطابق اس کی تعریف کی پھر فرمایا: "امابعد"

زہری کے ساتھ اس حدیث کو ابومعاویہ اور ابواسامہ نے بھی ہشام بن عروہ سے روایت کیا، انھوں نے عروہ سے انھوں نے ابوحمیدؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا: "امابعد" اور ابوالیمان کے ساتھ اس کو محمد بن یحییٰ عدنی نے بھی سفیان سے روایت کیا اس میں صرف امابعد ہے۔ (یعنی یہ متابعت صرف امابعد کے کہنے میں ہے پوری حدیث میں نہیں)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ " ثم قال اما بعد"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص۱۲۶ ویاتی مختصرا، ص۲۰۳ وص۳۵۳ وص۹۸۱ تا ۹۸۲ وص۱۰۳۲ تا ۱۰۳۳ وص۱۰۶۸۔

۸۸۷ ﴿ حَدَّثَنا اَبُو الیَمَانِ قال اَخبرَنا شُعَیبٌ عن الزُهرِیِّ قال حَدَّثَنِی علیُّ بنُ الحُسَینِ عنِ المِسوَرِ بنِ مَخرَمَۃَ قال قامَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فسَمِعتُہ حِینَ تَشَھَّد یقولُ اَمّا بَعدُ تابَعَہ الزُبَیدِیُّ عن الزُھرِیِّ ﴾

ترجمہ | حضرت مسور بن مخرمہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خطبے کے لیے) کھڑے ہوئے میں نے خود سنا کلمہ شہادت کے بعد آپؐ نے فرمایا: ''اما بعد''

شعیب کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن ولید زبیدی نے بھی زہریؒ سے روایت کیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ''حین تشھد یقول اما بعد''

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۲۷ ویاتی ص ۵۲۸ وص ۵۳۲ وص ۷۸۷ وص ۷۹۵

۸۸۸ ﴿ حَدَّثَنا اِسمٰعِیلُ بنُ اَبان قال حَدَّثَنا اِبنُ الغَسِیلِ قال حَدَّثَنا عِکرِمَۃُ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال صَعِدَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المِنبَرَ وَکانَ آخِرَ مَجلِسٍ جَلَسَہٗ متعَطِّفًا مِلحَفَۃً علٰی مَنکِبَیہِ قد عصَبَ رَاسَہٗ بِعِصَابَۃٍ دَسِمَۃٍ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَ اَثنٰی علیہ ثمّ قال اَیُّھَا الناسُ اِلَیَّ فثابُوا اِلَیہِ ثم قال اَمّا بعدُ فاِنَّ ھٰذَا الحَیَّ مِنَ الاَنصارِ یَقِلّونَ وَیَکثُرُ النّاسُ فمَن وَلِیَ شَیئًا مِن اُمّۃِ محمدٍ فاستَطَاعَ اَن یَّضُرَّ فِیہِ اَحَدًا وَیَنفَعَ فِیہِ اَحَدًا فلْیَقبَلْ مِن مُحسِنِھِم وَیَتَجاوَزْ عن مُسِیئِھِم ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مرض الموت میں) منبر پر تشریف لائے اور یہ منبر پر آپؐ کی آخری مجلس تھی آپؐ اپنے دونوں شانوں پر چادر ڈالے ہوئے بیٹھے تھے اور سر مبارک پر کالے کپڑے کی پٹی باندھ رکھی تھی آپؐ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو میرے قریب آؤ چنانچہ سب آپؐ کے پاس جمع ہوگئے پھر آپؐ نے فرمایا: ''اما بعد'' دیکھو یہ انصار کا قبیلہ (جواب بہت ہے) کم ہوجائیگا (آنے والے دور میں) اور دوسرے لوگ بڑھ جائیں گے (اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی ترقی بے حد ہوگی ہزاروں لاکھوں آدمی اور قوموں کے مسلمان ہونگے پھر انصار اپنے بہت سے آدمیوں میں کم ہی معلوم ہونگے جو اس وقت مسلمانوں کی کمی کی وجہ سے انصار بہت معلوم ہوتے ہیں (آپؐ کی اس پیشین گوئی کی صداقت واقعات ومشاہدات کی روشنی میں بالکل واضح ہے)

پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو شخص بھی حاکم ہو اور اسے نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت ہو تو انصار کے نیک لوگوں کی پذیرائی کرے اور ان کے برے کی برائی سے درگذر کرے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ ''ثم قال امّا بعد''

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۲۷ ویاتی ص ۵۱۲ وص ۵۳۶

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ایک شبہ کا ازالہ ہے۔
شبہ یہ ہے کہ احادیث میں وارد ہے اللهم لك الحمد حمدا كثيرا، اور بعض دعاؤں میں ہے لك الحمد حمدا دائما وغیرہ کا تقاضا ہے کہ حمد مسلسل رہے اور اما بعد سے انقطاع معلوم ہوتا ہے یعنی حمد و ثنا کے انتہا اور ختم کو چاہتا ہے اس لیے لفظ ''اما بعد'' کا استعمال منکر اور نامناسب معلوم ہوتا ہے۔
امام بخاریؒ نے فعل نبوی سے اس کا جواز ثابت کر دیا اور بخاریؒ نے اس کے اثبات کے لیے چھ روایات ذکر کی ہیں کہ سب میں ''اما بعد'' کا لفظ موجود ہے اس لیے اس کا استعمال منکر نہیں بلکہ مسنون ہے۔
۲۔ امام بخاریؒ کا مقصد خطبہ نبوی کی صفت بیان کرنا ہے۔

**تشریح** بابُ مَن قال الخ حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں ''قال الزين بن المنير يحتمل ان تكون "مَن" موصولة الخ یعنی من موصولہ بمعنی الذی ہے اور مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
۲۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مَنْ شرطیہ ہو اور جواب شرط محذوف یعنی ''فقد اصابت السنة'' وعلى التقديرين فينبغي للخطباء ان يستعملوها تاسيا و اتباعا (فتح)
بخاریؒ نے اس باب میں چھ روایات ذکر کی ہیں: پہلی روایت میں ہے ''فحمد الله بما هو اهله ثم قال اما بعد'' دوسری روایت میں ہے ''فحمد الله ثم اثنى عليه'' یعنی اثنى عليه کا اضافہ ہے۔

**واختلف في اول من قالها**

اس میں اختلاف ہے کہ اس لفظ اما بعد کو سب سے پہلے کس نے کہا؟ فقيل داؤد عليه السلام، قس بن ساعده، يعرب بن قحطان، كعب بن لؤى جدّ النبي صلى الله عليه وسلم، قيل سحبان بن وائل ارجح الاقوال یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام کہنے والے ہیں۔ واللہ اعلم۔

**حدیث ۸۸۷** حين تشهد يقول اما بعد الخ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تھا کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام دیا ہے اس وقت آپ نے اظہار ناراضگی فرمایا تفصیل ص ۵۲۸ میں آئے گی انشاء اللہ۔

## بابُ القَعْدَةِ بَيْنَ الخُطْبَتَيْنِ يومَ الجُمُعَةِ ۵۸۴

جمعہ کے دن دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان

۸۸۹ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا بِشرُ بنُ المُفَضَّلِ قال حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ عن نافِعٍ عن

عبدِ اللّٰهِ قال كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَخطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقعُدُ بَيْنَهُمَا ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (جمعہ کے دن) دو خطبے پڑھتے تھے اور دونوں کے درمیان بیٹھتے تھے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "يخطب خطبتين يقعد بينهما"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۲۷ و مر ۱۲۵، ومسلم اول، ص ۲۸۳

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ جلوس بین الخطبتین سنت ہے وذهب ابوحنيفة ومالك الىٰ انها سنة ليست بواجبة (عمدہ)

وقال ابن عبد البر ذهب مالك والعراقيون وسائر فقهاء الامصار الا الشافعیؒ الى ان الجلوس بين الخطبتين سنة لا شيء علىٰ من تركها (عمدہ)

امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے غالبا جمہور کی تائید وموافقت ہے چنانچہ علامہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں:

"حديث الباب دالة على السنية لانه ﷺ كان يفعله ولم يقل لا يجزيه غيره (عمدہ)

لیکن امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کوئی حکم نہیں لگایا کہ واجب ہے یا سنت؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

**حقیقت خطبہ**: یعنی نفس خطبہ کا حکم کیا ہے؟

جواب جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک خطبۂ جمعہ فرض ہے جمعہ صحیح ہونے کے لیے خطبہ شرط ہے خطبہ کی حقیقت امام اعظمؒ کے نزدیک فقط ذکر اللہ ہے، اگرچہ طویل نہ ہو پس ایک مرتبہ سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر کافی ہے؛ لیکن اتنا طویل ہونا کہ جس کو عرف میں خطبہ کہا جاسکے سنت ہے صاحبینؒ کا یہی مذہب ہے کہ خطبہ میں ذکر طویل ہونا چاہیے۔

ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک خطبہ کے ارکان پانچ ہیں حمد وثنا، صلوۃ وسلام على النبی علیہ السلام، تذکیر یعنی وعظ و نصیحت، قراءۃ، مسلمانوں کے لیے دعا۔ واللہ اعلم۔

## ﴿ بَابُ الاِسْتِمَاعِ اِلَى الخُطْبَةِ ﴾ ع ۵۸۵

خطبہ کی طرف کان لگانا (یعنی جمعہ کا خطبہ پوری توجہ سے سنا جائے)

۸۹۰ ﴿ حَدَّثَنا آدَمُ قال حَدَّثَنا ابنُ اَبِي ذِئْبٍ عن الزُّهْرِيِّ عن اَبِي عبدِ اللّٰهِ الاَغَرِّ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِذا كانَ يومُ الجُمُعَةِ وقفتِ المَلائِكَةُ على بابِ المَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الاَوَّلَ فالاَوَّلَ وَمَثَلُ المُهَجِّرِ كَمَثَلِ

الَّذِیْ یُهْدِی بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِی یُهْدِی بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الامامُ طَوَوا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے (جامع) مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر (نمازیوں کے نام) لکھتے ہیں جو پہلے آتا ہے اس کو پہلے اور جو بعد میں آتا ہے اس کو بعد اور جو شخص سویرے آتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اونٹ کی قربانی کرے پھر ایسے کی جو گائے کی قربانی کرے پھر ایسے کی جو مینڈھا کی پھر ایسے کی جو مرغی پھر ایسے کی جو انڈے کی (یعنی باعتبار ثواب کے) پھر جب امام (خطبے کے لیے) نکلتا ہے تو یہ فرشتے اپنا رجسٹر لپیٹ لیتے (بند کر دیتے) ہیں اور ذکر یعنی خطبہ کان لگا کر سنتے ہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ويستمعون الذكر"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۷ و مرّ ص ۱۲۱ و یاتی ص ۴۵۶، باقی کے لیے باب ۵۵۹، حدیث ۸۴۴ ملاحظہ فرمائیے۔

**مقصد** شیخ المشائخ فرماتے ہیں "قد اثبت بحديث الباب الخ" یعنی فرشتے خطبہ سنتے ہیں تو انسان کو بطریق اولیٰ سننا چاہیے اس لیے کہ یہ مکلف بالعبادات ہیں۔

جمہور ائمہ کے نزدیک خطبہ سننا واجب ہے۔

## ﴿ باب ۵۸۶ اِذَا رَأَى الإِمَامُ رَجُلًا جَاءَ وَهُوَ يَخْطُبُ اَمَرَهُ اَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ ﴾

### باب۔ امام نے خطبہ دیتے وقت جب دیکھا کہ ایک شخص (مسجد میں) آیا اور امام نے اس سے دو رکعت پڑھنے کے لیے کہا

اور باب آئندہ یہ ہے "باب من جاء والامام يخطب صلى ركعتين خفيفتين" ان دونوں ابواب کو دیکھنے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا مقصد ایک ہے کہ ایسے وقت میں آنے والا دو رکعت پڑھ لے۔ لیکن ان دونوں میں ایک فرق ہے یہاں تو یہ ہے کہ امام حکم دیدے اور آنے والی روایت میں ہے کہ خود ہی پڑھ لے

۸۹۱ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعمانِ قال حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيدٍ عن عَمْرِو بنِ دِينارٍ عن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰهِ قال جاءَ رَجُلٌ وَالنبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم يَخْطُبُ الناسَ يَومَ

**الجُمُعَةِ فقال اَصَلَّیْتَ یا فلانُ فقال لا قال قُمْ فَارْکَعْ ﴾**

**ترجمہ** حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص (سلیک غطفانیؓ) اس وقت آیا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے، آپؐ نے پوچھا اے فلاں کیا تم نے نماز پڑھ لی؟ اس نے کہا نہیں تو آپؐ نے فرمایا اٹھو اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة "جاء رجل والنبی صلی الله علیه وسلم یخطب الناس یوم الجمعة فقال اصلیت یا فلان"

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۲۷ ویاتی ایضا ص ۱۲۷، وص ۱۵۶، ومسلم اول ص ۲۸۷، وابوداؤد ص ۱۵۹، والترمذی اول ص ۶۷

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر کوئی شخص جمعہ کے روز دیر سے مسجد پہنچا کہ امام نے خطبہ شروع کردیا ہے تو خطبہ کے وقت بھی تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے اور اثبات کے لیے حضرت جابر بن عبداللہؓ کی حدیث نقل فرمادی۔

**مذاہب ائمہ** خطبہ کے وقت تحیۃ المسجد پڑھنے میں فقہاء اسلام کا اختلاف ہے:

۱۔ امام شافعیؒ امام احمدؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک خطبۂ جمعہ کے وقت بھی دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے (کما ذکرہ النووی فی شرح مسلم جلد اول ص ۲۸۷) یہی مسلک بخاریؒ کا ہے۔

۲۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ یعنی امامین الہمامین اور ثوری، لیث بن سعد کے نزدیک خطبہ جمعہ کے دوران کسی قسم کا کلام و نماز جائز نہیں اور یہی مسلک ہے۔ جمہور صحابہ و تابعین کا یہی مروی ہے حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے (شرح نووی ص ۲۸۷)

معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ اس مسئلہ میں حضرات شوافع و حنابلہ کی تائید کررہے ہیں۔

**حنفیہ کے دلائل** ۱۔ آیت قرآنی وَاِذا قُرِئَ القرآن فاستمِعُوا له و اَنْصِتُوا (اعراف آیت ۲۰۴) اور ظاہر ہے کہ خطبہ میں قرآن ہے لہٰذا استماع وانصات ضروری ہے۔

۲۔ ارشاد نبوی: قال علیه السلام "اذا قلت لصاحبك یوم الجمعة انصِتْ والامام یخطب فقد لغوت" (بخاری پہلی سطر ص ۱۲۸)

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے دوران امر بالمعروف سے منع فرمایا ہے حالانکہ امر بالمعروف فرض ہے اور تحیۃ المسجد مستحب ہے لہٰذا تحیۃ المسجد بطریق اولیٰ ممنوع ہوگی۔

۳۔ ارشاد نبوی: اذا خرج الامام فلا صلوٰة ولا کلام

۴ حضرات مالکیہ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ کا عمل ترک ہی ہے۔

۵ امام نوویؒ نے قاضی عیاضؒ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ اداء رکعتین سے منع فرماتے تھے۔

**مستدلات قائلین کے جوابات** ۱ دوران خطبہ آنے والے حضرت سلیک غطفانیؒ تھے ان کے آنے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ شروع نہیں فرمایا تھا جس کی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم ص ۲۸۷ کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: "جاء سليك الغطفاني يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم قاعد على المنبر . الحديث .

اور یہ معلوم ہے کہ حضور اقدسؐ ہمیشہ کھڑے ہوکر خطبہ دیا کرتے تھے لہٰذا بیٹھنے کا مطلب یہی ہے کہ آپؐ نے ابھی خطبہ شروع نہیں فرمایا تھا لہٰذا فرضیت استماع ساقط ہوگئی۔ فلا اشکال۔

۲ یہ واقعہ حضرت سلیک غطفانی کے ساتھ خاص ہے۔

۳ چونکہ یہ آیت قرآنی اذا قرئ القرآن فاستمعوا له و انصتوا کے معارض ہے اسلئے تطبیق کے لیے کہا جائیگا کہ والامام یخطب کے معنی ہیں یرید الامام ان یخطب، فلا اشکال . اس مقام پر نصر الباری جلد ثالث باب ۳۰۰ کی حدیث ۴۳۰ ملاحظہ فرمائیے۔

## ﴿ بَابُ ۵۸۷ مَنْ جَاءَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ﴾

## خطبہ کے وقت جو شخص مسجد میں آئے تو ہلکی دو رکعتیں پڑھے (یعنی قراءت مختصر کرے یہ نہیں کہ جلدی جلدی پڑھے اور تعدیل ارکان فوت کر دے)

**۸۹۲﴿ حَدَّثَنا عليُّ بنُ عبدِ اللّٰه قال حَدَّثَنا سُفيٰنُ عن عَمْرٍو سَمِعَ جابرًا قال دَخَلَ رجلٌ يومَ الجُمُعَةِ وَالنبيُّ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ فقال اَصَلَّيْتَ قال لا قال قُمْ فصلِّ رَكْعَتَيْنِ ﴾**

**ترجمہ** حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ایک شخص جمعہ کے دن اس وقت آیا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے آپؐ نے اس سے پوچھا "کیا تم نے (تحیۃ المسجد کی) نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا نہیں. آپؐ نے فرمایا اٹھو اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فصلّ ركعتين"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۲۷ و مر آنفا ص ۱۲۷، و مسلم اول ص ۲۸۷، ابوداؤد، ص ۱۵۹، ترمذی اول، ص ۶۷

**مقصد** اس سے یہ مقصد ہے کہ خطبہ کے وقت تحیۃ المسجد بالکل ہلکی پھلکی پڑھے، طویل قراءت نہ کرے۔

**سوال**: روایت میں خفیفتین نہیں ہے پھر امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کیوں اضافہ کیا ہے؟

**جواب**: امام بخاریؒ اپنی عادت کے مطابق دوسرے طرق کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ع۔ غ بیگوسرائے۔

## باب [۵۸۸] رَفعِ الیَدَیْنِ فی الخُطْبَةِ

### خطبہ میں دونوں ہاتھ اٹھانا (یعنی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا)

۸۹۳ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا حمَّادُ بنُ زَیْدٍ عن عبدِ العزیزِ عن اَنَسٍ ح و عن یُونُسَ عن ثابتٍ عن اَنَسٍ قال بَیْنَما النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم یَخْطُبُ یومَ الجُمُعَةِ اِذ قامَ رَجُلٌ فقالَ یا رسول اللّٰه هَلَكَ الكُرَاعُ وَهَلَكَ الشاءُ فادْعُ اللّٰهَ اَن یَّسْقِیَنَا فمَدَّ یَدَیْهِ وَ دَعا

**ترجمہ** حضرت انسؓ نے فرمایا کہ (ایک بار) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (بارش نہ ہونے کی وجہ سے) گھوڑے تباہ ہو گئے بکریاں مر گئیں لہٰذا آپ اللہ سے دعا فرمایئے کہ پانی برسائے چنانچہ آپؐ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "فمدّ یدیه و دعا"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۲۷ ویاتی فی الباب الآتی ص ۱۲۷، وص ۱۳۷ تا ص ۱۳۸ وص ۱۳۸، ایضا ص ۱۳۸، ایضا ص ۱۳۸، وص ۱۳۸ تا ص ۱۳۹، وص ۱۳۹، وص ۱۴۰، ایضا ص ۱۴۰، وص ۵۰۶، وص ۹۰۰، وص ۹۳۹، مسلم اول ص ۲۹۴، ابوداؤد اول، ص ۱۶۶

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہے جس پر دلیل یہ ہے "فمدّ یدیه و دعا"

اور جواز کو بتلانے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ مسلم شریف اور ابوداؤد میں ایک روایت ہے کہ حضرت عمارہ بن رویبہؓ نے بنی امیہ کے ایک شخص امیر کوفہ بشر بن مروان کو دیکھا کہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو اٹھا رہا تھا تو حضرت عمارہؓ نے کہا قبح اللّٰه هاتین الیدین لقد رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما یزید علی ان یقول بیده هکذا واشار باصبعه المسبحة (مسلم اول ص ۲۸۷، ایضا ابوداؤد اول، ص

۱۵۷، ابوداؤد میں یہ اضافہ ہے کہ وھو یدعو یوم جمعة الخ) مطلب یہ ہے کہ بشر بن مروان کوفہ میں خطبہ کے دوران دعا میں دونوں ہاتھ اٹھا رہا تھا، بظاہر بخاری کی اس روایت سے تعارض کا شبہ ہوسکتا تھا تو امام بخاریؒ نے تعارض کا شبہ دور کر دیا کہ عمارہؓ کی روایت اپنے عموم پر نہیں ہے جیسا کہ ابوداؤد کی ایک روایت کے الفاظ اسی صفحہ میں ہیں شاهرًا يديه یعنی مبالغہ کے ساتھ ہاتھ اٹھانا، جو متکبرین کا طریقہ ہے اور بخاری کی ایک روایت میں نفس رفع ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت عمارہؓ کے نفس رفع یدین پر نکیر نہیں کی جیسا کہ بخاری کی اسی روایت میں تصریح ہے "فمد يديه و دعا"

**سوال**: حدیث الباب میں مدّ یدین ہے پھر امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں رفع یدین کیوں فرمایا؟

**جواب**: امام بخاریؒ اپنی عادت کے مطابق کبھی الفاظ حدیث کی شرح کر دیتے ہیں تو یہاں بتا دیا کہ مدّ يديه سے مراد رفع يديه ہے معلوم ہوا کہ ترجمہ شارحہ ہے۔ واللہ اعلم۔

وعن يونس الخ امام بخاریؒ نے باب کی روایت کو دو سندوں سے بیان کیا ہے: مسدّد سے اور یونس سے۔ اور ظاہر ہے کہ یونس بخاریؒ کے شیخ نہیں ہیں، اب سوال یہ ہے کہ و عن يونس کا عطف کس پر ہے؟

جواب عطف على عبدالعزيز لان حمادا يروى عنه ايضا ۔ دوسری سند اس طرح ہے حدثنا مسدد عن حماد بن زيد عن يونس بن عبيد عن ثابت عن انسؓ الخ

اب صاف ہوگیا کہ مسدّد نے براہ راست یونس سے نہیں سنا ہے کیونکہ دونوں میں بہت فاصلہ ہے۔

## ﴿بابُ ۵۸۹ الإستسقاءِ فى الخُطْبَةِ يومَ الجُمُعَةِ﴾

### جمعہ کے دن خطبہ میں بارش کے لیے دعا کرنے کا بیان

۸۹۴﴿ حَدَّثَنا اِبراهِيمُ بنُ المُنْذِرِ قال حَدَّثَنا الوَلِيْدُ بنُ مُسْلِمٍ قال حَدَّثَنا ابوعَمرٍو قال حَدّثنِي اِسحٰقُ بنُ عبدِ اللّهِ بنِ ابِي طَلْحَةَ عن انسِ بنِ مالِكٍ قال اَصابَتِ الناسَ سَنَةٌ على عَهدِ النبيّ صلى الله عليه وسلم فَبَيْنَا النبىُّ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ فى يَومِ جُمُعَةٍ قامَ اَعْرَابِيٌّ فقالَ يا رسولَ اللّهِ هَلَكَ المالُ وَجاعَ العِيَالُ فادْعُ اللّهَ لَنا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نرىٰ فى السَّمَاءِ قَزَعَةً فوَالَّذى نفسِى بِيَدِه ما وَضَعَهَا حتى ثارَالسَّحابُ اَمثالَ الجِبالِ ثم لَمْ يَنزِلْ عن مِنبرِه حتى رَاَيْتُ

المَطَرَ يَتَحَادَرُ علىٰ لِحْيَتِهٖ فمُطِرْنا يَوْمَنا ذٰلِك وَمِنَ الغَدِ وَمِن بعدِ الغَدِ وَالَّذِى يَلِيْهِ حتّى الجُمُعَةِ الأُخرىٰ فقامَ ذٰلِكَ الأَعْرَابِىُّ اَوْ قال غَيْرُهٗ فقال يا رسولَ اللّٰه تهدَّمَ البِناءُ وَغَرِقَ المَالُ فادْعُ اللّٰه لَنا فرَفَعَ يَدَيْهِ فقال اَللّٰهُمَّ حَوالَيْنَا وَلَا عَلَيْنا فَمَا يُشِيْرُ بِيَدِهٖ اِلٰى ناحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ اِلَّا انفَرَجَتْ وصَارتِ المَدِيْنَةُ مِثلَ الجَوْبَةِ وَسَالَ الوَادِى قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئ اَحَدٌ مِن ناحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالجَوْدِ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں پر قحط پڑا ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ جانور مر گئے اور اہل وعیال بھوکے ہیں آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں چنانچہ آپؐ نے اپنے دونوں دست مبارک اٹھائے اس وقت بادل کا ایک ٹکڑا بھی آسمان میں ہم نہیں دیکھتے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ابھی آپؐ نے اپنے ہاتھوں کو نیچے نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح بادل اٹھا اور آپؐ ابھی منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ (پانی برسنا شروع ہوا) یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آپؐ کی ریش مبارک پر پانی گر رہا ہے غرض اس دن سارے دن بارش ہوتی رہی اور آئندہ کل اور پرسوں اور نرسوں دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی پھر دوسرے جمعہ کو وہی دیہاتی یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ گھر گر گئے اور مال و اسباب ڈوب گئے اللہ سے ہمارے لیے دعا فرمایئے، آپؐ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ ہمارے ارد گرد برسا اور ہم پر نہ برسا پھر آپؐ بادل کے جس کونے کی طرف اشارہ فرماتے ادھر سے بادل کھل جاتا (مطلع صاف ہو جاتا اور سارے مدینہ سے بادل ہٹ گیا) اور مدینہ گول حوض کی طرح ہو گیا اور وادی قناۃ ایک مہینہ تک بہتی رہی اور جس طرف سے جو آیا اس نے کثرت بارش کی خبر دی۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فرفع يديه" اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب بارش ہی پر ہاتھ اٹھایا تھا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** والحديث هنا ص ۱۲۷ ومر ايضا ص ۱۲۷ وياتى ص ۱۳۷ وص ۱۳۸، وص ۱۳۹، وص ۱۴۰، وص ۵۰۶، وص ۹۰۰، وص ۹۳۹، ومسلم اول ص ۲۹۳، والنسائى ايضاً

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ استسقاء یعنی طلب بارش کے لیے جمعہ کے خطبہ میں دعا کرنا درست ہے۔

**تحقیق الفاظ** سَنَة بفتح السين سال، برس، قحط یہاں قحط کے معنی میں ہے۔ جمع سِنين كما فى القرآن الحكيم "ولقد اخذنا آل فرعون بالسّنين" (پ۹، ع۶)

واصل السنة سَنْهَة بروزن جبهة (عمدہ) یعنی سَنة کی اصل سَنْهَة ہے لام کلمہ ھا کو حذف کر کے

اس کی حرکت فتحہ عین کلمہ نون کو دے دی گئی فبقت سنة .

قزعة بالقاف والزای والعین المهملة المفتوحات بادل کا ٹکڑا جوبه بفتح الجیم وسکون الواو وفتح الباء الموحدة گول گڈھا، حوض یعنی چاروں طرف بادل بیچ میں کھلا ہوا، وہ شگاف وخلا جو بادلوں کے بیچ میں ہوا کرتا ہے۔ قناة بفتح القاف وتخفیف النون مدینہ کے ایک وادی کا نام ہے یہ علم اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور مرفوع ہے چونکہ سال کے فاعل وادی سے بدل واقع ہے۔

## ﴿بابٌ[۵۹۰] الإنْصَاتِ یومَ الجُمُعَةِ وَالإمَامُ یَخْطُبُ وَإذَا قالَ لِصَاحِبِهِ انْصِتْ فقد لَغَا وَقالَ سَلمانُ عنِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم یُنْصِتُ إذَا تَکَلَّمَ الإمَامُ﴾

جمعہ کے دن خطبہ کے وقت چپ رہنا اور جب کسی نے (خطبہ کے وقت) اپنے ساتھی سے کہا چپ رہ تو اس نے خود لغو حرکت کی اور حضرت سلمان فارسیؓ نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا کہ جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش ہو جانا چاہیے۔

**تشریح** وقال سلمان الخ هذا التعلیق قطعة فی حدیث سلمان الذی مرّ موصولا فی باب الدهن للجمعة ص۱۲۱

۸۹۵ ﴿حَدَّثَنا یحییٰ بنُ بُکَیْرٍ قال حَدَّثَنا اللَّیْثُ عن عُقَیلٍ عنِ ابْنِ شِهَابٍ قال اَخْبَرَنِی سَعِیْدُ بنُ المُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اِذَا قُلتَ لِصَاحِبِكَ یَومَ الجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالإمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوتَ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب امام جمعہ کے دن خطبہ دے رہا ہو اور تم نے اپنے ساتھی سے کہا "چپ رہو" تو تم نے لغو کیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "اذا قلت لصاحبك یوم الجمعة انصت والامام یخطب فقد لغوت"

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۲۷ تا ص ۱۲۸، ومسلم اول، ص ۲۸۱، ابوداؤد اول، ص ۱۵۸، والترمذی، ص ۶۷

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ان حضرات کی تردید ہے جو انصات کو خروج امام سے ہی واجب

کہتے ہیں جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے اذا خرج الامام فلا صلوۃ و لا کلام .

البتہ صاحبینؒ کے نزدیک خروج الامام یقطع الصلوٰۃ و کلام الامام یقطع الکلام ہے امام بخاریؒ کے نزدیک خطبہ شروع کرنے سے پہلے صلوٰۃ اور کلام سب کچھ کرسکتا ہے یعنی امام بخاریؒ امام اعظمؒ کے خلاف جمہور کی موافقت کررہے ہیں جیسا کہ اذا تکلم الامام سے امام بخاری کا رجحان ومیلان ظاہر ہے۔ واللہ اعلم۔

**تشریح** باری تعالیٰ کا ارشاد ہے اِذا قُرِئَ القرآنُ فاستَمِعُوا لهٗ وَ انصِتُوا لعَلّکم تُرحَمون (پ۹ ع۱۴) (اور معلوم ہو چکا ہے کہ خطبہ میں قرآن ہوتا ہے) یہ آیت باتفاق مفسرین خطبہ میں نازل ہوئی۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کا امر فرمایا ہے: ایک استماع کا، دوسرے انصات کا۔

استماع کان لگانے کو کہتے ہیں اور انصات خاموش رہنے کو، اس کی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات استماع تو ہوتا ہے مگر مستمع درمیان استماع میں کچھ بول دیتا ہے گو اس کا کان متکلم کی طرف لگا ہوا ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بولتا تو نہیں خاموش رہتا ہے مگر استماع نہیں ہوتا اور کان نہیں لگاتا، تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کا حکم فرمایا ہے، یہ دونوں مستقل حکم ہیں اور امام بخاریؒ نے دونوں پر الگ الگ باب باندھے ہیں مگر امام بخاریؒ نے یہ کیا کہ استماع کا باب باندھ کر متصلاً انصات کا باب نہیں باندھا حالانکہ دونوں قرآن پاک میں ایک دوسرے سے مقرون ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

شراح رحمہم اللہ نے اس سے کوئی تعرض نہیں فرمایا۔ میرے نزدیک (یعنی حضرت شیخ الحدیثؒ کے نزدیک) اس کی وجہ یہ ہے کہ اولاً استماع کا باب باندھ کر حضرت امام بخاریؒ نے اشارہ فرمادیا کہ استماع قریب کے لیے ہے اور انصات کو اس سے دور ذکر کر کے بتلادیا کہ انصات بعید کے لیے ہے اور خاص طور سے باب اس لیے باندھا کہ کوئی یہ اشکال نہ کرے کہ جب ایک شخص دور ہے اور اس تک خطبہ کی آواز نہیں پہونچ رہی تو پھر اس کو خاموش رہنے کی کیا ضرورت؟ بلکہ ضرورت تو اس کو ہے جو قریب ہوتا کہ استماع کامل ہو، تو اس کو بھی تنبیہ کردی کہ وہ بھی خاموش رہے۔ (تقریر بخاری جلد ثالث)

## باب ۵۹۱ السَّاعَةِ الّتِی فی یَوْمِ الجُمُعَةِ

### جمعہ کے دن وہ ساعت جس میں دعا قبول ہوتی ہے

۸۹۶ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن اَبِی الزِّنادِ عنِ الْاَعْرَجِ عن اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم ذَکَرَ یَوْمَ الجُمُعَةِ فقالَ فِیهِ سَاعَةٌ لا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهوَ قائِمٌ یُصَلِّی یَسْأَلُ اللّٰهَ شَیْئًا اِلّا اَعطاهُ اِیَّاهُ وَاَشارَ بِیَدِهٖ یُقَلِّلُهَا

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اس میں (یعنی یوم جمعہ میں) ایک ایسی ساعت ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اسکو عنایت فرمائیگا اور آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ ساعت تھوڑی ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فيه ساعة الخ" یعنی مطابقت ومناسبت اس اعتبار سے ہے کہ اس حدیث میں ساعت اجابت کا ذکر ہے تفصیل عنقریب آ رہی ہے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۸ وياتى فى الطلاق ص ۷۹۸، وص ۹۴۷، مسلم اول ص ۲۸۱، موطا امام مالک ص ۳۸

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ بتلانا ہے کہ یوم جمعہ میں ایک ساعت بڑی قیمتی اور بابرکت ہے کہ اس ساعت میں بندۂ مومن جو بھی دعا کرے قبول ہوتی ہے۔

**یہ ساعت اجابت کون سی ہے؟** علامہ عینیؒ فرماتے ہیں ان فى هذه الساعة اختلافا هل هى باقية او رفعت الخ یعنی اس ساعت کے سلسلے میں اقوال مختلف ہیں: پہلا اختلاف تو یہ ہے کہ یہ ساعت باقی ہے یا اٹھالی گئی عند الجمهور باقی ہے۔

۲۔ اٹھالی گئی قال عياض رده السلف على قائله یعنی عند السلف یہ قول مردود ہے، صحیح نہیں ہے۔ پھر اس کی تعیین میں اقوال مختلف ہیں علامہ عینیؒ نے تفصیل سے شمار کرتے ہوئے فرمایا ہے "فهذه اربعونً قولا الخ (عمدہ) ان اقوال میں سے دو قول زیادہ مشہور ہیں:

۱۔ جب امام خطبہ کیلئے منبر پر بیٹھے اس وقت سے لے کر نماز جمعہ کے ختم ہونے تک ہے اس قول کی تائید مسلم شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هى ما بين ان يجلس الامام الى ان تقضى الصلوٰة (مسلم اول ص ۲۸۱ کی آخری حدیث)

حضرات شافعیہ کے نزدیک یہی قول اصح اور درست ہے جیسا کہ امام نووی شافعیؒ نے تصریح کی ہے۔ (شرح مسلم ص ۲۸۱)

دوسرا قول حنفیہ اور جمہور کا ہے کہ وہ ساعت اجابت نماز عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک ہے۔ جیسا کہ جابرؓ کی روایت ہے فالتمسوها آخر ساعة بعد العصر (ابوداؤد ص ۱۵۰)

**اشکال**: ساعت اجابت کے بارے میں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے وهو قائم يصلى یعنی جو بندۂ مسلم اس ساعت کو پالے اس حالت میں کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو اور عصر کے بعد نماز کہاں؟

**جواب** : حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے جواب منقول ہے من جلس مجلسا ینتظر فیه الصلوٰة فهو فی صلوٰة حتی یصلی (مؤطا امام مالک ص ۳۹)

یعنی جو نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو وہ نماز ہی میں ہے جب تک نماز نہ پڑھ لے۔

معلوم ہوا کہ منتظر صلوٰۃ حکم صلوٰۃ میں ہے باعتبار ثواب کے۔ علامہ ابن قیمؒ سے منقول ہے کہ خاص طور سے یہ مخصوص وقت عصر کی آخری ساعت ہی میں ہے۔

بہر حال بہتر یہ ہے کہ ان دونوں اوقات کا خاص طور سے اہتمام کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق مرحمت فرما کر ساعت اجابت نصیب فرمائے (آمین)

## باب ۵۹۲ اِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الْاِمَامِ فِی صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَصَلٰوةُ الْاِمَامِ وَمَنْ بَقِیَ جَائِزَةٌ

## باب۔ اگر جمعہ کی نماز میں لوگ امام کو چھوڑ کر چلے جائیں تو امام اور باقی ماندہ نمازیوں کی نماز جائز ہے

۸۹۷ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قال حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عن حُصَيْنٍ عن سالِمِ بنِ اَبِی الجَعْدِ قال حَدَّثَنَا جابِرُ بنُ عَبْدِ اللّٰهِ قال بَيْنَما نحنُ نُصَلِّی مَعَ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اِذْ اَقْبَلَتْ عِيْرٌ تَحْمِلُ طَعاماً فالْتَفَتُوا اِلَيْهَا حتی ما بَقِیَ مَعَ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اِلاَّ اثنا عَشَرَ رَجُلاً فنزلتْ هٰذِهِ الآيَةُ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا اِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا

**ترجمہ** حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں غلہ لادے ہوئے ایک قافلہ آیا، سب لوگ (خطبہ سننا چھوڑ کر) قافلہ کی طرف چل دیئے، یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ آدمیوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا اس پر (سورہ جمعہ کی) یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) اور جب ان لوگوں نے کوئی تجارت یا کچھ تماشا دیکھا تو اس کی طرف دوڑ پڑے اور آپ کو (خطبہ میں) کھڑا چھوڑ دیا۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الصحابة لما انفضوا حين اقبال العير ولم يبق منهم الا اثنا عشر نفسا اتم النبی صلی اللہ علیه وسلم صلوة الجمعة بهم لانه لم ينقل

انه اعاد الظهر فدل على الترجمة من هذه الحيثية (عمدہ)

یعنی فالتفتوا اليها حتى ما بقى مع النبى صلى الله عليه وسلم الخ موضع ترجمہ ہے کہ کیونکہ ترجمہ میں فى صلوة الجمعة اپنے عموم کی وجہ سے ابتداء صلوٰۃ یعنی خطبہ کو بھی شامل ہے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۸ ویاتی ص ۲۷۶، وص ۲۷۷ وفى التفسير ص ۷۲۷، مسلم اول ص ۲۸۴، ترمذی جلد ثانی فی التفسیر ص ۱۶۴، والنسائی فی الصلوٰۃ۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے اس باب سے ایک مسئلہ خلافیہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر جمعہ کی نماز شروع کرتے وقت بقدر شرط آدمی موجود تھے لیکن پھر کسی عارض کی وجہ سے کم ہو گئے اور چلے گئے تو ایسی صورت میں کیا ہوگا؟

بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں اب جب کہ جمعہ شروع ہو گیا تو پھر اب کم ہونے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ امام کے ساتھ کچھ لوگ رہ جائیں۔ اور یہی صاحبین رحمہما اللہ کا مسلک ہے اور الاثنان فما فوقهما جماعة سے استدلال کرتے ہیں۔

**تشریح** شافعیہ اور حنابلہ نے جمعہ کے لیے چالیس شخصوں کی اور مالکیہ نے بارہ کی اور حنفیہ نے امام کے علاوہ تین کی شرط کی ہے۔

امام بخاریؒ کے پاس چونکہ ان اعداد کی اثبات کے لیے کوئی حدیث علی شرط البخاری نہ تھی اس لیے اس کو ذکر نہ فرمایا صرف یہ بیان کر دیا کہ اگر مقتدی خطبہ پڑھتے وقت یا نماز شروع ہونے کے بعد چلے جائیں تو امام کی نماز اور باقی مقتدیوں کی نماز جائز ہے۔

بينما نحن نصلى الخ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں تھے اسی دوران شام سے ایک قافلہ آیا نقل ہے کہ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا تجارتی قافلہ تھا وقيل حضرت دحیہ کلبیؓ کا، ممکن ہے کہ دونوں اس میں شریک ہوں، اتفاق سے ان دنوں مدینہ میں غلہ کی قلت تھی لوگوں کو غلہ کی ضرورت تھی۔

الا اثنا عشر یہ عشرہ مبشرہ اور حضرت ابن مسعودؓ و حضرت بلالؓ تھے۔

**اشکال**: صحابہ کی شان میں خود قرآن مجید میں ہے رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله، معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کی شان سے بعید ہے وہ تجارت کے لیے نماز کو چھوڑ دیں۔

**جواب**: ۱۔ یہ صحابہ جدید الاسلام تھے اور خطبہ اور نماز میں عظیم فرق ہے اور حدیث میں نصلى کا لفظ آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے نحن منتظر الصلوة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم.

۲۔ یہ واقعہ اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہے، فلا اشکال۔ واللہ اعلم۔

# ﴿بَابُ^[۵۹۳] الصَّلٰوةِ بعدَ الجُمُعَةِ وَقَبْلَها﴾

## جمعہ کے بعد اور جمعہ سے پہلے نماز (سنت) کا بیان

۸۹۸﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ عن عبدِ اللّهِ بنِ عُمَرَ اَنّ رسولَ اللّه صلى اللّه عليه وسلم كانَ يُصَلِّي قبلَ الظُهرِ رَكعَتَيْنِ وبعدَهَا رَكعَتَيْنِ وبعدَ المَغرِبِ رَكعَتَيْنِ فى بَيْتِهٖ وَبَعْدَ العِشاءِ رَكعَتَيْنِ وَكان لا يُصَلِّي بعدَ الجُمُعَةِ حتى يَنصَرِفَ فيُصَلِّي رَكعَتَيْنِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور ظہر کے بعد دو رکعت اور مغرب کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں پڑھتے تھے اور عشاء کے بعد دو رکعت اور جمعہ کے بعد (مسجد میں) نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ جب گھر واپس ہوتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كان لا يصلي بعد الجمعة حتى ينصرف فيصلي ركعتين"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۸ ویاتی ص ۱۵۶، ایضا ص ۱۵۶ تا ص ۱۵۷، ومسلم اول، ص ۲۵۲، ایضا ص ۲۸۸، ابوداؤد اول، ص ۱۷۸ فی "باب تفريع ابواب التطوع وركعات السنة"

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بخاریؒ کے نزدیک جمعہ سے پہلے بھی اور جمعہ کے بعد بھی سنتیں ہیں چونکہ ترجمہ باندھا ہے "الصلوة بعد الجمعة وقبلها"

لیکن حدیث الباب میں صرف سنن بعدیہ کی تصریح ہے اور جمعہ سے قبل کی سنت کا کوئی ذکر نہیں ہے اس کی وجہ غالبًا یہ ہوگی کہ امام بخاریؒ کو جمعہ کے سنن قبلیہ کے متعلق اپنے شرائط کے مطابق کوئی حدیث نہیں ملی لہٰذا جمعہ کو ظہر پر قیاس کر لیا چونکہ جمعہ نماز ظہر کا بدل ہے اور ظہر میں سنن قبلیہ اور سنن بعدیہ دونوں ہیں تو جمعہ میں جیسے سنن بعدیہ ہیں اسی طرح قبلیہ بھی ہونگی چنانچہ بخاریؒ نے حضرت ابن عمرؓ کی سنن ظہر والی روایت ذکر فرمائی ہے۔

نیز امام بخاریؒ کے اصول میں سے ہے کہ ترجمہ میں بسا اوقات ایسی روایت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں جو ان کی شرط کے موافق نہ ہو مگر مضمون صحیح ہو چنانچہ ابوداؤد کی روایت ہے كان ابن عمر يطيل الصلوة قبل الجمعة ويصلي بعدها ركعتين فى بيته ويحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يفعل ذلك (ابوداؤد اول ص ۱۶۰) فی "باب الصلوة بعد الجمعة"

**سوال** : ترتیب کا تقاضا یہ تھا کہ باب الصلوٰۃ قبل الجمعۃ و بعدھا فرماتے؟ اس ترتیب کے خلاف میں کیا حکمت ہے؟

**جواب** : چونکہ جمعہ کی سنن بعدیہ میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے اور سنن قبلیہ میں اختلاف ہے چنانچہ حنابلہ کے نزدیک جمعہ سے قبل سنت نہیں ہے علامہ ابن قیمؒ وعلامہ ابن تیمیہ وغیرہ سنن قبلیہ کے منکر ہیں۔

**مذاہب ائمہ** ۱۔ جمعہ سے قبل عند الشوافع دو رکعت سنت ہے۔ ۲۔ امام اعظمؒ چار رکعت ۳۔ صاحبین کے نزدیک چھ رکعت، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ چار رکعت پہلے اور دو رکعت بعد میں پڑھے۔ ۴۔ حنابلہ کے یہاں جمعہ سے قبل کوئی سنت نہیں ہے۔

## ﴿باب [۵۹۴] قولِ اللّٰہِ عزّ وجلّ "فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ" الآیۃ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ جمعہ میں) کہ جب (جمعہ کی) نماز ختم ہو جائے تو (اپنے اپنے کام کیلئے) زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل (رزق وروزی) تلاش کرو۔

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "ای رزقہ او تعلیم العلم"

۸۹۹﴿ حَدَّثَنِی سَعِیْدُ بْنُ اَبِی مَرْیَمَ قال حَدَّثنا اَبُو غَسَّانَ قال حَدَّثَنِی اَبُو حَازِمٍ عن سَھْلٍ قال کانَتْ فِیْنا اِمْرَاَۃٌ تَجْعَلُ علٰی اَرْبِعَاءَ فی مَزْرَعَۃٍ لَھَا سِلْقًا فکانَتْ اِذَا کانَ یَومُ الجُمُعَۃِ تَنْزِعُ اُصُولَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُہٗ فی قِدْرٍ ثمّ تَجْعَلُ عَلَیْہِ قَبْضَۃً مِنْ شَعِیْرٍ تَطْحَنُھَا فتکونُ اُصُولُ السِّلْقِ عَرْقَہٗ وَکُنّا نَنْصَرِفُ مِنْ صلٰوۃِ الجُمُعَۃِ فَنُسَلِّمُ عَلَیْھَا فَتُقَرِّبُ ذٰلِکَ الطَّعامَ اِلَیْنا فَنَلْعَقُہٗ وَکُنّا نَتَمَنّٰی یَومَ الجُمُعَۃِ لِطَعامِھا ذٰلِکَ ﴾

**ترجمہ** حضرت سہل (ابن سعد ساعدیؓ) سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ ہم میں ایک (سن رسیدہ) خاتون تھی وہ اپنے ایک کھیت کے نالوں پر چقندر بوتی تھی جب جمعہ کا دن آتا تو وہ چقندر اکھاڑ لاتی اور اُسے ایک ہانڈی میں پکاتی پھر اوپر سے ایک مٹھی جو پیس کر ڈال دیتی تو چقندر کی جڑیں بوٹیاں ہو جاتیں اور ہم لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر لوٹتے (تو اس کے گھر پر جاتے) انہیں سلام کرتے تو وہ یہ کھانا ہمارے قریب کر دیتیں تو ہم اس کو چاٹ جاتے (یعنی خوب مزے لے کر کھاتے) اور ہم لوگ اس کھانے کی وجہ سے جمعہ کے دن کے خواہشمند رہتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في " وكنا ننصرف من صلوة الجمعة فنسلّم عليها الى آخره"

مطلب یہ ہے کہ صحابہ نماز کے بعد رزق کی تلاش میں نکلتے اور اس عورت کے گھر پر اس امید سے جاتے کہ کھانا ملے گا۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۸ ویاتی ص ۱۲۸، وص ۳۱۶ فی باب ما جاء فی الفرس ، و ص ۸۱۳، وص ۹۲۳، وص ۹۲۹

۹۰۰﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّهِ بنُ مَسْلَمَةَ قال حَدَّثَنا ابنُ اَبِی حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ بِهٰذا وَقال مَا كُنّا نَقِيْلُ وَلاَ نَتَغَدّى اِلاّ بَعْدَ الجُمُعَةِ ﴾

**ترجمہ** حضرت سہل بن سعدؓ نے یہی حدیث (مذکور) بیان کی اور فرمایا (یعنی حضرت سہلؓ نے اس میں یہ اضافہ کیا) کہ ہم قیلولہ اور دوپہر کا کھانا جمعہ کے بعد کھاتے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** حدیث سابق ہی ہے دوسری سند سے۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ آیت کریمہ میں "فانتشروا ، اور وابتغوا" امر ایجابی نہیں ہے بلکہ استحبابی ہے۔

## ﴿ بابٌ القَائِلَةِ بعدَ الجُمُعَةِ ﴾

(۵۹۵ ع)

### نماز جمعہ کے بعد قیلولہ

۹۰۱﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ عُقبَةَ الشَّيْبَانِيُّ قال حَدَّثَنا اَبُو اِسْحٰقَ الفَزَارِيُّ عن حُمَيْدٍ قال سَمِعتُ اَنَسًا يقولُ كُنّا نُبَكِّرُ يومَ الجُمُعَةِ ثمَّ نَقِيْلُ ﴾

**ترجمہ** حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز سویرے پڑھ لیتے تھے اس کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في "كنا نبكر يوم الجمعة ثم نقيل" یعنی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۸ و مر ص ۱۲۳

۹۰۲﴿ حَدَّثَنی سَعِيْدُ بنُ اَبِی مَرْيَمَ قال حَدَّثَنا اَبُو غَسَّانَ قال حَدَّثَنِی اَبُو حازِمٍ عن سَهْلٍ قال كُنّا نُصَلِّی مَعَ النبیِّ صلى الله عليه وسلم الجُمُعَةَ ثمَّ تكونُ القَائِلَةُ ﴾

**ترجمہ** حضرت سہلؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھ لیتے تھے اس کے بعد قیلولہ ہوتا تھا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله " كنا نصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم الجمعة ثم تكون القائلة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۸ و مر ص ۱۲۸ ياتي ص ۳۱۶، وص ۸۱۳، وص ۹۲۳، وص ۹۲۹۔

**مقصد** باب سابق میں حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ کی حدیث میں قیلولہ کا ذکر تھا تو امام بخاریؒ نے ادنیٰ مناسبت سے یہاں اس کو ذکر فرمادیا کہ جمعہ کے بعد خواہ انتشار کرے یا قیلولہ یا اپنے کام کاج میں لگے یا سوئے۔

**براعۃ اختتام** لفظ قائلہ سے براعۃ اختتام کی طرف اشارہ ہے چونکہ قیلولہ دوپہر کے استراحت کو کہتے ہیں اور یہ فراغت کے وقت ہوتا ہے لہٰذا اس کتاب جمعہ سے امام بخاریؒ بھی فارغ ہو گئے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں النوم اخو الموت لہٰذا براعت اختتام سے مناسبت ہوگئی۔ واللہ اعلم۔
اللہ تعالیٰ ہمیں بھی استراحت ابدی نصیب فرمائے آمین۔ (محمد عثمان غنی بیگوسرائے)

☆ ☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ﴿ ابوابُ صلوٰۃِ الخوفِ ﴾ ع۵۹۶

## ( وقال اللّٰہ عزّ وجلّ "وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ الٰی قولہ عَذَابًا مُّھِیْنًا )

## صلوٰۃ خوف (نماز خوف) کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ نساء آیت ۱۰۱-۱۰۲) اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز میں قصر کرلو اگر تمہیں خوف ہو کہ کافر لوگ تمہیں ستائیں گے بلاشبہ کافر لوگ تمہارے کھلے دشمن ہیں اور جب آپ ان میں موجود ہوں پھر ان کے لیے نماز قائم کریں (یعنی ان کو نماز پڑھانا چاہیں) تو چاہیے کہ ان میں سے ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہو جائے اور یہ لوگ اپنے ہتھیار لے لیں پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو یہ تمہارے پیچھے ہو جائیں اور دوسرا گروہ جنھوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھیں اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار ساتھ لے لیں کافروں کی یہ خواہش ہے کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو تم پر یک بارگی حملہ کر بیٹھیں اور اگر تم کو بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو تم کو اس میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے ہتھیار اتار رکھو اور اپنے بچاؤ کا سامان لے لو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار فرمایا ہے۔

**ربط ماقبل** چونکہ صلوۃ جمعہ بھی فروض خمسہ میں سے ہے اور صلوۃ خوف بھی فروض خمسہ میں سے ہے۔ مقرون یعنی دونوں (نماز جمعہ اور صلوۃ خوف) صلوۃ مکتوبہ کا بدل ہونے میں مشترک ہیں اس بنا پر دونوں کو مقرون ذکر فرمایا۔

۲۔ صلوۃ جمعہ نائب ہے ظہر کا اور صلوۃ خوف نائب ہے صلوۃ بلا خوف یعنی سکون کا اس لیے دونوں کو مقرون فرمادیا۔

اور صلوۃ جمعہ کو صلوۃ خوف پر مقدم کر دیا اس بنا پر کہ صلوۃ جمعہ ہر ہفتہ میں آتا ہے اور اس میں تخفیف کم ہے اور صلوۃ خوف میں تخفیف زیادہ ہے اور اس کا وقوع بھی کم ہوتا ہے۔

**سوال**: جمعہ کے ساتھ عیدین کو کیوں نہیں ذکر کیا؟ فقہاء کرام ومحدثین کا طریقہ تو یہی ہے کہ جمعہ کے بعد عیدین

کا ذکر کرتے ہیں۔

**جواب:** وجوہ مذکورہ کے علاوہ اہم وجہ امام بخاریؒ کے پیش نظر یہ ہے کہ عیدین کا تعلق فرائض خمسہ سے نہیں ہے۔ فلا اعتراض۔

**صلوٰۃ خوف کی مشروعیت** عند الجمهور سب سے پہلے صلوٰۃ خوف غزوہ ذات الرقاع میں پڑھی گئی اور عصر کی نماز پڑھی گئی جیسا کہ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ، ص ۱۷۵ میں روایت ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا "هل صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الخوف قال ابوهريرة نعم فقال مروان متى قال ابوهريرة عام غزوة نجد (وهى غزوة ذات الرقاع) قام رسول الله صلى الله عليه وسلم الى صلوة العصر الخ (ابوداؤد، ص ۱۷۵) علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: "فقال الجمهور ان اول ما صليت فى غزوة ذات الرقاع" علامہ ابن قیم بھی کہتے ہیں کہ صلوٰۃ خوف کی مشروعیت غزوۂ ذات الرقاع میں ہوئی۔

**غزوۂ ذات الرقاع کس سن میں ہوا** اقوال مختلف ہیں احقر نے بائیس سال قبل نصر الباری آٹھویں جلد یعنی کتاب المغازی لکھی جس کے، ص ۱۷۸ سے ص ۱۸۲ تک میں غزوۂ ذات الرقاع کو تفصیل سے بیان کیا ہے کہ وجہ تسمیہ کیا ہے؟ یہ غزوہ کب ہوا؟ امام بخاریؒ کی مدلل تحقیق کے لیے کتاب المغازی باب غزوۂ ذات الرقاع، ص ۱۷۸ کا ضرور مطالعہ کیجیے۔

۹۰۳﴿ حَدَّثَنا اَبُو الیَمانِ قال اَخبَرَنا شُعَیبٌ عَنِ الزُّهرِیِّ قال سَاَلتُهُ هَل صلّى النبىُّ صلى الله عليه وسلم يعنى صَلوٰةَ الخَوفِ فقال اَخبَرَنا سَالِمٌ اَنّ عبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ قال غَزَوتُ مَعَ رسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم قِبَلَ نَجدٍ فوَازَينَا العَدُوَّ فَصَافَفنا لَهُم فقامَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يُصَلِّى لَنا فقامَت طائِفَةٌ مَعَهُ وَاَقبَلَت طائِفَةٌ عَلَى العَدُوِّ فرَكَعَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم بِمَن مَعَهُ وَسَجَدَ سَجدَتَينِ ثُمَّ انصَرَفُوا مَكانَ الطائِفَةِ الَّتِى لَم تُصَلِّ فجَاؤا فرَكَعَ رَسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم بِهِم رَكعَةً وَسَجَدَ سَجدَتَينِ ثمَّ سَلَّمَ فقامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنهُم فرَكَعَ لِنَفسِهٖ رَكعَةً وَسَجَدَ سَجدَتَينِ ﴾

**ترجمہ** شعیب (ابن ابی حمزہ) کا بیان ہے کہ میں نے امام زہری سے پوچھا "کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کی نماز پڑھی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ ہم سے سالم نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب غزوہ کیا (یعنی غزوۂ ذات الرقاع میں

شرکت کی) ہم دشمن کے مقابل ہوئے اور ان کے مقابلہ کے لیئے ہم لوگ صف بستہ ہو گئے (جب نماز کا وقت آ گیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو (ہم میں سے ایک گروہ) آپؐ کے ساتھ کھڑا ہوا اور ایک گروہ دشمن کے مقابل رہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ رکوع کیا اور دو سجدے کیے، پھر یہ گروہ اس گروہ کی جگہ واپس آ گئے جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی چنانچہ وہ لوگ آئے (یعنی دوسرا گروہ حضورؐ کے پاس آیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بھی ایک رکوع اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیر دیا اس کے بعد ان میں سے ہر ایک نے تنہا تنہا ایک رکوع اور دو سجدے کیے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فوازينا العدو فصاففنا لهم الخ" یعنی حدیث الباب میں صلوۃ خوف کی مشروعیت اور صفت مذکور ہے۔

**تعدد موضعہ** | والحديث هنا ص ۱۲۸ تا ۱۲۹، ومختصرا ص ۱۲۹ وفي المغازي ص ۵۹۲، وفی التفسیر ص ۶۵۰، واخرجہ مسلم ص ۲۷۸، وابوداؤد اول ص ۱۷۶، ترمذی اول ص ۷۳

**مقصد** | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے آیت کریمہ مذکورہ صلوٰۃ خوف کے متعلق نازل ہوئی جیسا کہ ترجمۃ الباب ابواب صلوۃ الخوف قائم کر کے آیت ذکر کی ہے۔ یہی ائمہ ثلاثہ کی رائے ہے، گویا امام بخاریؒ جمہور کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔

۲۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ بتانا ہے کہ صلوٰۃ خوف کی مشروعیت قرآن مجید اور عمل نبوی دونوں سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری نے حدیث سے پہلے آیت قرآنی واذا ضَرَبْتُم في الارض فليس عليكم جناح الآية پیش کر کے ثابت کر دیا۔

۳۔ بخاریؒ کا مقصد صلوۃ خوف کی صفت بیان کرنا ہے۔ واللہ اعلم۔

## صلوٰۃ خوف کی صورتیں اور ائمہ متبوعین کے مختارات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوٰۃ خوف کی مختلف صورتیں منقول ہیں اس سلسلے میں سب سے زیادہ صحاح ستہ میں امام ابوداؤد نے بیان کیا ہے مستقل آٹھ باب قائم کر کے روایات ذکر فرمائی ہیں۔

اکثر اہل سیر و مغازی کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ خوف چار مواضع میں پڑھی ہے:

۱۔ غزوۂ ذات الرقاع، ۲۔ عسفان، ۳۔ بطن نخل، ۴۔ ذی قرد۔

پھر صلوٰۃ خوف کی کیفیت میں روایات مختلف ہیں جن میں سولہ روایات صحیح ہیں علامہ ابن قیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں کہ ان کیفیات مختلفہ میں اصل صرف چھ طریقے ہیں۔

ان کیفیات و طرق میں ائمہ اربعہ کے نزدیک دو طریقے اولیٰ و افضل ہیں اور ان ہی دونوں کو امام بخاریؒ نے

صحیح بخاری میں بیان فرمایا ہے۔

۱ باب کے تحت جو حدیث ذکر فرمائی ہے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے اس حدیث سے جو کیفیت اور طریقہ ثابت ہے یہی حنفیہ کے نزدیک تمام طریقوں میں اولیٰ اور افضل طریقہ ہے۔ ترجمہ گذر چکا ہے اور یہی امام بخاریؒ کے نزدیک بھی افضل ہے اور دلیل یہ ہے کہ صلوٰۃ خوف میں صرف عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ذکر فرمائی ہے، علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں والظاهر ان البخاری اختار منها صفة الحنفية و كان اقرب الصفات عنده بنظم النص الملح (فیض الباری ثانی، ص ۳۵۳) حاصل یہ ہے کہ مجاہدین کے دو گروہ کر کے ایک گروہ کو دشمن کے سامنے کر دیا جائے اور دوسرے گروہ کو امام ایک رکعت پڑھائے پھر یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جائے اور پہلا گروہ دشمن کے مقابل والا امام کے پیچھے آجائے اس کو بھی امام ایک رکعت پڑھا کر تنہا ہی سلام پھیر دے اور گروہ دشمن کے مقابل چلا جائے اور اول گروہ جس نے سب سے پہلے ایک رکعت امام کے پیچھے پڑھی تھی وہ آکر ایک رکعت لاحق کی طرح پوری کرے یعنی (قراءت نہ کرے کیونکہ حکماً امام کے پیچھے ہے) پھر یہ چلا جائے اور دوسرا گروہ امام کی آخری رکعت والا آکر اپنی رکعت مسبوق کی طرح پوری کرے، یعنی قراءت کرے۔ لیکن امام کے سلام کے بعد اگر دونوں گروہ ترتیب وار اپنی اپنی جگہ ایک ایک رکعت پوری کرلیں تب بھی جائز ہے۔

۲ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سب سے افضل طریقہ یہ ہے کہ مجاہدین کے دو گروہ میں سے ایک گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے تو اسی وقت اپنی دوسری رکعت تنہا پڑھ کر سلام پھیر دے اور دشمن کے مقابلے میں چلا جائے اور دوسرا گروہ آئے اور امام اس کو بھی ایک رکعت پڑھائے پھر یہ گروہ بھی اسی وقت اپنی دوسری رکعت پڑھ لے امام قعدہ میں انتظار کرے اور ایک ساتھ سلام پھیریں۔

ائمہ ثلاثہؒ کا یہ طریقہ سہل بن ابی حثمہ کی حدیث میں مذکور ہے جسکو امام بخاریؒ نے کتاب المغازی میں ذکر فرمایا ہے۔

ائمہ ثلاثہؒ نے سہل بن ابی حثمہ کی روایت کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ اس میں حرکات کی کمی ہے اس کے برخلاف حضرت ابن عمرؓ کے روایت کردہ طریقے میں حرکات کی کثرت ہے جو شان نماز کے خلاف ہے۔

۲ کثرت طرق کی وجہ سے یہ روایت قابل ترجیح ہے۔

حنفیہؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کی روایت کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ آیت قرآنی کے مطابق ہے۔ رہا کثرت حرکات کا معاملہ، تو اس موقع پر شریعت نے کثرت حرکات کو جائز قرار دیا ہے اور خود آیت میں نقل و حرکت کا حکم دیا گیا ہے۔

۲ حضرت ابن عمر کی روایت مرفوع اور بہت قوی ہے بخاری و مسلم نے اس کو ذکر کیا ہے بخلاف سہل بن ابی حثمہ کی روایت کے کہ موقوف ہے اس کے مرفوع ہونے میں کلام ہے علماء تاریخ کا اتفاق ہے کہ حضرت سہل بن ابی حثمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آٹھ سال کے تھے پھر اس صلوٰۃ خوف کے وقت ان کی عمر کیا

ہوگی؟ پس روایت یقیناً مرسل ہے اور مرسل عند الشوافع حجت نہیں۔

۳۔ سہل بن ابی حثمہ کی روایت میں مقتدیوں کا امام سے پہلے نماز سے فارغ ہونا لازم آتا ہے جس کی شریعت میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔

۴۔ اس میں قلب موضوع لازم آتا ہے کہ امام کو مقتدیوں کا انتظار کرنا پڑتا ہے گویا امام کا تابع ہونا لازم آتا ہے جو منصب امام کے خلاف ہے برخلاف اس کے حضرت ابن عمرؓ کے طریقے میں صرف ذہاب وایاب، نقل و حرکت کی کثرت لازم آتی ہے جس کی شریعت میں متعدد نظیریں ملتی ہیں جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر نماز کی حالت میں پیچھے ہٹ گئے تھے اور آنحضورؐ نے آگے بڑھ کر امامت فرمائی۔

اسی طرح نماز کی حالت میں اگر حدث لاحق ہو جائے تو وضو کرنے کے لیے نقل وحرکت کی اجازت ثابت ہے مگر امام کا انتظار کرنا ثابت نہیں فتدبر۔

**مسئلہ ۱:** خوف کے موقعہ پر صلوٰۃ خوف کے لیے بہتر یہی ہے کہ دو جماعتیں الگ الگ کر لی جائیں، ہاں اگر تمام لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر مصر ہوں تب صلوٰۃ خوف کی اجازت ہے۔

**مسئلہ ۲:** صلوٰۃ خوف سفر کے ساتھ خاص نہیں ہے حضر میں بھی صلوٰۃ خوف مشروع ہے حضر کی صورت میں دونوں جماعتوں کو امام دو دو رکعتیں پڑھائے گا۔

اگر مغرب کی نماز ہے تو پہلی جماعت کو دو رکعت اور دوسری جماعت کو ایک رکعت۔

## ﴿بَابُ[۵۹۷] صَلٰوةِ الخوفِ رِجَالاً وَرُكْبانًا رَاجِل قائِم﴾

## صلوٰۃ خوف پیدل اور سواری پر پڑھنے کا بیان

اس آیت میں رجال راجل کی جمع ہے جیسے رکاب راکب کی بمعنی قائم یعنی راجل کے اصل معنی پیدل چلنے کے ہیں لیکن یہاں بمعنی کھڑا ہونے والا۔

**تشریح** مطلب یہ ہے کہ اگر جنگ شدید ہو، گھمسان کی گتھم گتھا لڑائی ہو کہ دو طائفہ کر کے جماعت سے پڑھنا ممکن نہ ہو تو سارے مجاہدین اسلام جنگ میں دشمن کے مقابل رہ کر اپنے پاؤں پر کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے تنہا تنہا نماز پڑھ لیں۔

۹۰۴ ﴿ حدثنا سَعِيدُ بنُ يَحْيَى بنِ سَعِيدِ القُرَشِيُّ قال حَدَّثني اَبِي قال حَدَّثنا ابنُ جُرَيجٍ عن مُوسَى بنُ عُقبَةَ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ نحوًا مِن قولِ مُجاهِدٍ اِذَا اختَلَطُوا قِيامًا وَزادَ ابنُ عُمَرَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَاِن كانوا اَكثَرَ

مِن ذٰلِكَ فَلْيُصَلُّوا قِيَامًا وَرُكْبَانًا ﴾

**ترجمہ** نافعؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے مجاہدؒ کے قول کی طرح بیان کیا کہ جب لڑائی میں ایک دوسرے سے گتھ جائیں (یعنی بھڑ جائیں) تو کھڑے کھڑے (سر کے اشاروں سے نماز پڑھ لیں) اور حضرت ابن عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا کہ اگر دشمن اس سے بھی بہت زیادہ ہوں (کہ مسلمانوں کو دم نہ لینے دیں) تو کھڑے کھڑے اور سوار رہ کر نماز پڑھ لیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في "فليصلوا قياما و ركبانا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۹ و مر ص ۲۸ و ياتي ص ۵۹۲ و ياتي ص ۶۵۰، نسائی اول، ص ۱۷۵، مؤطا امام مالکؒ، ص ۶۵

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب کی تشریح میں گذر چکا ہے کہ اگر خوف کی شدت ہو گھمسان کی گتھم گتھا لڑائی ہو کہ سواری سے نہیں اتر سکتا ہے تو نماز کھڑے کھڑے تنہا جیسے ممکن ہو ویسے ہی نماز پڑھ لے نماز ساقط نہیں ہوگی۔

۲ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا مقصد "فرجالا و ركبانا (بقرہ آیت ۲۳۹) کی شرح کرنا ہے کہ آیت میں "رجال" جو یہاں راجل کی جمع ہے کبھی بمعنی قائم علی الاقدام (اپنے پاؤں پر کھڑا) کے آتا ہے اور کبھی سائر و ماشی کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ وأذن في الناس بالحَجِّ يَاتوكَ رِجَالا الآية (سورہ حج آیت ۲۷) میں رجال بمعنی مشاۃ ہے تو امام بخاریؒ نے یہ بتلا دیا کہ یہاں "ماشی" کے معنی میں نہیں ہے بلکہ یہاں راجل بمعنی قائم ہے اس سے بخاریؒ نے ان حضرات کی تردید کر دی جو کہتے ہیں کہ بحالت مشی (چلتے ہوئے) بھی نماز پڑھنا درست ہے جیسے امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک ماشیا بھی نماز پڑھنا درست ہے، تو امام بخاریؒ نے ان کے مسلک کی تردید فرمادی ہے۔

**عن ابن عمر نحوا من قول مجاهد** علامہ کرمانی شارح بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے نافع ابن عمر سے نقل کرتے ہیں ایسے ہی مجاہدؒ بھی ابن عمر سے نقل کرتے ہیں اور اذا اختلطوا قياما میں دونوں متحد و شریک ہیں تو مطلب یہ نکلا کہ مجاہد اور نافع دونوں ابن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں اذا اختلطوا قياما پھر نافع نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے "وان كانوا اكثر من ذلك الخ"

اس کا حاصل یہ نکلا کہ اس روایت کے ناقل نافع اور مجاہد دونوں ہیں اور نافع کی روایت مجاہد کی روایت کے قریب ہے لیکن نافع نے اپنی روایت میں وان كانوا اكثر الخ کا اضافہ کیا ہے اور یہ اضافہ مرفوعا ہے۔

---

# باب[۵۹۸] يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي صَلٰوةِ الْخَوْفِ

## صلوٰۃ خوف میں نمازی ایک دوسرے کی حفاظت کرے

۹۰۵ حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيحٍ قال حَدَّثَنا محمد بنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عُتْبَةَ عَنِ ابنِ عباسٍ قال قامَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَقامَ الناسُ مَعَهُ فكَبَّرَ وَ كَبَّرُوا مَعَه وَرَكَعَ وَرَكَعَ ناسٌ مِنْهُم ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَه ثُمّ قامَ لِلثانِيَةِ فقامَ الَّذِينَ سَجَدُوا وَحَرَسُوا اِخوانَهُمْ وَاَتَتِ الطائِفَةُ الأُخرٰى فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا مَعَه وَالناس كُلُّهُمْ فى صَلٰوةٍ وَلكن يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (میدان جنگ میں) کھڑے ہوئے اور لوگ بھی آپؐ کے ساتھ کھڑے ہوئے پھر آپؐ نے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ تکبیر کہی سب نے اور آپؐ نے رکوع کیا تو ان میں سے تھوڑے لوگوں نے رکوع کیا پھر آپؐ نے سجدہ کیا تو ان ہی تھوڑے لوگوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا پھر آپؐ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے اور جو لوگ (رکوع اور سجدہ) آپ کے ساتھ کر چکے تھے وہ کھڑے ہوئے اور اپنے بھائیوں کی نگہبانی کرتے رہے اور دوسری جماعت آئی اور ان لوگوں نے آپ کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا اور سب لوگ نماز ہی میں رہے لیکن ایک دوسرے کی نگہبانی کرتے رہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله " وحرسوا اخوانهم" (عمدہ)

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص۱۲۹، والنسائی ص۱۷۳ تا ۱۷۴

**مقصد** بظاہر اس باب کی کوئی غرض معلوم نہیں ہوتی چونکہ حراست ونگہبانی تو ہر حال میں مطلوب ہے؛ لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ حدیث میں حراست کا تذکرہ ہوا تھا اس بنا پر امام بخاریؒ نے بطور تفنن کے باب ذکر فرمادیا اصل مقصد تو روایت نقل کرنا تھا مسئلہ بیان کرنا نہیں ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ نماز میں التفات کو اختلاس شیطان کہا گیا ہے (اور ظاہر ہے کہ حراست میں التفات ہوتا ہے اس لیے) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ خوف میں التفات کو مستثنیٰ کر رہے ہیں کیونکہ حراست میں التفات کی ضرورت پیش آتی ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ اس وقت تو دشمن سے چوکنا اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ کہیں وہ نماز میں مشغول دیکھ کر حملہ نہ کردیں۔ واللہ اعلم۔

**تشریح** نسائی صلوٰۃ خوف ص ۱۷۳، حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قَرَد میں نماز پڑھی اور لشکر کی دو صف بنا کر ایک صف کو اپنے پیچھے اور دوسری صف کو دشمن کے سامنے کیا، نیز اس روایت میں یہ زائد ہے "ولم یقضوا" یعنی ان لوگوں نے ایک رکعت نہیں پڑھی۔

صلوٰۃ خوف کا یہ طریقہ صرف اسی صورت میں ہے جب کہ دشمن بجانب قبلہ ہو اس وقت امام پورے لشکر کی دو صفیں بنا کر ایک صف کو اپنے پیچھے رکھے اور دوسری صف دشمن کے سامنے مگر امام دونوں صفوں کو ایک ساتھ نماز شروع کرادے یعنی دونوں صفیں امام کے تکبیر تحریمہ کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک نماز رہے اور صف اول والے رکوع وسجدہ امام کے ساتھ کرے اور دوسری صف والے کھڑے ہی رہیں اپنے بھائیوں کی دشمنوں سے حفاظت میں رہیں اور جب امام اور صف اول پہلی رکعت کے سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جائیں تب یہ دوسری صف والے رکوع اور سجدہ کریں اور دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جائیں اور امام کے سلام پھیرتے ہی دونوں گروہ نماز سے فارغ ہو گئے۔

دوسری صف والے جو دشمن کے مقابل تھے اگرچہ امام کے پیچھے نہیں مگر حکماً شریک نماز ہیں یعنی صلوٰۃ خوف حقیقت میں دو رکعت ہے اگرچہ ایک رکعت معلوم ہوتی ہے۔

اور وہ جو بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ صلوٰۃ خوف ایک رکعت ہے اس کا مقصد امام کے ساتھ ایک رکعت ہے اور یہی صورت امام شافعیؒ کے نزدیک اس وقت افضل ترین صورت ہے جب کہ دشمن بجانب قبلہ ہو اور اگر دشمن بجانب قبلہ نہ ہو تو افضل وہ صورت ہے جو سہل بن ابی حثمہؓ کی روایت ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب[599] الصَّلٰوۃِ عندَ مُناهَضَةِ الحُصُونِ وَلِقاءِ العَدُوِّ ﴾

### قلعوں پر چڑھائی اور دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت نماز پڑھنے کا بیان

یعنی جب دشمن سے دست بدست گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہو اور دشمن کے قلعوں کی فتح کے امکانات روشن ہوں تو اس وقت نماز پڑھے یا نہیں؟ نماز کا کیا حکم ہے (یہ صلوٰۃ مسایفہ کہلاتی ہے)

وَقالَ الْاَوْزَاعِيُّ اِن كانَ تَهَيَّا الفَتْحُ وَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الصَّلٰوةِ صَلُّوا اِيْمَاءً كُلُّ امْرِئٍ لِنَفْسِهٖ فَاِن لَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الْاِيْمَاءِ اَخَّرُوا الصَّلٰوةَ حتى يَنْكَشِفَ الْقِتَالُ اَوْ يَاْمَنُوا فَيُصَلُّوا رَكْعَتَيْنِ فَاِن لَمْ يَقْدِرُوا صَلُّوا رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ فَاِن لَمْ يَقْدِرُوا فَلَا يُجْزِئُهُمُ التَّكْبِيْرُ وَيُؤَخِّرُونَهَا حتى يَاْمَنُوا وبه قال مَكْحُولٌ وقال اَنَسُ بْنُ مالِكٍ حَضَرْتُ مُناهَضَةَ حِصْنِ تُسْتَرَ عندَ اِضَاءَةِ الفَجْرِ وَاشْتَدَّ اشْتِعَالُ الْقِتَالِ فَلَمْ

يَقْدِرُوا عَلَى الصَّلٰوةِ فَلَمْ نُصَلِّ اِلَّا بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَصَلَّيْنَاهَا وَنحنُ مَعَ اَبِى مُوسىٰ فَفُتِحَ لَنا قال اَنَسُ بنُ مالِكٍ وَمَا يَسُرُّنى بِتِلكَ الصَّلٰوةِ الدُّنيا وما فِيها.

امام اوزاعیؒ نے کہا اگر فتح تیار ہوا اور لوگ پورے ارکان کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکیں (یعنی نماز رکوع سجدہ کے ساتھ ممکن نہ ہو) تو اشارے سے ہر شخص اپنی نماز پڑھ لے (یعنی اکیلے کیلے) نماز پڑھ لیں اور اگر اشاروں سے بھی نماز پڑھنے پر قادر نہ ہوں تو نماز کو مؤخر کر دیں (یعنی قضا کر دیں) یہاں تک کہ لڑائی ختم ہو جائے یا امن ہو جائے تو دو رکعت نماز پڑھ لیں اور اگر اس پر (یعنی دو رکعتیں پڑھنے پر) قادر نہ ہوں تو ایک ہی رکوع اور دو سجدے کر لیں اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو صرف تکبیر کافی نہیں امن ہونے تک نماز مؤخر کر دیں یہی مکحول تابعیؒ نے کہا ہے اور حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ صبح کی روشنی (یعنی صبح صادق) کے وقت جب تستر کے قلعہ پر چڑھائی ہو رہی تھی تو میں موجود تھا اور جنگ کی آگ سخت بھڑکی ہوئی تھی لوگ نماز نہ پڑھ سکے (یعنی نماز پڑھنا ممکن نہ ہوا) چنانچہ دن بلند ہونے کے بعد ہم لوگوں نے (صبح کی) نماز پڑھی اور ہم ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ تھے پھر قلعہ فتح ہو گیا۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ اس نماز کے عوض دنیا و مافیہا مجھے خوش نہیں کر سکتی۔

وما یسرّنی بتلك الصلوٰۃ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میری جو نماز فوت ہو گئی اگر اس کے بدلہ میں دنیا و مافیہا بھی مل جائے تو اس سے مجھے خوشی نہ ہوگی، اس صورت میں تلك کا اشارہ صلوٰۃ فائتہ کی طرف ہوگا۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ نماز جو ہم نے پڑھی اگرچہ وقت پر نہیں پڑھی مگر اس کے مقابلے میں میرے نزدیک دنیا و مافیہا کی کوئی قدر نہیں اور مجھے اس سے کوئی خوشی نہ ہوتی اس لیے کہ ہم نے اپنے لیے قضا نہیں کی بلکہ اللہ کے ایک فریضہ کی ادائیگی کے لیے کی۔ اس صورت میں تلک کا اشارہ صلوٰۃ مقضیہ کی طرف ہوگا۔

**تشریح** مناھضه مصدر از باب مفاعلت بمعنی مقاومہ یعنی مقابلہ کرنا، حصون، حِصن بکسر الحاء کی جمع بمعنی قلعہ۔ تُستَر بضم التاء المثناة وسكون السين المهملة وفتح التاء الثانية وفي آخره راء وهي مدينة مشهورة من كور الاهواز بخورستان الخ (عمدہ) تستر فارس کے صوبہ خورستان میں علاقہ اہواز کا مشہور شہر ہے اس زمانہ کے عوام اس کو شُشتر (بشينين اولاهما مضمومة والثانية ساكنة وفتح التاء المثناة من فوق) کہتے تھے۔

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ "تستر" دو مرتبہ فتح ہوا ہے الاولى صلحا والثانية عنوة یعنی پہلی مرتبہ صلح سے اور دوسری مرتبہ جنگ سے۔

قال الواقدی الخ (عمدہ) علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ جب ابو موسیٰ اشعریؓ سوس کی فتح سے فارغ ہوئے تو تستر پر حملہ آور ہوئے ان دنوں "تستر" کا حاکم ہُرمزان تھا "تستر" فتح ہوا اور ہرمزان کو گرفتار کر کے سیدنا

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا گیا۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے "البدایہ والنہایہ جلد سابع"

۹۰۶﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى قال حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن عَلِيِّ بنِ المُبَارَكِ عن يَحْيَى بنِ ابى كَثِيرٍ عن ابى سَلَمَةَ عن جَابِرِ بنِ عبدِ اللّٰهِ قال جاءَ عُمَرُ يومَ الخَنْدَقِ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيشٍ وَيقولُ يا رسولَ اللّٰهِ مَا صَلَّيْتُ العَصْرَ حتى كادَتِ الشمسُ اَن تَغِيبَ فقال النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَاَنَا وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُها بَعْدُ قال فَنَزَلَ اِلَى بُطحَانَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى العَصْرَ بَعْدَ مَا غَابَتِ الشمسُ ثُمَّ صَلَّى المَغْرِبَ بَعْدَهَا﴾

**ترجمہ** حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ غزوہ خندق کے دن حضرت عمرؓ کفار قریش کو برا بھلا کہتے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ میں نے بھی ابھی تک نماز نہیں پڑھی، حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ پھر آپؐ میدان بطحان میں اترے اور وضو کیا اور عصر کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للجزء الثاني من الترجمة وهو قوله "لقاءِ العَدوّ" مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑائی میں مصروف و مشغول رہنے کی وجہ سے نماز کی فرصت نہیں ملی اور آپؐ نے نماز کو مؤخر کیا۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۲۹ و مر ص ۸۳ تا ص ۸۴، ایضاً ص ۸۴، وص ۸۹، وفی المغازی، ص ۵۹۰، و مسلم اول ص ۲۲۷، ترمذی، ج ۱، ص ۲۵

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ اشتغال بالقتال کے وقت نماز مؤخر کردی جائے گی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے غزوہ خندق کے موقعہ پر نماز کو مؤخر کردیا تھا۔

**تشریح** التحام الحرب گھمسان کی لڑائی کے وقت نماز کا کیا حکم ہے؟ یعنی جس وقت دونوں طرف سے تلواریں چل رہی ہوں جو صلوٰۃ المسایفہ کہلاتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ ائمہ ثلاثہؒ فرماتے ہیں کہ (ماشیا راکبا) چلتے پھرتے کروفر کے ساتھ جس طرح بھی ممکن ہو نماز جائز ہے، پڑھ سکتے ہیں۔

حنفیہ فرماتے ہیں کہ مسایفہ کے وقت نماز مؤخر کردی جائے گی چلتے پھرتے نماز باطل ہے، امام بخاریؒ بھی اس مسئلے میں حنفیہ کی موافقت کررہے ہیں یعنی صلوٰۃ مسایفہ کے قائل نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

مزید تشریح و تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد ثالث، باب ۳۸۵، حدیث ۵۷۵

## ﴿ باب[۲۰۰] صَلٰوةِ الطَّالِبِ وَالمَطلوبِ رَاكِبًا وَاِيماءً ﴾

وَقال الوَلِيْدُ ذَكرتُ لِلْاَوْزاعِيّ صَلٰوةَ شُرَحْبِيْلِ بنِ السِّمْطِ وَاَصْحابِهٖ علٰى ظَهرِ الدَّابَّةِ فقال كذلِكَ الاَمْرُ عندَنَا اِذَا تُخُوِّفَ الفوتُ وَاحتَجَّ الوَلِيْدُ بِقولِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم لا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ العَصْرَ اِلاّ فى بَنِى قُرَيْظَةَ .

### طالب اور مطلوب کی نماز سوار رہ کر اور اشارہ سے

(طالب وہ مرد مجاہد جو دشمن کا پیچھا کرنے والا ہو دشمن پر حملہ کرنے والا اور مطلوب اس کے برعکس وہ مسلمان جس کا پیچھا کیا جائے، جس پر حملہ کیا جائے، کافر اس کے تعاقب میں ہوں)

اور ولید نے کہا میں نے اوزاعی سے شرحبیل بن سمط اور ان کے ساتھیوں کی نماز کا تذکرہ کیا کہ انھوں نے سواری پر ہی نماز پڑھ لی تو انھوں نے کہا ہمارے نزدیک بھی ایسا ہی حکم ہے جب کہ نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو اور ولید نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے لا یصلّینّ احدٌ العصر الخ (یعنی تم میں سے کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے پاس پہنچ کر)۔

۹۰۷ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ محمّدِ بنِ اَسماءَ قال حَدَّثَنا جُوَيْرِيَةُ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنَ الاَحزابِ لا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ العَصْرَ اِلاّ فى بَنِى قُرَيْظَةَ فاَدْرَكَ بَعْضَهُمُ العَصْرُ فى الطَرِيقِ وقال بَعْضُهُم لا نُصَلِّي حتى نَاْتِيَهَا وَ قال بَعْضُهُم بَل نصَلِّي لَمْ يُرَدْ مِنّا ذٰلِك فذُكِرَ ذٰلِك لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَلَمْ يُعَنِّفْ اَحَدًا مِّنهُمْ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ احزاب (غزوہ خندق) سے واپس لوٹے تو ہم لوگوں سے فرمایا کہ کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے محلے میں پہنچ کر، پھر بعضوں نے عصر کی نماز کا وقت راستہ میں پایا ان میں سے بعض نے کہا ہم نماز نہیں پڑھیں گے یہاں تک کہ بنی قریظہ میں پہونچیں (کیونکہ آنحضور علیہ السلام نے بنی قریظہ میں عصر پڑھنے کے لیے فرمایا ہے) اور بعضوں نے کہا ہم تو نماز پڑھ لیتے ہیں اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ نہیں تھا (کہ نماز قضا کردو بلکہ صرف بنی قریظہ تک پہنچنے میں عجلت مقصود تھی)۔ پھر بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا تذکرہ کیا گیا تو آپؐ نے ان میں سے کسی پر اظہار ناراضگی نہیں فرمایا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "لایُصلّینّ احدٌ العصر الا فی بنی قریظۃ" ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ بنوقریظہ کے طالب تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے ان کے لیے نماز قضا ہو جانے کی پروا نہ کی، تو جب طالب کو نماز کا قضا کرنا درست ہوا تو اشارے سے سواری پر پڑھ لینا بطریق اولیٰ درست ہوگا اور قضا کرنے کی اجازت وصحت اس وجہ سے معلوم ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔

اس سے امام بخاری کا رجحان ومیلان بھی معلوم ہوگیا کہ طالب ہو یا مطلوب جیسا موقع ملے خواہ راکبا وایماء ہی ہو نماز پڑھ لے گا اور نماز درست ہوگی۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص۱۲۹ ویاتی فی المغازی ص۵۹۱

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد واضح ہوگیا کہ طالب ہو یا مطلوب عند الضرورت راکبا وایماء جیسا موقع ہو پڑھ سکتا ہے اگرچہ رکوع سجدہ پر قدرت نہ ہو۔

مذاہب فقہاء | علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "قد اتفقوا علی صلوٰۃ المطلوب راکبا الخ (قس) یعنی مطلوب کے بارے میں اتفاق ہے کہ راکبا اشارہ کے ساتھ فرض نماز پڑھ سکتا ہے البتہ ماشیا یعنی چلتے چلتے عند الاحناف جائز نہیں نیز ماشیا امام بخاری کے نزدیک بھی جائز نہیں چنانچہ امام بخاریؒ نے اس پر کوئی باب قائم نہیں کیا ہے۔ شافعیہ وحنابلہؒ کے نزدیک ماشیا بھی پڑھ سکتا ہے۔

طالب کے بارے میں اختلاف ہے: حنفیہ کے نزدیک طالب کی نماز راکبا جائز نہیں۔

شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک طالب کی نماز راکبا جائز ہے بشرطیکہ دشمن کا خوف ہو۔

شافعیہ کے نزدیک فوت انقطاع عن الرفقاء ہے کہ اگر سواری سے اتر کر نماز پڑھے گا تو اس کو اپنے رفقاء سے جدا ہونے کا اندیشہ ہے اور احتمال ہے کہ اس کا دشمن اس کی طرف عود کرے اور دشمن مار ڈالے۔

باقی تشریح اور تفصیل کے لیے مطالعہ کیجیے نصر الباری آٹھویں جلد، کتاب المغازی، ص ۱۷۱ تا ۱۷۴

## ﴿ بابٌ التکبیرِ وَ الغلَس بِالصُّبح و الصَّلوٰۃِ عند الإغارَۃِ وَ الحَرْب ﴾ [عا۱۰]

حملہ کرنے اور جنگ کے وقت صبح کی نماز اندھیرے ہی میں پڑھ لینا اور (حملہ کے وقت) تکبیر (اللہ اکبر) کہنا اکثر تو بالموحدہ بعد الکاف ہے اور بعض نسخہ میں تبکیر یعنی بالباء الموحدہ قبل الکاف از بکر یبکر تبکیراً یعنی سویرے اور جلدی پڑھ لینا

۹۰۸ ﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا حَمّادُ بنُ زَیدٍ عن عبدِ العَزیزِ بنِ صُھَیبٍ وَثابِتٍ

البُنانيّ عن انس بن مالك انّ رسولَ اللّهِ صلى اللّه عليه وسلم صَلّى الصُّبحَ بغلَسٍ ثمّ رَكِبَ فقال اللّه اكبَرُ خرِبَتْ خيبَرُ اِنّا اِذَا نزَلْنا بِساحَةِ قومٍ فساءَ صَباحُ المُنذَرِينَ فخَرجُوا يَسْعَون في السِّكَكِ ويقولون مُحمّدٌ وَ الخَمِيسُ قال وَالخَمِيسُ الجَيْشُ فظَهَرَ عَلَيهِم رسولُ اللّه صلى الله عليه وسلم فقَتَلَ المُقاتِلَةَ وَسَبى الذَّرارِيَّ فصارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحيَةَ الكَلْبِيّ وَصارَتْ لِرسولِ اللّهِ صلى اللّه عليه وسلم ثمّ تزوَّجَها وَجعَلَ صَدَاقَها عِتقَها فقال عبدُ العَزِيزِ لِثابِتٍ يَا اَبا محمّدٍ اَ اَنتَ سالتَ انسًا مَا اَمهَرَها فقال اَمهَرَها نفسَها قال فتَبسَّمَ ﴿

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی (یعنی صبح صادق ہوتے ہی سویرے پڑھادی) پھر سوار ہوئے اور فرمایا اللہ اکبر خیبر خراب ہوا ہم جب کسی قوم کے صحن میں اتر جائیں تو جو لوگ ڈرائے گئے ان کی صبح منحوس (بری) ہو جاتی ہے، پھر یہودی گلیوں میں یہ کہتے ہوئے بھاگ رہے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لشکر سمیت آگئے راوی نے کہا کہ روایت میں خمیس لشکر کے معنی میں ہے۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب آگئے اور جنگ کے قابل لوگوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اتفاق سے صفیہ (پہلے) دحیہ کلبیؓ کو ملیں اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں آپؐ نے ان سے نکاح کر لیا اور آپؐ نے اس کو آزاد کر دیا۔ یہی آزادی صفیہؓ کا مہر قرار پایا، عبدالعزیز نے ثابت سے پوچھا، ابو محمد کیا انسؓ سے آپ نے دریافت کیا تھا کہ حضرت صفیہؓ کا مہر آپ نے کیا مقرر کیا تھا؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ خود انہیں کو ان کے مہر میں دیا (یعنی غلام تھیں اور آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا یہی آزادی مہر تھا) پھر ابو محمد اس پر مسکرائے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "صلى الصبح بغلس ثم ركب فقال الله اكبر"

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص۱۲۹ و مر ص۵۳ تا ۵۴، وص۸۶ و یاتی ص۲۹۷، وفی المغازی، ص۶۰۴، و ص۲۹۸، وص۴۲۰، وص۴۳۴، وص۷۷۷

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اول وقت میں جنگ شروع ہونے سے پہلے نماز پڑھ لینی چاہیے تاکہ اشتغال بالقتال کی وجہ سے نماز قضا نہ ہو جائے اس لیے جنگ بھڑکنے سے پہلے پڑھ لینی چاہیے۔

۲۔ بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں کی تردید ہے جو لوگ رفع صوت فی الحرب کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

**براعۃ اختتام** فقتل المقاتله سے ہے

وصارت صفية الخ اس کی تفصیل کے لیے نصر الباری آٹھویں جلد کتاب المغازی، ص۲۶۸ تا ص۲۶۹، ملاحظہ فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# كِتَابُ العِيدَيْن

## ﴿ بابٌ ماجاءَ فى العِيدَيْنِ وَالتَّجمُّلِ فِيهِمَا ﴾ ۶۰۲

### عیدین اور ان میں زینت کے متعلق روایات

۹۰۹﴿ حدَّثَنا اَبُو اليَمَانِ قال اَخبَرَنا شُعَيبٌ عنِ الزُّهرِيِّ قال اَخبَرَني سَالِمُ بنُ عبدِ اللّٰهِ اَنّ عبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ قال اَخذَ عُمَرُ جُبَّةً مِن استَبرَقٍ تُبَاعُ فى السُّوقِ فَاَخَذَهَا فاتى بها رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال يا رسولَ اللّٰهِ ابتَعْ هٰذِه تَجَمَّل بِها لِلْعِيدِ وَالوُفُودِ فقال له رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اِنما هٰذِهٖ لِبَاسُ مَن لا خَلَاقَ لَهٗ فَلَبِثَ عُمَرُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَن يَلْبَثَ ثمّ اَرسَلَ اِلَيهِ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ فَاَقبَلَ بِها عُمَرُ فاتى بِها رَسولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فقال يا رسولَ اللّٰهِ اِنّكَ قُلتَ اِنّما هٰذِه لِبَاسُ مَن لا خَلاقَ له وَاَرسَلتَ اِلَيَّ بِهٰذِه الجُبَّةِ فقال له رَسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم تَبِيعُهَا وَ تُصِيبُ بِهَا حَاجَتَكَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ ایک موٹے ریشمی کپڑے کا جبہ (چغہ) جو بازار میں بک رہا تھا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ یہ آپ خرید لیجئے اور عید کے دن اور وفود کے آنے کے وقت اس کو پہنا کیجئے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا یہ تو اس کا لباس ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں پھر عمرؓ ٹھہرے رہے جب تک اللہ نے چاہا اس کے بعد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جبہ عمرؓ کے پاس بھیجا اس جبہ کو لے کر حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ یہ اس کا لباس ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور آپ نے خود یہ (ریشمی) جبہ بھیجا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میں نے تیرے، پہننے کے لیے نہیں بھیجا ہے) تم اس کو بیچ ڈالو اور اس کی قیمت سے اپنی ضروریات پوری کرو۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ابتع هٰذه تجمل بها للعيد الخ" مطلب یہ

ہے کہ عیدین (عید الفطر و عید الاضحیٰ) اور جمعہ میں تجمل بالثیاب (نئے اور اچھے کپڑے سے زینت حاصل کرنا) مستحب ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار صرف ریشم کی وجہ سے ہے نہ کہ نفس تجمل۔

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۳۰ و مر ص ۱۲۱ و یاتی ص ۲۸۳، وص ۳۵۶، وص ۳۵۷، وص ۴۲۹، وص ۸۶۸، وص ۸۸۵، وص ۸۹۸، مسلم ثانی ص ۱۸۹، ابوداؤد ص ۱۵۴

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد خود ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ عیدین میں عمدہ سے عمدہ لباس اور نئے لباس پہننا مستحب و مندوب ہے جیسا کہ ترجمۃ الباب کا آخری جز "والتجمل فیھما" سے واضح ہے۔

**مشروعیت عید** بماہ رمضان ۲ھ میں عید الفطر کی مشروعیت ہوئی اور اسی سال ۲ھ کے ماہ شعبان میں صوم رمضان کی مشروعیت ہوئی۔

**وجہ تسمیہ** عید، عود سے مشتق ہے عاد یعود عوداً کے معنی ہیں لوٹنا تو چونکہ یہ دن ہر سال لوٹ کر آتا ہے اس لیے عید کہتے ہیں۔ علامہ عینیؒ وغیرہ لکھتے ہیں کہ عید اصل میں عِوْد تھا واؤ ساکن ماقبل کسرہ کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیا بقاعدہ میزان عید ہو گیا۔ قاعدہ کے مطابق اس کی جمع اعواد ہونی چاہیے تھی مگر عود بمعنی لکڑی کی جمع اَعواد آتی ہے اس سے فرق کرنے کے لیے عید کی جمع اعیاد آتی ہے۔

۲ لفظ عید کا استعمال مطلق خوشی کے دن کے معنی میں بھی ہوتا ہے، ہر قوم و مذہب میں چند ایام خوشی منانے کے لیے مقرر ہوتے ہیں لیکن اسلام نے سال بھر میں صرف دو دن مقرر کیے ہیں اور یہ دونوں دن بھی عظیم الشان عبادتوں کی تکمیل کے وقت مشروع ہیں۔

چنانچہ عید الفطر کے موقعہ پر صیام رمضان کی تکمیل ہوتی ہے اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پر حج کی۔ پھر دوسرے مذاہب کے برعکس ان دونوں دنوں کو بھی عبادت بنا دیا گیا کہ ان کا آغاز دوگانہ عید سے ہوتا ہے۔

۳ عید کا یہ تسمیہ عائدہ بمعنی فائدہ سے ماخوذ ہے تو چونکہ اس روز عوائد و انعامات الٰہیہ کی کثرت ہوتی ہے اس بنا پر اس کو عید کہا جاتا ہے وھذا من احسن وجوہ التسمیۃ واللہ اعلم

**صلوٰۃ عید کا حکم**
۱ حنفیہ کے نزدیک عیدین کی نماز واجب عین ہے وعلیہ الفتوی عند الاحناف۔
۲ مالکیہ و شوافع کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک فرض کفایہ۔

## باب [۶۰۳] الحِرَابِ وَالدَّرَقِ یومَ العِیدِ

الحِراب بکسر الحاء حَربۃ کی جمع ہے جس کے معنی برچھی، نیزہ کے ہیں۔ دَرَق بفتحتین جمع ہے دَرَقۃ کی چمڑے کی ڈھال۔

## عید کے دن برچھیوں اور ڈھالوں کا مظاہرہ (کھیل وکرتب دکھانا)

۹۱۰﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قال حَدَّثَنا ابنُ وَهبٍ قال اَخبَرَنِی عَمْرٌو اَنَّ محمَّدَ بنَ عبدِ الرحمٰنِ الاَسَدِیَّ حَدَّثَه عن عُروَةَ عن عائشةَ قالتْ دَخَلَ عَلَیَّ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم وعندی جَارِیَتَانِ تُغَنِّیَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ فاضْطَجَعَ عَلَی الفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ وَدَخَلَ ابوبکرٍ فَانْتَهَرَنِی وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم فَاَقْبَلَ علیه رسولُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فقالَ دَعْهُمَا فلمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا خَرَجَتَا وکانَ یومَ عِیدٍ یَلعَبُ السُّودَانُ بالدَّرَقِ وَالحِرَابِ فَاِمَّا سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَاِمَّا قال تَشْتَهِینَ تَنْظُرِینَ فقلتُ نعَمْ فَاَقَامَنِی وَرَاءَهُ خَدِّی علی خَدِّه وَهو یقولُ دُونَکُمْ یا بَنِی اَرْفِدَةَ حتی اِذَا مَلِلْتُ قال لِی حَسْبُکِ قلتُ نعَمْ قال فاذْهَبِی ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے اس وقت (انصار کی) دولڑکیاں میرے پاس جنگ بعاث کی نظمیں پڑھ رہی تھیں آپؐ بستر پر لیٹ گئے اور اپنا چہرہ پھیر لیا اور حضرت ابوبکرؓ آئے اور مجھ کو ڈانٹا اور کہا یہ شیطانی باجا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابوبکرؓ کی طرف) متوجہ ہوئے اور فرمایا (اے ابوبکر) ان دونوں (لڑکیوں) کو چھوڑ دو (یعنی پڑھنے دو) پھر جب ابوبکرؓ نے توجہ ہٹائی تو میں نے ان دونوں کو اشارہ کیا وہ دونوں چلی گئیں اور یہ عید کا دن تھا حبشی لوگ ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے اب یا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی یا خود آنحضورؐ نے فرمایا تو کھیل دیکھنا چاہتی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، پھر آپؐ نے اپنے پیچھے مجھ کو کھڑا کرلیا، میرا رخسار حضورؐ کے رخسار پر تھا اور آپؐ فرمارہے تھے "کھیلو کھیلو اے بنی ارفدہ" یہاں تک کہ جب میں اکتا گئی تو آپؐ نے فرمایا: "بس" میں نے کہا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا: "تو جاؤ"

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "وكان يوم عيد يلعب السودان بالدرق والحراب"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۰ ویاتی ایضا مختصرا ، ص ۱۳۰، وص ۱۳۵، وص ۴۰۷، وص ۵۰۰، وص ۵۵۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عید کے دن ڈھال اور نیزے، برچھے سے کھیلنا جائز ہے بعض علماء نے تو اس کھیل و مظاہرے کو مستحسن قرار دیا ہے کہ اس میں مسلمانوں کی شوکت وقوت کا اظہار ہے، یہ وہ لہو لعب نہیں ہے جو منہی عنہ ہے۔ عید کے دن عام دنوں سے زیادہ خوشی اور انبساط کا اظہار کرنا چاہیے۔

**اشکال** : امام بخاریؒ نے ص ۱۳۲ میں ایک ترجمہ قائم کیا ہے "باب ما یکرہ من حمل السلاح فی العید الخ" یعنی عید کے دن ہتھیار کا استعمال مکروہ ہے۔ بظاہر تعارض ہے؟ کیونکہ اس باب سے اباحت معلوم ہوتی ہے اور ص ۱۳۲ سے کراہت ثابت ہوتی ہے۔

**جواب** : اباحت مشاق اور ماہرین کے لیے ہے ظاہر ہے کہ جب کھیل کا مظاہرہ کرنے والے کھیل دکھلائیں گے، مشق کریں گے تو لوگ ہوشیار رہیں گے اور الگ کھڑے ہو کر دیکھیں گے اور ص ۱۳۲ سے جو کراہت معلوم ہوتی ہے وہ اناڑی کے لیے ہے کہ کسی کو زخم نہ لگ جائے فلا اشکال۔

بعاث بضم الباء الموحدہ و تخفیف العین المهمله وفی آخره ثاء مثلثه والمشهور انه لا ینصرف (عمدہ) مدینہ منورہ سے دو دن کے فاصلہ پر ایک گاؤں کا نام ہے انصار کے قبیلہ "اوس" کا ایک قلعہ بھی تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت سے پہلے اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے درمیان خونریز تباہ کن لڑائیوں کا سلسلہ جاری تھا، نقل ہے کہ ایک سو بیس سال لڑائی کا سلسلہ قائم رہا۔ اخیر معرکہ یوم بعاث یعنی جنگ بعاث تھی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے تین سال قبل ہوئی۔

اس جنگ میں انصار کے بڑے بڑے نامور مارے گئے اور انصار کی قوت فنا ہوگئی، اسی جنگ بعاث کے سلسلے میں جو نظمیں کہی گئی تھیں انہیں وہ لڑکیاں پڑھ رہی تھیں، تو چونکہ انصار کے بڑے بڑے سردار ختم ہو گئے تو انصار میں سے چھ آدمی مکہ مکرمہ آئے کہ قریش مکہ سے باہمی تعاون کا معاہدہ کریں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم "منیٰ" میں ان سے ملے اور اسلام کی دعوت دی، ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر دوبارہ ستر (۷۰) آدمی مکہ آکر مسلمان ہوئے پھر جوق در جوق مسلمان ہونے لگے اور ساری عداوت ختم ہوگئی آپس میں محبت قائم ہوگئی کما فی القرآن "اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم الآیۃ"

**فائدہ** : انصار کے تفصیلی حالات کے لیے نصر الباری جلد اول، ص ۲۳۸ ملاحظہ فرمائیے۔

و دخل ابوبکر فانتھرنی الخ یہاں سوال یہ ہے کہ اگر یہ فعل جائز تھا جیسا کہ آپ کا فعل مقتضی ہے، پھر حضرت ابوبکرؓ نے کیوں نکیر کی اور ان لڑکیوں کو کیوں ڈانٹا؟

**جواب** : یہ فعل فی نفسہ جائز تھا جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل مقتضی ہے اور آپ کا ابوبکرؓ سے دعھما فرمانا جواز پر دلالت کرتا ہے اور حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا حضور اقدس اپنے چہرہ انور پر چادر ڈالے ہوئے ہیں تو ابوبکرؓ نے یہ سمجھا کہ آپ سوئے ہوئے ہیں آپ کو اس کی خبر نہیں اس لیے ڈانٹا۔ پھر حضور اقدس نے ابوبکر کو بتایا کہ ان کو چھوڑ دو یہ وہ گانا نہیں ہے جو حرام ہے یہ مباحات میں سے ہے، حرام وہ گانا و غزلیں ہیں جن میں عورتوں کے حسن و جمال، شراب و کباب کا تذکرہ ہو۔

لیکن ان لڑکیوں کے گانے میں صرف جنگی کارنامے تھے، رہا آنحضرتؐ کا چہرہ پھیرنا تو اولیٰ وافضل پر عمل تھا، رہا حضرت عائشہؓ کا حبشیوں کا کھیل دیکھنا؟ جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی نگاہ لوگوں پر نہیں تھی بلکہ صرف آلات پر تھی، فلا اشکال۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب ٤٠٤ سُنَّةِ العِيدَيْنِ لِاَهْلِ الإِسْلَامِ ﴾

## مسلمانوں کے لیے عیدین کی سنت

٩١١ ﴿ حَدَّثنا حَجَّاجٌ قال حَدّثنا شُعْبَةُ اَخبَرَنِي زُبَيْدٌ قال سمِعتُ الشَّعْبِيَّ عنِ البَرَاءِ قال سَمِعتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَخطُبُ فقال اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِن يَوْمِنا هٰذَا اَنْ نصَلِّيَ ثمَّ نَرجِعَ فَنَنْحرَ فمَن فَعَلَ فقدْ اَصابَ سُنَّتَنَا ﴾

**ترجمہ** حضرت براءؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے (عید کے دن) خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ پہلا کام جس سے ہم آج (عید الاضحیٰ) کے دن ابتدا کریں گے یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں گے پھر واپس آکر قربانی کریں گے جس نے اس طرح کیا اس نے ہمارا طریقہ پالیا (یا ہماری سنت پر عمل کیا)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ان نصلی ثم نرجع فننحر فمن فعل فقد اصاب سنتنا"

**مطابقۃ للترجمۃ** والحديث هنا ص ١٣٠ ويأتی ص ١٣٠ تا ص ١٣١، وص ١٣١ تا ص ١٣٢، ايضاً ص ١٣٢، وص ١٣٣، وص ١٣٤ وفی الاضاحی ص ٨٣٢، وص ٨٣٤، ايضاً ص ٨٣٤

**مقصد** یہ ہے کہ ترجمہ میں لفظ سنت سے لغوی معنی یعنی طریقہ مراد لیں تو مطلب یہ ہوگا کہ مسلمانوں کے عید کا طریقہ یہ ہے، نیز سنت سے اصطلاحی مراد ہو۔

٩١٢ ﴿ حَدَّثنا عُبَيْدُ بنُ اسمٰعِيلَ قال حَدّثنا اَبُو اُسَامَةَ عن هِشامٍ عن اَبِيهِ عن عائِشةَ قالتْ دَخلَ اَبُوبكرٍ وعندِي جَارِيَتانِ مِنْ جَوارِي الاَنصارِ تُغَنِّيَانِ بما تَقاوَلتِ الاَنصارُ يوم بُعَاثَ قالتْ وَلَيْسَتا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فقال اَبُوبكرٍ اَبِمزَامِيرِ الشَّيطانِ فی بَيْتِ رَسولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم وَذٰلك فی يَومِ عِيدٍ فقال رَسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يا اَبا بَكرٍ اِنَّ لِكُلِّ قومٍ عِيدًا وَهٰذا عِيدُنا ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ تشریف لائے اس وقت میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جو انصار نے بعاث کی لڑائی کے موقعہ پر کہے تھے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ لڑکیاں

گانے والیاں نہیں تھیں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: کیا یہ شیطانی باجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں؟ اور یہ دن عید کا دن تھا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر ہر قوم میں عید ہوا کرتی ہے اور یہ (یعنی آج) ہماری عید ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة مضمون حدیث سے ہے یعنی عید کے دن لڑکیاں اشعار پڑھ رہی تھیں اس سے حاضرین میں سرور و خوشی مقصود ہو نیز جنگی اشعار سے کفار کو مرعوب و مغلوب کرنا ہو تو بلاشبہ مسلمانوں کے لیے سنت عید ہے جو صرف جائز نہیں بلکہ عید کی خوشی ہے اور مستحب و مندوب ہے۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے مسلمانوں کے لیے عید کا طریقہ کیا ہے اور اشارہ ہے حضرت انس بن مالکؓ کی روایت کی طرف جو ابوداؤد وغیرہ میں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپؐ نے مدینہ کے مسلمانوں کو دیکھا کہ سال کے دو دنوں یعنی "نوروز" اور "مہرجان" میں کھیل کود کرتے اور خوشی مناتے ہیں، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان الله قد ابدلكم بهما خيرا منهما يوم الاضحى ويوم الفطر (ابوداؤد، اول، ص ۱۶۱) یعنی اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے ان دو دنوں کے بدلہ میں دو اور دن عطا فرمایا ہے جو ان سے بہتر ہے۔ یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر۔

ظاہر ہے کہ نوروز اور مہرجان کا انتخاب انسانوں نے کیا ہے اور یوم الاضحیٰ و یوم الفطر کا انتخاب اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے ہے۔

## باب الاكل يوم الفطر قبل الخروج [۶۰۵]

### عید الفطر کے دن نماز کے لیے عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھا لینے کا بیان

۹۱۳ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ عبدِ الرَّحِيمِ اَخبرَنا سَعِيْدُ بنُ سُلَيْمٰنَ اَخبرَنا هُشَيْمٌ قال اَخبرَنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بنُ اَبِي بَكرِ بنِ اَنَسٍ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال كان رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لا يَغدُو يَومَ الفِطرِ حتى يَاكُلَ تَمرَاتٍ وقال مُرَجّى بنُ رَجاءٍ حَدَّثَني عُبَيْدُ اللّٰهِ بنُ اَبِي بَكرٍ قال حَدَّثَني اَنَسٌ عنِ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَيَاكُلُهُنَّ وِترًا

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن (نماز کے لیے) تشریف نہ لے جاتے جب تک چند کھجوریں نہ کھا لیتے اور مرجّی بن رجاء نے بیان کیا کہ مجھ سے عبید

اللہ بن ابی بکرؒ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے انسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی کہ آپؐ طاق عدد کھجوروں کی کھاتے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لا يغدو يوم الفطر حتى ياكل تمرات"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۰، والترمذی، ص ۷۱، ج:۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ عید الفطر کے روز نماز کے لیے نکلنے سے پہلے کچھ کھجوریں کھانا مسنون ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ طاق کھجوریں کھائیں ایک یا تین یا پانچ یا سات۔

علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ کھجور کھانے میں یہ حکمت ہے کہ آنکھ کی روشنی کو بڑھاتی ہے جو روزے کی وجہ سے ضعف پیدا ہوا ہے۔

**فائدہ** : مرجی بن رجاء کی بخاری میں صرف یہی روایت ہے۔

## ﴿ باب۶۰۶ الاكلِ يومَ النحرِ ﴾

### قربانی کے دن کھانا

۹۱۴ ﴿ حَدّثنا مُسَدَّدٌ قال حَدّثنا اسمٰعِيلُ عن ايّوبَ عن محمّدِ بنِ سِيرِيْنَ عن انسِ بنِ مالكٍ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم مَن ذَبحَ قَبلَ الصَّلوٰةِ فليُعِد فقامَ رَجُلٌ فقال هٰذا يومٌ يُشتَهٰى فيهِ اللَّحْمُ وذَكَرَ مِن جِيرَانِهٖ فكانَّ النبيّ صلى الله عليه وسلم صَدَّقَه قال وَعِندِى جَذَعَةٌ اَحبُّ اِلَىّ مِن شَاتَى لَحْمٍ فرَخّصَ لهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فلا اَدْرِى اَبَلَغَتِ الرُّخصَةُ مَن سِواهُ اَمْ لَا ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کرلی ہے وہ دوبارہ قربانی کرے اس پر ایک صاحب (ابو بردہؓ) کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یہ ایسا دن ہے جس میں گوشت کی خواہش زیادہ ہوتی ہے اور اپنے پڑوسیوں (کی محتاجی) کا تذکرہ کیا اور گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (پڑوسی کے متعلق) اس کو سچا سمجھا (ابو بردہؓ نے) عرض کیا کہ میرے پاس بکری کا ایک سال سے کم کا بچہ ہے جو مجھے دو گوشت والی بکریوں سے زیادہ محبوب ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی کہ وہی قربانی کرے اب میں نہیں جانتا کہ یہ اجازت ان کے علاوہ کسی کو ہے یا نہیں؟

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "هٰذا يوم يشتهٰى فيه اللحم"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۰ ویاتی ص ۱۳۴، وص ۸۳۲، وص ۸۳۴، مسلم ثانی، ص ۱۵۴، ابن ماجہ

کتاب الاضاحی، ص۸۳۴

۹۱۵﴿ حَدَّثَنا عثمانُ قال حَدَّثَنا جَرِيْرٌ عن مَنْصُورٍ عنِ الشَّعْبِيِّ عنِ البَرَاءِ بنِ عازِبٍ قال خَطَبَنَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم يومَ الاَضْحٰى بعدَ الصَّلٰوةِ فقال مَن صَلّٰى صَلاتَنا وَنَسَكَ نُسُكَنا فقَدْ اَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قبلَ الصَّلٰوةِ فاِنَّه قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلا نُسُكَ لَهُ فقال اَبُو بُرْدَةَ بنُ نِيَارٍ خالُ البَراءِ يا رسولَ اللّٰه فاِنّي نَسَكْتُ شَاتِي قبلَ الصَّلٰوةِ وَعَرَفْتُ اَنَّ اليَوْمَ يومُ اَكْلٍ وَشُرْبٍ وَاَحْبَبْتُ اَن تكونَ شَاتِي اَوَّلَ شاةٍ تُذْبَحُ فِي بَيْتِي فَذَبَحْتُ شَاتِي وَتَغَدَّيْتُ قبلَ اَنْ آتِيَ الصَّلٰوةَ قال شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فقال يا رسولَ اللّٰهِ فاِنَّ عِندَنا عَنَاقًا لَنا جَذَعَةً هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِن شَاتَيْنِ اَفَتَجْزِي عَنّي قال نَعَمْ ولَنْ تَجْزِيَ عن اَحَدٍ بَعْدَكَ ﴾

**ترجمہ** | حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا کہ جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کی اس نے قربانی ٹھیک طرح کی (یعنی اس کی قربانی صحیح ہوئی) اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی وہ نماز سے پہلے ہے (یعنی صرف گوشت کھانے کے لیے ہے) اور اس کی قربانی نہیں ہوئی اس پر حضرت ابو بردہ بن نیار حضرت براءؓ کے ماموں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے تو اپنی بکری کی قربانی نماز سے پہلے کر ڈالی اور میں نے یہ سمجھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے اور میں نے یہ پسند کیا کہ سب سے پہلے میرے گھر میں میری بکری ذبح کی جائے۔ چنانچہ میں نے اپنی بکری ذبح کردی اور نماز کیلئے آنے سے پہلے کھا بھی لیا ہے آپ نے فرمایا تیری بکری تو گوشت کی بکری ہوئی (یعنی قربانی نہیں ہوئی) ابو بردہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس بکری کا ایک بچہ ہے جو ایک سال سے کم کا ہے اور وہ مجھے دو بکریوں (گوشت والے) سے زیادہ پسند ہے کیا وہ میری طرف سے (قربانی میں) کافی ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں لیکن تمہارے بعد کسی کی طرف سے (اس عمر کا بچہ) کافی نہ ہوگا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "عرفت ان اليوم يوم اكل و شرب"

**تعدد موضعہ** | والحديث هنا ص۱۳۰ تا ص۱۳۱ و مر ص۱۳۰، و یاتی ص۱۳۲، وص۱۳۳، وص۱۳۴، وص۸۳۲، وص۸۳۴، ایضاً ص۸۳۴، وص۹۸۷

**مقصد** | امام بخاریؒ نے اس باب کو مطلق رکھا اور باب سابق میں یعنی باب الاكل يوم الفطر قبل الخروج مقید ہے اسی وجہ سے مقصد بخاری کے بیان میں اختلاف ہے۔ لیکن علامہ قسطلانی شارح بخاری نے ترجمۃ الباب کی جو وضاحت کی ہے وہ صحیح تر معلوم ہوتی ہے۔ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "باب الاكل

یوم النحر بعد صلاته لحدیث بریده الخ" (قس)
مطلب یہ ہے کہ اس باب میں امام بخاریؒ نے قبل الخروج کی قید نہیں لگائی اور اشارہ فرمادیا اس حدیث کی طرف جو حضرت بریدہ اسلمیؓ سے مروی ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے روز کچھ کھائے بغیر نہیں نکلتے تھے (بلکہ ۳ یا ۵ یا ۷ کھجوریں کھا کر عیدگاہ تشریف لیجاتے) اور یوم نحر یعنی بقرعید کے دن نماز سے پہلے کچھ نہیں کھاتے تھے (ترمذی اول ص ۷۱) ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کرام کے نزدیک افضل اور مستحب یہی ہے کہ قربانی کے روز نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے بلکہ نماز پڑھ کر اپنی قربانی میں سے کھائے؛ لیکن اگر کوئی نماز سے پہلے کچھ کھالے تو گناہ نہیں۔

بہر حال اس تقریر سے معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ اس مسئلے میں ائمہ اربعہ کی موافقت کررہے ہیں جیسے باب سابق میں بخاریؒ نے موافقت کی کہ نماز عیدالفطر کے لیے نکلنے سے پہلے کچھ کھا کر نکلے۔ واللہ اعلم

**حکمت** عیدین میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی میزبانی ہوتی ہے جس کا سلسلہ عیدالفطر کے روز فجر کے بعد سے اور عیدالاضحیٰ کے روز قربانی کے بعد سے شروع ہوتا ہے، اسی وجہ سے ان دنوں میں روزہ جائز نہیں، حرام ہے۔

## ﴿بابُ الخُروجِ اِلَى المُصَلّٰى بِغيرِ مِنبرٍ﴾ ۶۰۷

## عیدگاہ کی طرف (نماز کے لیے) بغیر منبر کے جانے کا بیان

یعنی عیدگاہ میں منبر نہ لے جانا چاہیے عیدگاہ میں منبر سنت کے خلاف ہے تفصیل آرہی ہے

۹۱۶﴿ حَدَّثنی سَعِیْدُ بنُ اَبِی مَرْیَمَ قال حَدّثنا محمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ قال اَخبرَنی زیدُ بنُ اَسْلَمَ عن عِیَاضِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ اَبِی سَرْحٍ عن اَبِی سَعِیْدِ الخُدْرِیِّ قال کانَ النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم یَخرُجُ یومَ الفِطْرِ وَالاَضحٰی اِلَی المُصَلّٰی فاَوّلُ شیْءٍ یَبْدَأُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثمَّ یَنصَرِفُ فیقومُ مُقابِلَ الناسِ وَالنَّاسُ جلوسٌ عَلٰی صُفُوفِهِم فیَعِظُهُم وَیُوصِیهِم وَیَامُرُهُم فاِنْ کانَ یُرِیْدُ اَن یَّقطَعَ بَعْثًا قَطَعَهٗ اَو یَامُرَ بِشَیْءٍ اَمَرَ بهٖ ثمّ یَنصَرِفُ فقال اَبُوسَعِیْدٍ فلَمْ یَزَلِ النّاسُ علٰی ذٰلِكَ حتی خَرَجْتُ مَعَ مَرْوانَ وَهُوَ اَمِیرُ المَدِیْنَةِ فی اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ فلمّا اَتَیْنا المُصَلّٰی اِذَا مِنبَرٌ بَناهُ کَثِیْرُ بنُ الصَّلْتِ فاِذَا مَرْوانُ یُرِیْدُ اَن یَرْتَقِیَهٗ قَبْلَ اَن یُصَلِّیَ فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهٖ فَجَبَذَنِی فارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فقلتُ لَهٗ غَیَّرْتُمْ وَاللّٰهِ فقال اَبَا

سَعِیدٍ قد ذَهَبَ ما تعلَمُ فقلتُ مَا اَعْلَمُ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِمَّا لا اَعْلَمُ فقال اِنّ النّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ ﴿

**ترجمہ** حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے آپؐ سب سے پہلے نماز پڑھاتے پھر نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی اپنی صفوں پر بیٹھے رہتے۔ آپؐ انہیں وعظ ونصیحت کرتے اچھی باتوں کا حکم دیتے پھر اگر کوئی لشکر بھیجنے کا ارادہ ہوتا تو اس کو الگ کردیتے یا کسی بات کا حکم دینا چاہتے تو اس کا حکم دیدیتے۔ پھر مدینہ واپس لوٹتے۔ ابو سعیدؓ نے بیان کیا کہ لوگ برابر اسی طریق پر قائم رہے یہاں تک کہ میں مروان کے ساتھ عید الاضحیٰ کے دن یا عید الفطر کے دن (نماز کے لیے) نکلا اور وہ حضرت معاویہؓ کے زمانے میں مدینہ کے حاکم تھے، جب ہم عیدگاہ پہونچے تو دیکھا کہ ایک منبر ہے جس کو کثیر بن صلت نے بنایا ہے میں نے دیکھا کہ مروان (خطبہ دینے کے لیے) نماز سے پہلے اس منبر پر چڑھنا چاہتا ہے، میں نے اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا لیکن اس نے مجھ کو کھینچا (یعنی جھٹکا دیا) اور منبر پر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ پڑھا تو میں نے اس سے کہا خدا کی قسم تم نے (سنت نبوی کو) بدل دیا تو مروان نے کہا اے ابو سعید جو تم جانتے ہو وہ بات ختم ہوگئی میں نے کہا قسم خدا کی جو میں جانتا ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو نہیں جانتا ہوں (کیونکہ جو میں جانتا ہوں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی سنت ہے بلاشبہ تمہارے ایجاد کردہ طریقہ سے بہتر ہے) اس پر مروان نے اپنا عذر پیش کرتے ہوئے کہا ہمارے دور میں لوگ نماز کے بعد (خطبہ سننے کے لیے) نہیں بیٹھتے ہیں اس لیے میں نے خطبہ کو نماز سے پہلے کردیا (تاکہ لوگ نماز کے انتظار میں بیٹھیں اور مجبور ہوکر میرا خطبہ سنیں)

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كان النبى صلى الله عليه وسلم يخرج يوم الفطر والاضحى الى المصلى" ظاہر ہے عیدگاہ جانے میں منبر کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: "مطابقته للترجمة ظاهرة لان المذكور فيه خروج النبى صلى الله عليه وسلم الى المصلى العيد بغير منبر يحمل معه ولا معدله هناك قبل خروجه (عمدہ)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۳۱ ومر اول الحديث مختصر ص۴۴ وياتى ص۱۹۷

## ﴿ باب ۶۰۸ المَشْيِ وَالرُّكُوبِ اِلَى العِيْدِ بِغَيْرِ اذَانٍ وَلا اِقَامَةٍ ﴾

۹۱۷ ﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بنُ المُنْذِرِ الحِزَامِي قال حَدَّثَنَا اَنَسُ بنُ عِيَاضٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ عن نافعٍ عن عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يُصَلِّى فى الاَضْحٰى وَالفطرِ ثُمّ يَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں پہلے نماز پڑھتے پھر نماز کے بعد خطبہ دیتے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ؟

ترجمۃ الباب کا دوسرا نسخہ جو حاشیہ میں موجود ہے اس میں ہے "والصلوٰة قبل الخطبة" اور اسی طرح بخاری شریف کی معرکۃ الآراء اور مفصل شرح عمدۃ القاری میں ہے۔ اس نسخہ کے اعتبار سے مطابقت ظاہر ہے فی قوله "ثم يخطب بعد الصلوٰة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۳۱ ويأتي ايضاً ص۱۳۱

۹۱۸ ﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَبَدَاَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَرْسَلَ اِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِيْ اَوَّلِ مَا بُوْيِعَ لَهُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ بِالصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَاِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَاَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ فَبَدَاَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ بَعْدُ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ فَاَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّاُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ يُلْقِيْ فِيْهِ النِّسَاءُ صَدَقَةً قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَتَرٰى حَقًّا عَلَى الْاِمَامِ الْآنَ اَنْ يَّاْتِيَ النِّسَاءَ فَيُذَكِّرَهُنَّ حِيْنَ يَفْرُغُ قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ اَنْ لَا يَفْعَلُوْا ﴾

**ترجمہ** حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نکلے (یعنی عیدگاہ تشریف لے گئے) تو خطبہ سے پہلے نماز پڑھی، ابن جریج نے کہا کہ عطاء نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس اس زمانے میں کہلا بھیجا جب آپؓ کے ہاتھوں پر (خلافت کے لیے) بیعت کی گئی (ابن عباسؓ نے کہلا بھیجا) کہ عید الفطر کی نماز کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) اور خطبہ نماز کے بعد ہوتا تھا ابن جریج نے بیان کیا" اور عطاء نے ابن عباس اور جابر بن عبداللہ کا یہ قول مجھ سے بیان کیا کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانے میں) نہ عید الفطر کی نماز کے لیے اذان ہوتی نہ عید الاضحیٰ کے روز، اور حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (عید کے

دن) کھڑے ہوئے تو پہلے نماز پڑھی پھر نماز کے بعد لوگوں کو خطبہ سنایا پھر جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ سے) فارغ ہو گئے تو اترے اور عورتوں کے پاس پہنچے اور انہیں نصیحت کی اور آپ بلالؓ کے ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بلالؓ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے عورتیں اسی میں صدقہ ڈال رہی تھیں ابن جریج کا بیان ہے کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ کیا اس زمانے میں بھی آپ امام پر یہ حق سمجھتے ہیں کہ وہ عورتوں کے پاس آکر انہیں نصیحت کرے فارغ ہونے کے بعد، عطاء نے کہا بیشک یہ ان پر حق ہے اور انہیں کیا ہو گیا ہے کہ ایسا نہیں کرتے (یا ان کے لیے جائز نہیں کہ ایسا نہ کریں) واللہ اعلم۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "خرج يوم الفطر فبدأ بالصلوة قبل الخطبة"

اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ ایک نسخہ جو حاشیہ میں مذکور ہے نیز عمدۃ القاری شرح بخاری کا ترجمۃ الباب نسخہ حاشیہ ہی کے مطابق ہے یعنی "باب المشى والركوب الى العيد والصلوة قبل الخطبه بغير اذان ولا اقامة"

اس لحاظ سے ترجمۃ الباب تین اجزاء پر مشتمل ہے یعنی باب میں تین مسئلے ہو گئے: ۱ الخروج الى المصلّى ۲ الصلوة قبل الخطبة ۳ لا اذان لصلوة العيدين ولا اقامة۔ تیسرے جز سے مطابقت ظاہر ہے "لم يكن يؤذّن يوم الفطر ولا يوم الاضحى"

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ عید کی نماز کے لیے عیدگاہ ماشیا و راکبا یعنی پیدل اور سواری پر دونوں طرح سے جانا جائز ہے اور ترمذی میں جو حضرت علیؓ سے مروی ہے "من السنة ان تخرج الى العيد ماشيا الخ" بخاری بتانا چاہتے ہیں کہ افضل تو ماشیا ہی ہے لیکن عند الضرورت والعذر راکبا بھی جائز ہے چنانچہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں اکثر اہل علم ماشیا کو مستحب سمجھتے ہیں اور استحباب مانع جواز نہیں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے راکبا کے جواز پر کہاں سے استنباط فرمایا ہے؟ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ يتوكا على يد بلال سے راکبا پر استدلال کیا ہے چونکہ جس طرح سواری پر چلنے میں راحت ہے اسی طرح دوسرے کے سہارے سے چلنے میں بھی راحت ہے۔

**تشریح** نزل فاتى النساء علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں بمعنی انتقل ہے یعنی وہاں سے چل کر عورتوں کے پاس تشریف فرما ہوئے۔

## باب الخُطبَةِ بَعدَ العِيدِ [۲۰۹]

### عید میں نماز کے بعد خطبہ پڑھنے کا بیان

۹۱۹ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ قَالَ اَخبَرَنَا ابنُ جُرَيجٍ قَالَ اَخبَرَنِى الحَسَنُ بنُ مُسلِمٍ عَن

طاؤسٍ عن ابنِ عبّاسٍ قال شَهِدْتُ العِيْدَ مَعَ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وَاَبِى بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فكُلُّهم كانوا يُصَلُّونَ قَبلَ الخُطبَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں عید کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ حاضر ہوا ہوں یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى "كانوا يصلون قبل الخطبة" ظاہر ہے کہ جب خطبہ سے پہلے نماز ہوئی تو خطبہ نماز کے بعد ہوا۔

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۳۱ ومر ص ۱۱۹ ويأتى ايضا ص ۱۳۱، وص ۱۳۳، وص ۱۳۳، وص ۱۳۵ مختصرا، وص ۱۹۲، وص ۱۹۵، وص ۷۲۷، وص ۷۸۹، وص ۸۷۳ تا ۸۷۴، ایضاً ص ۸۷۴، وص ۱۰۸۹، مسلم اول کتاب العیدین، ص ۲۸۹، وابوداؤد، ص ۱۶۲

۹۲۰ ﴿ حَدَّثَنا يَعقوبُ بنُ اِبراهيمَ قال حَدَّثنا اَبو اُسَامَةَ قال حَدَّثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ عن نافعٍ عن ابنِ عُمَرَ قال كانَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَاَبوبكرٍ و عُمَرُ رضى اللّٰه عنهما يُصَلُّونَ العِيدَينِ قبلَ الخُطبَةِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى " يصلون العيدين قبل الخطبة"

۹۲۱ ﴿ حَدَّثَنا سُلَيمٰنُ بنُ حَرْبٍ قال حَدَّثنا شُعْبَةُ عن عَدِيِّ بنِ ثابتٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ عن ابنِ عبّاسٍ اَنَّ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم صَلّى يومَ الفِطْرِ رَكْعَتَينِ لَم يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلا بَعْدَهَا ثمَّ اَتَى النِسَاءَ وَمَعَهُ بلالٌ فاَمَرَهُنّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلنَ يُلْقِيْنَ تُلْقِى المَرْاَةُ خُرْصَهَا وسِخَابَهَا ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن دو رکعت نماز پڑھی نہ اس سے پہلے کوئی (نفل نماز) پڑھی اور نہ اس کے بعد، پھر آپؐ عورتوں کے پاس آئے آپؐ کے ساتھ حضرت بلالؓ تھے آپؐ نے ان عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ عورتیں (بلال کے کپڑے میں) اپنی بالی اور ہار ڈالنے لگیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة بظاہر اس حدیث کا ترجمۃ الباب سے کوئی مناسبت وتعلق نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث میں خطبہ بعد العید کا کوئی تذکرہ نہیں ہے؛ لیکن مناسبت ومطابقت کے لیے یہ کہا جا سکتا

ہے کہ "ثم اتی النساء و معه بلال" یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بلالؓ کے ساتھ عورتوں کے پاس پہونچنا تتمہ خطبہ تھا کہ خطبہ سے فراغت کے بعد آپؐ عورتوں کے پاس نصیحت کرنے پہونچے معلوم ہوا خطبہ بعد الصلوٰۃ تھا۔ واللہ اعلم۔

۹۲۲﴿ حَدَّثنا آدمُ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنا زُبَيْدٌ قال سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ بنِ عازِبٍ قال قال النبيُّ صلى الله عليه وسلم اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِي يَوْمِنَا هٰذا اَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلوٰةِ فَاِنَّما هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِاَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقَال رَجُلٌ مِنَ الانصارِ يُقال لَهُ اَبُو بُرْدَةَ بنَ نِيَارٍ يا رسولَ اللّٰه ذَبَحْتُ وعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ من مُسِنَّةٍ قال اجعَلْهُ مَكَانَهُ وَلَنْ تُوْفِيَ اَوْ تَجْزِيَ عن اَحَدٍ بَعْدَكَ ﴾

**ترجمہ** حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اس (عید کے) دن سب سے پہلے نماز پڑھیں گے پھر (خطبہ پڑھ کر) واپس لوٹ کر قربانی کریں گے تو جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سنت پر عمل کیا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا تو وہ ذبیحہ گوشت کا ہے جس کو وہ اپنے گھر والوں کے لیے آگے کیا ہے قربانی سے اس کا کچھ بھی تعلق نہیں اس پر ایک انصاری آدمی جن کا نام ابو بردہ نیار تھا بولے یا رسول اللہ میں نے تو (نماز سے پہلے ہی) ذبح کر دیا؛ لیکن میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے جو دوسرے سال کے بکری سے (باعتبار فربہی اور گوشت کے) بہتر ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس کے بدلے میں اسی کی قربانی کرلو اور تمہارے بعد یہ کسی اور کے لیے کافی نہ ہوگا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان اول ما نبدأ في يومنا هذا ان نصلي" کیونکہ جب پہلا کام نماز ہوا تو لامحالہ خطبہ نماز کے بعد پڑھا گیا اور یہی ترجمہ ہے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۳۱ تا ۱۳۲ و مر ص۱۳۰ ويأتي ص۱۳۲، وص۱۳۳، وص۱۳۴، وص۸۳۲، و ص۸۳۴، وص۸۳۴، وص۹۸۷

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے بنی امیہ کی بدعت پر رد ہے چونکہ بنی امیہ بالخصوص مروان اپنے زمانے میں عید کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھنے لگا تھا، بخاریؒ نے اس خوف سے کہ کہیں یہ طریقہ عام نہ ہو جائے خاص طور سے رد کرنے کے لیے مستقل باب قائم کر کے متنبہ کر دیا کہ عیدین میں خطبہ نماز کے بعد ہوگا۔

**تشریح** اگر اتفاقاً کسی نے خطبہ نماز سے پہلے پڑھ دیا تو عند الاحناف مع الکراہت خطبہ ہو جائے گا؛ لیکن حضرات شوافع وحنابلہؒ کے نزدیک خطبہ ہی نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

## باب ١١ مايُكْرَهُ مِن حَمْلِ السِّلاحِ فى العِيْدِ وَالحَرمِ وقال الحَسَنُ نُهُوا اَن يَّحمِلوا السِّلاحَ يومَ العِيْدِ اِلّا اَن يَّخافُوا عدُوًّا

عید کے دن اور حرم میں ہتھیار لے جانے کی کراہت کا بیان اور حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ عید کے دن ہتھیار لے جانے کی ممانعت کی مگر جب دشمن کا خوف ہو

مطلب یہ ہے کہ عید کے دن یا حرم میں مجمع کے وقت ہتھیار لے جانا جس سے کسی مسلمان کو ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو مکروہ ہے۔

۹۲۳ حَدَّثَنا زَكَرِيَّاءُ بنُ يَحيىٰ اَبُو السُّكَيْنِ قال حَدَّثَنا المُحَارِبِيُّ قال حَدَّثَنا محمدُ بنُ سُوقَةَ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قال كنتُ مَعَ ابنِ عُمَرَ حِيْنَ اَصابَه سِنانُ الرُّمحِ فى اَخمَصِ قَدَمِهِ فَلَزِقَتْ قَدَمُهُ بِالرِّكابِ فنزلتُ فَنَزَعْتُها وَذٰلك بِمِنىٰ فَبَلَغَ الحَجَّاجَ فَجاءَ يَعُودُه فقال الحَجَّاجُ لو نَعلَمُ مَن اَصابَكَ فقال ابنُ عُمَرَ اَنتَ اَصَبْتَنِى قال وَكيفَ قال حَمَلتَ السِّلاحَ فى يومٍ لَم يَكن يُحمَلُ فِيهِ وَاَدخَلتَ السِّلاحَ الحَرَمَ وَلَم يَكنِ السِّلاحُ يُدخَلُ فى الحَرَمِ

**ترجمہ** سعید بن جبیرؒ نے بیان کیا کہ میں (حج میں) اس وقت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ تھا جب ان کے پاؤں کے تلوے میں نیزے کا پھل لگا تھا جس کی وجہ سے ان کا پاؤں رکاب سے چپک گیا تو میں سواری سے اترا اور اسے نکالا اور یہ واقعہ منیٰ میں ہوا، جب حجاج کو معلوم ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی عیادت کے لیے آیا اور حجاج نے کہا کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کس نے آپ کو زخمی کیا ہے؟ (تو ہم اسے سزا دیتے) اس پر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا تو ہی نے مجھ کو زخمی کیا ہے، حجاج نے کہا وہ کیسے؟ ابن عمرؓ نے فرمایا تم نے ہتھیار اس دن لایا جس دن ہتھیار نہیں لایا جاتا تھا، تو نے حرم میں ہتھیار داخل کیا حالانکہ حرم میں ہتھیار داخل نہیں کیا جاتا تھا۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله لم يكن يحمل فيه. وادخلت السلاح الى آخر الحديث.

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۳۲، ایضاً ص ۱۳۲

۹۲۴ حَدَّثَنا اَحْمَدُ بنُ يَعقُوبَ قال حَدَّثَنِى اِسحٰقُ بنُ سَعِيدِ بنِ عَمرِو بنِ سَعِيدِ بنِ العَاصِ عن اَبِيهِ قال دَخلَ الحَجّاجُ عَلىٰ اِبنِ عُمَرَ وَاَنا عِندَهُ قال كَيفَ هُوَ قال صَالِحٌ فقال مَن اَصابَكَ قال اَصابَنِى مَن اَمَرَ بِحَملِ السِّلاحِ فى يومٍ لا يَحِلُّ فِيهِ

حَمْلَهُ يَعْنِى الحَجَّاجَ ﴾

**ترجمہ** سعید بن عمرو نے بیان کیا کہ حجاج حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا اور انکے پاس موجود تھا حجاج نے پوچھا "کیسے ہیں؟ فرمایا اچھا ہوں پھر حجاج نے پوچھا آپکو زخمی کس نے کیا؟ فرمایا مجھے اس شخص نے زخمی کیا جس نے اس دن ہتھیار لیجانے کی اجازت دی جس دن ہتھیار لے جانا جائز نہیں، یعنی حجاج (یعنی حجاج نے زخمی کیا)۔

**مطابقته للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "من امر بحمل السلاح فى يوم لايحل فيه حمله".

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۳۲

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عید کی نماز کے لیے جاتے ہوئے اور حرم میں بلاضرورت ہتھیار لے جانا مکروہ ہے چونکہ کثیر مجمع اور ہجوم کی وجہ سے ایذاء مسلم کا اندیشہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ملکوں میں عیدین میں ہتھیار لگا کر جانے سے منع فرمایا الا ان يكونوا بحضرة العدو. (ابن ماجہ، ص ۹۴)

**اشکال** : اس سے قبل کتاب العیدین کا دوسرا باب یعنی باب ع۶۰۳ باب الحراب والدرق گذر چکا ہے جس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے عید میں اہل حبشہ کو ہتھیاروں سے کھیلنے کی اجازت دی بظاہر تعارض ہے۔

اس کا جواب گذر چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عید کے دن اظہار سرور وخوشی کے طور پر ہتھیاروں کا مظاہرہ اور مشق نہ صرف مباح ہے بلکہ مندوب ومستحب ہے چونکہ کھیل کے مظاہرہ کے وقت لوگ ہوشیار رہتے ہیں۔

بخلاف اس صورت کے جو اس باب کا مقصد ہے کہ نماز عید کے لیے جاتے وقت ہتھیار لے جانا مکروہ ہے اس لیے کہ لوگ غافل رہتے ہیں اور لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے، زخم لگنے کا اندیشہ ہے اس لیے مکروہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ باب ع۶۰۳ باب الحراب کا تعلق حالت امن سے ہے اور اس باب کا تعلق حالت خوف سے ہے۔ واللہ اعلم۔

**تشریح** حين اصابه سنان الرمح الخ واقعہ یہ ہوا کہ عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں جب حجاج بن یوسف ظالم نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو ۷۳ھ میں شہید کر دیا تو مسلمانوں میں بڑا غم وغصہ پھیلا تو عبدالملک بن مروان نے سوچا کہ یہ مسلمان عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل پر اتنا بگڑے ہیں تو اگر ان کے دینی امور میں کوئی گڑبڑی ہوئی تو یہ بالکل ہی بگڑ جائیں گے اور ملک سنبھالنا مشکل ہوگا اس لیے عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ ایام حج میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھ کر ارکان حج ادا کرے یہ حکم حجاج پر شاق گذرا لیکن بادشاہ وقت کا حکم تھا ٹالنا مشکل تھا، حجاج نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اپنا نیزہ زہر آلود کر کے رکھ اور جب ابن عمرؓ گذریں تو ان کو مار دینا اس نے ایسا ہی کیا حضرت ابن عمرؓ اسی تکلیف سے چند دن بیمار رہے اور ۷۴ھ میں وصال فرمایا۔

حجاج بھی دکھاوے کے طور پر عیادت کرنے آیا اس کے بعد ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

فنزعتها ھا ضمیر مؤنث ہے حالانکہ اس کا مرجع سنان مذکر ہے۔
جواب: بمعنی حدیدہ یا بمعنی سلاح ہے اور یہ مؤنث ہے۔

## ﴿بابُ التَّبْكِيرِ لِلعِيْدِ وَقالَ عبدُ اللهِ بنُ بُسْرٍ اِنْ كُنّا فَرَغْنَا فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ وَذٰلِكَ حِيْنَ التَّسْبِيْحِ﴾

**باب۔ عید کی نماز کے لیے سویرے جانے کا بیان اور حضرت عبد اللہ بن بسرؓ نے (ملک شام) میں امام کے دیر سے نکلنے پر اعتراض کیا اور فرمایا بلا شبہ اس وقت تو ہم نماز سے فارغ ہو جاتے تھے اور یہ جس وقت نفل نماز درست ہے**

مطلب یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد جب مکروہ وقت نکل جائے اور نفل پڑھنا درست ہو جائے جیسے اشراق کی نماز اسی وقت عید کی نماز پڑھنا افضل ہے، تو چونکہ امام نے عید گاہ پہنچنے میں دیر کر دی تھی اس لیے صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن بسرؓ نے اعتراض کر دیا اور فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو ہم اس وقت تک عید کی نماز پڑھ کر فارغ ہو جایا کرتے تھے۔

**عیدین کی نماز** وقت مکروہ نکلنے کے بعد اول وقت میں پڑھنا افضل و مستحب ہے البتہ عید الاضحیٰ کی نماز اور جلد پڑھنی چاہیے تاکہ لوگ قربانی سے جلد فارغ ہو جائیں۔ چنانچہ حدیث پاک ہے عَجِّل الاضحى و آخِر الفطر (مشکوۃ ص ۱۲۷) نیز عید الاضحیٰ میں نماز سے فراغت کے بعد قربانی اور اس کے متعلقہ امور کو انجام دینا ہے بخلاف عید الفطر کے کہ نماز کے بعد عید سے متعلق کوئی خاص کام نہیں اس لیے عید الاضحیٰ میں جلدی کرنی چاہیے تاکہ اکل و شرب کی ابتدا ضیافت اللہ یعنی قربانی کے گوشت سے ہو۔

۹۲۵﴿ حَدَّثَنا سُلَيْمٰنُ بنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن زُبَيْدٍ عنِ الشَّعْبِيِّ عن البَرَاءِ بنِ عازِبٍ قال خَطَبَنَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم يومَ النَّحْرِ فقالَ اِنَّ اَوَّلَ ما نَبْدَأُ به في يَومِنا هٰذا اَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فعلَ ذٰلك فقد اَصَابَ سُنَّتَنا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَاِنَّما هو لَحْمٌ عَجَّلَه لِاَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقامَ خالِي اَبُوبُرْدَةَ بنُ نِيارٍ فقال يا رسولَ الله اِنِّي ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اُصَلِّيَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ فقال اجْعَلْهَا مَكَانَها اَوْ قال اذْبَحْها وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عن اَحَدٍ بَعْدَكَ ﴾

**ترجمہ** حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن خطبہ دیا اور فرمایا کہ اس روز سب سے پہلے جو کام ہم کرتے ہیں وہ نماز ہے پھر (خطبہ پڑھ کر) ہم واپس لوٹتے ہیں تو قربانی کرتے ہیں پس جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سنت پر (ہمارے طریقہ پر) عمل کیا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کرلیا تو وہ جانور ایسا گوشت ہوگا جسے اس نے اپنے گھر والوں کے لیے جلدی سے تیار کرلیا ہے۔ قربانی سے اس ذبیحہ کا کچھ بھی تعلق نہیں اس پر میرے ماموں ابو بردہ بن نیارؓ نے کھڑے ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے تو نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کرلیا اور میرے پاس ایک سال سے کم عمر بکری کا بچہ ہے جو پورے سال بھر کے بکرے سے بہتر ہے آپؐ نے فرمایا اسی کو اس کے بدلہ میں کرلو یا یہ فرمایا کہ اس کو ذبح کرلو اور تمہارے بعد ایک سال سے کم عمر کا بکرا کسی کے لیے کافی نہیں ہوگا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان اول ما نبدأ به في يومنا هٰذا ان نصلي"
معلوم ہوا کہ قربانی کے دن قربانی اور تمام کاموں سے پہلے نماز پڑھنی چاہیے اس سے تبکیر ثابت ہوگئی اس لیے کہ اگر قربانی پہلے کرے گا تو نماز میں تاخیر ہوگی لہٰذا قربانی نماز کے بعد ہوگی۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۲ و مر الحديث ص ۱۳۰، ایضاً ص ۱۳۰ تا ۱۳۱ ویاتی ص ۱۳۳، وص ۱۳۴، وص ۸۳۲، وص ۸۳۳، وص ۸۳۴

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمۃ الباب سے یہ ہے کہ عید کے دن طلوع آفتاب کے بعد صرف نماز عید کی تیاری اور نماز کے لیے سویرے نکلنے کی تیاری کرنی چاہیے اور نماز عید سے فارغ ہونے کے بعد قربانی کرے نماز سے پہلے قربانی درست نہیں۔

**مذاہب ائمہ** حنفیہ کے نزدیک یہ حکم ان لوگوں کیلئے ہے جن پر نماز عید واجب ہے اور جن لوگوں پر عید کی نماز واجب نہیں یعنی اہل قریہ (چھوٹی بستی والے) طلوع فجر یا نماز صبح کے بعد ہی قربانی کرسکتے ہیں۔
یہ مسئلہ کہ کن لوگوں پر جمعہ وعیدین واجب ہے گذر چکا ہے خلاصہ یہ ہے کہ اہل مصر یا قریہ کبیرہ والے پر ذبح بعد الصلوٰۃ ہے اور اہل قریہ کے لیے طلوع فجر کے بعد قربانی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

## بَابُ [۶۱۲] فَضْلِ الْعَمَلِ فِى اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ

وَقَالَ ابنُ عبّاسٍ وَاذكُرُوا اللّٰه فى اَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ اَيَّامُ الْعَشْرِ وَالاَيَّامُ الْمَعْدُودَاتُ اَيَّامُ التَّشْرِيق وَكَانَ ابنُ عُمَرَ وَاَبُوهُرَيْرَةَ يَخرُجَانِ اِلَى السُّوقِ فى اَيَّامِ العَشْرِ

يُكَبِّرَانِ وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهِمَا وَكَبَّرَ محمدُ بنُ عَلِيٍّ خَلْفَ النَّافِلَةِ ﴾

## ایام تشریق میں عمل کرنے کی فضیلت کا بیان

اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ''اور اللہ کا ذکر معلوم دنوں میں کرو'' (یعنی سورۂ حج کی آیت ۲۸ میں جو ایام معلومات ہے ان ایام معلومات سے مراد ایام عشر یعنی ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے اور ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہیں (یعنی سورہ بقرہ میں آیت ۲۰۳ "واذكروا الله فى ايام معدودات" میں ایام معدودات سے مراد ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما ان دس دنوں میں بازار کی طرف تکبیر کہتے ہوئے نکلتے اور لوگ ان بزرگوں کی تکبیر سن کر تکبیر کہتے اور محمد بن علیؒ یعنی امام باقر نے نفل نماز کے بعد بھی تکبیر کہی ہے۔ (لیکن جمہور علماء صرف فرض نمازوں کے بعد ایام تشریق میں تکبیر کے قائل ہیں)

۹۲۶ ﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ عَرْعَرَةَ قال حدثنا شُعْبَةُ عن سُلَيمٰنَ عن مُسْلِمٍ البَطِيْنِ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عن ابنِ عبّاسٍ عنِ النبىّ صلى الله عليه وسلم قال ما العَمَلُ فى ايّامٍ افضلُ منها فى هٰذه قالوا وَلَا الجِهادُ قال وَلا الجهادُ اِلّا رجلٌ خَرَجَ يُخاطِرُ بنفسِه وَمَالِه فلَمْ يَرْجِعْ بِشيْءٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دنوں کے عمل سے زیادہ کسی دن کے عمل میں فضیلت نہیں ہے لوگوں نے پوچھا اور جہاد بھی نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''جہاد بھی نہیں سوائے اس شخص کے جو اپنی جان و مال کو خطرہ میں ڈال کر (جہاد کے لیے) نکلا اور کچھ واپس نہیں لایا (یعنی سب کچھ کھو چکا)

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ما العمل فى ايام افضل منها فى هذه" کیونکہ ایام سے مراد ایام عشر ہیں۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۲، وابوداؤد فی کتاب الصیام، ص ۳۳۱، والترمذی فی ابواب الصوم، ص ۹۴، ابن ماجہ، ص ۱۲۵ فی ابواب الصیام۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب کے ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے یعنی ایام تشریق کی فضیلت بیان کرنی ہے۔

**ایام تشریق** علامہ نوویؒ فرماتے ہیں: "ايام التشريق ثلاثة بعد يوم النحر" (شرح مسلم، ص ۳۶۰)

یعنی یوم النحر قربانی کے دن اور اس کے بعد تین دن مجموعہ چار دن ایام تشریق ہوئے ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخ۔ مطلب یہ ہوا کہ ایام تشریق کا آخری دن تیرہویں ذی الحجہ ہے۔

صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں کہ حنفیہ کے یہاں مفتی بہ قول جس پر علماء احناف کا عمل ہے یہ ہے کہ تکبیر تشریق یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کی نماز فجر کے بعد سے ایام تشریق یعنی تیرہویں ذی الحجہ کی نماز عصر تک ہے۔ یعنی ایک مرتبہ بلند آواز سے کہے "اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ اِلاَّ اللّٰہ و اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر ولِلّٰہ الحمد" (ہدایہ کتاب العیدین) اور ایام نحر یعنی قربانی کے ایام ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ یعنی تین ایام ہیں

**تشریحات** تشریق مصدر ہے جس کے ایک معنی ہیں شرق اللحم گوشت کے پارچے بنا کر دھوپ میں سکھانا تو چونکہ ان ایام میں قربانی کے گوشت سکھائے جاتے تھے اسی وجہ سے ان ایام کو ایام تشریق سے موسوم کیا گیا۔ ۲۔ یا اس وجہ سے کہ قربانی کے جانور اسی وقت ذبح کیے جاتے تھے جب آفتاب طلوع ہو جاتا تھا۔ "وقال ابن عباس واذکروا اسم اللّٰہ فی ایام معلومات"

**اشکال**: قرآن پاک کی آیت تو یہ ہے "ویذکروا اسم اللّٰہ فی ایام معلومات" (سورہ حج آیت ۲۸) اور امام بخاریؒ نے "واذکروا اللّٰہ فی ایام معلومات" نقل کیا ہے جو قرآن مجید کے موافق نہیں ہے؟ ہاں ایام معدودات کے متعلق واذکروا اللّٰہ ہی ہے۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۰۳)

**جواب**: امام بخاریؒ کا مقصد آیت کی تلاوت و نقل نہیں ہے بلکہ صرف آیت کی طرف اشارہ ہے مقصود بالذات ایام معلومات و ایام معدودات کی تفسیر نقل کرنی ہے۔

وکان ابن عمر و ابوھریرۃ الخ بظاہر ترجمہ سے عدم مناسبت باعث اشکال ہے؟

جواب چونکہ امام بخاریؒ کے نزدیک یوم النحر ایام تشریق میں داخل ہے، نیز ایام عشر میں داخل ہے، پس مناسبت ظاہر ہے۔

وکبر محمد بن علی الخ لیکن جمہور حنفیہ اور اکثر شافعیہ کے نزدیک صرف فرائض کے بعد تکبیر ہے۔ واللہ اعلم

## باب[۶۱۴] التَّکْبِیْرِ اَیَّامَ مِنٰی وَاِذَا غَدَا اِلٰی عَرَفَۃَ

وکانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ یُکَبِّرُ فی قُبَّتِہٖ بِمِنٰی فَیَسْمَعُہٗ اَھْلُ الْمَسْجِدِ فَیُکَبِّرُوْنَ وَیُکَبِّرُ اَھْلُ الْاَسْوَاقِ حتی تَرْتَجَّ مِنیً تَکْبِیْرًا وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یُکَبِّرُ بِمِنٰی تِلْکَ الْاَیَّامَ وَخَلْفَ الصَّلَوَاتِ وعلٰی فِرَاشِہٖ وَفِی فُسْطَاطِہٖ وَمَجْلِسِہٖ وَمَمْشَاہُ تِلْکَ

الْاَیَّامَ جَمِیْعًا وَکَانَتْ مَیْمُوْنَةُ تُکَبِّرُ یَوْمَ النَّحْرِ وَکَانَ النِّسَاءُ یُکَبِّرْنَ خَلْفَ اَبَانَ بِنِ عثمانَ وَعُمَرَ بنِ عبدِ العَزِیْزِ لَیَالِیَ التَّشْرِیقِ مَعَ الرِّجَالِ فی المَسْجِدِ﴾

## باب۔ ایام منیٰ میں اور جب عرفہ یعنی میدان عرفات جائے تو تکبیر کہنے کا بیان (یعنی نویں ذی الحجہ کی صبح کو عرفات جائے)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ کے اندر تکبیر کہتے اور مسجد میں موجود لوگ اسے سنتے تو وہ بھی تکبیر کہتے اور بازار والے بھی تکبیر کہنے لگتے اور منیٰ تکبیر سے گونج اٹھتا اور حضرت ابن عمرؓ ان ایام میں منیٰ میں تکبیر کہتے اور نمازوں کے بعد اور اپنے بستر پر اور اپنے خیمے میں اور اپنی مجلس میں اور راستہ چلتے ہوئے ان سب دنوں میں تکبیر کہتے۔ اور حضرت میمونہ ام المومنینؓ یوم نحر یعنی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ میں تکبیر کہتی تھیں اور عورتیں مسجد میں ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے پیچھے ایام تشریق میں مردوں کے ساتھ تکبیر کہتی ہیں۔

۹۲۷﴿ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَیْمٍ قال حَدَّثنا مالِكُ بنُ اَنَسٍ قال حَدَّثَنِی محمَّدُ بنُ اَبِی بَکْرٍ الثقفِیُّ قالَ سَالتُ اَنَسَ بنَ مالِكٍ ونحنُ غادِیَانِ مِن مِنًی اِلٰی عَرَفَاتٍ عَنِ التَّلْبِیَةِ کَیْفَ کُنْتُم تَصْنَعُوْنَ مَعَ النبیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال کَانَ یُلَبِّی المُلَبِّی لا یُنْکَرُ عَلَیْهِ وَیُکَبِّرُ المُکَبِّرُ فلا یُنْکَرُ عَلَیْهِ﴾

**ترجمہ** محمد بن ابوبکر ثقفی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے تلبیہ کے متعلق دریافت کیا کہ آپ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کس طرح کہتے تھے؟ اور ہم دونوں اس وقت صبح کو منیٰ سے عرفات جا رہے تھے انھوں نے فرمایا تلبیہ کہنے والا تلبیہ کہتا اس پر کوئی انکار نہیں کرتا اور تکبیر (یعنی تکبیر تشریق) کہنے والا تکبیر کہتا اور اس پر کوئی انکار نہیں کرتا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "یُکَبِّرُ المُکَبِّرُ" کیونکہ اپنے عموم کی بنا پر سب کو شامل ہے۔

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۳۲ ویاتی ص ۲۲۵، ومسلم، ص ۴۱۶، ابن ماجہ کتاب الحج، ص ۲۲۲، ونسائی ایضاً فی کتاب الحج۔

۹۲۸﴿ حَدَّثَنَا محمَّدٌ قال حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ حَفْصٍ قال حَدَّثنا اَبِی عن عَاصِمٍ عن

حَفصَةَ عن اُمِّ عَطِيَّةَ قالتْ كُنّا نُؤمَرُ اَنْ نَخرُجَ يَومَ العِيدِ حتّى نُخرِجَ البِكْرَ مِن خِدرِهَا حتى نُخرِجَ الحُيَّضَ فَيَكُنَّ خَلفَ النَّاسِ فيُكَبِّرْنَ بِتكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ بِدُعائِهِم يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذٰلِكَ اليَومِ وَطُهْرَتَهُ ﴾

**ترجمہ** حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ (آنحضرتؐ کے زمانے میں) ہمیں عید کے دن نکلنے کا حکم تھا یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں اور حائضہ عورتیں بھی پردہ کر کے باہر نکلتیں اور مردوں کے پیچھے پردہ میں رہتیں مردوں کے تکبیر کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہتیں اور جب مرد دعا کرتے تو یہ بھی دعا کرتیں اس دن کی برکت اور پاکیزگری حاصل کرنے کی امید رکھتیں (یعنی گناہوں کے معافی کی امید رکھتیں)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان يوم العيد يوم مشهود كايام منى فكما ان التكبير في ايام منى فكذلك في ايّام الاِعياد والجامع بينهما اياما مشهودات (عمدہ)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۲ مر الحديث ص ۵۱ ويأتى ص ۱۳۳، وص ۱۳۴، ترمذی، ج: ۱، ص ۷۰

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ایام منیٰ میں تکبیر تشریق کو بیان کرنا ہے۔

**تکبیرات تشریق اور اس کا حکم** ایام تشریق میں عند الاحناف تکبیر واجب ہے ويجب تكبير التشريق في الاصح للامر به (درمختار باب العیدین، ص ۱۱۶، مطبوعہ کراچی)

معلوم ہوا کہ ایام تشریق میں تکبیر تشریق واجب ہے حنفیہ کے یہاں یہی مفتی بہ قول ہے۔

تکبیر تشریق کب سے کب تک ہے؟ اقوال بہت ہیں حنفیہ کے نزدیک مختار و مفتی بہ قول نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے لیکر تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک ہے۔ یہی صاحبین رحمہما اللہ سے منقول ہے۔ نیز حضرات صاحبینؒ نے فرمایا کہ ہر فرض کے بعد خواہ تنہا نماز پڑھے یا جماعت کے ساتھ، مقیم ہو یا مسافر، شہر میں ہو یا دیہات میں ہر ایک پر ایک مرتبہ تکبیر تشریق لازم ہے۔ حضرات شوافعؒ کے نزدیک تو فرائض کے ساتھ نوافل کے بعد بھی تکبیر تشریق ہے۔ واللہ اعلم۔

## ﴿ بابٌ ۶۱۴ الصَّلٰوةِ اِلَى الحَرْبَةِ يَومَ العِيدِ ﴾

عید کے دن نیزہ کی طرف (یعنی نیزہ کو سترہ بنا کر) نماز پڑھنے کا بیان

۹۲۹ ﴿ حَدَّثَنِي محمَّدُ بنُ بَشّارٍ قال حَدَّثنا عبدُ الوَهّابِ قال حَدَّثَنا عُبَيدُ اللّٰهِ عن نافعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كانَ تُرْكَزُ لَهُ الحَرْبَةُ قُدّامَه يوم الفِطْرِ وَالنَّحْرِ ثم يُصَلِّي ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نیزہ گاڑ دیا جاتا تھا پھر آپ (اسی کی طرف رخ کر کے) نماز پڑھتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى "كان تركز له الحربة قدامه الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۲ تا ۱۳۳ و مر ص ۷۱

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ایک شبہ کا ازالہ ہے بخاری ابھی صرف چار ابواب قبل باب ۶۱۰ میں بیان کر آئے ہیں کہ عیدگاہ میں ہتھیار نہ لے جانا چاہیے، اب اس باب میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گذشتہ باب میں کراہت بلاضرورت پر محمول ہے؛ لیکن اگر ضرورت ہو تو لے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں باضابطہ عیدگاہ نہیں تھی بلکہ میدان میں عید کی نماز پڑھتے تھے اس لیے سترہ کی ضرورت سے حربہ، عنزہ ساتھ لیجاتے تھے، آج بھی اگر کہیں عیدگاہ بنی ہوئی نہ ہو تو سترہ کے لیے کوئی چیز لیجانا چاہیے باقی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے نصر الباری جلد دوم کا باب ۱۱۱، اور باب ۱۱۲۔

## باب ۶۱۵ حَمْلِ العَنَزَةِ اَوِ الحَرْبَةِ بَيْنَ يَدَى الإمَامِ يومَ العِيْدِ

## عید کے دن امام کے آگے عنزہ یا حربہ لے کر چلنے کا بیان

۹۳۰ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بنُ المُنْذِرِ قال حَدَّثَنا الوَلِيْدُ قال حَدَّثَنا اَبُو عَمرٍ و الاَوْزَاعِىّ قال حَدَّثَنِي نافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ قال كانَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم يَغْدُو اِلى المُصَلّى وَالعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالمُصَلّى بَيْنَ يَدَيْهِ فيُصَلِّي اِلَيْهَا

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو عیدگاہ جاتے تو عنزہ آپؐ کے آگے لیجایا جاتا اور عیدگاہ میں آپؐ کے سامنے گاڑ دیا جاتا آپؐ اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "والعنزة بين يديه تحمل الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۳ و مر قبله ص ۱۳۲ تا ص ۱۳۳

**مقصد** ابواب سابقہ میں ہتھیار ساتھ لے جانے کی اباحت و کراہت دونوں کا بیان ہو چکا ہے نیز یہ بھی معلوم ہو چکا کہ اگر ایذاء مسلم کا اندیشہ ہو تو ممنوع و مکروہ ہے؛ لیکن اگر اطمینان ہو تو عند الضرورت جائز ہے۔ مثلاً میدان میں عید کی نماز پڑھنی ہے تو سترہ گاڑنے کی غرض سے لیجانا جائز ہے یا عیدگاہ جانے میں دشمن کا خطرہ ہو تب بھی ہتھیار لیجانا جائز ہے۔ اب اس باب میں ہتھیار لیجانے کا محتاط طریقہ بیان فرما رہے ہیں کہ امام کے آگے نیزہ برچھی عیدگاہ لیجانے میں کوئی مضایقہ نہیں کیونکہ امام اور مسلمانوں کی جماعت پیچھے ہے اس صورت میں ایذاء

اور کسی مسلمان کو زخم لگنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے، ہجوم سے قبل ہتھیار لے جاسکتے ہیں۔

ع امام بخاریؒ کے زمانے میں امراء ورؤسا اپنے آگے آگے ہتھیار لیجاتے تھے۔ بخاریؒ اس کا ماخذ بتانا چاہتے ہیں کہ اس کی اصل یہ ہے لیکن فرق یہ ہے کہ امراور ؤسا تو اپنی شان وشوکت، وامارت ووجاہت کا مظاہرہ کرتے تھے لیکن عیدگاہ تک ہتھیار لے جانے کی اصل بنیاد سترہ ہے۔ واللہ اعلم۔

## ﴿ باب ۶۱۶ خُرُوجِ النِّساءِ وَالحُيَّضِ اِلَى المُصَلّٰى ﴾

### عورتوں اور حیض والیوں کا عیدگاہ جانا

۹۳۱ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ عبدِ الوَهَّابِ قال حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن اَيُّوبَ عن محمَّدٍ عن اُمِّ عَطِيَّةَ قالتْ اُمِرنا اَنْ تُخْرِجَ العَواتِقَ وَذَوَاتِ الخُدُورِ وعن اَيوبَ عن حَفْصَةَ بنَحْوِه وَزادَ في حَدِيثِ حَفصَةَ قالَ اَوْ قالتْ العَواتِقَ وَذَوَاتِ الخُدُورِ وَيَعْتَزِلْنَ الحُيَّضُ المُصَلّٰى ﴾

**ترجمہ** حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم جوان عورتوں اور پردہ والیوں کو (عید کے دن) نکالیں (یعنی عیدگاہ لے جائیں) وعن ایوب عن حفصة الخ هو معطوف على الاسناد المذكور مطلب یہ ہے کہ حماد بن زید نے روایت کی ایوب سختیانی سے عن محمد بن سیرین عن ام عطیہ الخ نیز حماد نے روایت کی ایوب سے عن حفصہ بنت سیرین عن ام عطیہ نحوہ۔ حفصہ بنت سیرین کی حدیث میں یہ زیادتی ہے "قال او قالت" یعنی ایوب نے کہا یا حفصہ نے! جوان عورتوں کو اور پردہ والیوں کو عیدگاہ لے جائیں اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في "امرنا ان نُخرج العواتق الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۳ و مر ص ۴۶، وص ۵۱، وص ۱۳۲، وص ۱۳۴، وص ۲۲۴

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ حائضہ عورت اگرچہ نماز نہیں پڑھ سکتی، اسی طرح عورتیں دن کو مسجد نہیں جاتیں مگر عیدین میں عیدگاہ جانا چاہیے کہ اس میں مسلمانوں کی شوکت وکثرت کا اظہار ہے۔ واللہ اعلم۔

**تشریح** عواتق عاتق کی جمع ہے وہ کنواری لڑکی جو ابھی بالغ ہوئی ہے یا بلوغ کے قریب پہونچ گئی ہے۔
حیض بضم الحاء المهمله حائض کی جمع ہے جیسے رُکّع راکع کی جمع ہے۔

اس حدیث سے تو معلوم ہوا کہ سب عورتوں کو نماز عید کے لیے عیدگاہ جانا چاہیے اور یہی مذہب ہے حنابلہ کا

لیکن چند شرائط کے ساتھ کہ لباس فاخرہ اور بناؤ سنگار زیب وزینت کے بغیر۔ جمہور ائمہ ثلاثہ (حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ) فرماتے ہیں جوان عورتوں کے لیے جائز نہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے نصر الباری جلد دوم، ص ۳۰۱ تا ۳۰۲۔

## ﴿بابُ خُرُوجِ الصِّبْيانِ إلَى المُصَلّٰى﴾

### بچوں کا عیدگاہ جانا

۹۳۲ ﴿ حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عبّاسٍ قال حَدَّثَنا عبدُ الرّحمٰنِ قال حَدَّثنا سُفيٰنُ عن عبدِ الرّحمٰنِ بنِ عابِسٍ قال سَمِعتُ ابنَ عبّاسٍ قال خَرَجتُ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم يومَ فِطرٍ أَوْ أَضحى فصَلّى ثمَّ خَطَبَ ثمَّ أتَى النِّساءَ فوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ ﴾

**ترجمہ** عبدالرحمٰن بن عابسؒ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا انھوں نے فرمایا کہ میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا آپؐ نے عید کی نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے اور انھیں وعظ ونصیحت کی اور صدقہ کا حکم دیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "قال خرجت مع النبی صلی الله علیه وسلم یوم فطر الخ"

کیونکہ حضرت ابن عباسؓ اس وقت نابالغ بچے تھے لانه عند وفاة النبی صلی الله علیه وسلم کان ابن ثلث عشرة سنة (عمدہ) پس نابالغ بچوں کا عیدگاہ جانا ثابت ہوگیا۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۳ ومر ص ۲۰ ویاتی ص ۱۱۹، ص ۱۳۱، وص ۱۳۵، وص ۱۹۲، ص ۱۹۵، وص ۷۲۷، وص ۷۸۹، وص ۸۷۳، وص ۸۷۴، وص ۱۰۸۹

**مقصد** ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے جنبوا مساجدکم صبیانکم الخ (ابن ماجہ ص ۵۵) امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ مصلی یعنی عیدگاہ من کل الوجوہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے اس لیے نابالغ بچوں کا عیدگاہ جانا بلا کراہت جائز ہے حتیٰ کہ حائضہ عورت کا عیدگاہ جانا جائز ہے جب کہ مسجد جانا ناجائز وحرام ہے بعض روایات میں جو حائضہ کے لیے مصلّی سے علیحدہ رہنے کا حکم ہے یہ ممانعت بھی صرف مکروہ تنزیہی ہے جو ایک خاص مصلحت کی بنا پر ہے ورنہ عیدگاہ جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ممانعت وکراہت کی وجہ یہ ہے کہ جب نماز نہیں پڑھے گی تو بلا وجہ اختلاط بالرجال سے پرہیز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

## ﴿ بابٌ۸ ۷۱ استِقبالِ الإمَامِ النّاسَ فی خُطْبَةِ العِيْدِ وَقال اَبُو سَعِيْدٍ قامَ النبیُّ صلی اللہ علیه وسلمَ مُقابِلَ النّاسِ ﴾

عید کے خطبہ میں امام کا لوگوں (یعنی حاضرین) کی طرف رُخ کر کے کھڑا ہونے کا بیان اور حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ لوگوں کے طرف رُخ کر کے کھڑے ہوئے

۹۳۳ ﴿ حَدَّثَنا اَبُو نُعَيْمٍ قال حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ طَلْحَةَ عن زُبَيْدٍ عنِ الشَّعْبِیّ عنِ البَرَاءِ قال خَرَجَ النبیُّ صلی اللہ علیه وسلم یَومَ اَضحٰی اِلَی البَقِیعِ فصلّٰی رَکعَتَیْنِ ثمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنا بِوَجْهِهٖ فقالَ اِنَّ اَوَّلَ نُسُکِنَا فِی یَوْمِنا هٰذا اَن نَبْدَأَ بِالصَّلٰوةِ ثمَّ نرجِعَ فَنَنْحَرَ فمَن فعَلَ ذٰلِك فقَدْ وَافَقَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قبلَ ذٰلِك فِانَّمَا هُو شیْءٌ عَجَّلَه لِاَهْلِه لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فی شیْءٍ فقَامَ رَجُلٌ فقال یا رسولَ اللّٰهِ اِنّی ذَبَحْتُ وَعِنْدِی جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ قالَ اذْبَحْهَا وَلَا تَفِی عن اَحَدٍ بَعْدَكَ ﴾

**ترجمہ** حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الضحیٰ کے دن (مدینہ منورہ کے قبرستان) بقیع کی طرف تشریف لے گئے اور دو رکعت (عید کی) نماز پڑھی پھر ہماری طرف چہرۂ مبارک کر کے فرمایا کہ ہمارے اس دن کی سب سے پہلی عبادت یہ ہے کہ پہلے ہم نماز پڑھیں پھر نماز اور خطبہ سے واپس ہو کر قربانی کریں پس جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سنت کے مطابق کیا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا (تو وہ قربانی نہیں ہے بلکہ) وہ ایسی چیز ہے جسے اس نے اپنے گھر والوں کے لیے جلدی سے مہیا کر دیا ہے قربانی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس پر ایک شخص (حضرت ابو بردہؓ) نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے تو پہلے ہی ذبح کر دیا لیکن میرے پاس ایک جذعہ (سال بھر سے کم عمر کا بکرا) ہے جو مُسِنّہ (ایک سال سے زیادہ عمر کے بکرا) سے زیادہ بہتر ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کو ذبح کر لو لیکن تمہارے بعد کسی کی طرف سے اس کی قربانی جائز نہ ہوگی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ثم اقبل علينا بوجهه"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۳ و مر ص ۱۳۰، ص ۱۳۱ تا ۱۳۲، وص ۱۳۴، وص ۸۳۲، وص ۸۳۳، وص ۸۳۴، وص ۸۳۴، وص ۸۳۴، وص ۹۸۷

**مقصد** حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں "میری رائے یہ ہے کہ ابواب الاستسقاء میں ص ۱۴۰ پر ایک باب آ رہا

ہے "باب استقبال القبلة فی الاستسقاء" تو حضرت امام بخاریؒ خطبہ عید کو خطبہ استسقاء سے الگ کر رہے ہیں اور الگ کرنا اس وجہ سے ہے کہ دونوں میں مشابہت زیادہ ہے وہ بھی میدان میں ہوتا ہے اور یہ بھی میدان میں ہوتا ہے (ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں) "قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقابل الناس" جب مقابل الناس کھڑے ہوئے تو استقبال الامام الناس ہو گیا۔ (تقریر بخاری، ج:۳، ص ۴۸۲)

# باب العلم بالمصلی

## عیدگاہ کے لیے نشان

٩٣٤ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا يَحْيىٰ عن سُفيٰنَ قال حَدَّثَنِی عبدُ الرحمٰنِ بنُ عابسٍ قال سمعتُ ابن عباسٍ قِيلَ لَهُ اَشَهِدْتَ العِيدَ مَعَ النبيّ صلی اللہ علیہ وسلم قال نَعَمْ وَلَوْلا مَكانِي مِنَ الصِّغرِ ما شَهِدْتُهُ حتی اتی العَلَمَ الذی عند دَارِ كَثِيرِ بنِ الصَّلتِ فصَلّی ثم خطَبَ ثم اَتَی النِسَاءَ وَمَعَهُ بِلالٌ فوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بالصَّدَقَةِ فرَاَيْتُهُنَّ يُهْوِيْنَ بِاَيْدِيهِنَّ يَقْذِفْنَهُ فی ثَوبِ بِلالٍ ثم انطَلَقَ هُوَ وَبِلالٌ اِلیٰ بَيْتِهِ

**ترجمہ** عبدالرحمٰن بن عابس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر تھے؟ انھوں نے کہا "ہاں" اور اگر کم عمری کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری قدر نہ ہوتی تو آپؐ کے ساتھ نہیں جاسکتا آپؐ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے نزدیک ہے (کثیر بن صلت کا گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنایا گیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے لوگوں کو عیدگاہ کا مقام بتلانے کے لیے اسکا پتہ دیا) آپؐ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اس کے بعد آپؐ عورتوں کی طرف آئے آپؐ کے ساتھ حضرت بلالؓ بھی تھے آپؐ نے ان عورتوں کو وعظ ونصیحت کی اور صدقہ کا حکم دیا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ عورتیں اپنے ہاتھوں کو پھیلاتیں اور حضرت بلالؓ کے کپڑے میں ڈالتیں پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بلالؓ اپنے گھر کی طرف چلے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "حتی اتی العلم الذی عند دار كثير بن الصلت"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ١٣٣ او مر الحديث ص ٢٠، وص ١١٩، وص ١٣١

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ اگر عید کی نماز مسجد سے باہر کسی میدان میں پڑھی جارہی ہو تو اگر کسی قسم کی علامت وہاں مقرر کر دی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، جائز ہے۔

**اشکال:** اشکال یہ ہے کہ جس روایت سے استدلال ہے اور اس میں عَلَم کا ذکر ہے وہ عَلَم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہاں تھا؟ جو اس سے استدلال کیا جارہا ہے جب کہ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں "والدار المذكورة بعد العهد النبوی"

**جواب:** امام بخاریؒ نے ظاہر لفظ روایت سے استدلال فرمایا اور اس تحقیق میں نہیں گئے کہ زمانہ نبوی میں تھا یا نہیں۔

**ولولا مكاني من الصغر ما شهدته** اس کے دو مطلب ہیں: اول یہ کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میری قرابت نہ ہوتی تو میں اپنے صغر کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکتا، مگر یہاں پر یہ مطلب مراد لینا غلط ہے اور جس نے یہ مطلب مراد لیا غلطی کھائی، بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اگر میں صغیر السن نہ ہوتا تو عورتوں کے مجمع میں جانے اور ان کے دیکھنے کی علت بیان کر رہے ہیں کہ میں اپنے صغیر السن ہونے کی وجہ سے وہاں گیا تھا۔ اگر یہ جملہ فرايتهن يهوين بايديهن کے بعد ہوتا تو یہ اشتباہ نہ رہتا۔ (تقریر بخاری حضرت شیخ الحدیثؒ)

## ﴿ بَابُ مَوْعِظَةِ الامامِ النِساءَ يَومَ العِيدِ ﴾ ۶۲۰

### امام کا عید کے دن عورتوں کو نصیحت کرنا

۹۳۵ ﴿ حَدَّثَنا اِسْحٰقُ بنُ اِبْرَاهِيمَ بنِ نَصْرٍ قال حَدَّثنا عبدُ الرزّاقِ قال حَدَّثنا ابنُ جُرَيْجٍ قال اَخبَرَنی عَطاءٌ عن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰهِ قال سَمِعْتُه يقولُ قامَ النبیُّ صلی اللّٰه عليه وسلم يومَ الفِطْرِ فصَلّٰی فبَدَأ بِالصَّلٰوةِ ثم خَطَبَ فلمّا فَرَغَ نَزَلَ فَاَتَی النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهو يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بلالٍ وَبلالٌ باسِطٌ ثوبَهٗ يُلْقِی فِيهِ النِّساءُ الصَّدَقَةَ قلتُ لِعَطاءٍ زكٰوةَ يومِ الفِطْرِ قال لا ولٰكِنْ صَدَقَةً يَتَصَدَّقْنَ حِينَئِذٍ تُلْقِی فَتخَهَا وَيُلْقِينَ قلتُ لِعطاءٍ اَتُرٰی حَقًّا عَلَى الإمامِ ذٰلِك وَيُذَكِّرُهُنَّ قال اِنّه لَحَقٌّ عَلَيهِم وَمَالَهُم لا يَفعَلُونَهٗ قال ابنُ جُرَيْجٍ وَاَخبَرَنِی الحَسَنُ بنُ مُسْلِمٍ عن طاؤسٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ قال شَهِدْتُ الفِطْرَ مَعَ النبیِّ صلی اللّٰه عليه وسلم وَابی بَكرٍ وَعُمَرَ وعُثمانَ يُصَلُّونَهَا قبلَ الخُطْبَةِ ثُمَّ يُخطَبُ بَعْدُ خَرَجَ النبیُّ صلی اللّٰه عليه وسلم كَاَنِّی اَنظُرُ اِلَيهِ حِينَ يُجَلِّسُ بِيَدِهٖ ثم اَقبَلَ يَشُقُّهُم حتی جاءَ النِّسَاءَ مَعَهٗ بلالٌ فقال "يٰاَيُّهَا النبیُّ اِذَا جاءَ كَ المُؤمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ الآيَة" ثمّ قال حِينَ فَرَغَ مِنهَا اَنتُنَّ علٰی ذٰلِك فقالت امراَةٌ وَاحِدَةٌ مِنهُنَّ لَم يُجِبْهُ غَيرُهَا نَعَم لا يَدرِی حَسَنٌ مَنْ هِیَ قال فَتَصَدَّقْنَ فَبَسَطَ بِلالٌ ثَوبَهٗ ثم قال

**هَلُمَّ لكنَّ فِدَاءً اَبِى وَاُمِّى فليُلقِيْنَ الفَتَخَ وَالخَواتِيمَ فى ثوبِ بِلالٍ قال عبدُ الرزاق الفَتَخُ الخَواتِيْمُ العِظامُ كانتْ فى الْجَاهِلِيةِ ﴾**

**ترجمہ** عطاء بن ابی رباحؒ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جابرؓ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی آپؐ نے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا پھر جب آپؐ خطبہ سے فارغ ہوئے تو اس جگہ سے چلے اور بلالؓ کے ہاتھ کا سہارا لے کر عورتوں کے پاس آئے اور انہیں نصیحت کی اور حضرت بلالؓ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے عورتیں اس میں خیرات ڈال رہی تھیں ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ کیا یہ عید الفطر کے دن کی زکوٰۃ (یعنی کیا صدقہ فطر) دے رہی تھیں انھوں نے کہا نہیں بلکہ اس وقت ہر ایک الگ خیرات تھی عورتیں اپنا چھلا ڈالتیں اور دوسری عورتیں بھی ڈال رہی تھیں پھر میں نے عطاءؒ سے دریافت کیا کہ کیا آپ امام پر یہ لازم سمجھتے ہیں کہ عورتوں کو نصیحت کریں؟ انھوں نے کہا البتہ ان پر لازم ہے اور کیا وجہ ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتے۔

ابن جریج نے کہا کہ حسن بن مسلم نے مجھ سے بیان کیا انھوں نے طاؤس سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں عید الفطر کی نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے شریک رہا ہوں یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے اور خطبہ (نماز کے بعد) دیتے تھے (خطبہ سے فراغت کے بعد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے نکلے گویا میں آپؐ کو دیکھ رہا ہوں (یعنی وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے) جب آپؐ لوگوں کو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بیٹھا رہے تھے پھر آپؐ صفوں کو چیرتے ہوئے عورتوں کے پاس آئے حضرت بلال آپؐ کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورہ ممتحنہ کی) آیت تلاوت فرمائی "اے نبی جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس بیعت کے لیے آئیں الآیہ پھر جب آپؐ آیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "تم ان باتوں پر قائم ہو؟ ان میں سے ایک عورت نے جواب دیا کہ "ہاں" اس کے علاوہ اور کسی نے جواب نہیں دیا، حسن بن مسلم کو معلوم نہیں کہ بولنے والی خاتون کون تھیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ خیرات کرو اور حضرت بلال نے اپنا کپڑا پھیلا دیا؛ اور کہا لاؤ ڈالو تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں چنانچہ عورتیں چھلے اور انگوٹھیاں بلال کے کپڑے میں ڈالنے لگیں، عبدالرزاق نے کہا کہ فتخ بڑی انگوٹھی (چھلے) کو کہتے ہیں جس کا جاہلیت کے زمانہ میں استعمال تھا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فاتى النساء فذكرهن"

**تعدد موضعہ** مرّ حديث جابر بن عبداللهؓ ص ۱۳۱ وحديث ابن عباسؓ شهدت الفطر الخ هنا ص ۱۳۳ و مر ص ۲۰، وص ۱۱۹، وص ۱۳۱ ویاتی ص ۱۳۵، وص ۱۹۲، وص ۱۹۵، وص ۷۲۷، وص ۷۸۹، وص ۸۷۳،

وص ۸۷۴، وص ۱۰۸۹، ومسلم فی الصلوٰۃ۔

**مقصد** حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "ای اذا لم یسمعن الخطبة مع الرجال (فتح قس) یعنی امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ چونکہ عورتیں دور رہتی ہیں تو اگر عورتیں امام کا خطبہ نہ سن سکیں تو امام نماز وخطبہ سے فارغ ہو کر عورتوں کو بھی وعظ ونصیحت کریں یہ مطلب نہیں ہے کہ دوبارہ عورتوں کے سامنے عید کا خطبہ پڑھیں جیسا کہ امام بخاریؒ نے بجائے خطبہ کے موعظة کا لفظ ذکر فرمایا ہے، نیز امام بخاریؒ کا، بخاری، ص ۲۰ پر جو ترجمہ ہے "باب عظة الامام النساء الخ" اس سے اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ باقی تشریح کے لیے نصر الباری جلد اول ص ۴۵۲ تا ص ۴۵۳ کا مطالعہ فرمایئے۔

## ﴿بَابٌ[۶۲۱] اِذَا لَمْ يَكُن لَهَا جِلْبَابٌ فِى العِيْدِ﴾

### اگر کسی عورت کے پاس عید کے دن چادر (یا برقعہ) نہ ہو؟

۹۳۶﴿ حَدَّثَنَا اَبو مَعْمَرٍ قال حَدَّثَنا عبدُ الوارِثِ قال حَدَّثَنا اَيوبُ عن حَفْصَةَ بنتِ سِيْرِيْنَ قالتْ كُنّا نَمْنَعُ جَوارِيَنا اَن يَّخْرُجْنَ يوم العيدِ فجَاءَ تْ امْرَأَةٌ فنَزَلتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ فَاَتَيْتُهَا فحَدَّثَتْ اَنَّ زَوْجَ اُخْتِهَا غزىٰ مَعَ النبيِّ صلّى الله عليه وسلم ثِنْتَى عَشْرَةَ غَزْوَةً فكانَتْ اُخْتُهَا مَعَهُ فى سِتِّ غَزَوَاتٍ قالتْ فكُنّا نَقُومُ عَلَى المَرْضىٰ وَنُدَاوِى الْكَلْمىٰ فقَالتْ يا رسولَ الله اَعلىٰ اِحْدٰنا بأسٌ اِذَا لَمْ يَكُن لَهَا جِلْبَابٌ اَلاَّ تَخرُجَ فقالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُها مِن جِلْبَابِهَا فَلْيَشْهَدْنَ الْخَيرَ وَدَعْوَةَ المُؤمِنِيْنَ قالتْ حفصةُ فلمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ اَتَيْتُهَا فسَاَلتُهَا اَسَمِعْتِ فى كَذا وَكَذا فقالتْ نعَمْ بِاَبِى وَقَلّ مَاذَكَرَتِ النبيَّ صلى الله عليه وسلم اِلاَّ قالتْ بِاَبِى قال لِتَخرُجَ العَوَاتِقُ ذَواتُ الخُدُورِ اَوْ قال العَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الخُدُوْرِ شكّ اَيوبُ وَالحُيَّضُ فَتَعتَزِلُ الحُيَّضُ المُصَلّى وَلْيَشْهَدْنَ الخَير وَدَعْوَةَ المُؤمِنِيْنَ قالتْ فقُلتُ لها الحُيَّضُ قالتْ نَعَمْ اَلَيْسَ الحائِضُ تَشْهَدُ عَرَفاتٍ وَتَشْهَدُ كَذَا وَتَشْهَدُ كَذا﴾

**ترجمہ** حفصہ بنت سیرین نے بیان کیا کہ ہم اپنی لڑکیوں کو عید کے دن (عید گاہ جانے کے لیے) نکلنے سے منع کرتے تھے پھر ایک عورت (بصرہ میں) آئی اور بنی خلف کے محل میں اتری (یعنی قیام کیا) میں ان کے

پاس حاضر ہوئی تو انھوں نے بیان کیا کہ اس کی بہن کے شوہر (یعنی بہنوئی) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک رہے تھے اور خود اس کی بہن اپنے شوہر کے ساتھ چھ غزوات میں شریک ہوئی تھی، اس نے بیان کیا کہ ہم مریضوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے تھے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا ہم میں سے اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو اور اس وجہ سے وہ (عید کے دن عیدگاہ) نہ جائے تو کوئی حرج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کی سہیلی اپنی چادر کا ایک حصہ اسے اڑھادے پھر وہ نیک کام اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں، حفصہ نے بیان کیا کہ پھر جب ام عطیہؓ تشریف لائیں تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے فلاں فلاں بات سنی ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں میرے باپ آپ پر قربان ہوں، اور ام عطیہؓ جب بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتیں تو یہ ضرور کہتیں کہ میرے باپ آپ پر فدا ہوں، آپ نے فرمایا کہ پردہ والی جوان عورتیں (عیدگاہ جانے کے لیے) باہر نکلیں یا آپ نے فرمایا ''کہ جوان عورتیں اور پردہ والیاں عیدگاہ جائیں'' یہ شک ایوب کو ہوا اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں اور نیک کام اور مسلمانوں کی دعا میں ضرور شریک ہوں، حفصہ نے کہا کہ میں نے حضرت ام عطیہؓ سے کہا کیا حائضہ عورتیں بھی؟ انھوں نے فرمایا: ''ہاں'' کیا حائضہ عورتیں عرفات نہیں جاتیں اور فلاں فلاں جگہوں میں نہیں جاتیں؟

**مطابقتہ للترجمۃ** | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لتلبسها صاحبتها من جلبابها"

**تعدد موضعہ** | والحديث هنا ص ١٣٤ و مر ص ٤٦، وص ٥١، وص ١٣٢، وص ١٣٣، ويأتى ص ٢٢٤، مسلم شریف وابوداؤد وغیرہ کے لیے نصر الباری جلد دوم، ص ٣٠١ ملاحظہ فرمایئے۔

**مقصد** | امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں جواب کی تصریح نہیں فرمائی اب یا تو اس وجہ سے کہ چند احتمالات تھے اور یا مفہوم حدیث پر اکتفا فرمایا۔

امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ عیدگاہ جانے کا اور دیگر وعظ ونصیحت کی مجلسوں میں جانے کا اہتمام کرے اگر اپنے پاس چادر نہیں ہے تو پھر بھی اپنے ساتھی، سہیلی سے عاریت میں لے کر جائے اگر وہ بھی نہ ہو سکے تو جانے والی سہیلی کی چادر میں شریک ہو کر نکلے حتی کہ اگر آسانی سے کرایہ پر چادر یا برقعہ لینا پڑے تو لے کر شریک ہوں۔ باقی الفاظ کی تحقیق اور استنباط احکام کے لیے نصر الباری جلد دوم ص ٣٠١ دیکھئے۔

## باب ١٢٢ اِعْتِزَالِ الْحُيَّضِ الْمُصَلّٰى

### حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں

٩٣٧ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ

قال قالتْ اُمُّ عَطِيَّةَ اُمِرنا اَن نَخرُجَ فنُخرِجَ الحُيَّضَ وَالعَواتِقَ وَذَوَاتِ الخُدُورِ وَقالَ ابنُ عَونٍ اَوِالعَواتِقَ ذَوَاتِ الخُدُورِ فامَّا الحُيَّضُ فيَشهَدْنَ جَماعَةَ المُسْلِمِينَ وَدَعوتَهم وَيَعتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ ﴾

**ترجمہ** محمد بن سیرینؒ نے بیان کیا کہ حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ ہمیں (عید کے دن) نکلنے کا حکم دیا گیا تو ہم حائضہ عورتوں اور دوشیزاؤں اور پردہ والیوں کو نکالتے (یعنی عیدگاہ لے جاتے) اور ابن عون نے کہا یا یوں فرمایا: ''العواتق ذوات الخدور'' (بدون الواو) یعنی پردے والی دوشیزاؤں کو الخ البتہ حائضہ عورتیں مسلمانوں کی جماعت اور دعاؤں میں شریک ہوں اور نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله ''ويعتزلن مصلاهم''

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۴ ومر ص ۴۶، وص ۵۱، وص ۱۳۲، وص ۱۳۳ ويأتى ص ۲۲۴، باقی کتابوں کی فہرست کے لیے نصر الباری جلد دوم ص ۳۰۱ دیکھئے۔

**مقصد** مقصد یہ ہے کہ حائضہ کو نماز کی جگہ یعنی عیدگاہ سے الگ رہنا چاہیے اب اگر عید کی نماز مسجد میں پڑھی جارہی ہے تو حائضہ کو مسجد جانا حرام ہے؛ لیکن اگر عید کی نماز میدان میں ہورہی ہے تو مکروہ ہے وہ نماز تو پڑھے گی نہیں پھر بلا وجہ صفوف میں انقطاع کیوں کرے گی اگرچہ عیدگاہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے مگر بلا ضرورت اجنبی مردوں سے مقارنت لازم آئے گی۔

باقی تشریح واحکام کے لیے دیکھئے نصر الباری جلد دوم، ص ۳۰۲

## ﴿ باب ۶۲۳ النَّحرِ وَالذَّبحِ يومَ النَّحرِ بِالمُصَلَّى ﴾

## عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ میں نحر اور ذبح (قربانی) کرنے کا بیان

۹۳۸﴿ حَدَّثنا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال حَدَّثنا اللَّيثُ قال حَدَّثَنِي كَثِيرُ بنُ فَرقَدٍ عن نافعٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ النبيَّ صلَّى اللّٰه عليه وسلم كانَ يَنحَرُ اَوْ يَذْبَحُ بِالمُصَلَّى ﴾

**ترجمہ**: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں قربانی کرتے تھے۔ (ذبح کرتے تھے) نحر اونٹ کا ہوتا ہے اور باقی جانوروں کو لٹا کر ذبح کرتے ہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله ''كان ينحر او يذبح بالمصلّى''

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۴ ويأتى ص ۸۳۳ وخرّجه النسائى ايضا.

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے خود ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ عید کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد

نحر ہو یا ذبح بہر حال قربانی کا جانور عیدگاہ میں ذبح کرنا چاہیے۔ جمہور فقہاءؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔

عیدگاہ میں قربانی کرنے کی بہت سی مصالح ہیں: ۱ ایک تو شعائر اسلام کا اظہار ہے اور ظاہر ہے کہ شعائر اسلام کا اظہار مجمع عام میں افضل ہوگا۔ ۲ اس میں نفع فقراء ہے کہ جب عیدگاہ میں قربانی ہوگی تو فقراء و مساکین پہونچ کر گوشت حاصل کریں گے نیز قربانی کرنے والا جب گوشت لے کر گھر آئے گا تو راستہ میں بھی مانگنے والے مانگ لیں گے۔

شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں: ''مگر فی زمانا خاص کر ہندوستان میں بعض مجبوریوں کی بنا پر گھر میں ذبح کرنے کو ترجیح ہے۔ (تقریر بخاری)

**اشکال**: یہاں اشکال یہ ہے کہ ترجمۃ الباب میں نحر و ذبح دو چیزوں کا ذکر ہے اور روایت فی الباب میں **ینحر او یذبح** شک کے ساتھ ہے **فکیف التوفیق** ؟

**جواب**: ایک جواب تو یہ ہے کہ روایت فی الباب میں "اَو" شک کے لیے نہیں تنویع کے لیے ہے مطلب یہ ہے کہ اگر اونٹ ہوتا تو نحر فرماتے اور اگر غیر اونٹ ہوتا تو ذبح فرماتے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہی روایت ص ۸۳۳ میں ہے وہاں بجائے ''اَوْ'' کے ''واوْ'' ہے لہٰذا وہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہاں ''اَوْ'' بمعنی ''واوْ'' ہے۔ واللہ اعلم۔

## ﴿ بَابٌ ۶۲۴ كلامِ الامامِ وَالنّاسِ فی خُطْبَةِ العِيْدِ وَاِذا سُئِلَ الِامامُ عن شَيءٍ وَهُو يَخْطُبُ ﴾

عید کے خطبہ میں امام کا اور لوگوں کا باتیں کرنا اور جب خطبہ کے دوران امام سے کچھ پوچھا جائے، تو امام کے جواب دینے کا بیان (یعنی کیا حکم ہے؟)

۹۳۹ ﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حدَّثَنا اَبو الاَحْوَصِ قال حَدَّثَنا مَنْصُورُ بنُ الْمُعْتَمِرِ عنِ الشَّعْبِيّ عنِ البَرَاءِ بنِ عازِبٍ قال خَطَبَنَا رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوم النَّحرِ بَعدَ الصَّلوٰةِ فقال مَنْ صَلّی صَلاتَنا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فقد اَصابَ النُّسُكَ ومَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلوٰةِ فتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ فقامَ اَبوبُرْدَةُ بنُ نِيَارٍ فقال یا رسولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لقدْ نَسَكتُ قَبْلَ اَن اَخرُجَ اِلَی الصَّلوٰةِ وَعَرَفتُ اَنَّ الیومَ یومُ اَکلٍ وَشُرْبٍ فتَعَجَّلْتُ وَاَکلتُ وَاَطعَمْتُ اَهْلِي وَجِیْرَانِي فقال رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه

علیہ وسلم تِلكَ شاۃُ لَحْمٍ قالَ فَاِنَّ عِندِی عَناقًا جَذَعَةً لَهِیَ خَیرٌ مِّنْ شَاتَیْ لَحْمٍ فَهَلْ تَجْزِی عَنِّی قال نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِیَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ ﴾

ترجمہ | حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرعید کے دن نماز کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا کہ جس نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کی اس کی قربانی درست ہوئی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کرلی تو وہ ذبیحہ صرف گوشت کی بکری ہوئی اس پر حضرت ابو بردہ بن نیار نے عرض کیا یا رسول اللہ بخدا میں نے تو نماز کے لیے نکلنے سے پہلے ہی قربانی کرلی اور میں یہ سمجھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے اس لیے میں نے جلدی کی اور خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو گوشت کی بکری ٹھہری، ابو بردہؓ نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک سال بھر کی بکری کا بچہ ہے جو دو بکریوں کے گوشت سے بھی افضل ہے تو کیا میری طرف سے قربانی صحیح ہوسکتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "ہاں" لیکن تیرے بعد پھر کسی کی طرف سے کافی نہیں ہوگی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی "فقال يا رسول الله والله لقد نسكتُ الخ" فان فيه كلام الامام فی الخطبه وفيه ان الامام سُئل واجاب .

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۳۴ ومر ص ۱۳۰ تا ص ۱۳۱، وص ۱۳۱ تا ص ۱۳۲، وایضا ص ۱۳۲، وص ۱۳۳، ویاتی ص ۸۳۲، وص ۸۳۳، وص ۸۳۴، وص ۹۸۷۔

۹۴۰ ﴿ حَدَّثَنا حَامِدُ بنُ عُمَرَ عن حَمَّادِ بنِ زَيْدٍ عن اَيُّوبَ عن محمَّدٍ اَنَّ اَنَسَ بنَ مالِكٍ قال اِنَّ رَسولَ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم صَلّٰی يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خطَبَ فَامَرَ مَنْ ذَبَحَ قبلَ الصَّلٰوةِ اَنْ يُّعِيدَ ذِبحَهُ فقام رَجُلٌ مِنَ الاَنصارِ فقال يا رسولَ اللّٰه جِيرَانٌ لِی اِمّا قال بِهِم خَصَاصَةٌ واِمّا قال بِهِمْ فقرٌ وَاِنّی ذَبَحْتُ قبلَ الصَّلٰوةِ وعِندِی عَنَاقٌ لِی اَحَبُّ اِلَیَّ مِن شَاتَیْ لَحْمٍ فرَخَّصَ لهُ فِيهَا ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا کہ جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کرلیا وہ دوبارہ ذبح کرے اس پر انصار میں سے ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے کچھ پڑوسی ہیں یا تو کہا ان کو بھوک کی تکلیف رہتی ہے یا کہا کہ وہ لوگ محتاج ہیں (شک راوی) اور میں نے اسی لیے نماز سے پہلے ذبح کرلیا اب میرے پاس بکری کا ایک بچہ ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے مجھے زیادہ پسند ہے آپؐ نے ان کو اجازت دے دی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فقال يا رسول الله جيران لی الخ" یعنی

انصاری کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنا پھر حضور کا جواب دینا دوران خطبہ ہے۔

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۳۴ و مر ص ۱۳۰ و یاتی ص ۸۳۲، وص ۸۳۴

۹۴۱ ﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عنِ الاَسْوَدِ عن جُنْدَبٍ قال صَلَّى النبيُّ صلى الله عليه وسلم يومَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وقال مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ اُخرىٰ مَكانَها وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ ﴾

**ترجمہ** حضرت جندبؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا پھر قربانی کی اور فرمایا جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ اس کے بدلہ دوسری قربانی کرے اور جس نے ذبح نہ کیا ہو وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وقال من ذبح" ای فی خطبتہ .

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۳۴ و یاتی ص ۸۲۷، وص ۸۳۴، وص ۹۸۷، وفی التوحید، ص ۱۱۰۰۔

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عیدین کے خطبہ میں جمعہ کے خطبہ سے توسع زیادہ ہے اس لیے عیدین کے خطبہ میں امام جس سے چاہے اور جو چاہے بات کرسکتا ہے اسی طرح اگر کوئی امام سے کچھ پوچھنا چاہے تو سوال کرسکتا ہے۔

لیکن حضرات فقہاء کے نزدیک صرف امام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر خطبہ میں کرسکتا ہے البتہ حضرت گنگوہیؒ کے نزدیک عیدین کے خطبہ میں توسع ہے۔

## ﴿ بابٌ مَنْ خَالَفَ الطَّرِيقَ اِذَا رَجَعَ يومَ العِيدِ ﴾ ۶۲۵

## اس شخص کا بیان جو عید کے دن راستہ بدل کر واپس لوٹے

یعنی عیدگاہ جاتے وقت ایک راستہ سے جائے اور نماز سے فراغت کے بعد دوسرے راستہ سے گھر لوٹے

۹۴۲ ﴿ حَدَّثَنَا محمدٌ قال اَخْبَرَنا اَبُو تُمَيْلَةَ يَحْيَى بنُ وَاضِحٍ عن فُلَيْحِ بنِ سُلَيْمٰنَ عن سَعِيْدِ بنِ الحارثِ عن جابرٍ قال كانَ النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم اِذَا كانَ يومُ عِيْدٍ خالَفَ الطَّرِيْقَ تابَعَه يونُسُ بنُ محمَّدٍ عن فُلَيْحٍ عن سَعِيْدٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ وَحديثُ جابرٍ اَصَحُّ ﴾

**ترجمہ** حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن (عیدگاہ سے) راستہ بدل کر آتے ابوتمیلہ کے ساتھ فلیح بن سلیمان سے یونس بن محمد نے بھی روایت کیا لیکن انھوں نے سعید کے بعد

حضرت ابوہریرہؓ کہا لیکن حضرت جابرؓ کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جو شخص سعید کا شیخ حضرت جابر کو قرار دیتا ہے اس کی روایت اس سے زیادہ صحیح ہے جو سعید کا شیخ حضرت ابوہریرہؓ کو کہتا ہے۔

**مطابقته للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اذا كان يوم عيد خالف الطريق"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۳۴ والترمذی اول ص ۷۱۔

**تشریح** "تابعه يونس بن محمد عن فليح عن سعيد عن ابی هريرة وحديث جابر اصح" یہاں اس عبارت میں گڑبڑ ہے اور صحیح حاشیہ کا نسخہ ہے متن کے نسخہ میں متابعت ہی نہیں بنتی اصل عبارت یوں ہوگی "تابعه يونس بن محمد عن فليح وقال محمد بن الصلت عن فليح عن سعيد عن ابی هريرة وحديث جابر اصح" اب حدیث جابر اصح کہنا صحیح ہوا اس لیے کہ اسکا متابع موجود ہے اور ابوہریرہؓ کی روایت کا کوئی متابع نہیں ہے۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے مخالفت طریق کا استحباب ثابت کرنا ہے کہ جس راستہ سے عید کی نماز کے لیے عیدگاہ جائیں واپسی میں اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ سے واپس ہونا مستحب ہے نیز ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک بھی راستہ بدلنا مستحب ہے۔

**حکمت** علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری اور حافظ عسقلانیؒ نے فتح الباری میں راستہ کی تبدیلی کی مختلف حکمتیں اور مصالح بیان فرمائی ہیں جن کی تعداد بیس تک پہنچتی ہے ان میں صحیح ترین حکمت یہ ہے کہ اس عمل سے شعائر اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعیت و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔

۲۔ دونوں راستوں اور دونوں راستے کے انس و جن کو گواہ بنانا ہے۔

## بَابٌ (۶۲۶) اِذَا فَاتَهُ الْعِيْدُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَذٰلِكَ النِّسَاءُ وَمَنْ كَانَ فِي الْبُيُوتِ وَالْقُرٰى لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم هٰذَا عِيْدُنَا يَا اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَاَمَرَ انَسُ بْنُ مَالِكٍ مَوْلَاهُ ابْنَ اَبِي عُتْبَةَ بِالزَّاوِيَةِ فَجَمَعَ اَهْلَهُ وَبَنِيْهِ وَصَلّٰى كَصَلٰوةِ اَهْلِ الْمِصْرِ وَتَكْبِيْرِهِمْ وَقَالَ عِكْرِمَةُ اَهْلُ السَّوَادِ يَجْتَمِعُوْنَ فِي الْعِيْدِ يُصَلُّوْنَ رَكْعَتَيْنِ كَمَا

يَصْنَعُ الإِمَامُ وقال عَطاءٌ اِذَا فاتَه العِيدُ صَلّى رَكعَتَينِ﴾

اگر کسی کو عید کی نماز (جماعت سے) نہ ملے تو دو رکعت (تنہا) پڑھ لے اور اسی طرح عورتیں بھی اور وہ لوگ بھی جو گھروں اور دیہاتوں میں رہتے ہیں (اگر جماعت سے عید کی نماز نہیں ملی تو ایسا ہی کریں (یعنی تنہا پڑھ لیں) کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے مسلمانو! یہ ہماری عید ہے اور حضرت انس بن مالکؓ نے اپنے مولیٰ ابن ابی عتبہ کو زاویہ میں حکم دیا (زاویہ ایک گاؤں تھا بصرہ سے چھ میل پر حضرت انسؓ نے وہاں اپنا مکان بنوایا تھا) چنانچہ مولیٰ (یعنی غلام ابن ابی عتبہ) نے حضرت انسؓ کے سب گھر والوں اور ان کے بیٹوں کو جمع کیا اور حضرت انسؓ نے شہر والوں کی طرح عید کی نماز پڑھائی اور ان ہی لوگوں کی طرح تکبیریں کہیں اور عکرمہ نے کہا گاؤں دیہات والے بھی عید کے دن جمع ہو جائیں اور دو رکعت نماز پڑھیں جیسے امام (شہر میں) پڑھتا ہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا جب عید کی نماز چھوٹ جائے تو دو رکعت نماز پڑھ لے

۹۴۳﴿ حدّثنا يحيى بنُ بُكَيْرٍ حدّثنا اللّيْثُ عن عُقَيْلٍ عنِ ابنِ شِهاب عن عُرْوَةَ عن عائِشَةَ اَنّ اَبَا بَكرٍ دَخلَ عَلَيهَا وَعِندَهَا جارِيَتَانِ فى اَيّامِ مِنى تُدَفِّفَانِ وَتَضرِبَانِ وَالنبىّ صلّى اللّه عليه وسلم مُتَغَشٍّ بِثَوبِه فَانتَهَرَهُما اَبُوبَكرٍ فكَشَفَ النبىّ صلى اللّه عليه وسلم عن وَجْهِه فقال دَعْهُمَا يا اَبَابَكرٍ فاِنّها اَيّامُ عِيدٍ وَ تِلكَ الاَيّامُ اَيّامُ مِنىً وَقالَتْ عَائِشَةُ رَاَيتُ النبىّ صلى اللّه عليه وسلم يَستُرُنِى وَاَنَا اَنظُرُ اِلَى الحَبَشَةِ وَهُم يَلْعَبُونَ فِى المَسْجِدِ فَزَجَرَهُم عُمَرُ فقال النبىّ صلى اللّه عليه وسلم دَعْهُم اَمْنًا بَنِى اَرْفِدَةَ يعنى مِنَ الاَمْنِ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ ان کے یہاں تشریف لائے منیٰ کے دنوں میں اور وہاں دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں (بعاث کی لڑائی کے شعر گا رہی تھیں) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ مبارک پر کپڑا اڈالے تشریف فرما تھے حضرت ابو بکرؓ نے ان دونوں کو ڈانٹا اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ

مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا اے ابوبکر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کہ یہ عید کے دن ہیں اور یہ ایام منیٰ کے ایام ہیں (یعنی یہ دن عید کے دن ہیں باعتبار زمان کے خوشی کا دن ہے اور وہ بھی منیٰ میں یعنی خوشی بالائے خوشی کہ اللہ نے حج نصیب فرمایا) اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے مجھے چھپا رکھا تھا اور میں حبشہ کے لوگوں کو دیکھ رہی تھی کہ وہ لوگ مسجد میں (ہتھیاروں سے) کھیل رہے تھے حضرت عمرؓ نے انہیں ڈانٹا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انہیں چھوڑ دو، اے بنی ارفدہ تم اطمینان سے کھیل دکھاؤ"۔ یہ امنا امن سے ماخوذ ہے امان سے نہیں کیونکہ امان کا تعلق کافروں سے ہے۔ واللہ اعلم

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "و استشكل مطابقة الحديث للترجمة لانه ليس فيه للصلوة ذكر (قس)

یعنی حدیث الباب کی مطابقت ترجمۃ الباب سے مشکل ہے کیونکہ ترجمہ کا تعلق نماز عید سے ہے اور حدیث الباب میں نماز کا ذکر ہی نہیں ہے۔

پھر علامہ قسطلانیؒ نے خود نقل کیا کہ اجاب ابن المنير بانه يوخذ من قوله ايام عيد و تلك الايام ايام منى الخ مطلب یہ ہے کہ جب ہر شخص کے لیے یہ دن عید کے ہوئے تو ہر ایک کو عید کی نماز بھی پڑھنی ہوگی۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۵ و مرّ الحديث ص ۱۳۰ و ياتى ص ۴۰۷، وص ۵۰۰، وص ۵۵۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ اگر کسی کو عید کی نماز جماعت سے نہیں ملی چھوٹ گئی تو وہ تنہا پڑھ لے، اور تکبیرات ستہ زائدہ مرد جہراً پڑھیں گے اور عورتیں سراً۔ یہی امام شافعیؒ کا مسلک ہے کہ عید کی نماز سب کے حق میں ہے آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت، پس اگر جماعت سے امام کے ساتھ نہیں مل سکی تو تنہا پڑھ لے۔ گویا امام بخاریؒ اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب ۶۲۷ الصَّلٰوةِ قَبْلَ العِيدِ وَبَعْدَهَا وَقَالَ اَبُو المُعَلّٰى سَمِعْتُ سَعِيدًا عَنِ ابنِ عَبّاسٍ كَرِهَ الصَّلٰوةَ قَبْلَ العِيدِ ﴾

عید کی نماز سے پہلے اور اسکے بعد نماز پڑھنے کا بیان۔ اور ابو المعلی (یحیی بن میمون) نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے کہ حضرت ابن عباسؓ نماز عید سے پہلے نماز (نفل) پڑھنا مکروہ جانتے تھے

۹۴۴ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِى عَدِىُّ بنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ

سَعِيْدَ بنَ جُبَيْرٍ عنِ ابنِ عبّاسٍ اَنّ النبیَّ صلی اللّٰہ علیه وسلم خَرَجَ یومَ الفِطْرِ فصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُصَلِّ قبلَهَا وَلا بَعْدَهَا وَمَعَه بِلالٌ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن (گھر سے) نکلے پھر دو رکعتیں (عید کی) پڑھائیں آپؐ نے نہ اس سے پہلے (نفل) نماز پڑھی اور نہ اسکے بعد اور آپؐ کے ساتھ بلالؓ بھی تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة "فی لم یصل قبلها و لا بعدها" نیز حضرت ابن عباسؓ کے اثر میں تصریح ہے "کره الصلوة قبل العید"

**تعدد موضعہ** و الحدیث هنا ص ۱۳۵ مر ص ۲۰، وص ۱۱۹، وص ۱۳۱، وص ۱۳۳، وص ۱۳۳، وص ۱۳۳، وص ۱۹۲، وص ۱۹۵، وص ۷۸۹، وص ۸۷۳، وص ۸۷۴، وص ۱۰۸۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کوئی حکم صراحتاً نہیں بیان کیا مگر ترجمۃ الباب میں حضرت ابن عباسؓ کا اثر نقل فرمایا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بخاریؒ کے نزدیک قبل العید نفل نماز مکروہ ہے۔

**مذاہب ائمہ** ۱۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ و جملہ علماء کوفہ کے نزدیک عیدگاہ میں نماز عید سے قبل اور بعد مطلقاً مکروہ ہے اور گھر پر نماز عید سے پہلے مکروہ ہے نماز عید کے بعد گھر پر پڑھ سکتا ہے بلا کراہت جائز ہے۔

۲۔ امام مالکؒ کے نزدیک عیدگاہ میں مکروہ ہے مگر گھر پر جائز ہے۔

۳۔ حنابلہ کے نزدیک قبل الصلوٰۃ مکروہ ہے۔

۴۔ امام شافعیؒ کے نزدیک صرف امام کے لیے مکروہ ہے۔ واللہ اعلم

**براعۃ اختتام** عند الحافظ فی قوله "لم یصل قبلها و لا بعدها" اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے نزدیک ان الخروج الی مصلی العید شبیه بالخروج الی مصلی الجنائز و ایضا فیه خروج الی القضاء الذی هو محل المقابر

☆ ☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ابوابُ الوِترِ

## وتر کے احکام و مسائل

ابواب الوتر بمعنی کتاب الوتر۔ چنانچہ بخاری کے بعض معتبر شروح میں کتاب الوتر ہے جیسے ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری نیز علامہ عینیؒ نے بھی عمدۃ القاری میں "کتاب الوتر" کا عنوان ذکر کیا ہے۔

**ربط ما قبل** علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: والمناسبة بین ابواب الوتر وابواب العید کون کل واحد من صلوة العیدین والوتر واجبا ثبوتهما بالسنة (عمدہ)

**مباحث وتر** وتر کے معنی ہیں بے جوڑ، طاق، اکیلا مثلاً ایک، تین، پانچ اور سات وغیرہ۔
صلوٰۃ وتر کی بحث اہم مباحث میں سے ہے چنانچہ حافظ عسقلانیؒ نے وجوہ تقریباً سولہ ذکر کیا ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں: "وتر میں سترہ مسئلے مختلف فیہ ہیں: (۱) فی وجوبه (۲) وعدده (۳) واشتراط النیة فیه (۴) واختصاصه بقرائة (۵) واشتراط شفع قبله (٦) وفی آخر وقته (۷) وصلوته فی السفر علی الدابة (۸) وفی قضائه (۹) والقنوت فیه (۱۰) ومحل القنوت وغیر ذلك (فتح)

**فائدہ**: امام بخاریؒ نے ابواب الوتر کو ابواب التطوع و ابواب التہجد سب سے الگ باندھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاریؒ کے نزدیک یہ نماز اور نوافل کی طرح نہیں بلکہ الگ نماز ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام بخاریؒ باب الوتر علی الدابة نہ منعقد فرماتے تو میں یہ کہہ دیتا کہ امام بخاریؒ وجوب وتر کے قائل ہیں احناف جواب دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ امام بخاریؒ قول بالوجوب کے ساتھ جواز علی الدابة فی السفر کے قائل ہوں۔ (تقریر بخاری)

## بابُ ما جاءَ فی الوِترِ ع ۶۲۸

### وتر کے متعلق احادیث

۹۴۵ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ یُوسُفَ قال اَخبَرَنا مالِكٌ عن نافِعٍ وعبدِ اللّٰهِ بنِ دینارٍ عنِ

ابنِ عُمَر انّ رَجُلا سَاَلَ النبیَّ صلی الله علیه وسلم عن صلوٰةِ اللیلِ فقال رسولُ اللّه صلی الله علیه وسلم صَلوٰةُ اللَّیلِ مَثنٰی مَثنٰی فاِذَا خَشِیَ اَحَدُکُم الصُّبحَ صلّی رَکعَةً وَاحِدةً تُوتِرُ لهٗ مَا قد صَلّٰی وَعن نافِعٍ اَنّ عبدَ اللّه بنَ عُمَرَ کانَ یُسَلِّمُ بَینَ الرَّکعَةِ وَالرَّکعَتَینِ فی الوِترِ حتی یَامُرَ ببَعضِ حاجَتِهٖ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات میں دو دو رکعت کر کے نماز پڑھنی چاہیے پھر جب کوئی صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھ لے وہ رکعت اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔

اور نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر کی دو رکعت اور ایک آخری رکعت کے درمیان سلام پھیرتے تھے یہاں تک کہ اپنی بعض ضرورت کے متعلق حکم بھی دیتے تھے (یعنی بات بھی کر لیتے)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله " توتر له ما قد صلی"

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص۱۳۵ و مرّ ص ۶۸ ویاتی ص۱۵۳، وابوداؤد اول ص ۱۸۷، رواہ النسائی ایضاً

۹۴۶ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّهِ بنُ مَسلَمَةَ عن مالِكٍ عن مَخرَمَةَ بنِ سُلَیمٰنَ عن کُرَیبٍ اَنّ ابنَ عبّاسٍ اَخبَرَهٗ اَنّه باتَ عندَ مَیمُونَةَ وَهِیَ خَالَتُهٗ فَاضطَجَعتُ فی عَرضِ الوِسَادَةِ واضطَجَعَ رسولُ اللّهِ صلی الله علیه وسلم وَاَهلُهٗ فی طُولِهَا فنامَ حتّٰی انتَصَفَ اللَّیلُ اَوقَرِیبًا مِنهُ فاستَیقَظَ یَمسَحُ النومَ عن وَجهِهٖ ثمّ قرَاَ عَشرَ آیاتٍ مِن آلِ عِمرَانَ ثمّ قامَ رسولُ اللّه صلی الله علیه وسلم اِلٰی شَنٍّ مُعلَقَةٍ فَتَوَضّأ فاَحسَنَ الوُضوءَ ثمَّ قامَ یُصَلّی وصَنَعتُ مِثلَهٗ وَقُمتُ الی جَنبِهٖ فوَضَعَ یَدَهُ الیُمنٰی علٰی رَاسِی وَاَخذَ بِاُذُنِی یَفتِلُهَا ثمّ صَلّی رَکعَتَینِ ثم رَکعَتَینِ ثم رَکعَتَینِ ثمّ رَکعَتَینِ ثم رَکعَتَینِ ثم رَکعَتَینِ ثم اَوتَرَ ثمّ اضطَجَعَ حتی جاءَهُ المُؤَذِّنُ فقامَ فصَلّی رَکعَتَینِ ثمَّ خَرَجَ فصَلّی الصُّبحَ ﴾

**ترجمہ** کریب (مولیٰ ابن عباس) سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان سے بیان کیا کہ وہ ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ (ام المومنینؓ) کے پاس رہے (آپؓ نے بیان کیا کہ) میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہلیہ (میمونہؓ) بستر کے طول (لمبائی) میں لیٹے پھر آپؐ سو گئے یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی یا آدھی رات کے قریب (لگ بھگ نصف رات) تو آپؐ بیدار ہوئے آپؐ اپنے چہرۂ مبارک سے نیند کا اثر (ہاتھ پھیر کر) دفع کرنے لگے اس کے بعد آپؐ نے سورہ آل عمران کی (آخری)

دس آیتیں پڑھیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ کے پاس گئے اور آپؐ نے وضو کیا اور اچھی طرح (تمام آداب و مستحبات کے ساتھ) وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے میں نے بھی ایسا ہی کیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا آپؐ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا کان پکڑ کر ملنے لگے پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت پڑھی پھر دو رکعت پڑھی پھر دو رکعت پھر دو رکعت پھر دو رکعت (سب بارہ رکعتیں) پھر آپؐ نے وتر پڑھا اور لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس آیا تو آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں (فجر کی سنت) پڑھی پھر باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑھی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ثم اوتر"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۳۵ وقد مضى ۲۲، وص ۲۵، وص ۳۰، وص ۹۷، وص ۹۷، ص ۹۷، و ص ۱۰۰، وص ۱۰۱، وص ۱۱۸ تا ص ۱۱۹ و ياتي ص ۱۵۹، وص ۶۵۷، وص ۶۵۷، وص ۶۵۷، وص ۶۵۷، وص ۸۷۷، وص ۹۱۸، وص ۹۳۴ تا ص ۹۳۵، وص ۱۱۱۰

اس حدیث کی تشریح کیلئے نصر الباری جلد اول کی حدیث ۱۱۶، نیز جلد دوم کی حدیث ۱۳۸ کا مطالبہ فرمائیے۔

۹۴۷ ﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ سُلَيْمٰنَ قال حَدَّثَنِي عبدُ اللهِ بنُ وَهبٍ قال اَخْبَرَنِي عَمْرُو بنُ الحارِث اَنَّ عَبْدَ الرَّحمٰنِ بنَ القاسِمِ حَدَّثَه عن اَبِيهِ عن عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ قال قال رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فاِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَنصَرِفَ فارْكَعْ رَكْعَةً تُوتِرُ لَكَ مَا صَلَّيْتَ قال القاسِمُ وَرَاَيْنا اُناسًا مُنْذُ اَدْرَكْنا يُوتِرُونَ بِثَلٰثٍ وَ اِنَّ كُلًّا لَوَاسِعٌ وَاَرْجُو اَنْ لا يكونَ بِشَيْءٍ مِنهُ بَاسٌ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں پھر جب نماز سے فارغ ہونے کا ارادہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو وہ تیری ساری نماز کو جو تم پڑھ چکے ہو طاق بنا دے گی۔ قاسم نے بیان کیا کہ ہمیں تو جب سے ہوش آیا ہم نے بہت سے لوگوں کو تین رکعت وتر پڑھتے دیکھا اور تین یا ایک سب ہی جائز ہے اور مجھے امید ہے کہ ان میں سے کسی طریقہ میں بھی کوئی حرج نہ ہوگا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "فاركع ركعة توتر لك ماصليت"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۳۵ و قد مضى ص ۶۸، وص ۶۸ وياتي ص ۱۵۳

۹۴۸ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُو اليَمَانِ قال اَخبَرَنا شُعَيْبٌ عنِ الزُّهرِيِّ قال حَدَّثَنِي عُرْوَةُ اَنَّ عائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم كانَ يُصَلِّي اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً كانَتْ تِلْكَ صَلاتَهُ تَعنِي بِاللَّيْلِ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِن ذٰلِك قَدْ رَمَا يَقْرَاُ اَحَدُكُم

خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاسَهٗ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلٰوةِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات کو) گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ آپؐ کی نماز یہی تھی حضرت عائشہؓ کی مراد رات کی نماز تھی آپؐ ان میں سجدہ اتنی دیر تک کرتے کہ آپؐ کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی پچاس آیتیں پڑھ لے اور آپؐ فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں (سنت کی) پڑھا کرتے تھے پھر داہنے پہلو پر (یعنی داہنی کروٹ پر ذرا دیر) لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن نماز کے لیے بلانے کو آپ کے پاس آتا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كان يصلي احدى عشرة ركعة كانت تلك صلاته تعنى بالليل" اور ظاہر ہے کہ ان گیارہ میں سے ۳ رکعتیں وتر کی ہیں فالمطابقة ظاهرة.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۵ ويأتى الحديث فى التهجد فى باب طول السجود فى قيام الليل ص ۱۵۱ وفى باب ما يقرأ فى ركعتى الفجر ص ۱۵۶ اوص ۹۳۳ ومر طرفه فى مواضع مسلم اول ص ۲۵۳

**مقصد** امام بخاریؒ نے اس باب میں کوئی واضح حکم نہیں بیان کیا ہے لیکن امام بخاریؒ نے ابواب الوتر کو ابواب التطوع اور ابواب التہجد سب سے الگ باب باندھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک وتر کی نماز اور نوافل کی طرح نہیں بلکہ الگ نماز ہے چنانچہ حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "ولولا انه اورد الحديث الذى فيه ايقاعه على الدابة الا المكتوبة لكان فى ذلك اشارة الى انه يقول بوجوبه (فتح)

یعنی امام بخاریؒ اگر اس حدیث کو نہ لاتے جس میں ہے فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوتر على البعير تو اشارہ مل جاتا کہ امام بخاریؒ وجوب وتر کے قائل ہیں۔

احنافؒ جواب دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ امام بخاریؒ قول بالوجوب کیساتھ جواز علی الدابہ فی السفر کے قائل ہیں واللہ اعلم

**تشریح** باب الوتر سے متعلق بہت سے مسائل ہیں امام بخاریؒ نے چند ہی مسائل کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "قال ابن التين اختلف فى الوتر فى سبعة اشياء الخ" (فتح) پھر حافظ عسقلانیؒ نے کچھ چیزوں کا اضافہ کیا ہے مثلاً "فى فضائله" والقنوت فيه وغيره۔

**حکم الوتر** وتر کے اندر مختلف فیہ مسائل میں سے پہلا اہم مسئلہ حکم الوتر ہے کہ وتر واجب ہے یا سنت؟

ا جمہور ائمہ ثلاثہ یعنی امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک وتر کی نماز واجب نہیں ہے چنانچہ صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں "الوتر واجب عند ابى حنيفة وقالا سنة الخ" (ہدایہ جلد اول ص ۱۴۴)

## جمہور یعنی قائلین سنت کے دلائل

۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو حکم دیا تھا "فاَعلِمْھم اَن اللہ افترض علیھم خمس صلوات فی کل یوم ولیلۃ الخ" (مسلم اول ص ۳۶) نیز حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت ہے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس صلوات کتبھن اللہ علی العباد الخ (ابوداؤد اول ص ۲۰۱)

۲ "قال علیہ السلام خمس صلوات کتب اللہ علی العباد" نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا تھا لا الاّ ان تطوع.

۳ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے "الوتر لیس بحتم کصلوٰتکم المکتوبۃ.

**جوابات:** ۱ کا جواب یہ ہے کہ فرض پانچ ہی ہے وتر کی نماز واجب ہے اور ظاہر ہے فرض اور واجب میں آسمان وزمین کا فرق ہے اور چونکہ نماز وتر تو ابع عشاء میں سے ہے اس لیے اس کو مستقلاً شمار نہیں کیا گیا۔

اور حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت میں کتب بھی بمعنی افترض ہی ہے۔اس سے قائلین سنت کے دوسرے استدلال کا بھی جواب ہوگیا۔

استدلال ۳ کا جواب بالکل واضح ہے کہ اس میں وجوب کی نفی نہیں بلکہ فرضیت کی نفی ہے جیسا کہ کصلوٰتکم المکتوبۃ کے الفاظ اس پر دلالت کررہے ہیں چنانچہ ہم حنفیہ بھی صلوات خمسہ کی طرح نماز وتر کی فرضیت کے قائل نہیں ہیں اور اس کے منکر کو کافر نہیں کہتے جیسا کہ صاحب ہدایہ نے اس کی تصریح کردی ہے۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ درحقیقت یہ اختلاف عملاً لفظی جیسا ہے اور اس کا منشا یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک سنت اور فرض کے درمیان مامور بہ کا اور کوئی مرتبہ نہیں اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان دونوں (سنت اور فرض) کے درمیان واجب کا مرتبہ ہے چنانچہ ائمہ ثلاثہؒ بھی وتر کو آکد السنن مانتے ہیں اور حنفیہ بھی اس کی فرضیت کے قائل نہیں چنانچہ حنفیہ وتر کا انکار کرنے والے کی تکفیر کے قائل نہیں گویا اس بات پر دونوں فریق متفق ہیں کہ وتر کا مرتبہ عام سنن مؤکدہ سے اوپر اور فرض سے نیچے ہے۔

## دلائل احناف

حضرت بُردہؓ فرماتے ہیں کہ سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منّا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منّا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منّا (ابوداؤد اول ص ۲۰۱)

امام ابوداؤدؒ نے اس حدیث کو نقل فرماکر سکوت کیا ہے جو ان کے نزدیک حدیث کے صحیح یا کم از کم حَسن ہونے کی دلیل ہے اور امام حاکم نے بھی اس کو صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اس حدیث کے ایک راوی ابوالمنیب عبید اللہ بن عبد اللہ العتکی کے متکلم فیہ ہونے کا اشکال

درست نہیں ہے کیونکہ امام یحیٰی بن معین وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔

۲۔ حنفیہ کی دوسری دلیل: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ تعالیٰ قد امدکم بالصلوٰۃ ھی خیرلکم من حمر النعم وھی الوتر الخ (ابوداؤد اول ص ۲۰۱، ترمذی اول ص ۶۰) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہاری نماز میں ایک نماز کا اضافہ کیا ہے اس کو عشاء اور فجر کے درمیان پڑھو اس اضافہ وزیادتی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب وجوب وتر پر دلالت کرتی ہے۔

۳۔ حنفیہ کی تیسری دلیل حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من نام عن وترہ اونسیہ فلیصلہ اذا اصبح او ذکرہ (ابوداؤد اول ص ۲۰۳) وغیرہ۔ اس میں نماز وتر کی قضا کا حکم دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ قضا کا حکم واجبات میں ہوتا ہے نہ کہ سنن میں۔

۴۔ عن علیؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا اھل القرآن اوتروا الخ (ابوداؤد ص ۲۰۰) اس میں امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

۵۔ نبی کریم ﷺ نے وتر پر مواظبت فرمائی ہے اور اسکے تارک پر نکیر کرتے ہوئے فرمایا من لم یوتر فلیس منا

۶۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فاذا اوتر ایقظھن معلوم ہوا کہ وتر واجب تھا اس بنا پر جگاتے تھے اور تہجد کے لیے نہیں جگاتے تھے۔

۷۔ وتر میں قرأت بھی مخصوص ہے اور یہ تخصیص فرائض ہی میں ہوا کرتی ہے، لہٰذا وتر واجب ہے۔ واللہ اعلم

بعض اہل علم حضرات نے کہا ہے کہ وجوب وتر کے مسئلہ میں امام اعظمؒ منفرد ہیں اس کی بھرپور تردید کے لیے علامہ عینیؒ کی عمدۃ القاری، ج: ۷، ص ۱۱ ملاحظہ فرمائیے۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے ترجمہ میں مقصد کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا ہے لیکن وتر کے ابواب سے وجوب وتر ہی کی طرف رجحان معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿باب ۶۲۹ سَاعَاتِ الوِتْرِ قال ابوھُریرۃَ اَوصانی رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِالوِترِ قَبْلَ النومِ﴾

صلاۃ وتر کے اوقات کا بیان۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے سے پہلے وتر پڑھ لینے کا حکم دیا تھا

مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو اخیر رات میں اپنے جاگنے پر بھروسہ نہ ہو تو اس کو وتر پڑھ کر ہی سونا چاہیے۔

﴿۹۴۹﴾ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قال حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قال حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ قال قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ اَرَاَيْتَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ اُطِيْلُ فِيْهِمَا الْقِرَاءَ ةَ فقال كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ وَكَاَنَّ الْاَذَانَ بِاُذُنَيْهِ قال حَمَّادٌ اَيْ بِسُرْعَةٍ ﴾

**ترجمہ** انس بن سیرین کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ نماز صبح سے پہلے کی دو رکعتوں (یعنی فجر کی دو رکعت سنت) کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا میں ان میں طویل قراءت کروں؟ تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو رات کی نماز (یعنی تہجد) دو دو رکعت کر کے پڑھتے تھے اور ایک رکعت سے (آخر میں) وتر بنا لیتے تھے اور صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعتیں (یعنی فجر کی سنت) اس طرح پڑھتے کہ گویا آپ کے کانوں میں اذان (یعنی تکبیر) کی آواز پڑ رہی ہے۔ حماد نے بیان کیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ فجر کی سنت میں ہلکی قراءت کرتے اور جلدی پڑھ لیتے (جس طرح اقامت کی آواز سنتے ہی سنتیں جلدی ختم کر کے نمازی فرض نماز میں شرکت کی کوشش کرتا ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتیں جلدی پڑھ لیتے)۔

**مطابقته للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "يصلي من الليل" فان قوله من الليل مجموع الليل لانه مبهم يصلح لجميع اجزاء الليل حيث لم يعين بعضا منه وهو ساعات الوتر وعن هذا قال ابن بطال ليس للوتر وقت معين لا يجوز في غيره لانه صلى الله عليه وسلم اوتر كل الليل (عمدہ)

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۳۵ تا ص ۱۳۶ و مر الحديث، ص ۶۸، وص ۶۸ ویاتی ص ۱۵۳، ومسلم اول ص ۲۵۷، وترمذی اول ص ۶۱، واخرجہ ابن ماجہ فی الصلوٰۃ

﴿۹۵۰﴾ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قال حَدَّثَنَا اَبِيْ قال حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قال حَدَّثَنِيْ مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قالت كُلَّ اللَّيْلِ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَانْتَهٰى وِتْرُهُ اِلَى السَّحَرِ ﴾

**ترجمہ** ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھا اور آپ کی نماز وتر صبح صادق سے پہلے تک ختم ہو جاتی۔

**مطابقته للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لانه يدل على ان كل الليل ساعات الوتر واولها بعد صلوٰة العشاء وآخرها الى طلوع الفجر الصادق (عمدہ)

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۳۶، ومسلم اول، ص ۲۵۵ ابوداؤد اول ص ۲۰۳

**مقصد** امام بخاریؒ نے مقصد کی وضاحت نہیں فرمائی؛ مگر بخاریؒ نے تحت الباب جو روایات ذکر فرمائی ہیں اس

سے معلوم ہو گیا کہ پوری رات وتر کا وقت ہے ای انتھیٰ وترہ الی السحر .

**تشریح** اس میں تو تقریباً سب کا اتفاق ہے کہ عشاء سے پہلے وتر کا وقت نہیں ہے پھر عند الجمہور عشاء کے بعد وتر کا وقت شروع ہوگا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وتر اور عشاء دونوں کا وقت ایک ہے۔ ابن منذرؒ نے قول اول پر اجماع نقل کر دیا حالانکہ امام اعظمؒ اس میں مختلف ہیں۔

**ثمرۂ اختلاف** اگر کسی نے عشاء کی نماز پڑھی اور پھر اس کے بعد کچھ فصل سے نماز پڑھی یعنی درمیان میں استنجاء اور وضو کر کے وتر کی نماز پڑھی پھر خیال آیا کہ اس نے عشاء کی نماز بغیر وضوء کے پڑھی ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک وتر کی نماز درست ہے بخلاف ائمہ ثلاثہؒ کے۔

لیکن امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم ناسی کے بارے میں ہے ذاکر کے بارے میں نہیں۔

**منشاء اختلاف** امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وتر مستقل نماز ہے اور واجب ہے۔ اور جمہور کے یہاں وتر عشاء کے تابع ہے تو جیسے سنن تابعہ بعد میں ادا ہوتی ہے اسی طرح وتر میں ہوگا بہر حال عشاء کی نماز کے بعد سے طلوع صبح صادق تک عشاء اور وتر کا وقت ہے لیکن اگر کسی کو ظن غالب اخیر شب میں جاگنے کا ہو تو تہجد کے بعد اخیر شب میں ہی وتر کی نماز اولیٰ و افضل ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل آخر زمانہ میں آخر شب ہی میں وتر ادا کرنے کا تھا۔ واللہ اعلم

## ﴿بابٌ [۶۳۰] اِیقاظِ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَھْلَهُ بِالوِتْرِ﴾

## نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز وتر کے لیے اپنے گھر والوں کو جگانے کا بیان

۹۵۱﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا يَحْيىٰ قال حَدَّثَنا هِشَامٌ قال حَدَّثَنِي اَبِي عن عائِشَةَ رضی الله عنها قالتْ كانَ النبيُّ صلی الله عليه وسلم يُصَلِّي وَاَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلىٰ فِرَاشِهِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُوتِرَ اَيْقَظَنِي فَاَوْتَرْتُ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (رات میں تہجد کی) نماز پڑھتے رہتے تھے اور میں آپؐ کے بستر پر عرض میں لیٹی رہتی تھی۔ پھر جب آپؐ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے بھی جگا دیتے اور میں بھی وتر پڑھ لیتی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "فاذا اراد ان يوتر ايقظنی فاوترت"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۶ ومرّ الحديث ص ۵۶، وص ۵۶، وص ۵۶، وص ۷۲، وص ۷۳، و

ص ۴۳۷، وص ۴۳۷، وص ۴۳۷، وص ۴۴۷، مو یاتی ص ۹۲۸

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر کا بہت زیادہ اور شدید ترین اہتمام فرماتے تھے، قیام لیل وتہجد سے بڑھ کر وتر کا اہتمام فرماتے تھے۔ یہ مسلم ہے کہ تمام نفلی نمازوں میں اہم ترین و افضل ترین نماز، نماز تہجد ہے؛ لیکن پھر بھی حضور اقدسؐ ازواج مطہرات کو جگانے کے لیے اتنا اہتمام نہیں فرماتے جتنا کہ نماز وتر کے لیے۔ اس سے احناف نے وجوب وتر پر استدلال کیا ہے اور بالکل صحیح استدلال ہے۔ یہ روایت وتر کے واجب ہونے کی واضح دلیل ہے۔

یہ حدیث بایں سند بخاری ص ۷۳ فی باب الصلوۃ خلف النائم گزر چکی ہے نصر الباری جلد سوم ص ۱۰۵ تا ص ۱۰۶ املاحظہ فرمایئے۔

## ﴿باب ۶۳۱ لِيَجْعَلْ آخِرَ صَلٰوتِهِ وِتْرًا﴾

## رات کی نمازوں میں سے وتر کی نماز اخیر میں پڑھی جائے

۹۵۲﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ عن عُبَيْدِ اللّٰهِ قال حَدَّثَنِي نَافِعٌ عن عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال اجْعَلُوا آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات میں آخری نماز وتر کو رکھو۔

مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کا معمول تہجد پڑھنے کا ہو اور جاگنے کا ظن غالب ہو یا جگانے والا معین ہو تو وتر کو مؤخر کر کے تہجد کے بعد وتر پڑھے اور یہ حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "اجعلوا آخر صلٰوتكم بالليل وترا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۶، وابوداوٗد، ج:۱، ص ۲۰۳، عن احمد بن حنبلؒ، ومسلم اول ص ۲۵۷

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ جو شخص رات کو آخر شب میں نماز ادا کرے تو اس کو چاہیے کہ پہلے تہجد پڑھے پھر آخر میں وتر پڑھے۔

**تشریح** "اجعلوا آخر صلٰوتکم باللیل وترا" جمہور کے نزدیک یہ امر استحبابی ہے اس کے خلاف کرنے والا تارک مستحب ہوگا۔

جو حضرات اس امر کو ایجابی سمجھتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اس کے برعکس کر لیا یعنی وتر کی نماز اول

شب میں عشاء کے بعد ہی پڑھ لی تو نقض وتر کرنا ہوگا کہ ایک رکعت بایں نیت پڑھے کہ میں اس کو رکعت سابقہ کے ساتھ ملا رہا ہوں پھر اس کے بعد اپنا وتر پڑھے۔ یہی مسلک حضرت اسحاق بن راہویہ کا، امام ترمذی نے نقل کیا ہے؛ مگر یہ مسلک جمہور کے خلاف ہے اس لیے کہ ارشاد ہے لا وتران فی لیلة (ترمذی)

## ﴿ بابٌ الوِترِ علی الدَّابَّةِ ﴾ ٦٣٢

### جانور پر سوار رہ کر وتر پڑھنے کا بیان

۹۵۳ ﴿ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قال حَدَّثَنِی مَالِكٌ عن اَبِی بَكْرِ بنِ عُمَرَ بن عبدِ الرحمٰنِ ابنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ بنِ الخطابؓ عن سَعِیْدِ بنِ یَسَارٍ اَنَّه قال كُنتُ اَسِیْرُ مع عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ بطریقِ مَكَّةَ فقال سَعِیْدٌ فلمَّا خَشِیتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَاَوْتَرْتُ ثم لَحِقْتُهُ فقال عبدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ اَیْنَ كُنْتَ فقُلتُ خَشِیْتُ الصُّبْحَ فنَزَلْتُ فاَوْتَرْتُ فقال عبدُ اللّٰهِ اَلَیْسَ لَكَ فی رسولِ اللّٰه اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فقلتُ بَلٰی وَاللّٰهِ قال فاِنَّ رَسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم كانَ یُوتِرُ عَلَی البَعِیْرِ ﴾

**ترجمہ** سعید بن یسارؒ نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ مکہ کے راستہ میں چل رہا تھا سعید نے بیان کیا کہ جب (راستے میں) مجھے صبح ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو میں سواری سے اترا اور وتر پڑھ لی پھر میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے جا ملا تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پوچھا تم کہاں رک گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے صبح ہو جانے کا اندیشہ کیا (یعنی میں نے یہ محسوس کیا کہ اب صبح صادق ہونے ہی والا ہے) تو میں اترا اور وتر پڑھا اس پر حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: "کیا تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اسوۂ حسنہ نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں بخدا یقیناً ہے، عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ ہی پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "كان يوتر علی البعير"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۶ ویاتی فی باب الآتی ص ۱۳۶، وص ۱۴۸، وص ۱۴۸، ومسلم اول ص ۲۴۴، وترمذی اول ص ۶۲ واخرجه النسائی من قتیبه وابن ماجه عن احمد بن سنان.

**مقصد** چونکہ سابقہ ابواب سے ایجاب وتر بظاہر معلوم ہوتا ہے تو امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کر کے ایجاب کے وہم کو ختم کر دیا کہ اگر وتر فرض ہوتا تو دابہ یعنی سواری پر ادا نہ ہوتا بلکہ سواری سے اتر کر دیگر فرائض کی طرح زمین پر پڑھنا ضروری ہوتا۔

**تشریح** یہی وہ باب ہے جس کی وجہ سے حافظ عسقلانیؒ نے امام بخاریؒ کے عدم القول بالوجوب کا تعلل فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث احناف کے خلاف ہے ورنہ تمام ابواب احناف کے موافق ہیں۔

ہم اس کا جواب دے چکے ہیں کہ بہت ممکن ہے کہ امام بخاریؒ وتر کو واجب مانتے ہوئے دابہ یعنی سواری پر ادا کرنے کے قائل ہوں کیونکہ امام بخاریؒ کیلئے یہ ضروری نہیں کہ جمیع جزئیات میں احناف کے ساتھ اتفاق کریں۔

بہر حال اس حدیث سے ائمہ ثلاثہ وتر علی الراحلہ کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن عند الاحناف جائز نہیں بلکہ نیچے اتر کر زمین پر پڑھنا ضروری ہے۔

**دلائل** امام ابوحنیفہؒ کی دلیل حضرت ابن عمرؓ ہی کی ایک دوسری روایت ہے جو طحاوی جلد اول ص ۲۰۸ میں مذکور ہے کان یصلی علی راحلته ویوتر علی الارض۔

۲۔ علی البعیر وعلی راحلته کو سفر میں بارش و کیچڑ کے عذر پر محمول کیا جائے تا کہ تعارض نہ رہے۔ اس لیے کہ سفر میں اگر زیادہ بارش و کیچڑ ہو تو فرض بھی سواری پر پڑھ سکتے ہیں۔ وتر تو فرض سے کم درجہ یعنی واجب ہے۔ واللہ اعلم

۳۔ علی البعیر کی روایت ابتداء پر محمول اور ایجاب سے پہلے کا واقعہ ہے۔ واللہ اعلم۔

## ۶۳۳ بَابُ الوِتْرِ فی السَّفَرِ

### سفر میں وتر پڑھنے کا حکم

۹۵۴ حَدَّثَنا مُوسَى بنُ اِسْمٰعِیلَ قال حَدَّثَنا جُوَیْرِیَةُ بنُ اَسْمَاءَ عن نافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ قال کانَ النبیُّ صلی اللہ علیه وسلم یُصَلِّی فی السَّفر علی رَاحِلَتِهٖ حَیْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ یُومِیءُ اِیْمَاءً صَلٰوةَ اللَّیْلِ اِلَّا الفَرَائِضَ وَیُوتِرُ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ

**ترجمہ** حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں رات کی نماز اپنی سواری پر اشارے سے پڑھا کرتے وہ سواری آپؐ کو جدھر لے جاتی مگر فرض نمازیں (یعنی فرض نمازیں سواری سے اتر کر زمین پر پڑھا کرتے) اور وتر اپنی سواری پر پڑھ لیتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ویوتر علی راحلته"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۶ و یاتی ص ۱۴۸، وص ۱۴۸، وص ۱۴۸، مسلم اول ص ۲۴۴

**مقصد** امام بخاریؒ اس باب سے بتلانا چاہتے ہیں کہ وتر ہر حال میں ہوگا خواہ سفر ہو یا حضر، اس سے ضحاک بن مخلد وغیرہ کی تردید ہوگئی جو وتر فی السفر کے قائل نہیں۔ باقی جمہور ائمہ اربعہ وتر فی السفر کے بالاتفاق قائل ہیں۔

# باب[۶۳۴] القُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ

## قنوت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد

قنوت کے معنی دعا کرنا، اطاعت کرنا، خاموش رہنا، نماز میں قیام کرنا اور خاموشی کے ساتھ عبادت کرنا آتے ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "والقنوت ورد له معان كثيرة والمراد ههنا الدعاء".

۹۵۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عن اَيُّوبَ عن محمّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قال سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَقَنَتَ النبيُّ صلّى الله عليه وسلم فى الصُّبْحِ قال نَعَمْ فقِيْلَ اَوَقَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ قال بَعْدَ الركوعِ يَسِيْرًا

**ترجمہ** محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں" پھر پوچھا گیا کہ کیا آپؐ نے دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھا تھا؟ تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رکوع کے بعد تھوڑے دنوں تک (یعنی ایک مہینہ)

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "بعد الركوع يسيرا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۶ ويأتى بعده ص ۱۳۶ مفصلاً، وص ۱۷۳، ومفصلاً ص ۳۹۳، ص ۳۹۵، ص ۴۳۱، وص ۴۴۹ وفى المغازى ص ۵۸۶ // // // ص ۵۸۷ // // // ، وص ۹۴۶، وص ۱۰۹۰

۹۵۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا عبدُ الوَاحِدِ قال حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قال سَاَلْتُ اَنَسَ بنَ مالِكٍ عن القُنُوتِ فقال قد كانَ القنوتُ قلتُ قَبْلَ الرُّكوعِ اَوْ بَعْدَهُ قال قَبْلَهُ قال فاِنَّ فُلانًا اَخبَرَنِى عنكَ اَنَّكَ قُلتَ بعدَ الرُّكوعِ فقال كَذَبَ اِنَّمَا قَنَتَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بَعْدَ الركوعِ شَهْرًا اُرَاهُ كانَ بَعَثَ قومًا يُقال لَهُمُ القُرَّاءُ زُهَاءَ سَبْعِيْنَ رَجُلاً اِلٰى قومٍ مِنَ المُشْرِكِيْنَ دُوْنَ اُولٰئك وكان بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عَهْدٌ فقَنَتَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم شهرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للجزء الاول للترجمة وهو فى قوله "قال قبله" اى قبل الركوع.

**تعدد موضعہ** والحديث ههنا ص ۱۳۶ ومر الحديث آنفا ص ۱۳۶ // ويأتى ص ۱۷۳ وص ۳۹۳، وص ۳۹۵، ص ۴۳۱، وص ۴۴۹، وص ۵۸۶ // // // وص ۵۸۷ // // ، وص ۹۴۶، وص ۱۰۹۰

۹۵۷﴿ حدثنا احمد بن يونس قال حدثنا زائدة عن التيمي عن ابي مجلز عن انس بن مالك قال قنت النبي صلى الله عليه وسلم شهرا يدعو على رعل وذكوان ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک دعاء قنوت پڑھی تھی اور اس میں آپ قبائل رعل وذکوان پر بددعا کررہے تھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه مشروعية القنوت كما في الحديث السابق وهو في نفس الامر من ذلك الحديث.

تعدد موضعہ | والحديث ههنا ص۱۳۶، باقی کے لیے سابق حدیث ۹۵۶ ملاحظہ فرمائیے۔

۹۵۸﴿ حدثنا مسدد قال حدثنا اسمعيل قال اخبرنا خالد عن ابي قلابة عن انس بن مالك قال كان القنوت في المغرب والفجر ﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ قنوت (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں) مغرب اور فجر میں (پڑھی جاتی) تھی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة مثل مطابقة الحديثين السابقين.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص۱۳۶ ومر ص۱۱۰

مقصد | حافظ عسقلانی فرماتے ہیں "قال الزين المنير اثبت بهذه الترجمة مشروعية القنوت اشارة الى الرد على من روى عنه انه بدعة الخ" (فتح) یعنی امام بخاری کا مقصد ان حضرات کی تردید کرنا ہے جو قنوت کو بدعت کہتے ہیں مثلاً ابن عمر وغیرہ۔ اور امام بخاری نے حضرت انس کی روایات ما في الباب سے استدلال کیا ہے کہ مذکورہ روایات انس سے قنوت ثابت ہے۔

**سوال :** امام بخاری نے قنوت کا تذکرہ ابواب الوتر میں کیا ہے اور روایات جو لائے ہیں وہ ساری روایات قنوت نازلہ سے متعلق ہیں جب کہ ترجمۃ الباب میں مطلق قنوت کا تذکرہ ہے۔

**جواب :** امام بخاری نے روایت انس کے اطلاق سے ترجمہ اخذ کرلیا ہے۔

۲ امام بخاری نے ترجمہ "كان القنوت في المغرب" سے اخذ کیا ہے والمغرب وتر النهار تو جب وتر النهار میں قنوت کا ثبوت ہوگیا تو وتر الليل میں بھی قنوت ہوگا۔

تشریح | سب سے پہلے یہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ قنوت کی دو قسمیں ہیں: ۱ قنوت دائمی جو پورا سال پڑھا جائے۔ ۲ اور ایک قنوت نازلہ جو صرف حوادث ونوازل کے وقت پڑھا جائے۔

ثانی قنوت نازلہ پر احقر اپنی معلومات کے مطابق بارہ سال قبل لکھ چکا ہے۔ اس کے لیے نصر الباری آٹھویں

جلد یعنی کتاب المغازی ص ۱۴۰ کا مطالعہ فرمائیے۔

قسم اول یعنی قنوت دائمی: اس میں تین مسئلے مختلف فیہ ہیں۔

۱۔ قنوت دائمی کا محل کیا ہے؟ وتر ہے یا صلوٰۃ الفجر؟

۲۔ قنوت قبل الرکوع ہے یا بعد الرکوع؟

۳۔ قنوت وتر کی دعا۔

**مسئلہ اولیٰ** یعنی قنوت دائمی کا محل وتر ہے یا نماز فجر؟ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک دعاء قنوت دائما کا محل نماز وتر ہے۔ شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک قنوت دائمی کا محل نماز فجر ہے۔

امام بخاریؒ نے قنوت کو ابواب الوتر میں ذکر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ قنوت فی الوتر کے قائل ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ حنفیہ اور حنابلہ تو قنوتِ وتر کے مستقل ہونے کے قائل ہیں یعنی حنفیہ کے نزدیک پورے سال وتر میں دعاء قنوت واجب ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک وتر میں قنوت نہیں ہے، شافعیہ کے نزدیک نماز وتر میں قنوت صرف رمضان المبارک کے نصف اخیر میں ہے۔ امام مالکؒ سے بھی ایک روایت نصف اخیر کی ہے۔ امام مالکؒ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ قنوت فی الوتر میں اختیار ہے خواہ پڑھے یا نہ پڑھے۔

**قنوت فی الفجر** امام مالک اور امام شافعیؒ کے نزدیک فجر میں قنوت پورے سال مشروع وسنت ہے حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک نماز فجر میں قنوت نہیں ہے الا اذا نزلت نازلة یعنی اگر مسلمانوں پر کوئی عام مصیبت نازل ہوگئی ہو تو اس زمانہ میں فجر میں قنوت پڑھنا مسنون ہے، جسے قنوت نازلہ کہا جاتا ہے۔ قنوت نازلہ کی تفصیل کے لیے نصر الباری کتاب المغازی یعنی آٹھویں جلد دیکھئے۔

**مسئلہ ثانیہ** دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک قنوت وتر میں قبل الرکوع اور قنوت نازلہ میں بعد الرکوع ہے۔ مالکیہ کے نزدیک قبل الرکوع ہے اور امام شافعی وامام احمدؒ کے نزدیک مطلق بعد الرکوع۔

**مسئلہ ثالثہ** تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک دعاء قنوت میں اولیٰ ومختار یہ دعا ہے اللهم اهدنى فيمن هديت وعافنى فى من عافيت و تولنى فيمن توليت الخ (ابوداؤد، ج:۱، ص ۲۰۱) حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک مختار سورة الخلع و سورة الحفد ہے: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ (یہ سورۃ الخلع ہے) اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِق

امام مالکؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ دونوں دعاؤں کو جمع کیا جائے اور ہمارے یہاں بھی ایک قول یہی ہے کہ دونوں کو جمع کرنا بہتر ہے۔

بہرحال یہ اختلاف محض افضلیت میں ہے ورنہ فریقین کے نزدیک دونوں دعائیں جائز ہیں۔ حنفیہ نے دعائے استعانت کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ وہ اشبہ بالقرآن ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے الاتقان میں نقل کیا ہے کہ یہ سورہ "سورة الخلع والحفد" کے نام سے قرآن کریم کی دو مستقل سورتیں تھیں جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی۔ تفصیل کے لیے اعلاء السنن دیکھئے۔

☆ ☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ﴿ ابوابُ الاِستِسقاء ﴾

## استسقاء (یعنی بارش مانگنے) کے مسائل

## ﴿ بابٌ [۱۳۵] الاِستِسقاءِ وخُروجِ النبیِّ ﷺ فی الاِستِسقاءِ ﴾

استسقاء ماخوذ ہے سُقیا بمعنی بارش سے از باب استفعال بمعنی طلب السقیا یعنی بارش طلب کرنا اور اصطلاح میں استسقاء کے معنی ہیں طلب السقیا من اللہ تعالیٰ عند حصول الجدب علی وجہ مخصوص (قس)

علامہ کرمانی فرماتے ہیں "ھو طلب انزال المطر من اللہ تعالیٰ بالتضرع (کرمانی)

بارش طلب کرنے اور نبی اکرم ﷺ کا بارش کی دعا کیلئے نکلنے کا بیان

۹۵۹ ﴿ حَدَّثَنا اَبُو نُعَیمٍ قال حَدَّثَنا سُفیٰنُ عن عَبدِ اللّٰہِ بنِ اَبی بَکرٍ عن عَبّادِ بنِ تَمِیمٍ عن عمِّہِ قال خَرَجَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَستَسقِی وَحَوَّلَ رِدَاءَہٗ ﴾

**ترجمہ** عباد بن تمیم کے چچا حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی دعا کرنے کے لیے (عیدگاہ کی طرف رمضان المبارک ۶ھ میں) نکلے اور اپنی چادر کو پلٹا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستسقی"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۳۶ ویاتی فی باب تحویل الرداء ص ۱۳۷ // فی باب الدعاء فی الاستسقاء قائما ص ۱۳۹، ایضاً ص ۱۳۹، ایضاً ص ۱۳۹، وص ۱۴۰، ایضاً ص ۱۴۰، ایضاً ص ۱۴۰، ایضاً ص ۱۴۰، و ص ۹۳۹، ومسلم اول ص ۲۹۲، وص ۲۹۳، وابوداؤد ص ۱۶۴، وابن ماجہ اول، ص ۹۱، والترمذی اول ص ۷۲۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ استسقاء سنت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقاء کیلئے عیدگاہ جانا ثابت ہے۔ نیز امام بخاریؒ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ استسقاء کیلئے نماز مشروع ومسنون ہے جیسا کہ آگے چل کر بخاریؒ نے مستقل باب قائم کیا ہے "باب صلوۃ الاستسقاء رکعتین" دیکھو ص ۱۳۹ کی آخری سطر۔

**تشریح** باب استسقاء میں متعدد ابحاث ہیں۔

**پہلی بحث** اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ استسقاء یعنی اللہ تعالیٰ سے عند الضرورت بارش طلب کرنا، بارش کیلئے دعا کرنا سنت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث بالا ۹۵۹ سے ظاہر ہے۔

**دوسری بحث** استسقاء کے لیے صلوۃ الاستسقاء بالاتفاق مشروع ہے۔ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ استسقاء کے لیے نماز درست اور ثابت ہے۔

**تیسری بحث** استسقاء کی مشروعیت رمضان ۶ھ میں ہوئی۔

**چوتھی بحث** چوتھی بحث یہ ہے کہ استسقاء کے لیے نماز باجماعت مسنون ہے یا نہیں؟ ائمہ ثلاثہ اور صاحبینؒ یعنی جمہور کے نزدیک استسقاء کے لیے نماز باجماعت مسنون ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ استسقاء کی حقیقت دعا واستغفار ہے اور نماز بھی جائز بلکہ مندوب ومستحب ہے، امام ابوحنیفہؒ کے فرمان کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف مواقع میں استسقاء ثابت ہے جن میں سے بہت سے مقامات پر نماز نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر لوگ تنہا بدون جماعت نماز پڑھیں تو بھی درست ہے جس طرح باجماعت درست ہے۔ نیز جمعہ کی نماز کے بعد دعا کرے، یا کبھی جنگل ومیدان میں جا کر اجتماعی طور پر دعا کرے ہر طرح ثابت اور درست ہے۔

معلوم ہوا کہ حقیقت استسقاء کی ادائیگی نماز باجماعت پر موقوف نہیں بلکہ محض دعا اور استغفار سے بھی استسقاء کی سنت ادا ہو جاتی ہے لقولہ تعالیٰ " استغفروا ربکم انه كان غفارا يرسل السماء عليكم مدرارا" معلوم ہوا کہ حقیقت استسقاء کی ادائیگی بغیر نماز ہو سکتی ہے اور یہی اوفق بالقرآن ہے۔ نیز ابو مروان اسلمیؒ سے روایت ہے خرجنا مع عمر بن الخطاب يستسقى فما زاد على الاستغفار (عمدۃ القاری جلد ۷، ص ۲۵)

یہ واضح رہے کہ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ امام نوویؒ کا یہ قول صحیح نہیں ہے کہ "لم يقل احد غير ابى حنيفة هذا القول" صحیح نہیں ہے لان ابراهيم النخعیؒ قال مثل قول ابى حنيفة (عمدہ) باقی ابحاث مثلاً تحویل رداء، صلوۃ استسقاء میں خطبہ اور قراءت جہراً ہوگی یا سراً؟ متعدد ابواب آ رہے ہیں جس میں بحث ہوگی۔ انشاء اللہ

## ﴿بَابُ ۱۳۶ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِي يُوسُفَ﴾

۹۶۰﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ اَبِي رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ

وَطْأتَكَ على مُضَرَ اَللّٰهُمّ اجعلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِي يُوسُفَ وَاَنَّ النبيّ صلى الله عليه وسلم قالَ غِفَارُ غَفَرَ الله لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ قال ابنُ اَبِي الزِّنَادِ عن اَبِيْه هذا كُلُّهُ في الصُّبْحِ ﴾

نبی اکرم ﷺ کا (کفار قریش پر) بددعا کرنا" الٰہی ان کے سال ایسے کردے جیسے یوسف علیہ السلام کے (زمانہ میں قحط کے) سال گذرے ہیں یعنی جیسے یوسفؑ کے زمانہ میں قحط سالی تھی ایسے ہی قحط سالی مسلط فرما۔

یہ حدیث امام بخاریؒ استسقاء میں اس لیے لائے ہیں کہ جیسے مسلمانوں کیلئے بارش کی دعا کرنا مسنون ہے اسی طرح کافروں پر قحط کی بددعا کرنا بھی جائز ہے۔

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب (فرض نماز کی) آخری رکعت (کے رکوع) سے سر اٹھاتے تو فرماتے یا اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دلوائے، یا اللہ سلمہ بن ہشام کو نجات دلائے یا اللہ ولید بن ولید کو نجات دلائے، اے اللہ کمزور اور ناتواں مسلمانوں کو نجات دلایئے، اے اللہ مضر کے کافروں پر اپنی پکڑ سخت کردیجیے، اے اللہ انہیں یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے سے قحط میں مبتلا کردیجئے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور قبیلہ اسلم کو اللہ سلامت رکھے، ابن ابی الزناد نے اپنے والد کے واسطہ سے بیان کیا کہ یہ ساری دعائیں آپ صبح کی نماز میں کرتے تھے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اللهم اجعلها سنين كسني يوسف اجعلها اى اجعل تلك المدة التى تقع فيها الشدة .

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۶ تا ۱۳۷ ومرّ ص ۱۰۹ تا ۱۱۰، ایضاً ص ۱۱۰ ویاتی ص ۴۱۰ تا ۴۱۱، وص ۴۷۹، وص ۶۵۵، وص ۶۶۱، وص ۹۱۵، وص ۹۴۶، وص ۱۰۲۶

۹۶۱ ﴿ حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيّ قال حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عن اَبِي الضُّحٰى عن مَسْرُوقٍ عن عبدِ اللّٰه ح حَدَّثَنَا عثمانُ بنُ اَبِي شَيْبَةَ قال حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عن مَنصورٍ عن اَبِي الضحىٰ عن مَسْرُوقٍ قال كُنّا عند عبدِ اللّٰه فقال اِنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم لمّا رَاى مِنَ الناسِ اِدْبَارًا فقال اَللّٰهُمّ سَبْعًا كَسَبْعِ يُوسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شيءٍ حتى اَكَلُوا الجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ والجِيَفَ وَيَنْظُرُ اَحَدُهُم اِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى الدُّخَانَ مِنَ الجُوعِ فَاَتَاهُ اَبُو سُفْيٰنَ فقال يا محمّدُ اِنّكَ تامُرُ بِطاعَةِ اللّٰهِ وَبِصِلَةِ

الرَّحِمِ وانَّ قومَكَ قَدْ هَلَكُوا فادْعُ اللّه لهُمْ قال اللّه عز وجَل فارْتَقِبْ يوم تاتِي السَّماءُ بِدُخانٍ مُّبِينٍ الٰى قولِه اِنّكمْ عائِدُونَ يَومَ نَبطِشُ البَطْشَةَ الكُبْرٰى فالبَطْشَةُ يومَ بَدرٍ فقَد مَضَتِ الدُّخانُ والبَطْشَةُ وَاللِّزامُ وَآيَةُ الرُّومِ ﴾

**ترجمہ** مسروقؒ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے تھے آپؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کی (یعنی مکہ والوں کی اسلام سے) روگردانی دیکھی تو آپؐ نے فرمایا (یعنی بددعا کی) کہ اے اللہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی طرح ان پر سات سال کا قحط مسلط فرما چنانچہ ان پر ایسا قحط پڑا جس نے ہر چیز ختم کردی یہاں تک کہ وہ چمڑے اور مردار اور بدبودار تک کھا گئے (شدت فاقہ کا یہ عالم تھا کہ) ان میں سے کوئی جب آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک کے مارے دھواں سا معلوم ہوتا آخر (مجبور ہوکر) ابوسفیان آپؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو اللہ تعالیٰ کی طاعت اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے اس لیے آپ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے، اللہ تعالیٰ نے (سورہ دخان میں) فرمایا فارتقب الخ اب آپ (ان کے لیے) اس روز کا انتظار کیجیے کہ آسمان ایک واضح دھواں لائے ارشاد الٰہی انکم عائدون تک یعنی ہم کچھ مدت تک عذاب کھولے دیتے ہیں تم پھر وہی کروگے جو کرتے تھے، جس دن ہم بڑی گرفت کریں گے سخت پکڑ، سخت پکڑ بدر کے دن ہوئی (کہ مارے گئے اور ذلیل ہوئے) تو قرآن مجید میں جس دھوئیں اور پکڑ اور قید کا ذکر ہے وہ سب ہو چکے اسی طرح سورہ روم کی آیت میں جو ذکر ہے وہ بھی ہو چکا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اللهم سبعا كسبع يوسف"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۷ ويأتى ص ۱۳۹ وفى التفسير ص ۶۸۰، وص ۷۰۲، وص ۷۰۳، وص ۷۱۰، وص ۷۱۴ / / / / وص ۷۱۵

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ جیسے مسلمانوں کے واسطے ضرورت کے وقت استسقاء کی دعا مسنون ہے اسی طرح سرکشی وانکار کے وقت کافروں کے لیے بددعا کرنا بھی درست اور مسنون ہے۔

۲ امام بخاریؒ تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ دیکھو جہاں قحط پڑا ہو تو فوراً باہر نکل کر دعا نہ کرنے لگو بلکہ قحوطین کے حال کا جائزہ لو اگر شرک وکفر میں یا فسق وفجور میں مبتلا ہوں تو دعا نہ کرنی چاہیے بلکہ بددعا کرنی چاہیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا فرمائی ہے۔ واللہ اعلم

**تشریح** روایت تحت الباب دو واقعے پر مشتمل ہے، امام بخاریؒ نے دونوں کو یکجا کردیا ہے، شاید امام بخاریؒ نے اپنے استاد سے جس طرح سنا تھا اتباعاً یکجا ذکر کردیا ہے اللہ اجعلها سنين كسنى يوسف یہ

ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ کا واقعہ ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرماتھے تو نماز کی حالت میں اشقی القوم نے سلا جزور لا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پشت مبارک پر رکھ دیا تھا اس پر آپؐ نے بددعا کی۔

اور دوسرا واقعہ اللهم انج سلمة بن هشام الخ یہ ہجرت کے بعد مدینہ کا واقعہ ہے۔۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ الْإِسْتِسْقَاءَ إِذَا قَحَطُوا ﴾ [۶۳۷]

## قحط میں لوگوں کی امام سے دعاء استسقاء کی درخواست

۹۶۲ ﴿ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قال حَدَّثَنَا اَبُو قُتَيْبَةَ قال حَدَّثَنا عبدُ الرَّحمٰنِ بنُ عبدِ اللّٰه بنِ دِينارٍ عن اَبِيْهِ قال سَمِعتُ ابنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعرِ اَبِی طَالِب

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ☆ ثِمَالُ اليَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

وَقالَ عُمرُ بن حَمْزَةَ حَدَّثَنا سَالِمٌ عنِ اَبِيْهِ رُبَّمَا ذَكرتُ قولَ الشاعِرِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم يَسْتَسْقِي فما يَنْزِلُ حتّى يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ☆ ثِمَالُ اليَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

وهو قولُ اَبِی طَالِبٍ" ﴾

**ترجمہ** عبداللہ بن دینارؒ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ (عبداللہ) ابوطالب کا یہ شعر پڑھ رہے تھے (ترجمہ)

وہ گورے رنگت والے جن کے وسیلے سے بارش کی دعا کی جاتی ہے، وہ یتیموں کے حامی (فریادرس) اور بیواؤں کی جائے پناہ ہیں۔

اور عمر بن حمزہ نے بیان کیا کہ ہم سے سالم نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) کے واسطے سے بیان کیا وہ (عبداللہ بن عمرؓ) کہتے تھے کہ کبھی میں شاعر (ابوطالب) کا یہ شعر یاد کرتا ہوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور کو دیکھتا آپؐ (منبر پر) دعاء استسقاء کر رہے ہیں پھر آپؐ منبر سے اترتے بھی نہ تھے کہ تمام پرنالے زوروں سے بہنے لگتے وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الغمام الخ وہ گورے رنگت والے جس کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کے حامی اور بیواؤں کے ماوٰی (محافظ) ہیں اور یہ ابوطالب کا کلام ہے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "يستسقى الغمام"

**تعدد موضعه** و الحديث هنا ص ۱۳۷، ابن ماجہ ص ۹۱ تا ص ۹۲

۹۶۳﴿ حَدَّثَنَا الحَسَنُ بنُ محمّدٍ قال حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ عبدِ اللّٰهِ الانصارِیُّ قال حَدَّثَنِی اَبِی عَبدِ اللّٰهِ بنُ المُثنّٰی عن ثُمَامَةَ بنِ عبدِ اللّٰهِ بن اَنَسٍ عن اَنسِ بنِ مالكٍ اَنَّ عُمَرَ بنَ الخطابِ رضی الله عنه کانَ اِذَا قُحِطُوا اسْتَسْقٰی بِالعبَّاسِ بنِ عبدِ المُطّلِبِ فقال اَللّٰهُمّ اِنَّا کُنّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا صلی اللّٰه علیه وسلم فَتَسْقِینا وَاِنَّا نتوسّلُ اِلَیْكَ بِعَمِّ نَبِیِّنا فاسْقِنَا قال فَیُسقَوْنَ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن خطابؓ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے اور یہ کہتے اے اللہ ہم پہلے تیرے پاس اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بناتے تھے تو ہمیں (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے) سیراب کرتا تھا اب ہم اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں آپ ہم پر پانی برسا، حضرت انسؓ نے بیان فرمایا کہ پھر پانی برستا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قول عمرؓ انا کنّا نتوسل اليك نبينا الخ

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۷ ویاتی فی المناقب ص ۵۲۶

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر قحط سالی ہو اور لوگ پریشان ہوں تو ایسے وقت میں لوگوں کو امام یعنی امیر سے درخواست کرنی چاہیے۔ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمان اور کافر دونوں فریق بارش کی دعا کیلئے درخواست کرسکتے ہیں تا کہ امام یا امیر استسقاء کا انتظام کرے اور لوگوں کو چاہیے کہ امام کے ساتھ ہو کر دعا کریں ہوسکتا ہے کہ کسی کی دعا مقبول ہوجائے، نیز اس صورت حال میں امیر کی تکریم ہے جو رضاء الٰہی کا سبب ہے۔

**سوال** : اس باب میں امام بخاریؒ نے دو روایت ذکر کی ہے ان دونوں روایات میں سے کسی میں یہ نہیں ہے کہ کسی نے امام سے درخواست کی ہو جب کہ ترجمۃ الباب میں سوال ہے **فکیف المطابقة** ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی روایت میں "**یستسقی الغمام**" فعل کا فاعل محذوف ہے تقریر عبارت ہے **یَسْتسقی الناسُ بالغمام الخ فلا اعتراض**۔

**سوال** : اس باب کے مناسب تو ماقبل کی روایت تھی جو حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے اس میں ابوسفیان کا حضورؐ سے سوال و درخواست ہے۔

**جواب** : ابن مسعودؓ کی روایت میں سائل کافر تھے اگر اس روایت کو یہاں ذکر کردیتے تو کافر کا سوال کرنا متعین ہوجاتا حالانکہ امام بخاریؒ "**سؤال الناس الامام**" سے تعمیم بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہر ایک درخواست کرسکتا ہے۔

**اشکال** : یہاں ترجمہ ہے کہ جب قحط ہو تو لوگوں کا امام سے دعاء استسقاء کا سوال کرنا، مگر یہاں کسی روایت میں کسی کے سوال کا ذکر نہیں؟

**جواب** : یہاں اختصار ہے امام بخاریؒ نے دوسرے طرق کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں

ذکر کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں اور ہمارے پاس کوئی اونٹ نہ رہا جو آواز نکالے اور نہ کوئی بچہ رہا جو خراٹا لے۔ مقصد یہ تھا کہ سب بھوکے ہیں۔

ولیس لنا الا الیک فرارنا

واین فرار الناس الّا الی الرسل

(ترجمہ:- آپؐ کے سوا کہیں پناہ نہیں، اور لوگوں کو رسولوں کی بارگاہ کے علاوہ کہاں پناہ مل سکتی ہے؟)

اس اعرابی دیہاتی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ دعا فرما دیجیے، اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر کھینچے ہوئے منبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی اللّٰھُمَّ اَغِثْنا (الحدیث) اے اللہ ہمیں سیراب فرما۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت ابوطالب کا شعر یاد آرہا ہے کون ہے جو اسے یاد کرے؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ شاید آپ یہ شعر مراد لے رہے ہیں۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه ☆ ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل

ابیض ، منصوب ہے اور اس سے پہلے کے شعر میں سیدا پر اس کا عطف ہے

۲ اگر مرفوع پڑھیں تو مبتدا محذوف کی خبر ہوگی ای وھو ابیضُ - ثمال الیتامیٰ یتیموں کا حامی، فریاد رس عِصمة جائے پناہ ارامِل ارملة کی جمع بیوہ، رانڈ۔

یہ ابوطالب کے ایک طویل قصیدے کا ایک شعر ہے جو بحر طویل میں ایک سو دس اشعار پر مشتمل ہے علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "وھذا البیت من قصیدة جلیلة من بحر الطویل وعدّة ابیاتھا مائة بیت وعشرة ابیات (قسطلانی، ج۳، ص۲۶)

**سوال** : ابوطالب نے یہ قصیدہ کب کہا تھا اور کس بنیاد پر کہا تھا؟

علامہ قسطلانیؒ نے اعتراض نقل کیا ہے کہ استسقاء کا واقعہ تو ہجرت کے بعد پیش آیا ہے اور ظاہر ہے کہ ہجرت سے قبل ابوطالب وفات پاچکے تھے پھر ابوطالب کو کیسے معلوم ہوا کہ آپؐ کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے؟

پھر خود ہی جواب نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے: "ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ جلہمہ بن عرفطہ نے بیان کیا کہ میں مکہ آیا اس وقت اہل مکہ قحط کی وجہ سے سخت تنگی اور پریشانی میں مبتلا تھے بالآخر لوگوں نے ابوطالب سے استسقاء کی درخواست کی ابوطالب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر کعبہ میں جا کر بارش کیلئے دعا کی اور آپؐ کی برکت سے خوب موسلا دھار بارش ہوئی اور سب سیراب ہو گئے اسی واقعہ کی بنا پر ابوطالب نے یہ قصیدہ کہا تھا۔

ایک واقعہ سہیلی نے نقل کیا ہے کہ عبدالمطلب کے زمانے میں ایک مرتبہ سخت قسم کی قحط سالی ہوئی تھی اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نوعمر کمسن تھے عبدالمطلب نے آپؐ کو کندھے پر بٹھا کر جبل ابی قبیس پر لے گئے اور

وہاں جا کر دعا کی، دعا مقبول ہوئی اس واقعہ سے ابو طالب نے اخذ کر کے قصیدہ کہا۔ واللہ اعلم

دوسری روایت حدیث ۹۶۳، الخ یہ روایت مناقب ابن عباس میں بھی ص ۵۲۶ میں آرہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ دعا میں توسل جائز ہے۔

**توسل کی صورتیں** اگر وسیلہ کو مؤثر حقیقی سمجھے تو حرام و ناجائز ہے لیکن اگر اس طرح دعا کرے کہ اے اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے یا فلاں بزرگ کے وسیلہ سے میری دعا قبول فرما بلا شبہ جائز ہے جیسا کہ اس حدیث میں تصریح ہے۔

## ﴿بَابُ تَحْوِيْلِ الرِّدَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ﴾ ۶۳۸

### استسقاء میں چادر پلٹنا

۹۶۴ ﴿حَدَّثَنِي اسحٰقُ قال حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ قال اَخْبَرَنا شُعْبَةُ عن محمَّدِ بنِ اَبِي بَكرٍ عن عَبَّادِ بنِ تَمِيمٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ زَيْدٍ اَنَّ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم اسْتَسْقٰى فقَلَبَ رِدَاءَهٗ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء استسقاء کی (یعنی اللہ تعالیٰ سے بارش کے لیے دعا کی) اور اپنی چادر پلٹی۔

یعنی چادر کے نیچے کے دائیں کونے کو بائیں مونڈھے پر اور نیچے کے بائیں کونے کو داہنے مونڈھے پر کرنے سے تقلیب بھی متحقق ہو جائے گی اور تحویل بھی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "استسقىٰ فقلب رداءه"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۷ وقد مضى ص ۱۳۶ ويأتي ص ۱۳۹ // // وص ۱۴۰ // // ، وص ۹۳۹

۹۶۵ ﴿حَدَّثَنا عليُّ بنُ عبدِ اللّٰهِ قال حَدَّثَنا سُفْيٰنُ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ اَبِي بَكرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبَّادَ بنَ تَمِيمٍ يُحَدِّثُ اَبَاهُ عن عَمِّهٖ عبدِ اللّٰهِ بنِ زَيْدٍ اَنَّ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم خَرَجَ اِلَى الْمُصَلّٰى فاسْتَسْقٰى فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهٗ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قال ابو عبدِ اللّٰهِ كان ابنُ عُيَيْنَةَ يقولُ هُوَ صاحبُ الاَذَانِ وَلٰكِنَّهٗ وَهِمَ فيهِ لِاَنَّ هٰذا عبدُ اللّٰهِ بنُ زَيْدِ بنِ عاصِمٍ الْمَازِنِيُّ مَازِنِ الْاَنْصَارِ﴾

**ترجمہ** عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے انھوں نے عباد بن تمیم سے سنا وہ عبداللہ بن ابی بکر کے باپ سے بیان کرتے تھے اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے سن کر کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف تشریف

لے گئے اور وہاں جا کر پانی برسنے کیلئے دعا کی تو آپ قبلہ رو ہو گئے اور اپنی چادر پلٹی اور دو رکعتیں نماز پڑھیں۔

ابوعبداللہ یعنی امام بخاریؒ نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ کہتے تھے کہ یہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ وہی ہیں جنھوں نے اذان کا طریقہ خواب میں دیکھا تھا لیکن یہ ان سے غلطی ہوئی کیونکہ یہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں جو انصار کے مازن قبیلے کے تھے یعنی انصار کی شاخ بنو مازن سے ان کا تعلق تھا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فاستسقىٰ فاستقبل القبلة وقلب رداءهٗ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۷ ومرّ الحديث ص ۱۳۶ ويأتى ص ۱۳۹ ؍؍ ؍؍ ص ۱۴۰ ؍؍ ؍؍ ص ۹۳۹، ابوداؤد ص ۱۶۵

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد حنفیہ و مالکیہ کی تردید کرنی ہے یعنی امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ استسقاء کی حقیقت دعا و استغفار ہے کما قال الله تعالىٰ: استَغفِروا ربّكم انه كانَ غفارا يرسل السماء عليكم مدرارا، آیت مبارکہ میں نزول مطر کو استغفار پر مرتب کیا گیا ہے پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقاء (بارش کے لیے) دعا بکثرت منقول ہے لیکن اس میں نماز کا ثبوت صرف ایک مرتبہ میں ہے پھر نماز کو مسنون کیسے کہہ سکتے ہیں؟ مسنون تو اس وقت کہہ سکتے ہیں جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی معمول ثابت ہو یا کم از کم اکثر معمول ہو اور استسقاء میں ایسا نہیں ہے۔

**تشریح** لیکن واضح رہے کہ حنفیہ کے نزدیک صلوٰۃ استسقاء نہ بدعت ہے اور نہ ہی ناجائز ہے بلکہ جائز اور درست ہے جیسا کہ صاحبین کا مسلک ہے اور عندالاحنافؒ صاحبین ہی کے قول پر فتوی ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک چونکہ نماز مسنون نہیں اس لیے تحویل رداء بھی مسنون نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چادر کو پلٹنا یعنی تحویل رداء تفاؤل کیلئے تھا کہ جس حالت میں آئے ہیں اسی حالت میں واپس نہیں جائیں گے۔ واللہ اعلم

پھر جمہور یعنی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تحویل رداء (چادر کو پلٹنا) امام اور مقتدی دونوں کے لیے مسنون ہے جب کہ حنفیہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک اس کی مسنونیت صرف امام کے حق میں ہے یہی مسلک ہے سعید بن میتبؒ، عروہؒ اور سفیان ثوریؒ کا۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ حدیث میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل رداء کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم

**سوال**: امام بخاریؒ کے ترجمہ میں لفظ "تحویل" ہے اور روایت میں قلب رداء ہے لہٰذا امام کا ترجمہ روایت کے مطابق نہیں ہے۔

**جواب**: امام کے نزدیک تحویل و تقلیب دونوں ایک ہی معنی میں ہے اسلئے بعض روایت میں حول رداء بھی آیا ہے۔ نیز بخاری کا ترجمہ شارحہ ہے کہ ترجمہ سے روایت کی شرح کردی کہ قلب رداء سے مراد تحویل رداء ہے۔

# ﴿بابٌ انتقامِ الرَّبِّ عزّ وَجلّ مِن خَلقِه بِالقَحطِ اِذَا انتُهِكَ مَحارِمُهُ﴾ ع ۶۳۹

## جب اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کا خیال نہیں رکھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قحط کے ذریعہ انتقام لیتا ہے

**تشریح** امام بخاریؒ نے اس ترجمۃ الباب کے تحت کوئی حدیث یا کوئی اثر نہیں ذکر فرمایا؟
۱ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ کوئی روایت ان کی شرط کے موافق نہیں ملی۔
۲ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ بخاریؒ نے قصداً بغرض تشحیذ اذہان ذکر نہیں فرمایا کیونکہ ابھی اسی صفحہ کی پہلی حدیث ۹۶۱ "حدثنا الحمیدی کے تحت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت گذری ہے اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے لما رای من الناس ادبارا الخ تو اس سے معلوم ہوگیا کہ بارش نہ ہونے کا سبب ادبار ناس کا انتقام ہے یعنی کفار قریش پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی وجہ سے قحط آیا، مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ابر نایداز پے منع زکوٰۃ ☆ وز زنا خیزد وبا اندر جہات

# ﴿بابُ الاِستِسقاءِ فی المَسجِدِ الجَامِعِ﴾ ع ۶۴۰

## جامع مسجد میں استسقاء، یعنی جامع مسجد میں بارش کے لیے دعا کرنے کا بیان

۹۶۶ ﴿ حَدّثنا محمّدٌ قال حَدّثنا ابُو ضَمرَةَ انسُ بنُ عِیاضٍ قال حَدّثنا شَرِیكُ بنُ عبدِ اللّهِ بنِ اَبِی نَمِرٍ انّه سَمِعَ انسَ بنَ مَالِكٍ یَذکرُ اَنّ رَجلاً دَخل یَومَ الجُمُعَةِ مِن بابٍ کان وُجَاهَ المِنبَرِ وَرسولُ اللّه صلی الله علیه وسلم قَائِمٌ یَخطُبُ فاستَقبَلَ رسولَ اللّه صلی الله علیه وسلم قائِمًا فقال یا رسولَ اللّهِ هَلَکَتِ الاموالُ وَانقَطَعَتِ السُّبُلُ فادعُ اللّهَ اَن یُّغِیثَنا قال فرَفعَ رسولُ اللّه صلی الله علیه وسلم یَدَیهِ فقال اللّهُمّ اسقِنا اَللّهُمّ اسقِنا اللّهمّ اَسقِنا قال انسٌ وَلا وَاللّهِ مَا نَرٰی فی السّمَاءِ مِن سَحابٍ وَلاَ قَزَعَةً وَلا شَیئًا وَلا بَیننَا وَبَینَ سَلعٍ مِن بَیتٍ وَلا دَارٍ قال فَطَلَعتْ مِن وَرَائِه سَحابَةٌ مِثلُ التُّرسِ فلمّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ اِنتَشرَتْ ثمّ اَمطَرَتْ قال وَاللّهِ مَارَاَینا الشمسَ سَبتًا ثمّ دَخلَ رَجلٌ مِن ذٰلك

الباب فی الجُمُعَةِ المُقبِلَةِ وَرسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قائمٌ یَخطُبُ فاستَقبَلَہٗ قائما فقال یا رسولَ اللّٰہ ھَلکَتِ الاَموالُ وَانقَطَعَتِ السُّبُلُ فادْعُ اللّٰہ اَن یُمسِکَھا قالَ فرفَعَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَدَیہ ثمّ قالَ اللّٰھُمّ حَوالَینا وَلا عَلَینا اللّٰھُمّ عَلَی الآکامِ وَالجِبالِ وَالظِّرابِ وَالاَودِیَةِ وَمَنابِتِ الشَّجَرِ قال فانقَطَعَتْ وَخرَجنا نَمشِی فی الشمسِ قال شَرِیکٌ فسَألتُ اَنسا اَھُوَ الرَّجُلُ الاَوَّلُ قال لَا اَدرِیْ ﴾

**ترجمہ** شریک بن عبداللہ بن نمر نے بیان کیا کہ انھوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا وہ بیان کررہے تھے کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد نبوی میں اس دروازہ سے داخل ہوا جو منبر کے سامنے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے اس نے بھی کھڑے ہی کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوکر کہا یا رسول اللہ (بارش نہ ہونے کی وجہ سے) مال (یعنی جانور) ہلاک ہوگئے اور راستے بند ہوگئے (ظاہر ہے کہ جب راستے میں چارہ، گھاس نہیں ملے گا تو جانور سفر کیسے کریں مطلب یہ ہے کہ انسان اور جانور سب بھوک کی وجہ سے چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہے) آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کے لیے دعا فرمائیے، حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھادیئے اور فرمایا اَے اللہ ہمیں سیراب کیجیے، اَے اللہ ہمیں سیراب کیجیے، اَے اللہ ہمیں سیراب کیجیے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا " کچھ نہیں خدا کی قسم ہم آسمان میں نہ کوئی بادل دیکھتے تھے اور نہ بادل کا ٹکڑا اور نہ کوئی چیز (یعنی نہ کوئی ٹھنڈی ہوا کہ معلوم ہو کہ بارش آئے گی) اور ہمارے اور سلع پہاڑی کے درمیان کوئی گھر یا مکان بھی نہیں تھا (مطلب یہ ہے کہ کسی بڑے چھوٹے مکان کی آڑ نہ تھی کہ بادل ہونے کے باوجود ہم اس کو دیکھ نہ سکتے ہوں بلکہ آسمان بالکل صاف تھا بارش کی کوئی علامت نہ تھی) حضرت انسؓ نے بیان فرمایا کہ سلع پہاڑی کے پیچھے سے ڈھال کے برابر بادل نمودار ہوا اور جب وہ بیچ آسمان میں آیا تو پھیل گیا پھر برسنے لگا، انسؓ نے بیان کیا کہ (پھر تو یہ حال ہوا کہ) ہم نے ایک ہفتہ تک سورج نہیں دیکھا، پھر ایک شخص اسی دروازہ سے دوسرے جمعہ میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے اور وہ کھڑے کھڑے آپؐ کے سامنے آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (کثرت بارش کی وجہ سے) مال برباد ہوگیا (یعنی جانور مرگئے) اور راستے بند ہوگئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ بارش روک دے، انسؓ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اَے اللہ ہمارے اردگرد بارش برسائیے اور ہم پر نہ برسائیے اَے اللہ ٹیلوں، پہاڑوں، پہاڑیوں، وادیوں اور درخت اگنے کے مقامات یعنی باغوں پر برسائیے، انسؓ نے بیان کیا کہ پھر بارش بالکل بند ہوگئی اور ہم لوگ نکلے تو دھوپ میں چلنے پھرنے لگے، شریک نے کہا کہ میں نے حضرت انسؓ

سے پوچھا یہ دوسرا شخص وہی پہلا شخص تھا؟ فرمایا مجھے معلوم نہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ان رجلا دخل يوم الجمعة من باب كان وجاه المنبر و رسول الله صلى الله عليه وسلم قائم يخطب"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۷ تا ۱۳۸ و مرّ الحديث ص ۱۲۷ ،، ويأتى ص ۱۳۸، ص ۱۳۸، ،، ،، ،، ص ۱۳۹ ،، ،، ص ۱۴۰ ،، ،، ص ۵۰۶، وص ۹۰۰، وص ۹۳۸، وص ۹۳۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ استسقاء کے لیے صحرا میں جانا جو ابواب الاستسقاء کے شروع میں جو خروج النبى صلى الله عليه وسلم فى الاستسقاء سے ثابت کیا گیا ہے ضروری نہیں ہے اس لئے کہ صحرا میں جانے کی جو علت ہے کہ سب لوگ جمع ہو جائیں وہ مسجد جامع میں حاصل ہے۔

نیز اس باب میں تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جامع مسجد میں استسقاء کیلئے دعا فرمائی ہے۔

۲ بعض حضرات سے منقول ہے کہ بخاریؒ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ استسقاء میں نہ باہر جانا شرط ہے اور نہ تحویل رداء ضروری ہے۔

۳ امام بخاریؒ اس باب سے انواع استسقاء کو بیان کر رہے ہیں کہ یہ صورت بھی درست ہے۔

**تشریح** ان رجلا دخل الخ یہ واقعہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر ۹ھ میں پیش آیا اور اسی موقعہ پر حضرت خارجہ بن حصن فزاری نے آکر رسول اللہ ﷺ سے قحط سالی کی شکایت کی تو رسول اکرم ﷺ نے دعاء باران فرمائی۔

۲ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ رجل سائل حضرت ابوسفیان بن حرب ہیں جیسا کہ روایت ابن مسعودؓ میں گذر چکا (ملاحظہ ہو حدیث ۹۶۱) لیکن یہ قول درست نہیں ہے چونکہ وہ دعا اس وقت کی تھی جب کہ قریش مکہ پر قحط سالی تھی اور دوسرا واقعہ ہے۔ واللہ اعلم

**اشکال** : اس روایت میں ہے کہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ وہی پہلے والا سائل تھا جو کہ ایک ہفتہ پہلے آیا تھا؛ لیکن روایت معمر میں ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ یہ وہی تھا۔

جواب یہ ہے کہ حضرت انسؓ کو پہلے روز علم نہیں تھا دوسرے دن جب یقینی طور پر علم ہوا کہ یہ وہی شخص ہے فلا اشکال

تحقیق الفاظ: وِجاه بكسر الواو وضمها آمنے سامنے ہونا، کسی کا الفاظ یا چہرے سے استقبال کرنا سبل بضم السين والباء الموحدة جمع سبيل بمعنی راستہ۔ يغيثنا بضم الياء از باب افعال غيث بمعنی بارش سے ماخوذ ہے پانی برسنا، پانی برسانا، نیز اغاثة مدد کرنا۔

آکام اکَمَة کی جمع ہے ٹیلہ، چھوٹی پہاڑی ظِراب بكسر الظاء المعجمة وفى آخره باء موحده

ظَرْب بسکون الراء کی جمع ہے پہاڑی، پھیلا ہوا پہاڑ، چھوٹا ٹیلہ۔

## ﴿ باب ۶۴۱ الإستسقاءِ في خُطْبَةِ الجُمُعَةِ غيرَ مُسْتَقْبِلِ القِبْلَةِ ﴾

### جمعہ کا خطبہ پڑھتے وقت قبلہ کی طرف رخ کیے بغیر بارش کے لیے دعا کرنا

۹۶۷ ﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ عن شَرِيكٍ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ اَنَّ رَجُلاً دَخَلَ المَسْجِدَ يومَ الجُمُعَةِ مِن بَابٍ كانَ نحوَ دارِ القَضاءِ وَرسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قائِمٌ يَخطُبُ فاستَقْبَلَ رَسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قائِمًا ثُمَّ قالَ يا رَسولَ اللّٰه هَلَكَتِ الاَمْوالُ وَانقَطَعَتِ السُّبُلُ فادعُ اللّٰهَ يُغِيثُنا فَرَفَعَ رَسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يَدَيْهِ ثُمَّ قالَ اَللّٰهُمَّ اَغِثْنا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنا قال انسٌ وَلا وَاللّٰهِ ما نَرىٰ في السَّماءِ مِن سَحابٍ وَلا قَزَعَةٍ وَما بَيْنَنا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِن بَيْتٍ وَلا دارٍ قال فَطَلَعَتْ مِن وَرائِهِ سَحابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فلمّا تَوَسَّطَتْ اِنْتَشَرَتْ ثُمَّ اَمطَرَتْ فَلا وَاللّٰهِ ما رَاَيْنا الشَّمْسَ سَبْتًا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِن ذٰلِكَ البابِ في الجُمُعَةِ وَرسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم قائِمٌ يَخطُبُ فاستَقْبَلَهُ قائِمًا فقالَ يا رسولَ اللّٰه هَلَكَتِ الاموالُ وَانقَطَعَتِ السُّبُلُ فادعُ اللّٰهَ يُمسِكْها عَنّا قال فَرَفَعَ رَسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يَدَيْهِ ثُمَّ قالَ اَللّٰهُمَّ حَوالَيْنا وَلا عَلَيْنا اللّٰهُمَّ عَلَى الآكامِ وَالظِّرابِ وَبُطونِ الاَوْدِيَةِ وَمَنابِتِ الشَّجَرِ قال فاَقْلَعَتْ وَخَرَجْنا نَمْشِي في الشَّمْسِ قال شَرِيكٌ فَسَاَلْتُ اَنَسَ بنَ مالِكٍ اَهُوَ الرَّجُلُ الاَوَّلُ فقالَ ما اَدْرِي ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص جمعہ کے دن اس دروازے سے مسجد نبوی میں آیا جو دار القضا کی طرف تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے، وہ شخص کھڑے کھڑے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور کہنے لگا یارسول اللہؐ مال تباہ ہوگئے (یعنی جانور مر گئے) اور راستے بند ہوگئے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ ہم پر پانی برسائے، اس پر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا اے اللہ ہم پر پانی برسا، اے اللہ ہم پر پانی برسا، اے اللہ ہم پر پانی برسا، حضرت انسؓ نے بیان کیا خدا کی قسم (اس وقت) آسمان میں نہ کوئی بادل نظر آتا تھا اور نہ بادل کا کوئی ٹکڑا اور ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی گھر یا مکان حائل نہ تھا (یعنی بادل کا کوئی نام ونشان بھی نہ تھا) حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ پھر سلع کے پیچھے سے ڈھال کے

برابر بادل نمودار ہوا جب بیچ آسمان میں آیا تو پھیل گیا اور برسنے لگا پھر تو خدا کی قسم ہم نے ایک ہفتہ تک سورج نہیں دیکھا، پھر اسی دروازے سے دوسرے جمعہ کو ایک شخص آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ دے رہے تھے، وہ کھڑے ہی کھڑے آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ "اموال ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے (بارش کی کثرت سے) آپ اللہ سے دعا فرمائیے کہ بارش کو ہم سے روک دے" حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی اے اللہ ہمارے اطراف میں بارش برسا (جہاں ضرورت ہے) ہم پر نہ برسا، اے اللہ ٹیلوں پر اور پہاڑیوں پر اور وادیوں کے نشیب میں اور باغوں پر برسا، حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ بارش رک گئی اور ہم باہر نکلے تو دھوپ میں چلنے پھرنے لگے۔ شریک نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے دریافت کیا کہ یہ دوسرا شخص وہی پہلا شخص تھا؟ تو انسؓ نے کہا کہ معلوم نہیں۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "ان رجلا دخل المسجد يوم الجمعة"

یہ حدیث وہی انس بن مالکؓ کی ہے جو مذکور ہوئی صرف اختلاف سند کی وجہ سے امام بخاریؒ نے دوبارہ ذکر فرمایا ہے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۸ باقی مواضع کے لیے حدیث سابق یعنی حدیث ۹۶۶ کے مواضع دیکھئے۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر جمعہ کے روز استسقاء کی ضرورت پیش آجائے تو صلوٰۃ جمعہ وخطبہ جمعہ دونوں کافی ہو جائیں گے یعنی صلوٰۃ استسقاء اور خطبہ استسقاء کے لیے کافی ہو جائے گا۔

صرف فرق یہ ہوگا کہ جب جمعہ کے خطبہ میں دعاء استسقاء ہوگی تو استقبال قبلہ نہ ہوگا جیسا کہ جنگل ومیدان میں استقبال قبلہ ہوتا ہے۔

۲ یہ بھی مقصد ہو سکتا ہے کہ امام بخاریؒ انواع استسقاء کی طرف اشارہ کر رہے ہوں۔

**تشریح** من باب كان نحو دار القضاء اس سے مراد وہ گھر ہے جو بذات خود حضرت عمرؓ کا تھا سیدنا فاروق اعظمؓ چھیاسی ہزار بیت المال کے مقروض تھے اسی قرض کی ادائیگی میں فروخت کیا گیا تھا، حضرت عمرؓ نے وصیت کی تھی کہ یہ مکان میرے قرض کی ادائیگی میں فروخت کر دیا جائے اور اگر کچھ قرض رہ جائے تو بنو عدی سے مدد لی جائے۔ اس کے بعد بھی اگر کچھ رہ جائے تو قریش سے مدد لی جائے۔ (عمدہ)

بہر حال شروع میں اس کو دار القضاء دین عمر کہا جاتا تھا پھر بعد میں دار القضا کہنے لگے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بعض حضرات نے جو دار القضا کا ترجمہ دار الامارۃ اور مقام فیصلہ سے کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس کو دار القضا کہنے کی وجہ قضاء دین ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس مکان کو حضرت معاویہؓ کے ہاتھ فروخت کیا تھا پھر حضرت معاویہؓ نے اپنے دور خلافت میں اس کو دار الامارۃ بنا لیا، اس صورت میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے

## ﴿ باب ۶۶۲ الاِستِسقاءِ عَلی المِنبَرِ ﴾

### منبر پر بارش کے لیے دعا کرنا

۹۶۸ ﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا ابو عوانَةَ عن قَتَادَةَ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال بَيْنَما رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يَخطُبُ يومَ الجُمُعَةِ اِذْ جاءَ رَجُلٌ فقال يا رسولَ اللّٰه قَحَطَ المَطَرُ فادعُ اللّٰهَ اَن يَسقِيَنَا فدَعَا فَمُطِرْنا فمَا كِدْنا اَن نَصِلَ اِلى مَنَازِلِنا فمَازِلْنا نُمْطَرُ اِلَى الجُمعَةِ المُقْبِلَةِ قال فقامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَوْ غَيْرُهُ فقال يا رسولَ اللّٰه اُدْعُ اللّٰهَ اَن يَصْرِفَهُ عنَّا فقالَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلا عَلَيْنَا قال فلقَدْ رَاَيْتُ السَّحَابَ يَتَقَطَّعُ يَمِيْنًا وَشِمَالاً يُمْطَرُوْنَ وَلَا يُمْطَرُ اَهْلُ المَدِيْنَةِ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ بارش رُک گئی ہے (پانی کا قحط پڑ گیا ہے) آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ ہمیں سیراب کرے چنانچہ آپؐ نے دعا کی تو بارش اس طرح شروع ہوئی کہ ہم لوگوں کو اپنے گھروں تک پہونچنا مشکل ہو گیا، دوسرے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ پھر (دوسرے جمعہ میں) وہی شخص یا کوئی اور کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ بارش کا رخ ہم سے کسی اور طرف موڑ دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی اَے اللہ اطراف و جوانب میں بارش برسا، ہم پر نہ برسا، حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ پھر میں نے دیکھا کہ بادل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دائیں بائیں چلے گئے اور برسنے لگے اور مدینہ والوں پر نہیں (یعنی مدینہ میں بارش بند ہو گئی اور مدینہ کے دائیں بائیں طرف بارش برسنے لگی۔)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "يخطب يوم الجمعة" حدیث پاک میں اگرچہ منبر کی صراحت نہیں ہے لیکن منبر بننے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا خطبہ ہمیشہ منبر ہی پر پڑھا ہے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۸، والحديث مر مرارا۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات پر (یعنی حضرات مالکیہ پر) رَد ہے جو کہتے ہیں کہ استسقاء میں خطبہ اور دعا زمین پر ہوگی، منبر پر نہیں کیونکہ استسقاء میں تضرع مطلوب ہے، حنفیہ بھی کہتے ہیں کہ خطبہ زمین پر ہوگا۔

امام بخاریؒ نے استسقاء میں منبر پر خطبہ کا جواز بیان فرمایا ہے گویا شوافع اور حنابلہ کی موافقت فرما رہے ہیں۔

## باب ۶۴۳ مَنِ اكْتَفٰى بِصَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فِى الْاِسْتِسْقَاءِ

جس نے دعاء استسقاء کے لیے صرف جمعہ کی نماز کافی سمجھی

یعنی استسقاء کے لیے علیحدہ نماز نہ پڑھنا بھی استسقاء کی ایک شکل ہے

۹۶۹ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ عن شَرِيْكِ بنِ عبدِ اللّٰه عن اَنَسٍ قال جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رسولِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فقالَ هَلَكَتِ المَوَاشِى وَتَقَطَّعَتِ السُّبُل فدَعَا فمُطِرْنا مِنَ الجُمُعَةِ اِلَى الجُمُعَةِ ثمّ جاءَ فقال تهدَّمَتِ البُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ السُبُلُ وَهَلَكَتِ المَوَاشِى فادعُ اللّٰه يُمْسِكها فقام صلى اللّٰه عليه وسلم فقال اَللّٰهُمّ عَلَى الاٰكامِ وَالظِرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنابِتِ الشَجَرِ فانجَابَتْ عنِ المَدِيْنَةِ انجِيَابَ الثوبِ

**ترجمہ** حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مویشی ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے چنانچہ آپؐ نے دعا کی تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی پھر ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ گھر گر گئے اور راستے بند ہو گئے اور جانور مر گئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ بارش کو روک دے چنانچہ آپؐ کھڑے ہوئے اور دعا فرمائی اے اللہ ٹیلوں، پہاڑیوں، وادیوں اور باغوں میں بارش برسا، (دعا کی برکت سے) مدینہ سے بادل اس طرح چھٹ گیا جیسے کپڑا پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة اس حدیث میں اگرچہ جمعہ کی تصریح نہیں ہے لیکن اس سے قبل حضرت انسؓ ہی کی روایت گذر چکی ہے جس میں جمعہ کی تصریح ہے چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "قلت هذه الاحاديث كلها فى الاصل واحد ويفسر بعضها بعضا (عمدہ).

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۸ باقی مواضع کے لیے دیکھئے حدیث ۹۶۶ کے مواضع۔

## باب ۶۴۴ الدُّعَاءِ اِذَا تَقَطَّعَتِ السُبُلُ مِنْ كَثْرَةِ المَطَرِ

جب بارش کی کثرت سے راستے بند ہو جائیں تو (بارش کے تھمنے کی) دعا کرنے کا بیان

۹۷۰ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ قال حَدَّثَنِى مَالِكٌ عن شَرِيكِ بن عبدِ اللّٰهِ ابنِ اَبِى نَمِر عن انسِ بنِ مَالِكٍ قال جَاء رَجُلٌ اِلٰى رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال يا رسولَ اللّٰهِ

هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰه فَدَعَا رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فَمُطِرُوا مِن جُمُعَةٍ إِلَى جُمُعَةٍ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال يا رسولَ اللّٰه تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي فقال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اَللّٰهُمَّ عَلٰى رُءُوسِ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا "یا رسول اللہؐ (بارش نہ ہونے کی وجہ سے) مویشی ہلاک ہوگئے اور راستے بند ہوگئے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی، پھر ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہؐ مکانات گر گئے، راستے بند ہوگئے اور مویشی ہلاک ہوگئے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی اَے اللہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں اور وادیوں کے نشیب میں اور درخت اگنے کی جگہوں (یعنی باغوں) میں بارش برسا، چنانچہ بادل مدینہ سے اس طرح پھٹ گیا جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة بخاریؒ نے حضرت انسؓ کی حدیث کو مختلف شیوخ و اساتذہ سے نقل فرمایا ہے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۸ باقی مواضع کے لیے حدیث ۹۶۶ کے مواضع ملاحظہ فرمائیے۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کثرت بارش کی وجہ سے نقصان ہو رہا ہو تو بارش رکنے کی دعا کر سکتے ہیں۔
۲۔ استسقاء یعنی طلب باراں کیلئے تو باہر جانا مستحب ہے مگر بارش بند کرنے کی دعا کیلئے باہر جانا مستحب نہیں ہے اور نہ ہی مستقل نماز پڑھنے کی ضرورت ہے بلکہ فرض نماز کے سلام پھیرنے کے بعد دعا کر لینا کافی ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ ۶۴۵ مَا قِيلَ إِنَّ النَّبِيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم لَمْ يُحَوِّلْ رِدَاءَهُ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ﴾

اس روایت کے متعلق کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب (مسجد ہی میں)
استسقاء کی دعا کی تو اپنی چادر کو نہیں پلٹی

اس سے معلوم ہوا کہ ہر دعاء استسقاء میں تحویل رداء (چادر پلٹنا) مسنون نہیں ہے۔

۹۷۱ ﴿ حَدَّثَنَا الحَسَنُ بنُ بِشْرٍ قال حَدَّثَنا مُعَافَى بنُ عِمْرانَ عَنِ الاوزاعِيّ عن اِسْحٰق بنِ عبدِ اللّٰه بنِ اَبِى طَلْحَةَ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ اَنَّ رجُلاً شَكَا اِلَى النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم هَلاكَ المَالِ وَجَهْدَ العِيالِ فدَعَا اللّٰهَ يَسْتَسْقِى وَلَمْ يَذْكُرْ اَنّه حَوَّلَ رِدَاءَهٗ وَلاَ اسْتَقبَلَ القِبْلَةَ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (قحط کی وجہ سے) مال (جانور) کی ہلاکت اور اہل وعیال کے فاقہ کی شکایت کی آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی آپؐ بارش طلب کررہے تھے۔ اس روایت میں یہ بیان نہیں کیا کہ آپؐ نے تحویل رداء کیا اور نہ یہ بیان کیا کہ آپؐ نے استقبال قبلہ کیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ولم يذكر انه حول رداءه"

**اشکال:** حدیث پاک میں جمعہ کا ذکر بالکل نہیں اور ترجمہ میں یوم جمعہ کی قید ہے فكيف المطابقة :

**جواب:** یہاں یہ حدیث مختصر ہے چند ابواب کے بعد اس کی مفصل روایت آرہی ہے جس میں جمعہ کی تصریح ہے۔ فلا اشکال۔

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۳۸ تا ۱۳۹ و مر ص ۱۲۷ // // ص ۱۳۷ و ص ۱۳۸ و یاتی ص ۱۳۹ // // ص ۱۴۰ // // ص ۵۰۶ و ص ۹۰۰ و ص ۹۳۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ دعاء استسقاء میں تحویل ردا ضروری نہیں ہے جیسا کہ حدیث باب میں صاف ہے کہ حضور اقدسؐ نے جمعہ کے دن استسقاء میں تحویل رداء نہیں فرمائی۔

## ﴿ بابٌ [۲۳۶] اِذَا اسْتَشْفَعُوا اِلَى الاِمَامِ لِيَسْتَسْقِىَ لَهُمْ لَمْ يَرُدَّهُمْ ﴾

جب لوگ امام سے دعاء استسقاء کی درخواست کریں تو امام ان لوگوں کی درخواست رَدّ نہ کرے

۹۷۲ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخْبَرَنا مَالِكٌ عن شَرِيْكِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ اَبِى نَمِرٍ عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ اَنّه قال جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال يا رسولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ المَوَاشِى وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فادعُ اللّٰهَ فدَعا اللّٰهَ فمُطِرْنا مِنَ الجُمُعَةِ اِلَى الجُمُعَةِ فجاء رجُلٌ اِلَى النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم فقال يا رسولَ اللّٰه تهَدَّمَتِ البُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ المَوَاشِى فقال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اللّٰهُمَّ عَلٰى ظهورِ الجِبَالِ وَالآكامِ وَبُطُونِ

الاَوْدِيَةِ وَمَنابِتِ الشَّجَرِ فانجابتْ عنِ المَدِينَةِ انجِيَابَ الثوبِ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ (بارش نہ ہونے کی وجہ سے) مویشی ہلاک ہوگئے اور راستے بند ہوگئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے، چنانچہ آپؐ نے دعا فرمائی تو ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک ہم پر بارش ہوتی رہی پھر ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہؐ (بارش کی کثرت سے) بہت سے گھر منہدم ہوگئے اور راستے بند ہوگئے، مویشی ہلاک ہوگئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کے اے اللہ (بارش کا رُخ موڑ دیجیے) پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں وادیوں کے نشیب میں اور باغات کی طرف، چنانچہ مدینہ سے بادل اس طرح پھٹ گیا جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ؟ حدیث پاک کے مضمون و مفہوم سے ظاہر ہے کیوں کہ حدیث میں صاف ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رد نہیں کیا بلکہ درخواست منظور فرما کر دعا فرمائی۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۳۹ و مر الحديث من طريق مالك آنفا ۱۳۸

**مقصد** امام بخاریؒ نے ص ۱۳۷ میں ایک ترجمہ "باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا" قائم کر کے یہ بتایا تھا کہ ایسے قحط کے وقت لوگوں کو چاہیے کہ امام سے دعاء استسقاء کی درخواست کریں۔
اب اس باب سے یہ بتانا مقصود ہے کہ امام کو چاہیے کہ درخواست قبول کر لے۔

## ﴿ بابٌ ۲۴۷ اِذَا اسْتَشْفَعَ المُشرِكونَ بالمُسْلِمِيْنَ عِندَ القَحطِ ﴾

## قحط کے وقت مشرک لوگ مسلمانوں سے دعا کی درخواست کریں؟

۹۷۳ ﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ كَثِيرٍ عن سُفيٰنَ قال حَدَّثَنا مَنْصُورٌ وَالاَعْمَشُ عن اَبِي الضُّحٰى عن مَسروقٍ قال اَتَيتُ ابنَ مَسْعودٍ فقالَ اِنَّ قُرَيْشًا اَبْطَوُا عنِ الاِسْلامِ فدَعا عَلَيْهِمُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حتى هَلَكُوا فِيها وَاَكَلُوا المَيْتَةَ وَالعِظامَ فجاءَهٗ اَبو سُفيٰنَ فقال يَا محمَّدُ جِئتَ تامُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَاِنَّ قَوْمَكَ قد هَلَكُوا فادعُ اللّٰه عز وجل فقَرَأَ "فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاتِي السَّماءُ بِدُخانٍ مُبِينٍ" الآية ثمَّ عادُوا اِلَى كُفرِهِم فذٰلِكَ قولُه تعالىٰ : "يَومَ نَبطِشُ البَطْشَةَ الكُبْرىٰ" يوم بَدْرٍ قال وَزادَ اَسباطُ عن منصورٍ فدَعا رسولُ

اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فسُقُوا الغَيْثَ فَاطْبَقَتْ عَلَيْهِم سَبْعًا وَشَكَا النَّاسُ كَثْرَةَ المَطَرِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَانْحَدَرَتِ السَّحَابَةُ عَن رَأسِهٖ فَسُقُوا النَّاسُ حَولَهُم ﴾

**ترجمہ** مسروق نے بیان کیا کہ میں حضرت ابن مسعودؓ کے پاس آیا تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ کفار قریش نے ایمان لانے میں تاخیر کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی (اس بددعا کے نتیجہ میں) ان پر ایسا قحط پڑا کہ لوگ مرنے لگے، مردار اور ہڈیاں تک کھانے لگے پھر ابوسفیان آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اَے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلہ رحمی کا درس دیتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے، پھر آپؐ نے (سورہ دخان کی) یہ آیت تلاوت کی (ترجمہ) اس دن کا انتظار کرو جب آسمان پر صاف دھواں نمودار ہوگا (آپؐ نے دعا کی، بارش ہوئی قحط جاتا رہا) پھر وہ لوگ کفر کرنے لگے اس کا بیان سورہ دخان کی اس آیت میں ہے" جس دن ہم سختی سے پکڑیں گے" اس سے مراد بدر کا دن ہے، اسباط نے منصور کے واسطے سے اتنا اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا استسقاء کی چنانچہ خوب بارش ہوئی کہ سات روز تک لگاتار پانی پڑتا رہا، آخر لوگوں نے کثرت بارش کی شکایت کی تو آپؐ نے یہ دعا کی اَے اللہ ہمارے اطراف و جوانب میں بارش برسا ہم پر نہ برسا، چنانچہ بادل سر پر سے سرک گیا اور ارد گرد لوگوں پر برستا رہا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فجاء ه ابوسُفين فقال الخ" یعنی ابوسفیان اس وقت کافر تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قحط کے وقت دعا استسقاء کی درخواست کی۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۹ و مرّ فى ص ۱۳۷ و ياتى ص ۶۸۰، وص ۷۰۳، وص ۷۱۰ وص ۷۱۴،// ایضاً ص ۷۱۴ تا ص ۷۱۵

**مقصد** یعنی اگر کفار مسلمانوں سے دعاء استسقاء کی درخواست کریں تو مسلمان کیا کرے؟ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں جواب شرط ذکر نہیں فرمایا حالانکہ حدیث الباب میں تصریح ہے کہ دعا کر دینی چاہیے جیسا کہ ابوسفیان کی درخواست پر آپؐ نے دعا کر دی تھی۔

**جواب :** امام بخاریؒ نے جواب اس لیے ذکر نہیں فرمایا کہ حضور اقدسؐ کے دعا کرنے میں مختلف احتمالات ہیں:

۱۔ یہ کہ امام المسلمین دعا کر دے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دی تھی۔

۲۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ اگر اپنی بددعا سے یہ قحط آیا ہے تو دعاء استسقاء کرے ورنہ نہیں۔

۳۔ اگر مشرکوں کی درخواست پر امام المسلمین کو ان کے مسلمان ہونے کی امید ہو تو دعا کرے ورنہ نہیں، مشرکین مکہ نے جو ابوسفیان کو قحط کے وقت دعاء کیلئے بھیجا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو امید ہوگئی کہ شاید اسلام

قبول کرلے، اس امید کی وجہ صاف ہے کہ مشرکین مکہ نے اس عظیم اور سخت مصیبت کے وقت رسول اللہؐ سے درخواست کی اس سے حضورؐ کی فضیلت اور پروردگار عالم سے حضور کا قرب مشرکین کے ذہن میں ہے مزید احسان و فضل سے ایمان کی توقع ہوسکتی ہے۔

ع اگر یہ امید ہو کہ یہ مشرکین شر و فساد بالخصوص مسلمانوں کو ایذا پہنچانے سے باز آجائیں گے تو دعا کرے ورنہ نہیں

بہرحال امام بخاریؒ نے ان احتمالات مختلفہ کی وجہ سے جواب شرط نہیں ذکر فرمایا اور فقط لفظ شرط ذکر فرما کر بتلا دیا کہ امام اس صورت میں نظر و فکر، غور و تدبر سے کام لے۔

اور یہ واقعہ یعنی ابوسفیان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کرنا یعنی حضرت ابن مسعودؓ کی روایت مکہ کا قصہ ہے۔

وزاد اسباط الخ اور کثرت مطر کی شکایت مدینہ منورہ کا قصہ ہے، امام بخاریؒ نے تبعاً استطراداً ذکر فرمادیا۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا كَثُرَ الْمَطَرُ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا ﴾ ۶۴۸

جب بارش حد سے زیادہ ہوجائے تو یہ دعا کہ بارش ہمارے اطراف و جوانب میں برسے ہم پر نہ برسے

۹۷۴ ﴿ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ النَّاسُ فَصَاحُوا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَحَطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّتِ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَقَالَ اللَّهُمَّ اسْقِنَا مَرَّتَيْنِ وَايْمُ اللَّهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً مِنْ سَحَابٍ فَنَشَأَتْ سَحَابَةٌ وَأَمْطَرَتْ وَنَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ لَمْ تَزَلْ تُمْطِرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ صَاحُوا إِلَيْهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللَّهَ يَحْبِسُهَا عَنَّا فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا وَتَكَشَّطَتِ الْمَدِينَةُ فَجَعَلَتْ تُمْطِرُ حَوْلَهَا وَلَا تُمْطِرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةً فَنَظَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ ﴾

**ترجمہ** حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے اتنے میں لوگوں نے کھڑے ہوکر شور و غل مچایا اور کہنے لگے یا رسول اللہ بارش رک گئی اور درخت سرخ ہوگئے اور جانور ہلاک ہوگئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ ہمیں سیراب کرے چنانچہ آپؐ نے دعا کی، اے اللہ ہمیں سیراب کر

آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا۔ اور خدا کی قسم اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نظر نہیں آتا تھا (دعا کرتے ہی) ایک بادل آیا اور برسنے لگا آپؐ منبر سے اترے اور نماز پڑھی، آپؐ نماز سے فارغ ہو گئے اور بارش آئندہ جمعہ تک برابر ہوتی رہی پھر جب آپؐ (دوسرے جمعہ میں) خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے شور مچایا کہ مکانات گر گئے اور راستے بند ہو گئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ بارش ہم سے روک دے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے (کہ ابھی گذشتہ جمعہ میں پانی نہ برسنے پر فریاد کر رہے تھے اب پانی برسنے پر گھبرا رہے ہیں) اور دعا فرمائی اے اللہ ہمارے اطراف میں پانی برسا اور ہم پر نہ برسا (آپؐ کی دعا سے) مدینہ کھل گیا اور مدینہ کے اطراف پانی برستا رہا اور مدینہ میں ایک قطرہ بھی نہیں پڑتا تھا میں نے مدینہ کو دیکھا کہ وہ تاج کی طرح درمیان میں تھا (یعنی بادل چاروں طرف تھا اور برس رہا تھا لیکن درمیان میں مدینہ صاف اور کھلا ہوا تھا)

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "اللهم حوالينا و لا علينا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۹ و مر ص ۱۲۷ // وص ۱۳۷ وص ۱۳۸ // // // ویاتی ص ۱۴۰ // وص ۵۰۶ // وص ۹۰۰ // وص ۹۳۹، ابوداؤد ص ۱۶۶

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے بارش کو روکنے کے لیے جو دعا کی جائیگی اس کے لیے ادب نبوی و طرز نبوی کو بیان کرنا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حوالينا و لا علينا" فرمایا تھا جو بہت جامع الفاظ ہیں چونکہ بارش اللہ کی رحمت اور عظیم نعمت ہے اس لیے آپؐ نے یہ نہیں فرمایا "اللهم ارفع عنا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز میں حسن ادب ہے کہ بلا و مصیبت بھی دور ہو جائے اور علی الاطلاق بارش کو روکنے کی دعا بھی نہ ہو۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ الدُّعَاءِ فِى الْاِسْتِسْقَاءِ قَائِمًا ﴾ [۶۴۹]

**استسقاء میں کھڑے ہو کر دعا کرنے کا بیان (خواہ خطبہ میں ہو یا بغیر خطبہ ہر حال میں کھڑے ہو کر دعا کرنی چاہیے کیونکہ یہ صورت تواضع اور خشوع سے قریب تر ہے**

﴿وَقَالَ لَنَا اَبُو نُعَيْمٍ عن زُهَيْرٍ عن اَبِى اِسحٰقَ خَرَجَ عبدُ اللّٰهِ بنُ يَزِيْدَ الانصارىُّ وَخَرَجَ مَعَهُ البراءُ بنُ عازِبٍ وَزيدُ بنُ اَرْقَمَؓ فاسْتَسْقى فقامَ بِهِم على رِجْلَيْهِ على غيرِ مِنبَرٍ فاسْتَسْقى ثُمَّ صَلّى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ بالقِراءَ ةِ وَلَمْ يُؤَذِّنْ وَلَمْ يُقِمْ قال ابو اسحٰقَ وَرَاَى عبدُ اللّٰهِ بنُ يَزِيْدَ النبىَّ صلى الله عليه وسلم﴾

اور ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا انھوں نے زہیر سے اور زہیر نے ابواسحاق سبیعی سے ابواسحاق سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن یزید انصاریؓ (استسقاء کے لیے) نکلے اور ان کے ساتھ براء بن عازبؓ اور زید بن ارقمؓ بھی نکلے حضرت عبداللہؓ نے بارش کے لیے دعا شروع کی تو پاؤں پر کھڑے رہے منبر پر نہیں بلکہ آپ زمین پر کھڑے رہے اور دعاء استسقاء کی پھر دو رکعت نماز پڑھی جس میں قراءت بلند آواز سے کی اور نہ اذان دی اور نہ اقامت کہی ابواسحاق نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن یزید انصاریؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا (یعنی وہ صحابی تھے)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فقام بهم عنى رجليه على غير منبر"

۹۷۵﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قال اَخْبَرَنا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قال حَدَّثَنِى عَبَّادُ بْنُ تَمِيمٍ اَنَّ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اَخْبَرَه اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي لَهُمْ فَقَامَ فَدَعَا اللّٰهَ قَائِمًا ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَ الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَاُسْقُوا ﴾

**ترجمہ** عباد بن تمیم نے بیان کیا کہ ان کے چچا حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے جو صحابی تھے ان کو خبر دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ساتھ لے کر دعاء استسقاء کے لیے نکلے چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور کھڑے کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی چادر پلٹی چنانچہ بارش خوب ہوگی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فقام فدعا الله قائما"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۹ و مر ص ۱۳۶، وص ۱۳۷ ويأتي ص ۱۴۰ // // وص ۹۳۹

**مقصد** مقصد یہ ہے کہ استسقاء کی دعا کھڑے ہو کر کرنی چاہیے چونکہ اس میں خضوع ہے۔

۲ چونکہ دعا میں تضرع مقصود ہے اس لیے آداب میں سے یہ ہے کہ قائما ہو۔

۳ قائما کی صورت میں اہتمام ہے۔

## ﴿ بابٌ الجَهْرِ بالقِرَاءَةِ فِي الاِسْتِسْقَاءِ ﴾ ۶۵۰

استسقاء کی نماز میں قراءت قرآن بلند آواز سے پڑھنے کا بیان

۹۷۶﴿ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قال حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عن عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عن عَمِّهِ قال خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَسْتَسْقِي فَتَوَجَّهَ اِلَى الْقِبْلَةِ يَدْعُو وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ ﴾

**ترجمہ** عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ ان کے چچا حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لیے باہر نکلے اور قبلہ رو ہو کر دعا کرنے لگے اور اپنی چادر پلٹی پھر دو رکعتیں نماز پڑھی نماز میں آپؐ نے قراءت قرآن بلند آواز سے کی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يجهر فيهما بالقراءة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۹ وقد مضى ص ۱۳۶ وص ۱۳۷ // ويأتي ص ۱۴۰ // // وص ۹۳۹، ابوداؤد اول ص ۱۶۵

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ہی واضح ہے کہ استسقاء کی نماز میں قراءت جہرا ہوگی، یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے یعنی یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ قال العلامة العينىؒ "ومن فوائد الحديث الجهر بالقراءة فى صلاة وهو مما اجمع عليه الفقهاء" (عمدہ)

## ﴿ باب[۶۵۱] كيف حَوَّلَ النبيُّ ﷺ ظَهْرَهُ اِلَى النّاسِ ﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (استسقاء میں) پشت مبارک لوگوں (یعنی صحابہ) کی طرف کس طرح پھیری؟ (مطلب یہ ہے کہ وعظ ونصیحت سے فارغ ہو کر دعا کرتے وقت آپؐ قبلہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور صحابہ کی طرف پیٹھ کر دی)

۹۷۷﴿ حَدَّثَنا آدَمُ قال حَدَّثَنا ابنُ اَبِى ذِئبٍ عن الزُهرِىِّ عن عَبّادِ بنِ تَمِيمٍ عن عَمِّهِ قال رَاَيتُ النبىَّ صلى الله عليه وسلم يَومَ خَرَجَ يَستَسقِى قال فَحَوَّلَ اِلى الناسِ ظَهرَه وَاستَقبَلَ القِبلَةَ يَدعُو ثمَّ حوَّلَ رِدَاءَهُ ثم صَلّى لنا رَكعَتَينِ جَهَرَ فيهِمَا بِالقِرَاءَةِ ﴾

**ترجمہ** عباد بن تمیم کے چچا حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ جس روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لیے باہر نکلے تھے میں نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ نے اپنی پشت مبارک صحابہ کی طرف پھیر لی اور قبلہ رو ہو کر دعا کی پھر چادر پلٹی پھر ہم لوگوں کو دو رکعتیں نماز پڑھائیں جن میں آپؐ نے قراءت قرآن بلند آواز سے کی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "فحوّل الى الناس ظهره"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۳۹ ومر ص ۱۳۶ وص ۱۳۷ // ويأتي ص ۱۴۰ // // وص ۹۳۹

**سوال**: روایت میں کیفیت تحویل کا کہیں بھی کوئی تذکرہ نہیں ہے روایت میں صرف وقوع تحویل ہے اور ترجمہ

میں کیفیت ہے اس لیے عدم مطابقت کا اشکال ہے۔

**جواب**: علامہ کرمانیؒ نے اس سوال کو نقل کرکے جواب دیا ہے کہ قلت معناه حوله حال كونه داعيا مقدما على تحويل الرداء والصلوة یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ سلم نے تحویل ظہر داعیا کی ہے یعنی دعا فرماتے ہوئے آپ نے اپنی پشت مبارک کو پھیرا، اس صورت میں کیف بمعنی متی ہوگا کہ آپ نے تحویل کب فرمائی۔ لیکن اگر کیف کو کیفیت ہی کے معنی میں لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ آپ دائیں بائیں مائل نہیں ہوئے بلکہ کلی طور سے آپ نے اپنی پشت مبارک پھیر لی۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ ۶۵۲ صَلٰوةِ الْاِسْتِسْقَاءِ رَكْعَتَيْنِ ﴾

### استسقاء کی نماز دو رکعتیں ہیں

۹۷۸ ﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عن عَبْدِ اللّٰهِ بنِ اَبِى بَكْرٍ عن عَبَّادِ بنِ تَمِيْمٍ عن عَمِّهٖ اَنَّ النبىَّ صلى الله عليه وسلم اسْتَسْقٰى فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهٗ ﴾

**ترجمہ** عباد بن تمیم کے چچا حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا استسقاء کی تو دو رکعتیں پڑھیں اور اپنی چادر مبارک پلٹی

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "استسقى فصلى ركعتين"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۳۹تا۱۴۰ و قد مضى ص۱۳۶، وص۱۳۷، //وص۱۳۹ و ياتى ص۱۴۰وص۹۳۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ دعاء استسقاء میں نماز دو رکعتیں ہیں اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی امام کا اختلاف نہیں، البتہ تکبیرات زوائد میں اختلاف ہے کہ عیدین کی طرح صلوٰۃ استسقاء میں تکبیرات زوائد ہونگے یا نہیں؟ نیز خطبہ قبل الصلوٰۃ ہوگا جس طرح جمعہ کی نماز میں ہے یا بعد الصلوٰۃ ہوگا جس طرح عیدین میں ہے؛ لیکن اس پر اتفاق ہے کہ نماز دو رکعت سے زائد نہیں ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ ۶۵۳ الْاِسْتِسْقَاءِ فِى الْمُصَلّٰى ﴾

### عیدگاہ میں استسقاء کا بیان

۹۷۹ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ مُحَمَّدٍ قال حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عن عبدِ اللّٰه بنِ اَبِى بَكْرٍ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ عن عَمِّهٖ قال خَرَجَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم اِلَى الْمُصَلّٰى

يَسْتَسْقِي وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ قال سُفْيٰنُ وَاَخْبَرَنِي الْمَسْعُودِيُّ عن اَبِي بَكْرٍ قال جَعَلَ الْيَمِيْنَ عَلَى الشِّمَالِ ﴾

**ترجمہ** عباد بن تمیم کے چچا حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے لیے عیدگاہ تک گئے اور قبلہ رو ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور اپنی چادر پلٹی سفیان نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی نے ابوبکر (والد عبداللہ) سے کہ آپؐ نے چادر کے داہنے کنارہ کو بائیں کندھے پر ڈالا اور بائیں کونے کو داہنے کندھے پر۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "خرج النبی صلى الله عليه وسلم الى المصلى يستسقى"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۴۰ و مر ص ۱۳۶ و ص ۱۳۷ // و ص ۱۳۹ // // // روياتی ص ۱۴۰ و ص ۹۳۹

**مقصد** مقصد یہ ہے کہ استسقاء کی دعا عیدگاہ میں افضل ہے اگرچہ جامع مسجد میں بھی جائز و درست ہے۔ کما مرّ باب ۶۴۰

**تشریح** یہ ترجمہ سابق ترجمہ باب ۶۳۵ سے اخص ہے سابق ترجمہ میں خروج عام ہے الی المصلی ہو یا غیر ہو بخلاف اس ترجمہ کے کہ یہ اخص ہے الی المصلی کی تصریح ہے۔ قال سفيان واخبرني المسعودی علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "قال الحافظ المزی هذا معلق الخ" یعنی حافظ مزی نے اس کو تعلیقات میں ذکر کیا ہے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ موصولا بسند سابق ہو اور سفیان نے دونوں سے نقل کیا ہو۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ ﴾ ۶۵۴

### استسقاء میں قبلہ کی طرف رخ کرنا

۹۸۰ ﴿ حَدَّثَنَا محمّدٌ قال اَخْبَرَنا عبدُ الوَهَّابِ قال حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ قال اَخْبَرَنِي اَبُو بَكْرِ بنُ محمّدٍ اَنَّ عَبَّادَ بنَ تَمِيْمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ عبدَ اللهِ بنَ زيدٍ الانصارِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ اِلَى الْمُصَلّٰى يُصَلِّي وَاَنَّه لَمَّا دَعَا اَوْ اَرَادَ اَن يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وحَوَّلَ رِدَاءَهُ قال ابو عبدِ الله عبدُ اللهِ بنُ زيدٍ هٰذا مازِنِيٌّ وَالاوّلُ كوفِيٌّ هُوَ ابنُ يَزِيْدَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے استسقاء کی نماز پڑھنے کے لیے اور جب آپؐ دعا کرنے لگے یا (شک من الراوی) آپؐ نے دعا کرنے کا ارادہ

فرمایا تو استقبال قبلہ کیا اور اپنی چادر پلٹی، قال ابو عبد الله یعنی امام بخاریؒ نے کہا کہ اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن زیدؓ مازنی ہیں اور اس سے پہلے "باب الدعاء فی الاستسقاء قائما" میں جن کا ذکر گزرا وہ کوفہ کے رہنے والے عبداللہ بن یزید ہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "او اراد ان يدعو استقبل القبلة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۰ و مر ص ۱۳۶ و ص ۱۳۷ // و ص ۱۳۹ // // و ص ۱۴۰ // و یاتی ص ۹۳۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد استقبال قبلہ کا وقت بتانا ہے کہ استقبال قبلہ کب ہوگا؟ تو حدیث پاک سے بتادیا کہ خطبہ کے ختم پر جب دعا کرنے کا ارادہ ہو تو استقبال قبلہ کرے لان الدعاء مستقبل القبلة افضل۔

## ﴿ بَابُ رَفْعِ النَّاسِ اَيْدِيَهُمْ مَعَ الْاِمَامِ فِى الْاِسْتِسْقَاءِ ﴾ [۶۵۵]

### دعاء استسقاء میں امام کے ساتھ لوگوں کا بھی ہاتھ اٹھانا

وقال اَيُّوبُ بنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنِى اَبُو بَكرِ بنُ اَبِى اُوَيْسٍ عن سُلَيْمٰنَ بنِ بلالٍ قال يَحْيَى بنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ انسَ بنَ مَالِكٍ قال اَتَى رَجُلٌ اَعْرَابِىٌّ مِن اَهْلِ الْبَدْوِ اِلٰى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم يَومَ الْجُمُعَةِ فقال يا رسولَ اللهِ هَلَكَتِ الْمَاشِيَةُ هَلَكَ الْعِيَالُ هَلَكَ الناسُ فَرَفَعَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يَدَيْهِ يَدْعُو وَرَفَعَ الناسُ اَيْدِيَهُمْ مَعَ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم يَدْعُوْنَ قال فَمَا خَرَجْنا مِنَ الْمَسْجِدِ حَتى مُطِرْنَا فَمَازِلْنا نُمْطَرُ حتى كَانَتِ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَاَتَى الرَّجُلُ اِلٰى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسولَ الله بَشِقَ الْمُسَافِرُ وَمُنِعَ الطَّرِيْقُ بَشِقَ اى مَلَّ وَ قال الْاُوَيْسِىُّ حَدَّثَنِى محمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيْدٍ وَشَرِيْكٍ قالا سَمِعْنَا اَنَسًا عنِ النبى صلى الله عليه وسلم رَفَعَ يَدَيْهِ حتى رايتُ بَيَاضَ اِبطَيْهِ

**ترجمہ** اور ایوب بن سلیمان نے کہا کہ مجھ سے ابوبکر بن ابی اویس نے بیان کیا انھوں نے سلیمان بن بلال سے کہ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ایک بدوی (دیہاتی) جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (بھوک سے) مویشی ہلاک ہوگئے، اہل وعیال (بال بچے) تباہ ہوگئے اور تمام لوگ مر رہے ہیں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا

کرنے لگے، حضرت انسؓ نے بیان کیا، کہ ابھی ہم لوگ مسجد سے نکلے بھی نہیں تھے کہ بارش شروع ہوگئی پھر دوسرے جمعہ تک (پورا ہفتہ) برابر بارش ہوتی رہی پھر وہ شخص (دوسرے جمعہ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مسافر عاجز ہوگئے (کثرت بارش کی وجہ سے چلنے پھرنے سے رُک گئے، عاجز ہوگئے) اور راستے بند ہوگئے، بشق بمعنی مَلَّ ہے یعنی تنگدل ہونا اور اویسی نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا یحییٰ بن سعید اور شریک سے، ان دونوں نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت انسؓ سے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو اس طرح اٹھایا کہ میں نے آپؐ کے بغلوں کی سفیدی دیکھ لی تھی۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ورفع الناس ايديهم مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعون"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۰ و مرّ الحديث ص ۱۲۷، ۱۲۷/ ص ۱۳۷ او ص ۱۳۸ و ياتى ص ۹۳۸

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ استسقاء میں صرف امام دعا کے وقت رفع یدین کرے گا اور بقیہ حضرات ویسے ہی بغیر ہاتھ اٹھائے آمین کہیں گے، جمہور کے نزدیک امام و مقتدی دعاء کے وقت رفع یدین کریں گے امام بخاریؒ کی رائے بھی یہی ہے۔ (تقریر بخاری حضرت شیخ الحدیثؒ)

**تشریح** علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں: "استدل به على استحباب رفع اليدين فى الدعاء للاستسقاء ولذا لم يرو عن الامام مالكؒ انه رفع يديه الا فى دعاء الاستسقاء خاصة وهل ترفع فى غيره من الادعية ام لا؟ الصحيح الاستحباب فى سائر الادعيه" رواه الشيخان وغيرهما (قسطلانى)

فاتى الرجل الخ یہ آنے والا وہی شخص ہے جو قحط کی شکایت کی تھی پھر دوبارہ کثرت بارش سے تباہی کی شکایت کی ہے چونکہ الرجل معرف باللام ہے۔

**اشکال**: حضرت انسؓ ہی کی روایت گذر چکی ہے "لا ادرى اهو الرجل الاول او غيره"

**جواب**: قلت لا منافاة اذ ربما نسى ثم تذكر او كان ذاكرا ثم نسى.

## ﴿باب[۶۵۶] رَفعِ الْإِمَامِ يَدَهُ فِى الْإِسْتِسْقَاءِ﴾

### استسقاء میں امام کا (دعا کیلئے) ہاتھ اٹھانا

۹۸۱﴿ حَدَّثَنَا محمدُ بنُ بَشَّارٍ قال حَدَّثَنا يَحيىٰ وَابنُ اَبِى عَدِىٍّ عن سَعِيدٍ عن قتادةَ عن اَنسِ بنِ مالِكٍ قال كانَ النبى صلى الله عليه وسلم لا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فى شيءٍ مِن دُعَائِه اِلَّا فِى الْاِسْتِسْقاءِ وَاِنَّه يَرْفَعُ حتى يُرىٰ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعاء استسقاء کے سوا کسی دعا میں ہاتھ (مبالغہ کے ساتھ) نہیں اٹھاتے تھے اور آپؐ استسقاء میں اتنا ہاتھ اٹھاتے تھے کہ آپؐ کے بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يرفع يديه في شيء من دعائه الا في الاستسقاء"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۰ ويأتي ص ۵۰۳، ابوداؤد، ص ۱۶۵

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کیفیت رفع ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دعاء استسقاء کے رفع یدین میں مبالغہ کرے یعنی ہاتھ کو اتنا اٹھائے کہ بیاض ابطین ظاہر ہو جائیں۔ ورنہ نفس رفع تو سابق باب سے معلوم ہو چکا تھا پھر مکرر لانے کی ضرورت نہیں تھی۔

یہاں سے یہ اشکال بھی رفع ہو گیا کہ اس روایت میں ہے لا يرفع يديه في شيء من دعائه حالانکہ بعض روایات میں استسقاء کے علاوہ اور دعاؤں میں بھی ہاتھ اٹھانا ثابت ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے کتاب الدعوات میں مستقل باب قائم فرمایا ہے۔

حاصل جواب یہ ہے کہ نفی مبالغہ کی ہے کہ استسقاء کے علاوہ اتنا زیادہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ واللہ اعلم

## بَابُ[۶۵۷] مَا يُقَالُ اِذَا مَطَرَتْ

### وَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ كَصَيِّبٍ المَطَرُ وَقَالَ غَيرُهُ صَابَ وَاَصَابَ يَصُوبُ

### جب بارش ہونے لگے تو کیا دعا کی جائے؟

اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ (سورہ بقرہ میں "اَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ") صَيِّب کے معنی بارش ہے اور دوسرے حضرات نے کہا ہے کہ لفظ صيب صاب يصوب سے ماخوذ ہے اور اسی سے ثلاثی مزید اصاب ہے۔

**تشریح** چونکہ حدیث الباب میں صيّب کا لفظ آیا ہے (جیسا کہ اللهم صيبا نافعا ہے) اور قرآن شریف میں بھی یہ لفظ آیا تھا تو امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق اس کی تفسیر کر دی، عبارت میں غالبا کتابت کی غلطی ہوئی ہے کہ اصاب کو درمیان میں لکھ دیا ہے صحیح عبارت اس طرح ہونی چاہیے صاب يصوب و اصاب ، واللہ اعلم۔

ابن عباسؓ کے قول سے صیّب کے معنی کو بیان کر دیا اور قال غیرہ سے صیّب کا اشتقاق بیان کر دیا ہے کہ یہ کلمہ اجوف واوی ہے مجرد صاب يصوب ہے اور مزید اصاب ۔

۹۸۲﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ مُقاتِلٍ قال اَخبَرَنا عبدُ اللّٰه قال اَخبَرَنا عُبَيْدُ اللّٰهِ عن نافِعٍ عن القاسمِ بن محمَّدٍ عن عائِشَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم كانَ اِذَا رأی المطر قال اللّٰهم صَيِّبًا نافِعًا تابَعَهُ القاسِمُ بنُ يحيٰى عن عُبَيْدِ اللّٰه وَرَوَاهُ الاوزَاعیُّ وَعُقَيلٌ عن نافِعٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش ہوتی دیکھتے تو یہ دعا کرتے "اے اللہ نفع دینے والی بارش برسا" اس حدیث کی متابعت قاسم بن یحییٰ نے عبید اللہ کے واسطہ سے کی اور اوزاعی اور عقیل نے نافع کے واسطہ سے کی ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "كان اذا رای المطر قال اللّٰهمّ صيبا نافعا"

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۴۰

**مقصد** امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بارش کے لیے جب دعا کی جائے تو نافع کی قید لگادی جائے چونکہ بارش کبھی ضرر و نقصان کا سبب ہوتی ہے اس لیے دعا میں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ خدایا "باران رحمت نازل فرما جس سے انسانوں اور جانوروں کو فائدہ پہنچے، پیداوار اچھی ہو نہ کہ سیلاب نقصان دہ ہو"۔

## ﴿ بابٌ مَنْ تمطَّرَ فی المَطَرِ حتی يَتَحادَرَ علٰی لِحْيَتِهٖ ﴾ ع۶۵۸

## جو شخص بارش میں اتنی دیر ٹھہرے کہ اس کی داڑھی سے پانی ٹپکنے لگے

۹۸۳﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ مُقاتِلٍ قال اَخبَرَنا عبدُ اللّٰه قال اخبرنا الاَوْزاعِیُّ قال حَدَّثَنا اِسْحٰقُ بنُ عبدِ اللّٰهِ بنِ اَبی طَلْحَةَ الانصارِیُّ قال حَدَّثنی اَنَسُ بنُ مَالِكٍ قال اَصَابَتِ الناسَ سَنَةٌ علٰی عَهْدِ رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فَبَيْنا رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم يَخْطُبُ عَلَى المِنْبَرِ يومَ الجُمُعَةِ قامَ اَعْرَابِیٌّ فقال يا رسولَ اللّٰه هَلَكَ المَالُ وَجاعَ العِيالُ فادعُ اللّٰه لنا اَن يَسْقِيَنا قال فرَفَعَ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم يَدَيْهِ وما فی السَّماءِ قَزَعَةٌ قال فثارَ سَحابٌ اَمْثالَ الجِبالِ ثمّ لَمْ يَنْزِلْ عن مِنْبَرِهٖ حتی رايتُ المَطَرَ يَتَحادَرُ علٰی لِحْيَتِهٖ قال فمُطِرْنا يومنا ذٰلك وَمِنَ الغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الغد وَالَّذی يَلِيْهِ اِلَى الجُمُعَةِ الاُخرٰی فقامَ ذٰلك الاَعْرَابِیُّ او رجلٌ غَيْرُهُ فقال يا رسولَ اللّٰه تهدّمَ البِناءُ وغَرِقَ المَالُ فادعُ اللّٰهَ لَنا فرَفَعَ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم يَدَيْهِ فقال اللّٰهمّ حَوالَيْنا

﴿وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَمَا جَعَلَ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّمَاءِ إِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتَّى صَارَتِ الْمَدِينَةُ فِي مِثْلِ الْجَوْبَةِ حَتَّى سَالَ الْوَادِي وَادِي قَنَاةَ شَهْرًا قَالَ فَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں پر قحط پڑا ان ہی ایام میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے اتنے میں ایک اعرابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مال برباد ہو گیا (یعنی جانور ہلاک ہو گئے) اور اہل وعیال فاقے پر فاقے کر رہے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائے کہ ہمیں سیراب کرے انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ (دعاء کے لیے) اٹھا دیئے اور اس وقت آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ (لیکن دعا کرتے ہی) بادل پہاڑوں کی طرح امنڈ آیا پھر آپ ابھی منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی داڑھی مبارک پر پانی اتر رہا ہے چنانچہ دن بھر بارش ہوتی رہی اور دوسرے دن اور تیسرے دن یہاں تک دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی پھر وہی اعرابی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مکانات گر گئے اور جانور ڈوب گئے آپ ہم لوگوں کے لیے دعا کر دیجئے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی اے اللہ ہمارے اردگرد میں برسا اور ہم پر نہ برسا، حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ پھر آپؐ اپنے ہاتھ سے آسمان کے جس طرف اشارہ کر دیتے بادل ادھر سے پھٹ جاتا یہاں تک کہ مدینہ حوض کی طرح ہو گیا اور وادی قناۃ ایک مہینہ تک بہتا رہا حضرت انسؓ نے بیان کیا اور جو شخص بھی جس طرف سے آیا اس نے یہی کہا کہ بارش خوب ہو رہی ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "حتى رايت المطر يتحادر على لحيته"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۰ تا ۱۴۱ ومرّ الحديث ص ۱۲۷ ‹‹ وص ۱۳۷ وص ۱۳۷ وص ۱۳۸ ‹‹ ‹‹ وص ۱۳۹ وص ۱۴۰ ويأتي ص ۹۰۰ ‹‹ وص ۹۳۸ وص ۹۳۹

**مقصد** امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ بارش میں نکلنا، بارش میں ٹھہرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں "حتى رايت المطر يتحادر على لحيته"

چنانچہ امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں لفظ تمطر بیان کیا ہے جس سے روایت کی تشریح ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے پانی کا ٹپکنا کوئی اتفاقی بات نہ تھی بلکہ بالقصد تھا ورنہ حضورؐ منبر سے فوراً اتر جاتے لیکن آپ نے قصداً دیر کی۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدسؐ نے چادر اتار دی اور بارش کے قطرات کو اپنے جسم

مبارک پر قصد الیا اور فرمایا حدیث عہد بربہ (یعنی ابھی اپنے مالک کے پاس سے تازہ دم آرہی ہے)
اس حدیث کی بنا پر بعض علماء اسلام کا خیال ہے کہ موسم کی پہلی بارش میں غسل کرنا چاہیے۔

## ﴿ بابٌ اِذَا هَبَّتِ الرِّيْحُ ﴾ ع ۶۵۹

### جب ہوا چل پڑے تو کیا کرے یا کیا کہے؟

۹۸۴ ﴿ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ حُمَيْدٌ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَتِ الرِّيْحُ الشَّدِيْدَةُ اِذَا هَبَّتْ عُرِفَ ذٰلِكَ فِىْ وَجْهِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب تیز ہوا چلتی (یعنی آندھی چلتی) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں اس کا اثر (یعنی خوف) پہچان لیا جاتا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "كانت الريح الشديدة اذا هبّت الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۱

**مقصد** مقصد یہ ہے کہ جب تیز ہوا چل پڑے تو چونکہ ریح شدیدہ عذاب الٰہی کا پیش خیمہ ہے اس لیے نزول عذاب سے پناہ مانگنا اور ذکر واذکار میں مشغول ہو جانا چاہیے تا آنکہ بارش ہونے لگے۔

**سوال**: سوال یہ ہے کہ استسقاء کے ابواب چل رہے ہیں اس میں ہبوب ریح کے تذکرہ کا کیا مطلب ہے؟

**جواب**: ۱ اکثر و بیشتر بارش سے پہلے ہوا چلتی ہے اس بنا پر اس کا تذکرہ فرمادیا۔

۲ بعض دفعہ محض ہوا چلتی ہے اور بعض دفعہ ہوا اور بارش دونوں ہوا کرتی ہے، تو امام بخاریؒ نے ہوا کے چلنے کا بھی حکم بیان کر دیا کہ اس وقت کیا کرنا یا کہنا چاہیے۔

**تشریح** بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کے چلنے سے خائف ہو جاتے تھے چونکہ گذشتہ امتیں ہوا یعنی آندھی سے ہلاک ہوگئی تھیں۔

**اشکال**: قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید "ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم" جب قرآن کا فیصلہ ہے تو خوف کیوں؟

**جواب**: ۱ ممکن ہے کہ اس آیت مبارکہ سے پہلے کا یہ واقعہ ہو۔

۲ ممکن ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا ہو کہ انت فيهم سے مراد ایک مخصوص جماعت ہو کہ ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی سے عذاب نہ آئے اور اطراف و جوانب میں عذاب آجائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین تھے اس بنا پر یہ خوف تھا۔

## ﴿ باب ۷۷۰ قولِ النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نُصِرْتُ بِالصَّبا ﴾

نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد کہ نصرت بالصَّبا (یعنی مجھ کو پُروا ہوا کے ذریعہ مدد پہنچائی گئی ہے)

۹۸۵ ﴿ حَدَّثَنا مُسْلِمٌ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنِ الحَكَمِ عن مُجَاهِدٍ عنِ ابنِ عباسٍ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَ اُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پروا ہوا کے ذریعہ میری مدد کی گئی اور پچھوا ہوا سے قوم عاد ہلاک کردی گئی۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "قال نصرت بالصَّبا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۴۱ ویاتی ص۴۵۵ وص۴۷۱ وفی المغازی ص۵۸۹

**مقصد** امام بخاریؒ اس باب سے بادِ صبا کا استثناء فرمارہے ہیں، مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر خوف اس وقت طاری ہوتا تھا جب کہ "دبور" ہو "بادِ صبا" کے وقت خوف نہیں ہوتا تھا۔

**تشریح** بادِ صبا وہ ہوا کہلاتی ہے جو مشرق سے مغرب کو چلتی ہے۔ اور دبور وہ ہوا جو مغرب سے مشرق کو چلتی ہے اور اسی دبور سے قوم عاد ہلاک کی گئی۔

## ﴿ باب ۷۷۱ ما قِيلَ فی الزّلازِلِ وَالآیاتِ ﴾

### زلزلے اور (قیامت کی) نشانیوں سے متعلق احادیث

چونکہ زلازل کا وقوع شدت ہوا میں اکثر ہوا کرتا ہے اس لیے زلازل کو بھی اس میں ذکر فرمادیا ہے۔

۲۔ امام بخاریؒ نے استسقاء میں ان سب آیات وعلامات کا تذکرہ کردیا ہے جو کہ زمین پر ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

۳۔ جیسے تیز ہوا خوف کا سبب ہے اسی طرح زلزلہ بھی خوف کا سبب ہے اس مناسبت سے بخاریؒ نے اس کا بھی تذکرہ کردیا ہے۔

۹۸۶ ﴿ حَدَّثَنا اَبُو اليَمَانِ قال اَخْبَرَنا شُعَيْبٌ قال حَدَّثَنا اَبُو الزِّنادِ عن عبدِ الرَّحْمٰنِ عن اَبِی هُرَيْرَةَ قال قال النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تقومُ السَّاعَةُ حتی يُقْبَضَ العِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزمانُ وتَظْهَرَ الفِتَنُ وَيَكْثُرَ الهَرْجُ وَهُوَ القَتْلُ القَتْلُ حتی يَكْثُرَ فِيكُمُ المَالُ فَيَفِيضُ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب (دین کا) علم اٹھ جائے گا اور زلزلے بہت ہونگے اور زمانہ جلدی جلدی گزرنے لگے گا (یعنی دنوں میں برکت نہیں رہے گی) اور فتنے پھوٹ پڑیں گے اور ہرج بہت ہوگا اور ہرج سے مراد قتل ہے قتل اور مال و دولت کی تم میں اتنی کثرت ہوگی کہ ابل پڑے گا (یعنی سب مالدار ہو جائیں گے)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "تكثر الزلازل الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۱ و مر ۱۸ و يأتی ص ۸۹۲ و ص ۱۰۴۶ و ص ۱۰۵۴

۹۸۷﴿ حَدَّثَنِي محمّدُ بنُ المُثَنّٰى قال حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ الحَسَنِ قال حَدَّثَنا ابنُ عَونٍ عن نافِعٍ عن ابنِ عُمَرَ قال اَللّٰهُمَّ بارِكْ لَنا فی شَامِنا وَفِی يَمَنِنا قال قالوا وَفِی نَجْدِنَا قال قال اللّٰهُمَّ بارِكْ لَنا فی شَامِنا وَفِی يَمَنِنا قالوا وَفِی نَجْدِنَا قال هُنالِكَ الزَّلازِلُ وَالفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطانِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا "اے اللہ ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت نازل فرما، لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں (یعنی نجد کے لیے بھی برکت کی دعا کیجیے) لیکن آپ نے پھر وہی کہا اے اللہ ہمارے شام اور ہمارے یمن پر برکت نازل فرما! پھر لوگوں نے (یعنی بعض صحابہ نے) کہا اور ہمارے نجد میں، تو آپ نے فرمایا کہ وہاں تو زلزلے اور فساد ہونگے اور وہیں سے شیطان کی سینگ طلوع ہوگی یعنی شیطان کا گروہ نکلے گا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "هنالك الزلازل و الفتن"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۱ و يأتی ص ۱۰۵۰ تا ۱۰۵۱

**مقصد** امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت جو روایات ذکر فرمائی ہیں ان میں سے کسی روایت میں زلزلہ وغیرہ کے لیے نہ نماز کا تذکرہ ہے اور نہ ہی کسی خاص دعا کا، شاید امام بخاریؒ کو اپنی شرط کے مطابق کوئی ایسی روایت نہیں ملی، مگر اتنا اشارہ ملتا ہے کہ ریح شدید یعنی تیز ہوا خوف کا سبب ہے اسی طرح زلزلہ بھی خوف کا سبب ہے بلکہ آندھی سے بڑھ کر خوف ہے، تو تضرع کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر و اذکار میں مشغول ہونا چاہیے۔

**تشریح** زلزلہ کے وقت نماز ہوگی یا نہیں؟ امام احمدؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک نماز ہوگی اور نماز عید کی طرح تکبیرات زوائد کے ساتھ ہوگی۔

۲۔ امام مالک و امام شافعیؒ کے نزدیک نماز نہیں ہے مگر چونکہ علامات قیامت میں سے ہے اسلئے انابت الی اللہ اور تضرع کرنا چاہیے۔

احناف کے یہاں تمام آیات و علامات کے وقت نماز مستحب ہے۔

باقی الفاظ کی تشریح نصر الباری کتاب العلم ص ۴۱۷ تا ص ۴۲۰ میں گذر چکی ہے۔

یتقارب الزمان تقارب زمان کے کئی مطلب ہیں اکثر کی رائے یہ ہے کہ برکت جاتی رہے گی دن ورات ایسے طور پر گزریں گے کہ کچھ پتہ نہ چلے گا کہ دن کب ختم ہوا، ۲ لذات وشہوات میں اتنا غلو ہوگا کہ کچھ پتہ نہ چلے گا کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب کسی شئ میں انہماک ہوتا ہے تو وقت کا پتہ نہیں چلتا کہ کب گذرا اور کتنی دیر میں گذرا، واللہ اعلم۔

## ﴿ باب ۶۶۲ قولِ اللہِ عزَّ و جلَّ "وَ تجعلُونَ رِزْقَکُمْ اَنَّکُمْ تُکَذِّبُوْنَ" قال ابن عباسٍ شُکرَکُمْ ﴾

اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۂ واقعہ میں) وَ تجعلون رِزقکم الخ تم نے اپنی روزی یہی بنالی ہے کہ تم جھٹلاتے ہو، یعنی تمہارے حصہ میں تکذیب کے سوا اور کچھ آیا ہی نہیں،

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت میں رزق سے مراد شکر ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب اللہ کے فضل وکرم سے پانی برسے تو تم کو اللہ کا شکر کرنا چاہئے لیکن تم شکر کے بدلے یہ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ فلاں ستارہ کے طلوع وغروب کی وجہ سے بارش برسی۔

۹۸۸ ﴿ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُہَنِیِّ اَنَّہٗ قَالَ صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَۃِ عَلٰی اِثْرِ سَمَاءٍ کَانَتْ مِنَ اللَّیْلَۃِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوْا اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَ کَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِیْ وَ کَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَ اَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا وَ کَذَا فَذٰلِكَ کَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ ﴾

**ترجمہ** حضرت زید بن خالد جہنیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز مقام حدیبیہ میں ہم کو صبح کی نماز پڑھائی رات کو بارش ہو چکی تھی، آپؐ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا'' کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے لوگوں نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے صبح کی ہے اس طرح کہ کچھ مجھ پر ایمان لانے والے ہیں اور کچھ میرا کفر کرنے والے ہیں، جس نے یہ کہا کہ بارش برسی ہے اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے تو وہ مجھ پر

ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا منکر اور جس نے یہ کہا کہ فلاں فلاں ستارہ کی وجہ سے بارش برسی تو وہ میرا کفر کرتا ہے اور ستاروں پر ایمان لاتا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة "من حيث انهم كانوا ينسبون الافعال الى غير الله فيظنون ان النجم يمطرهم ويرزقهم هذا تكذيبهم فنهاهم الله عن نسبة الغيوث التي جعلها الله حياة لعباده وبلاده الى الانواء وامرهم ان يضيفوا ذلك اليه لانه من نعمته عليهم (عمدة)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۱ وص ۱۱۷ ويأتي ص ۵۹۷ و ۱۱۱۷۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس بات پر تنبیہ ہے کہ ایسے مواقع سے بچنا چاہئے اور ڈرنا چاہئے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بظاہر اعتماد نہیں رہتا ہے۔

**مسئلہ:** ستاروں کو بارش کا فاعل یا خالق حقیقی مؤثر سمجھنا کفر ہے اور ایسا سمجھنے اور عقیدہ رکھنے والا ایمان سے خارج وکافر ہوگا۔

البتہ اگر کوئی یہ سمجھے کہ اللہ رب العالمین کا قاعدہ ہے کہ فلاں ستارہ کے فلاں مقام پر آنے کے وقت اکثر پانی برساتا ہے تو یہ کفر نہیں ہے، واللہ اعلم۔

## ﴿بابٌ ۶۶۳ لَا يَدْرِىْ مَتٰى يَجِئُ الْمَطَرُ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ وقَالَ اَبُوهُرَيرَةَ عَنِ النَّبِى صلى اللّٰهُ عَليهِ وسلم خَمْسٌ لَايَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ﴾

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے کہ بارش کب ہوگی؟ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ نقل کیا ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جنھیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

۹۸۹﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَايَكُوْنُ فِىْ غَدٍ وَ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَا يَكُوْنُ فِى الْاَرْحَامِ وَ لَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَاتَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَ مَا يَدْرِىْ اَحَدٌ مَتٰى يَجِئُ الْمَطَرُ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ۱۔ یہ کہ آئندہ کل کیا ہوگا کوئی نہیں جانتا۔ ۲۔ ماں کے بچہ دانی میں کیا ہے (یعنی جسم بننے سے قبل

نطفہ، علقہ اور مضغہ کے وقت کوئی نہیں جانتا ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی؟) ۳ آدمی کل کیا کریگا؟ (اچھا یا برا) کوئی نہیں جانتا۔ ۴ کس زمین میں مرے گا (کہاں مرے گا) کوئی نہیں جانتا۔ ۵ بارش کب آئے گی کوئی نہیں جانتا؟۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة "فی قوله وما يدری احد متی يجیٔ المطر"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۱ و يأتی ص ۶۶۶ وص ۶۸۱ وص ۷۰۴ وص ۱۰۹۷۔

**مقصد** امام بخاریؒ ان لوگوں کی تردید کرنا چاہتے ہیں جو لوگ کو اکب کو علامات مانتے ہیں کیونکہ علامت دیکھ کر وقت بتلایا جاسکتا ہے، حال یہ ہے کہ کوئی نہیں جانتا ہے کہ کونسا اس کا وقت ہے ماہرین فلکیات بھی صرف اٹکل پچو بتلاتے ہیں پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ بارش اللہ کے حکم سے ہوتی ہے اب یہ بتلاتے ہیں کہ اس کا کوئی وقت متعین نہیں اور نہ ہی کسی کو اس کا وقت معلوم ہے جو لوگ وقت بتاتے ہیں یا بتانے کی کوشش کرتے ہیں وہ ستاروں سے معلوم کرتے ہیں اور معلوم ہو چکا ہے کہ ستاروں سے اس کا تعلق نہیں اس کا تعلق خالق کائنات اللہ رب العالمین سے ہے واللہ اعلم۔

☆ ☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ابوابُ الکُسُوف

## سورج گہن کے ابواب

ابوابُ الکُسُوف، وفی بعض النسخ کتاب الکسوف، ملاحظہ ہو کرمانی وارشادالساری وعمدۃ القاری۔

امام بخاریؒ ابواب الاستسقاء کے بعد ابواب الکسوف ذکر فرمارہے ہیں۔ دونوں ابواب میں ربط ومناسبت بالکل واضح ہے کہ ایک خاص وقت میں خاص نماز پڑھی جاتی ہے۔ اول میں صلوٰۃ استسقاء اور اس باب میں صلوٰۃ کسوف۔

کسوف باب ضرب سے مصدر ہے جس کے معنی ہیں متغیر ہونا، بے نور ہوجانا۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "والاشھر فی السن الفقھاء تخصیص الکسوف بالشمس والخسوف بالقمر" یعنی مشہور عند الفقہاء یہ ہے کہ کسوف (بالکاف) خاص ہے شمس کے ساتھ اور خسوف (بالخاء) قمر کے ساتھ کمافی القرآن الحکیم "خسف القمر" (سورۂ قیامہ آیت ۸) لیکن باوجود باریک فرق کے ایک کا استعمال دوسرے میں ہوتا ہے جیسے سریّہ کی جگہ غزوہ اور معرفت کی جگہ علم، نیز احادیث میں دونوں الفاظ (کسوف وخسوف دونوں معنی میں وارد ہوئے ہیں کما سیأتی انشاء اللہ.

## ﴿ بابُ الصَّلٰوۃِ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ ﴾ [۶۶۴]

### سورج گہن میں نماز پڑھنے کا بیان

۹۹۰ ﴿ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَانْکَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجُرُّ رِدَاءَہٗ حَتّٰی دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلّٰی بِنَا رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَا یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ اِذَا رَاَیْتُمُوْھَا فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰی یُکْشَفَ مَا بِکُمْ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے (جلدی سے) اٹھے یہاںتک کہ مسجد میں داخل ہوئے اور ہم لوگ بھی مسجد میں داخل ہوئے، آپ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی تا آنکہ سورج صاف ہوگیا، پھر آپ نے فرمایا دیکھو سورج اور چاند میں کسی کی موت کی وجہ سے گہن نہیں لگتا اور جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور دعا کرتے رہو یہاں تک کہ گہن کھل جائے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "واذا رايتموها فصلوا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۱ ويأتي ص ۱۴۳ وص ۱۴۵ وص ۱۴۵، وص ۸۶۱ وحديث ابى مسعود ص ۱۴۴ وص ۴۵۵ وحديث ابن عمر ص ۴۵۴ وحديث المغيرة بن شعبة ص ۱۴۵ وص ۶۱۵۔

۹۹۱ ﴿ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَامَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَ لٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا ﴾

**ترجمہ** حضرت قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابومسعود انصاریؓ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں کسی شخص کی موت کی وجہ سے گہن نہیں لگتا لیکن یہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اس لیے جب تم گہن دیکھو تو کھڑے ہوجاؤ اور نماز پڑھو۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة "في قوله فاذا رايتموها فقوموا فصلوا".

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۱ تا ص ۱۴۲ او مسلم اول ص ۲۹۹۔

۹۹۲ ﴿ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لَا لِحَيَاتِهٖ وَ لٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں نہ کسی کے مرنے سے گہن لگتا ہے اور نہ کسی کی زندگی سے، وہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، اس لیے جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاذا رايتموها فصلوا"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۴۲ویاتی ص۱۴۵وایضا عن عبداللہ بن عباسؓ ص ۱۴۵، مسلم اول ص ۲۹۹۔

۹۹۳ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ فَصَلُّوْا و ادْعُوا اللّٰهَ ﴾

ترجمہ | حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن اس روز ہوا جس روز (آپؐ کے صاحبزادے) حضرت ابراہیمؓ کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ سورج گرہن حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں کسی کی موت وحیات سے گہن نہیں لگتا ہے تو تم جب گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاذا رايتم فصلوا"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۴۲ویاتی ص۱۴۵وص ۶۱۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب ہی سے ظاہر اور واضح ہے کہ سورج گرہن کے وقت نماز ہوگی۔

تشریح | یہاں چند بحثیں ہیں ۱۔ سورج یا چاند کے گرہن ہونے کی حکمتیں۔ ۲۔ صلوٰۃ کسوف کا شرعی حکم کہ سنت مؤکدہ ہے یا واجب یا فرض کفایہ؟۔ ۳۔ صلوٰۃ کسوف پر بعض اہل ہیئت کا اعتراض وجواب۔ ۴۔ عہد رسالت میں سورج گرہن۔ ۵۔ صلوٰۃ کسوف کا طریقہ۔ ۶۔ صلوٰۃ کسوف میں قرأت کی کیفیت جہراً ہوگی یا سراً؟۔ ۷۔ صلوٰۃ کسوف کا وقت۔

پہلی بحث | کسوف وخسوف یعنی سورج اور چاند کے گرہن ہونے میں بہت سی حکمتیں ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں کہ سورج اور چاند ان دو عظیم مخلوق میں تصرف خداوندی کا ظہور ہونا، غافل دلوں کو بیدار کرنا۔ اور جو لوگ ان دونوں (سورج اور چاند) کی پرستش کرتے ہیں ان کے اس احمقانہ عمل کی تقبیح اور تاکہ علامات قیامت کی ایک جھلک دیکھ لیں کیونکہ قیامت میں ان سورج وچاند کے ساتھ یہی کچھ کیا جائے گا۔ نیز اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دوسری نمازیں ایک عادت بن گئی ہیں ان میں کوئی خوف وہیبت نہیں پائی جاتی تو گرہن کی صورت میں ہیبت وخوف طاری ہو جاتا ہے۔

دوسری بحث | جمہور کے نزدیک صلوٰۃ کسوف سنت مؤکدہ ہے انها سنة وليست بواجبة وهو الاصح (...) وقال بعض مشائخنا انها واجبة للامر بها الخ امام مالکؒ نے اسے جمعہ کا

درجہ دیا ہے وقیل انها فرض کفایة (عمدہ)

**تیسری بحث** بعض ملحدین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کسوف شمس (اسی طرح خسوف قمر) کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسا واقعہ ہے جو طبعی اسباب کے ماتحت رونما ہوتا ہے جیسے طلوع وغروب اور اس کا ایک خاص حساب مقرر ہے چنانچہ سالوں پہلے بتایا جاسکتا ہے کہ فلاں وقت میں کسوف یا خسوف ہوگا لہٰذا اس واقعہ کو خارق عادت قرار دے کر اس پر گھبرانا اور نماز واستغفار کی طرف متوجہ ہونا کیا معنیٰ رکھتا ہے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو کسوف اور خسوف خواہ اسباب طبعیہ کے ماتحت ہوں باری تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا مظہر ہے اس لیے اس کی عظمت وجلال کے اعتراف کے لیے نماز مشروع ہوئی۔

ثانیاً درحقیقت کسوف وخسوف اس وقت کی ایک ادنیٰ جھلک دکھائی دیتے ہیں جب تمام اجرام فلکیہ بے نور ہوجائیں گے اس اعتبار سے یہ واقعات مذکرآ خرت ہیں، لہٰذا ایسے مواقع پر رجوع الی اللہ ہی مناسب ہے۔

ثالثاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے پچھلی امتوں پر جتنے عذاب آئے ان کی شکل یہ ہوئی کہ بعض معمولی امور جو روزمرہ اسباب طبعیہ کے ماتحت ظاہر ہوتے رہتے ہیں اپنی معروف حد سے آگے بڑھ گئے تو عذاب کی شکل اختیار کرگئے مثلاً قوم نوح پر بارش اور قوم عاد پر آندھی وغیرہ۔ اسی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ جب تیز ہوائیں چلتیں تو آپؐ کا چہرہ متغیر ہوجاتا اس ڈر سے کہ کہیں یہ ہوائیں بڑھ کر عذاب کی صورت نہ اختیار کرلیں چنانچہ ایسے مواقع پر آپؐ بطور خاص دعا واستغفار میں مشغول ہوجاتے۔

اسی طرح کسوف وخسوف بھی اگرچہ طبعی اسباب کے تحت رونما ہوتے ہیں لیکن اگر یہ اپنی معروف حد سے بڑھ جائیں تو عذاب بن سکتے ہیں خاص طور سے جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق کسوف وخسوف کے لمحات انتہائی نازک ہوتے ہیں کیونکہ کسوف کے وقت چاند سورج اور زمین کے درمیان حائل ہوجاتا ہے تو سورج اور زمین دونوں اپنی کشش ثقل سے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں ان لمحات میں خدانخواستہ اگر کسی ایک جانب کی کشش غالب آجائے تو اجرام فلکیہ کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے، لہٰذا ایسے نازک وقت میں رجوع الی اللہ کے سوا چارہ نہیں۔

**چوتھی بحث** چوتھی بحث عہدِ رسالت میں سورج گرہن کب لگا تھا؟

عہد رسالت میں اس روز سورج گرہن ہوا جس روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، چونکہ زمانۂ جاہلیت میں ستارہ پرستی عام تھی اور حضرت ابراہیمؓ کی وفات کے موقعہ پر سورج گرہن ہوا تو لوگ کہنے لگے کہ حضرت ابراہیمؓ کے انتقال کی وجہ سے سورج گرہن ہوا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلط فہمی کی اصلاح کے لیے آپؐ خطبہ دیا اور فرمایا کہ سورج گرہن کو کسی کی موت

وحیات سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلاتے ہیں، کسوف ہو یا خسوف (سورج گرہن ہو یا چاند گرہن) اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے مظاہر ہیں، فلاسفہ کہتے ہیں کہ سورج اور زمین کے درمیان چاند کے آجانے کی وجہ سے گرہن ہوتا ہے۔ اس قول میں اور حدیث پاک میں کوئی مخالفت وتعارض نہیں ہے اس لیے کہ چاند کا درمیان میں آجانا سبب ظاہری ہے اور مالک کائنات باری تعالیٰ کا حکم سبب حقیقی ہے، جیسے زمین سے تمام اشیاء گیہوں، چاول وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیدا ہوتی ہیں لیکن کاشتکاری کے کام اس کے اسباب ظاہری ہیں۔

چونکہ سببِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے یہ نشانیاں وجود میں آتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوتا ہے، اس لیے ایسے مواقع پر رجوع الی اللہ اور نماز وصدقہ کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابراہیمؓ کی ولادت کے بارے میں اصحاب سیر کا اتفاق ہے کہ ۸ھ بماہ ذی الحجہ ہوئی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں **وام ابراهيم مارية القبطية ولد فى ذى الحجة سنة ثمان وتوفى وعمره ثمانية عشر شهرا هذا والاشهر** (عمدہ ج ۷ ص ۶۹)

حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "**فقد تقدم ان موت ابراهيم كان فى العاشرة (يعنى سنہ ۱۰ھ) كما اتفق عليه اهل الاخبار فى باب الذكر فى الكسوف** (فتح ج ۲ ص ۴۳۷)

البتہ ماہ میں اختلاف ہے کہ ماہ ربیع الاول تھا یا رمضان؟

علامہ عینیؒ نے تصریح کی ہے کہ "**وكانت وفاة ابراهيم يوم الثلاثاء لعشر خلون من شهر ربيع الاول سنة عشر ودفن بالبقيع** (عمدہ ج ۷ ص ۶۴)

اس سے بات صاف ہوگئی کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات سہ شنبہ کے دن دس ربیع الاول ۱۰ھ میں ہوئی واللہ اعلم۔

## پانچویں بحث

صلوٰۃ کسوف کا طریقہ:

۱۔ حنفیہ کے نزدیک وہی ہے جو دوسری نمازوں کا ہے یعنی یہ نماز بھی دوسری نمازوں کی طرح ہر رکعت ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ ادا کی جائیگی یہی سفیان ثوری اور ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں نیز امام بخاریؒ کا رجحان ومیلان بھی یہی معلوم ہوتا ہے امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کیا ہے "**باب الصلوة فى كسوف الشمس**" اور اس باب کے تحت چار احادیث ذکر فرمائیں لیکن ایک روایت بھی تعدد رکوع والی ذکر نہیں فرمائی باوجودیکہ تعدد رکوع والی روایات امام بخاریؒ کے پاس تھیں جیسا کہ آنے والے ابواب میں ذکر فرمایا ہے، تو جہاں محل تھا ان کے ذکر کرنے کا وہاں ذکر نہیں فرمایا بلکہ ایک رکوع والی روایت جو حضرت ابوبکرہؓ سے مروی ہے اور جس سے احناف استدلال کرتے ہیں اس کو ذکر فرمایا، معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ تعدد رکوع فی صلوٰۃ الکسوف کے قائل نہیں

بلکہ احناف کے ساتھ ہو کر ایک ہی رکوع کو مانتے ہیں۔

۲۔ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک صلوٰۃ کسوف کی دو رکعت ہیں ہر رکعت میں دو رکوع اور دو قیام ہیں یعنی ایک رکوع کر کے قیام کیا جائے پھر دوسرے مرتبہ رکوع کر کے قیام کیا جائے البتہ سجود اور تشہد وغیرہ دوسری نمازوں ہی کی طرح ہیں۔

اور ائمہ مجتہدین کے اختلاف کی وجہ اختلاف روایات واحادیث ہیں۔ صلوٰۃ کسوف کے سلسلے میں کل پانچ قسم کی روایات ہیں اور سب صحاح کی روایات ہیں۔

**دلائل ائمہ** ائمہ ثلاثہؒ کا استدلال حضرت عائشہؓ (مسلم اول ص ۲۹۶) حضرت جابرؓ کی روایت (مسلم ص ۲۹۷) اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت (مسلم ص ۲۹۸) وغیرہ سے ہے اور ان روایات میں دو رکوع کی تصریح پائی جاتی ہے۔

**دلائل حنفیہ** حنفیہ کا استدلال ان احادیث سے ہے جو ایک رکوع پر دلالت کرتی ہیں۔ ۱۔ جیسے باب کی پہلی روایت جو حضرت ابوبکرہؓ سے مروی ہے اور نسائی (جلد اول ص ۱۷۰ "الامر بالدعاء فی الکسوف") میں حضرت ابوبکرہؓ کی اس روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں "فصلی رکعتین کما یصلون"۔

۲۔ دوسری دلیل حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت ہے (نسائی اول ص ۱۶۷) اور طویل حدیث ہے جس کے آخر میں ہے "فصلوا کاحدث صلوٰۃ صلیتموها من المکتوبۃ"

۳۔ تیسری دلیل حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالیؓ کی روایت ہے جس کے آخر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے "فاذا رایتموها فصلوا کاحدث صلوۃ صلیتموها من المکتوبۃ" (ابوداؤد اول ص ۱۶۸)

یعنی جب تم کسوف شمس کو دیکھو تو اس کی نماز ایسی پڑھو جس طرح تم نے ابھی نئی نماز پڑھی ہے، ظاہر ہے کہ ابھی ابھی جو نماز پڑھی گئی تھی وہ فجر کی نماز تھی اور نماز فجر کی ہر رکعت میں ایک رکوع ہے لہٰذا یہ قولی حدیث احناف کی دلیل ہے اور آنحضرتؐ نے بطور ضابطہ بیان فرمادیا کہ ایسے مواقع پر فجر جیسی نماز دو رکعت ایک ایک رکوع کے ساتھ پڑھا کریں۔

جہاںتک ائمہ ثلاثہؒ کی مستدل روایات کا تعلق ہے ان کا جواب بعض حنفیہ نے یہ دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں نہایت طویل رکوع فرمایا تھا جب کافی دیر ہوگئی تو درمیانی صفوں کے حضرات نے یہ خیال کیا کہ کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ نہ گئے ہوں جس کی بنا پر بعض صحابہ کرام نے رکوع سے اٹھ کر آپؐ کو دیکھا اور جب یہ نظر آیا کہ آپؐ ابھی رکوع میں ہیں تو دوبارہ رکوع میں چلے گئے ان سے پیچھے والے لوگوں نے یہ

سمجھا کہ یہ دوسرا رکوع ہوا ہے۔

یہ جواب خاصا مشہور ہے لیکن اس پر اطمینان نہیں ہوتا کیونکہ اول تو حضرت ابن عباس ؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں "انه صلى في كسوف قرأ ثم ركع ثم قرأ ثم ركع ثم قرأ ثم ركع ثم قرأ ثم ركع ثم سجد قال و الاخرىٰ مثلها" (مسلم اول ص ۲۹۹ تقریباً اسی طرح ہے ترمذی اول ص ۷۳)

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں رکوعوں کے درمیان قرأت بھی ہوئی تھی۔

دوسرے اس لیے کہ اگر بالفرض پچھلی صفوں کے صحابۂ کرام ؓ کو ایسی غلط فہمی ہوئی ہوتی تو نماز کے بعد وہ زائل ہو جانی چاہیے تھی کیونکہ صحابہ کرام ؓ نماز کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور کوئی غیر معمولی بات ہوتی تو اس کی تحقیق کر لیا کرتے تھے لہٰذا یہ بات بہت بعید ہے کہ پچھلی صفوں کے صحابۂ کرام تمام عمر اس غلط فہمی میں مبتلا رہے ہوں اور ان پر حقیقت حال واضح نہ ہوئی ہو۔

لہٰذا صحیح توجیہ وہ ہے جسے صاحب بدائع، حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت شاہ صاحبؒ نے اختیار کیا ہے، اور وہ یہ کہ صلوٰۃ کسوف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاشبہ دو رکوع ثابت ہیں بلکہ پانچ رکوع تک کا بھی روایات صحاح سے ثبوت ملتا ہے لیکن یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی اور واقعہ یہ تھا کہ اس نماز میں بہت سے غیر معمولی واقعات پیش آئے اور آپ کو جنت اور جہنم کا نظارہ کرایا گیا، لہٰذا اس نماز میں آپ ؐ نے غیر معمولی طور پر کئی رکوع فرمائے لیکن یہ رکوع جزو صلوٰۃ نہیں تھے بلکہ سجدۂ شکر کی طرح رکوعات تخشع تھے جو آپ ؐ کی خصوصیت تھے اور ان کی ہیئت نماز کے عام رکوعوں سے کسی قدر مختلف تھی۔

یہی وجہ ہے کہ بعض صحابۂ کرام ؓ نے ان رکوعات تخشع کو شمار کیا اور ایک سے زائد رکوع کی روایت کر دی اور بعض نے ان کو شمار نہیں کیا، اس کی دلیل یہ ہے کہ اول تو ان رکوعات زائدہ میں روایات کا اختلاف ہے اور مشہور قاعدہ ہے اذا تعارض تساقط لہٰذا رکوع واحد والی احادیث جو قیاس اور اصل کے مطابق ہیں انھیں کو اختیار کیا جائے، اس لئے کہ اقل متیقن وہی ہیں اور ایک رکوع سے زائد والی روایات مضطرب و مشکوک ہیں۔

دوسری بات قابل توجہ یہ ہے کہ نماز کے بعد آپ ؐ نے جو خطبہ دیا اس میں آپ ؐ نے صراحۃً امت کو یہ حکم دیا کہ اذا رأيتم من ذلك شيئا فصلوا كاحدث صلوة صليتموها من المكتوبة" اس میں آپ ؐ نے نہ صرف امت کو ایک سے زائد رکوع کی تعلیم دی بلکہ اس کے خلاف تصریح فرمائی کہ یہ نماز فجر کی نماز کی طرح ادا کرو اگر ایک سے زائد رکوع جزو صلوٰۃ ہوتے تو آپ ؐ یہ حکم نہ دیتے۔

شافعیہ اس حکم کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ نماز فجر کے ساتھ تشبیہ تعداد رکوع میں نہیں بلکہ تعداد رکعات میں ہے یعنی فجر کی نماز کی طرح صلوٰۃ کسوف کی بھی دو رکعتیں ادا کی جائیں، لیکن یہ تاویل اس لئے درست معلوم نہیں

ہوتی کہ اگر صرف تعداد رکعات کی بات ہوتی تو آپ نماز فجر سے تشبیہ دینے کے بجائے خود اپنی صلوٰۃ کسوف سے تشبیہ دیتے یعنی یہ فرماتے کہ "صلوا کما رایتمونی اُصلی" لیکن آپ نے ایسا کرنے کے بجائے نماز فجر کے ساتھ جو تشبیہ دی وہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کی نماز میں کچھ ایسی خصوصیات تھیں جن کا حکم امت کو دینا منظور نہیں تھا چنانچہ آپ کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں صلوٰۃ کسوف ایک ہی رکوع کے ساتھ پڑھی کما رواہ البزار، نیز حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بھی صلوٰۃ کسوف ایک رکوع کے ساتھ ادا فرمائی۔ (طحاوی شریف)

حاصل کلام یہ کہ حنفیہ کی وجوہ ترجیح یہ ہیں۔

۱۔ تعدد رکوع کی تمام روایات فعلی ہیں جبکہ حنفیہ کے مستدلات قولی بھی ہیں اور فعلی بھی۔

۲۔ حنفیہ کے مستدلات عام نمازوں کے اصول کے مطابق ہیں۔

۳۔ حنفیہ کے قول پر تمام روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے اور شافعیہ کے قول پر بعض روایات کو چھوڑنا پڑتا ہے کما بینّا.

۴۔ اگر کسوف میں تعدد رکوع کا حکم ہوتا تو یہ ایک غیر معمولی بات ہوتی اور ممکن نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو واضح طور سے بیان نہ فرمائیں حالانکہ آپ نے کسوف کے بارے میں ایک پورا خطبہ بھی دیا مگر آپ سے کوئی ایک قول بھی ایسا مروی نہیں جس میں تعدد رکوع کی تعلیم دی گئی ہو۔

### چھٹی بحث

صلوٰۃ کسوف میں قرأت کی کیفیت؟ اس سلسلے میں امام بخاریؒ نے مستقل باب قائم کیا ہے، جو کتاب الکسوف کا آخری باب ہے یعنی "باب الجهر بالقراءة فی الکسوف" اس لئے یہ بحث اپنی جگہ پر آئیگی انشاء اللہ۔

### ساتویں بحث

صلوٰۃ کسوف کا وقت؟

۱۔ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک اوقات مکروہہ کے علاوہ میں پڑھ سکتے ہیں۔

۲۔ امام مالکؒ کے نزدیک صلوٰۃ کسوف کا وقت وہی ہے جو عید کی نماز کا ہے یعنی زوال تک۔

۳۔ امام شافعیؒ کے نزدیک ہر وقت پڑھ سکتے ہیں۔ (قسطلانی)

## ۶۶۵ باب الصَّدَقَةِ فِي الْكُسُوْفِ

### سورج گہن میں صدقہ (خیرات) کرنا

۹۹۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرىٰ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلىٰ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَ كَبِّرُوْا وَ صَلُّوْا وَ تَصَدَّقُوْا ثُمَّ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَ اللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهٗ اَوْ تَزْنِيَ اَمَتُهٗ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَ اللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور بہت دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور بہت دیر تک رکوع میں رہے پھر کھڑے ہوئے اور دیر تک کھڑے رہے لیکن پہلی بار سے کم پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں رہے پھر دوسری رکعت میں آپؐ نے ایسا ہی کیا جیسے پہلی رکعت میں کیا (یعنی دوسری رکعت میں بھی آپؐ نے دو رکوع کیا اور دو قیام) پھر جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا اس کے بعد آپؐ نے لوگوں کو خطبہ سنایا چنانچہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں کسی کی موت وحیات سے ان میں گرہن نہیں لگتا تو جب تم یہ گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور تکبیر کہو اور نماز پڑھو اور صدقہ وخیرات کرو پھر آپؐ نے فرمایا "اے محمدؐ کی امت دیکھو اللہ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں اللہ تعالیٰ کو بڑی غیرت آتی ہے کہ اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے، اے امت محمدؐ واللہ اگر تمہیں معلوم ہو جائے جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وتصدقوا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۲ ويأتي الحديث ص۱۴۲ ح وص۱۴۲ تا ص۱۴۳ وفي صلوٰة الكسوف في المسجد ص۱۴۴ و ص۱۴۵ وفي باب الركعة الاولى في الكسوف اطول ص۱۴۵، ايضاً ص۱۴۵ وص۱۶۱ وص۴۵۴ تا ۴۵۵ وص ۷۸۶۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے صلوٰۃ فی الکسوف کے بعد صدقہ فی الکسوف کا ذکر فرمایا ہے اور صدقہ نوع من الزکوٰۃ ہے قرآن حکیم میں بیشتر مقامات میں صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ہے اس لئے امام بخاریؒ نے بھی صلوٰۃ کے بعد صدقہ کا ذکر کر دیا۔

۲ مقصد یہ ہے کہ کسوف (سورج گرہن) آیۃ من آیات اللہ ہے اس لیے ایسے وقت میں رجوع الی اللہ ہونا چاہیے جان سے بھی مثلاً نماز و ذکر اور مال سے بھی کہ صدقہ وخیرات کرے۔ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ کسوف شمس میں نماز کے ساتھ صدقہ بھی کرنا چاہیے۔

**تشریح** اس روایت میں ہر رکعت میں دو رکوع کا تذکرہ ہے اور امام بخاریؒ نے صرف دو رکوع والی روایت کو لیا ہے لیکن امام مسلمؒ نے صحیح مسلم کے اندر دو رکوع اور چار رکوع والی روایات کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ امام ابوداؤدؒ تو پانچ رکوع والی روایت کو بھی اپنی سنن میں لائے ہیں۔ ائمہ ثلاثہؒ نے ان روایات میں سے صرف رکوعین والی روایت کو اختیار کیا ہے اور باقی کو چھوڑ دیا ہے اس پر بحث گذر چکی ہے۔

**واللہ ما من احد اغیر من اللہ** یعنی بخدا اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں ہے الخ

**اشکال:** غیرت تو حمیت کا نام ہے جو ایک تغیر ہے جو انسان کو کسی برے کام پر غصہ آتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ اور پاک ہے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف غیرت یعنی ہیجان غضب کی نسبت کس طرح درست ہوگی؟

**جواب:** یہاں غیرت مجاز ہے زجر ومنع سے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ معاصی اور محرمات پر بہت غیرت کرتے ہیں یعنی بہت روکتے ہیں۔ امام بخاریؒ کتاب التوحید میں مستقلاً اس پر کلام کرینگے۔

## ﴿ باب النداء بالصلوٰۃ جامعۃ فی الکسوف ﴾ ۶۶۶

کسوف میں (یعنی سورج گہن کے وقت) یہ اعلان کرنا "الصلوۃ جامعۃ"
(یعنی نماز ہونے والی ہے، نماز تیار ہے)

الصلوۃَ اور جامعۃً دونوں منصوب ہوں تو علی وجہ الحکایت ہے۔ ۲ منصوب پڑھنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ فعل محذوف ہے ای احضروا الصلوۃ فی حال کونھا جماعۃ. ۳ اور اگر مرفوع پڑھیں الصلوۃُ جامعۃٌ اس صورت میں مبتدا اور خبر ہونگے۔ (عمدہ، فتح)

۹۹۵ ﴿ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَۃُ بْنُ سَلَّامٍ الْحَبَشِیُّ الدِّمَشْقِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا یحیَ بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ قال اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَۃَ بنُ عَبدِ الرحمٰنِ بنِ عَوفٍ الزُّھْرِیُّ عن عبدِ اللّٰہِ بنِ عَمْرٍو قال لَمَّا کَسَفَتِ الشمسُ علیٰ عھدِ رسولِ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم نُودِیَ اِنَّ الصَّلوٰۃَ جامِعَۃٌ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا تو یہ اعلان کیا گیا کہ نماز ہونے والی ہے (یعنی سب جمع ہو جاؤ)۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "نودی ان الصلوة جامعة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۲ و یاتی ص ۱۴۳۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ صلوٰۃ کسوف میں چونکہ اذان واقامت نہیں ہے اس لئے اگران الفاظ سے یہ اعلان کردیا جائے کہ "الصلوة جامعة" تو یہ جائز اور درست ہے۔

ائمہ اربعہ بھی اس کے قائل ہیں اس لئے کہ کسوف کا بہت سے لوگوں کو علم بھی نہیں ہوتا ہے لہٰذا "الصلوة جامعة" کے الفاظ سے لوگوں کو اطلاع کردی جائیگی تا کہ سارے لوگ جماعت میں شریک ہوسکیں۔

**تشریح** حضرات شافعیہ نے صلوٰۃ کسوف پر قیاس کر کے عیدین میں "الصلوة جامعة" کے جواز پر استدلال کیا ہے لیکن عند الجمہور یہ قیاس درست نہیں ہے بلکہ عیدین میں مکروہ ہے اس لئے کہ عیدین کا دن متعین ہے اور وقت متعین ہے لوگ اس کی تیاری پہلے ہی سے کرتے ہیں بخلاف کسوف کے کہ اس کا نہ وقت متعین ہے اور نہ دن، اس کا بعض وقت پتہ بھی نہیں چلتا اس لئے کسوف میں اعلان کی ضرورت ہے واللہ اعلم۔

## ﴿ باب ٦٦٧ خُطْبَةِ الإِمَامِ فِي الكُسُوفِ وَ قالتْ عَائِشَةُ وَ اَسْمَاءُ خَطَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلّم ﴾

### صلوٰۃ الکسوف میں امام کا خطبہ پڑھنا

حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا ہے۔

۹۹۶ ﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَ ابنُ بُكَيْرٍ قال حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَ حَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قال حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ حَيَاةِ النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلّم فَخَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ قال فَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَكَبَّرَ فَاقْتَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قِرَاءَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ وَ قَرَأَ قِرَائَةً طَوِيْلَةً هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ كَبَّرَ وَ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَ

انجلت الشمس قبل ان ینصرف ثم قام فاثنیٰ علی اللّٰہ بما ھو اھلہ ثم قال ھما آیتان من آیات اللّٰہ لا یخسفان لموت احد و لا لحیاتہ فاذا رأیتموھا فافزعوا الی الصلوٰۃ وکان یحدث کثیر بن عباس ان عبد اللّٰہ بن عباس کان یحدث یوم خسفت الشمس بمثل حدیث عروۃ عن عائشۃ فقلت لعروۃ ان اخاک یوم خسفت الشمس بالمدینۃ لم یزد علیٰ رکعتین مثل الصبح قال اجل لانہ اخطأ السنۃ ﴾

**ترجمہ** نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورج گرہن لگا تو آپؐ مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپؐ کے پیچھے صف بندی کر لی آپؐ نے تکبیر کہی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبی قرأت کی پھر تکبیر کہی اور بہت طویل رکوع کیا پھر سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہا اور کھڑے ہو گئے اور سجدہ نہیں کیا (رکوع سے اٹھنے کے بعد) اور لمبی قرأت کی پہلی قرأت سے کچھ کم پھر تکبیر کہی اور لمبا رکوع کیا پہلے رکوع سے کچھ کم پھر (سر اٹھا کر) سمع اللّٰہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا، آپؐ نے (دو رکعتوں میں) پورے چار رکوع اور چار سجدے کئے اور نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی سورج صاف ہو چکا تھا، پھر آپؐ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی پھر فرمایا کہ دونوں (یعنی کسوف شمس وقمر) اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں ان میں گرہن کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں لگتا اسلئے جب تم گرہن دیکھا کرو تو فوراً نماز کی طرف رجوع کیا کرو۔ زہری نے کہا کہ کثیر بن عباس اپنے بھائی عبد اللہ بن عباس سے روایت کرتے تھے وہ سورج گہن کا قصہ اسی طرح بیان کرتے تھے جیسے عروہ نے نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا، زہری نے کہا میں نے عروہ سے کہا کہ تمہارے بھائی عبد اللہ بن زبیرؓ نے جس دن مدینہ میں سورج گہن ہوا صبح کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں اور کچھ نہیں بڑھایا (یعنی ہر رکعت میں دو رکوع نہیں کئے جیسے تم روایت کرتے ہو) انھوں نے کہا ہاں مگر انھوں نے سنت کے خلاف کیا تھا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ثم قام فاثنیٰ علی اللّٰہ بما ھو اھلہ"

**تعدد موضعہ** والحدیث، ھنا ص ۱۴۲ ومر ص ۱۴۲ واما حدیث اسماء فسیاتی فی باب قول الامام فی خطبۃ الکسوف اما بعد، ص ۱۴۵، وایضاص ۱۴۲ تا ص ۱۴۳ وص ۱۶۱ وص ۴۵۴ وص ۶۶۵۔ ومسلم ص ۲۹۶ عن حرملۃ بن یحییٰ۔ وابوداؤد ص ۱۶۷ والنسائی وابن ماجہ ایضا۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ صلوٰۃ الکسوف میں نماز کے بعد عیدین کی طرح خطبہ مستحب ہے جیسا کہ امام بخاریؒ کے ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے۔ اسی کے قائل امام شافعیؒ اسحاق بن راہویہؒ اور اہل حدیث

ہیں وقال ابو حنیفه و مالك و احمد لا خطبة فیها (عمدہ ج ۷ ص ۱۷)

نیز امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ بھی جمہور وائمہ ثلاثہ کے ساتھ ہیں کہ خطبہ نہیں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث میں ثم قام فاثنی علی اللہ الخ سے بلاشبہ خطبہ کا ثبوت ملتا ہے لیکن یہ خطبہ لصلوۃ الکسوف نہ تھا بلکہ ایک باطل عقیدہ پر تنبیہ مقصود تھی جو اس وقت کے لئے مناسب تھا، چونکہ اس وقت لوگوں کا خیال تھا کہ کسوف شمس کسی بڑے کی موت یا اس کے پیدا ہونے پر ہوتا ہے۔ جس روز مدینہ میں کسوف شمس ہوا تھا اسی دن حضرت ابراہیمؓ کی وفات کا حادثہ پیش آیا تھا جس سے زمانہ جاہلیت کے لوگوں کے خیال کی تائید ہو سکتی تھی اس لئے بطور تنبیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ابطال فرمادیا۔ لہٰذا اس کو "صلوٰۃ کسوف" کا خطبہ کہنا درست نہیں۔ واللہ اعلم۔

**تشریح** "فقلت لعروة ان اخاك الخ" یعنی عروہ سے کہا گیا کہ تم تو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے ہر رکعت میں دو رکوع نقل کرتے ہو، حالانکہ تمہارے بھائی حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے مدینہ منورہ میں ایک ایک رکوع کے ساتھ نماز پڑھی ہے، اس پر عروہ نے کہا "ہاں یہ خبر صحیح ہے کہ انھوں نے ایک ایک رکوع سے نماز پڑھی ہے لیکن انھوں نے خلاف سنت کیا۔

لیکن عروہ کی یہ بات قابل تسلیم نہیں۔ ۱ عروہ تابعی ہیں اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ صحابی اس لئے صحابی کا قول بمقابلہ تابعی اولیٰ اور قابل ترجیح ہوگا۔

۲ قابل غور ہے کہ جب عبد اللہ بن زبیرؓ نے مدینہ میں یہ نماز پڑھی تو بہت سے صحابہ بھی اس وقت آپؓ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے کسی نے اس طرزِ عمل پر نکیر نہیں کی لہٰذا یہ کہا جائے گا کہ یہ بھی سنت ہے۔ واللہ اعلم۔

## باب[۶۶۸] هَل يقولُ كَسفَتِ الشَّمْسُ اَوْ خَسَفَتِ الشمسُ وَقَالَ اللہ تعالیٰ وَ خَسَفَ القَمَرُ

## کیا کسفت الشمس یا خسفت الشمس کہہ سکتے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وخسفت القمرُ"

امام بخاریؒ نے لفظ ھل استعمال کیا ہے جس سے عدم ترجیح کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے لیکن پھر بعد میں بخاریؒ نے آیت سے بتلادیا کہ قرآن حکیم میں (یعنی سورۂ قیامہ میں) لفظ خسوف قمر کے ساتھ مستعمل ہوا ہے تو اب ظاہر ہے کہ شمس کے ساتھ لفظ کسوف مستعمل ہوگا۔

۹۹۷ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَخْبَرَتْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم صَلّٰی یَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَکَبَّرَ فَقَرَأَ قِرَاءَۃً طَوِیْلَۃً ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقَامَ کَمَا ھُوَ ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَۃً طَوِیْلَۃً وَھِیَ اَدْنٰی مِنَ الْقِرَاءَۃِ الْاُوْلٰی ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَھِیَ اَدْنٰی مِنَ الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی ثُمَّ سَجَدَ سُجُوْدًا طَوِیْلًا ثُمَّ فَعَلَ فِی الرَّکْعَۃِ الْاٰخِرَۃِ مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ اِنَّھُمَا آیَتَانِ مِنْ آیَاتِ اللّٰہِ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لَا لِحَیَاتِہٖ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْھَا فَافْزَعُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ ﴾

**ترجمہ** نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جس دن سورج میں گرہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی چنانچہ آپؐ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی پھر بہت لمبی قرأت کی پھر آپؐ نے بہت لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا تو کہا سمع اللّٰہ لمن حمدہ اور پہلے ہی کی طرح کھڑے ہوگئے اور لمبی قرأت کی لیکن اس مرتبہ کی قرأت پہلی قرأت سے کم تھی پھر آپؐ نے لمبا رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کچھ کم پھر آپؐ نے لمبا سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی آپؐ نے اسی طرح کیا پھر آپؐ نے سلام پھیرا تو سورج صاف ہو چکا تھا پھر آپؐ نے سورج گرہن اور چاند گرہن کے بارے میں لوگوں کو خطبہ سنایا کہ یہ دونوں (سورج گرہن اور چاند گرہن) اللہ کی ایک نشانی ہے کسی کی موت وحیات سے ان میں گہن نہیں لگتا پس جب تم اس گرہن کو دیکھو تو فوراً نماز پڑھنے میں لگ جاؤ۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فقال فی کسوف الشمس والقمر"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص۱۴۲ تا ص۱۴۳ و مر ص۱۴۲ ویاتی ص۱۴۳ و ص۱۴۴ و ص۱۴۵ // // و ص۱۶۱ و ص۴۵۴۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ لفظ کسوف اگرچہ سورج کے لئے اور خسوف چاند کے لئے مستعمل ہے لیکن دونوں الفاظ دونوں شمس وقمر کے لئے مستعمل ہوتے ہیں جیسا کہ کتاب الکسوف کے روایات سے ظاہر ہے یعنی دونوں کا اطلاق دونوں پر جائز ہے۔

**اشکال:** مسلم شریف اول ص ۲۹۸ میں عروہ سے ایک روایت ہے "لا تقل کسفت الشمس ولکن قل خسفت القمر"

امام نوویؒ فرماتے ہیں ھذا قول لہ انفرد بہ الخ یعنی یہ عروہ کا تفرد ہے لیکن مشہور وہی ہے جو گذر چکا۔

نیز احادیث صحیحہ مشہورہ میں بکثرت کسفت الشمس آیا ہے۔
اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام بخاریؒ کا ترجمۃ الباب میں لفظ "ھل" شک وتردد یا انکار کے لئے نہیں ہے بلکہ صرف تنبیہ اور توجیہ کے لئے ہے کہ قرآن مجید میں خسف القمر آیا ہے۔

## ﴿ باب ٦٦٩ قولِ النبی صلّی اللہ علیہ وسلم یُخَوِّفُ اللّٰہُ عِبَادَہُ بالْکُسُوْفِ قَالَہ اَبُوموسیٰ عَنِ النَّبِی صلّی اللہ علیہ وسلمَ ﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کسوف (سورج گہن) کے ذریعہ ڈراتا ہے، یہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۹۹۸ ﴿ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللہ علیہ وسلّم اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ایتَانِ مِنْ آیَاتِ اللّٰہِ لَا یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُخَوِّفُ بِھِمَا عِبَادَہُ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ لَمْ یَذْکُرْ عَبْدُالْوَارِثِ وَ شُعْبَۃُ وَ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ وَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ یُوْنُسَ یُخَوِّفُ اللّٰہُ بِھِمَا عِبَادَہُ وَ تَابَعَہُ مُوْسیٰ عَنْ مُبَارَکٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْبَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلّی اللّٰہُ عَلَیہِ وسلّمَ یُخَوِّفُ اللّٰہُ بِھِمَا عِبَادَہُ وَ تَابَعَہُ اَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں وہ کسی کے مرنے سے نہیں گہناتے لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، اور ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ عبدالوارث اور شعبہ اور خالد بن عبداللہ اور حماد بن سلمہ (ان سب) نے یونس سے یہ جملہ "یخوّف اللہ بھما عبادہ" بیان نہیں کیا اور یونس کے ساتھ اس حدیث کو موسیٰ نے مبارک بن فضالہ سے انھوں نے امام حسن بصریؒ سے روایت کیا حسن بصریؒ نے کہا کہ حضرت ابوبکرہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر مجھ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان کو گہنا کر اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور یونس کے ساتھ اس حدیث کو اشعث نے بھی امام حسن بصریؒ سے روایت کیا ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "ولکن اللہ یخوّف، بھما عبادہ"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۴۳، ومرّ ص ۱۴۱، ویاتی ص ۱۴۵ اررص ۸۶۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد کسوف شمس کی حکمت کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے توبیخ و تنبیہ فرماتے ہیں کہ ان کا نور ہمارے قبضہ میں ہے۔
۲۔ نیز منظر قبر یاد دلاتے ہیں کہ وہاں بھی ظلمت ہوگی۔
حاصل یہ ہے کہ شمس وقمر خود مختار نہیں ہیں بلکہ یہ سب بھی مخلوق ومملوک ہیں اس لئے صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور ایسے مواقع پر رجوع الی اللہ ضروری ہے، واللہ اعلم۔

## ﴿ بَابُ[۶۷۰] التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْكُسُوْفِ ﴾

### سورج گرہن کے وقت عذابِ قبر سے پناہ مانگنا

۹۹۹ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيى بنِ سَعِيْدٍ عَن عَمْرَةَ بنتِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن عائشةَ زوجِ النَّبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلّم اَنَّ يَهُوْدِيَّةً جاءَتْ تَسالُهَا فقالتْ لَها اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عذابِ القبرِ فسَالَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلّم اَيُعَذَّبُ النّاسُ فى قبورِهِمْ فقال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم عائِذًا باللّٰهِ مِنَ ذٰلكَ ثمَّ رَكِبَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم ذاتَ غداةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحىً فَمَرَّ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلّم بين ظَهْرانَي الحُجَرِ ثُمّ قامَ يُصَلِّيْ وَ قَامَ النّاسُ وَرَاءَهُ فقامَ قِيامًا طَوِيْلاً ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً فَقامَ قِيَامًا طويْلاً وَ هُوَ دُوْنَ الْقِيامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمّ رَفَعَ فَسجَدَ ثُمّ قامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الْقِيامِ الْاَوَّلِ ثُمّ رَكَعَ رُكُوْعًا طوِيْلاً وَهُوَ دُوْن الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمّ رَفَعَ فَقام قِيَامًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمّ رَفَعَ فَسجدَ وَانصَرَفَ فَقَالَ مَاشاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ﴾

**ترجمہ** نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت آپ سے (یعنی عائشہؓ سے) مانگنے آئی اور عائشہؓ سے کہا (یعنی دعا دی) کہ اللہ تعالیٰ آپکو قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے، پھر حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا قبروں میں بھی لوگوں پر عذاب ہوتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس سے اللہ کی پناہ، پھر ایک روز صبح کو (کہیں جانے کیلئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہوئے پھر (اسی روز) سورج گہن لگا آپ چاشت کے وقت لوٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج

مطہرات کے حجروں کے درمیان سے گزرے (یعنی مسجد میں تشریف لائے) پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور لوگ (صحابۂ کرامؓ) آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپؐ نے بہت طویل قیام کیا پھر آپؐ نے رکوع بھی بہت طویل کیا اس کے بعد کھڑے ہوئے اور طویل قیام کیا مگر اول قیام سے کم پھر آپؐ نے رکوع کیا اور طویل رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم پھر (رکوع سے) سر اٹھایا اور سجدہ میں گئے پھر کھڑے ہوئے اور بہت طویل قیام کیا مگر پہلی رکعت کے قیام سے کم پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا مگر پہلی رکعت کے رکوع سے کم پھر کھڑے ہوئے اور طویل قیام کیا مگر پہلے قیام سے کم پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم پھر رکوع سے سر اٹھایا اور سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے جو چاہا آپؐ نے بیان فرمایا پھر آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے خدا کی پناہ مانگیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ثم امرهم ان يتعوذوا من عذاب القبر"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۳ و مرّ ص ۱۴۲ ؍؍ ح ؍؍ ؍؍ رویاتی ص ۱۴۴ و ص ۱۴۵ ؍؍ ؍؍ و ص ۱۶۱ و ص ۴۵۴ و ص ۲۶۵ و ص ۸۶ ۷ مقطعا فيهما. مسلم اول ص ۲۹۷۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ ظلمة النهار بالكسوف تشابه ظلمة القبر یعنی کسوف کی تاریکی قبر کی تاریکی کے مشابہ ہے اس لئے ڈرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور نماز پڑھے صدقہ وخیرات کرے۔

۲۔ حدیث الباب سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر سے خود بھی پناہ مانگی ہے، اور امت کو بھی حکم دیا ہے جیسا کہ کتاب الجنائز میں آئے گا، انشاء اللہ۔

**سوال:** امام بخاریؒ ابواب کسوف میں عذاب قبر کا باب کیوں لائے؟

**جواب:** چونکہ ظلمت کسوف ظلمۃ قبر کے مشابہ ہے تو کسوف سے عذاب قبر کی طرف ذہن منتقل ہو گیا اس بنا پر اس کا تذکرہ کر دیا ہے، واللہ اعلم۔

**تشریح** بين ظهرانى الحجر اس سے مراد مسجد نبوی ہے اس لئے کہ مسجد نبوی ازواج مطہراتؓ کے حجروں کے بیچ میں تھی۔

## باب[۶۷۱] طُولِ السُّجُودِ فِی الْکُسُوْفِ

### صلوٰۃ کسوف میں سجدہ (بھی) لمبا کرنے کا بیان

یعنی جیسے صلوٰۃ کسوف کے قیام میں تطویل مسنون ہے اسی طرح تطویل سجود بھی مستحب وافضل ہے۔

۱۰۰۰ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

عَمْرٍو اَنَّهُ قَالَ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وسلَّم نُوْدِیَ اِنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ فَرَكَعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰه عليه وسلّم رَكْعَتَيْنِ فِیْ سَجْدَةٍ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِیْ سَجْدَةٍ ثُمَّ جَلَسَ ثُمَّ جُلِّیَ عَنِ الشَّمْسِ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا سَجَدْتُ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ اَطْوَلَ مِنْهَا ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گہن ہوا تو یہ اعلان کیا گیا کہ نماز ہونے والی ہے (یعنی سب جمع ہو جاؤ) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں دو رکوع کیے پھر (سجدہ کے بعد) کھڑے ہو گئے اور ایک رکعت میں دو رکوع کئے پھر (سجدہ کر کے) بیٹھے پھر سورج روشن ہو گیا ابو سلمہ نے یا عبداللہ بن عمروؓ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے اس سے زیادہ طویل سجدہ اور کبھی نہیں کیا تھا جتنا طویل اس نماز میں کیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ما سجدت سجوداً قط كان اطول منها"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۳ و مر ص ۱۴۲۔

**مقصد** حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں اشار بهذه الترجمة الى الرد على من انكره الخ (فتح) یعنی امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو تطویل سجدہ کے منکر ہیں مطلب یہ ہے کہ بخاری حنفیہ و حنابلہ کی موافقت کر رہے ہیں اور اطالۂ سجدہ کو مستحب و افضل کہتے ہیں اکثر شوافع و بعض مالکیہ سے انکار منقول ہے لیکن علامہ نوویؒ کہتے ہیں محققین شوافع تطویل سجدہ کے قائل ہیں كالحنفية و الحنابلةؒ۔

**تشریح** عن عبدالله بن عمرو بفتح العين وفی آخره واؤ، یہی صحیح ہے اور کشمیہنی کی روایت میں ابن عمر بضم العين وفتح الميم بلا واؤ ہے وهو لا يصح.

## ﴿ باب ۶۷۴ صلوة الكسوف جماعةً و صلّى لهم ابن عبّاسٍ فی صُفَّةِ زَمْزَمَ وَ جَمَعَ عَلِیُّ بن عبدِ اللّٰه بنِ عباسٍ وَ صَلّٰى ابنُ عُمَرَ ﴾

سورج گرہن کی نماز جماعت سے پڑھنا اور حضرت ابن عباسؓ نے لوگوں کو سورج گرہن کی نماز زمزم کے سائبان میں پڑھائی اور علی بن عبداللہ بن عباس نے (صلوٰۃ کسوف کیلئے) لوگوں کو جمع کیا اور حضرت ابن عمرؓ نے نماز پڑھائی

۱۰۰۱﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِنْ قِرَاءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَ هُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ وَتَنَاوَلْتُ عُنْقُوْدًا وَ لَوْ اَصَبْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَ اُرِيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوْا بِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَ يَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهٗ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ ﴿

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو سورۂ بقرہ پڑھنے کی مقدار بہت لمبا قیام فرمایا پھر آپؐ نے بہت لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور طویل قیام فرمایا اور یہ قیام اول سے کم تھا پھر آپؐ نے لمبا رکوع کیا اور پہلے والے رکوع سے کم تھا اس کے بعد آپؐ نے سجدہ کیا اس کے بعد لمبا قیام فرمایا اور یہ قیام اول سے کم تھا پھر ایک لمبا رکوع کیا اور یہ اگلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور ایک لمبا قیام کیا اور یہ قیام اول سے کم تھا پھر ایک لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے ان میں گہن نہیں لگتا تو جب تم یہ گہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے دیکھا کہ آپ (نماز ہی میں) اپنی جگہ سے کچھ لینے لگے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ گئے اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت دیکھی اور ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر میں اس کو لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس کو کھاتے رہتے، اور مجھے جہنم بھی دکھائی گئی میں نے اس سے زیادہ بھیانک خوفناک منظر کبھی نہیں دیکھا تھا اور میں نے اہل جہنم میں زیادہ عورتوں کو دیکھا، لوگوں نے

عرض کیا کیوں یارسول اللہ؟ (اس کی کیا وجہ ہے؟) ارشاد فرمایا "ان کے کفر کی وجہ سے" لوگوں نے دریافت کیا، کیا اللہ کا کفر (انکار) کرتی ہیں؟ ارشاد فرمایا شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان کا کفر کرتی ہیں اگر تم کسی عورت پر زندگی بھر احسان کرو پھر وہ تم سے ناگوار بات دیکھے تو کہدے گی کہ میں نے تم سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ای صلی بالجماعة"

کسوف کے وقت (یعنی سورج گرہن کے وقت) باجماعت نماز متفق علیہ مسئلہ ہے البتہ خسوف قمر یعنی چاند گہن میں نماز جماعت میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک تنہا تنہا نماز پڑھی جائے گی۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۳ تا ص ۱۴۴، مر الحديث مختصرا ص ۹ وص ۶۲ وص ۱۰۳ ویاتی ص ۴۵۴ وص ۷۸۲۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسوف یعنی سورج گرہن میں جماعت مسنون ہے اور یہی ثابت ہے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ سے یعنی یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

۲ بعض حضرات سے منقول ہے کہ اگر امام موجود نہ ہو تو صلوٰۃ کسوف بھی تنہا تنہا پڑھیں گے۔

تو ہوسکتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد ان کی تردید اور جمہور کی موافقت ہو، واللہ اعلم۔

**اشکال:** تناولت عنقودا سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے خوشہ لیا، آگے فرماتے ہیں لو اصبته الخ یعنی اگر میں خوشہ لے لیتا تو تم اس کو رہتی دنیا تک کھاتے، بظاہر تعارض ہے۔

**جواب:** تناولت عنقودا کے معنی ہیں میں نے خوشہ لینا چاہا، لینے کا ارادہ کیا فلا اشکال لاکلتم منه ما بقيت الدنيا. واما عدم اخذه صلى الله عليه وسلم منه فلان طعام الجنة باق ابدا ولا يجوز ان يكون شیء من دار البقاء فی دار الفناء.

وايضا انه جزاء الاعمال والدنيا ليست بدار الجزاء الخ (کرمانی)

## باب ۷۴۳ صلوٰةِ النّساءِ مَعَ الرِّجالِ فی الكُسُوفِ

سورج گرہن کی نماز میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی نماز (یعنی شرکت)

۱۰۰۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَاَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِی بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ فَاِذَا

هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَاَشَارَتْ اَيْ نَعَمْ قَالَتْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَاْسِي الْمَاءَ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ اَرَهُ اِلَّا وَ قَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَ لَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوْ قَالَ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَ آمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا وَ اَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ ﴾

**ترجمہ** حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ کے پاس آئی اس وقت سورج گہن لگا تھا دیکھا کہ لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور حضرت عائشہؓ بھی نماز میں کھڑی ہیں تو میں نے پوچھا لوگوں کو کیا ہوا (کہ پریشان ہیں اور بے وقت نماز پڑھ رہے ہیں؟) اس پر انھوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا پھر میں نے پوچھا کہ کیا کوئی نشانی ہے؟ انھوں نے اشارے سے ہاں بتلایا حضرت اسماءؓ نے بیان کیا کہ میں بھی نماز میں کھڑی ہوگئی یہاں تک کہ مجھ کو غش (چکر) آنے لگا تو اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا "وہ چیزیں جو میں نے اب تک نہیں دیکھی تھی اب میں نے اپنی اسی جگہ سے دیکھ لی یہاں تک کہ جنت اور دوزخ بھی دیکھ لیا اور مجھ پر یہ وحی آئی ہے کہ تم قبروں میں فتنہ دجال کی طرح یا یہ فرمایا کہ دجال کے فتنہ کے قریب آزمائے جاؤ گے، مجھ کو یاد نہیں کہ حضرت اسماءؓ نے کونسا لفظ کہا تھا، تم میں سے ہر ایک کے پاس (قبر میں) فرشتے آئیں گے اور کہیں گے تو اس شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کیا اعتقاد رکھتا ہے بہرحال مومن یا موقن معلوم نہیں اسماءؓ نے کونسا لفظ کہا، تو یہ کہے گا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ہمارے پاس واضح دلائل اور ہدایت کی باتیں لے کر آئے تھے ہم نے ان کی دعوت کو قبول کیا اور ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کی پھر اس سے کہا جائے گا کہ تم آرام سے سو جاؤ ہم جانتے تھے کہ تو مومن ہے۔ رہا منافق یا مرتاب (شکی) یاد نہیں کہ اسماءؓ نے کونسا لفظ کہا وہ کہے گا (میں نے دنیا میں غور ہی نہیں کیا) میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا میں بھی وہی کہنے لگا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاذا الناس قيام يصلون فاذا هي قائمة تصلي"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۴۴، و مر ص ۱۸ و ص ۳۰ تا ص ۳۱ و ص ۱۲۶، و یاتی ص ۱۴۵۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو صلوٰۃ کسوف میں عورتوں کی شرکت کے قائل نہیں ہیں۔ مثلاً سفیان ثوریؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ عورتیں علیحدہ پڑھیں گی۔ مدونہ میں ہے کہ "تصلی المرأۃ فی بیتھا" (فتح)

امام بخاریؒ ان پر رد فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں نے مردوں کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ باقی تشریح اور تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد اول ص ۴۲۹ تا ص ۴۳۴۔

## ﴿ باب ۶۷۴ من احبَّ العَتَاقَةَ فِی کُسُوفِ الشَّمْسِ ﴾

جس نے سورج گرہن میں غلام آزاد کرنا پسند کیا

۱۰۰۳ ﴿ حَدَّثَنَا رَبِیْعُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَۃُ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ فَاطِمَۃَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ لَقَدْ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَۃِ فِی کُسُوْفِ الشَّمْسِ ﴾

ترجمہ | حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "امر النبی صلی اللہ علیہ وسم بالعتاقۃ فی الکسوف" و کل ما امر بہ فھو محبوب.

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۴۴، و یاتی ص ۳۴۲۔ ابوداؤد اول ص ۱۶۹۔

مقصد | امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ ایسے موقع پر غلام بھی آزاد کرنا چاہئے کہ مستحب اور باعث ثواب ہے۔

تشریح | امام بخاریؒ نے صرف حدیث کی وجہ سے عتاق کو کسوف کے ساتھ ذکر فرمایا ہے ورنہ دراصل یہ عتاق یعنی غلام آزاد کرنا کسوف کے ساتھ مقید نہیں ہے بلکہ خسوف یعنی چاند گرہن میں بھی غلام آزاد کرنا مستحب اور باعث ثواب ہے کما سیاتی واللہ اعلم۔

## ﴿ باب ۶۷۵ صلوۃِ الْکُسُوْفِ فِی الْمَسْجِدِ ﴾

صلوٰۃ کسوف (سورج گرہن کی نماز) مسجد میں

۱۰۰۴ ﴿ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَمْرَۃَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ یَھُوْدِیَّۃً جَاءَتْ تَسْاَلُھَا فَقَالَتْ اَعَاذَكِ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ

الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَ قَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ وَ قَامَ قِيَاماً طَوِيْلاً وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ سُجُوْدًا طَوِيْلًا ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ وَهُوَ دُوْنَ السُّجُوْدِ الْاَوَّلِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ﴾

**ترجمہ** ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت عائشہؓ کے پاس کچھ مانگنے (یعنی خیرات مانگنے) آئی اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے (حضرت عائشہؓ کو اس وقت عذاب قبر کا علم نہیں تھا) اس لئے حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا قبروں میں بھی لوگوں کو عذاب ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا: "میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کے وقت سواری پر سوار ہوئے ادھر سورج گہن ہوا تو آپؐ چاشت کے وقت لوٹ آئے اور (ازواج مطہرات کے) حجروں کے درمیان سے گذرے اور (مسجد میں) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور لوگ (صحابۂ کرام) بھی آپؐ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہو گئے آپؐ نے قیام بہت طویل کیا پھر رکوع بھی بہت طویل کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور (دوبارہ) طویل قیام کیا مگر قیام اول سے کم پھر آپؐ نے طویل رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم پھر رکوع سے اٹھایا اور طویل سجدہ کیا پھر آپؐ کھڑے ہوئے اور طویل قیام کیا مگر قیام اول سے کم، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم پھر لمبا قیام کیا مگر قیام اول سے کم پھر طویل رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم پھر آپؐ نے سجدہ کیا اور طویل سجدہ کیا مگر پہلے سجدہ سے کم پھر نماز سے فارغ ہو گئے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا آپؐ نے فرمایا پھر آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "ثم قام فصلى" اى فى المسجد وقد صرح مسلم بذكر المسجد فى روايته هذا الحديث الخ [۱] مسلم شریف اول ص ۲۹۷ میں تصریح ہے

قالت (ای عائشۃؓ) فخرجت فی نسوۃ بین ظھری الحجر فی المسجد فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مرکبہ حتی انتھی الی مصلاہ الذی کان یصلی فیہ الخ تو ہوسکتا ہے کہ امام بخاریؒ نے اس ترجمۃ الباب سے مسلم کی روایت کی طرف اشارہ کیا ہو کہ اس میں مسجد کی تصریح ہے۔ واللہ اعلم۔

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۴۴ او مر ص ۱۴۲ ،،، وص ۱۴۳ او یاتی ص ۱۴۵ ،،، وص ۱۶۱ او ص ۴۵۴ و مقطعا ص ۲۶۵ وص ۸۶ ۷ ۔ ومسلم ص ۲۹۷۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ صلوٰۃ عید اور صلوٰۃ استسقاء تو صحرا و میدان میں مستحب ہے، صلوٰۃ کسوف میں صحراء میں جانا مستحب نہیں ہے۔

یہ روایت بار بار گذر چکی ہے۔

## ﴿ بَابٌ لا تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لا لِحَيَاتِهِ رَوَاهُ اَبُوْبَكْرَةَ وَالْمُغِيْرَةُ وَ اَبُوْمُوسیٰ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ و ابْنُ عُمَرَ ﴾

سورج گرہن کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں لگتا، اس کو حضرت ابوبکرہ اور حضرت مغیرہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین نے روایت کیا ہے

**تشریح** مذکورہ صحابی کی روایتیں اسی بخاری میں اوپر گذر چکی ہیں صرف حضرت ابوموسیٰؓ کی روایت آگے آرہی ہے۔

۱۰۰۵ ﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيیٰ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنْ اَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قال رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لا لِحَيَاتِهِ وَ لٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا ﴾

**ترجمہ** حضرت ابومسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں گرہن کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں لگتا البتہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اس لئے جب تم انھیں دیکھو تو نماز میں مشغول ہو جاؤ۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "الشمس والقمر لا ینکسفان

لموت احد و لا لحیاته"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۴۴ وقد تقدم حدیث ابی بکرة والمغیرة وابن عمر فی الباب الذی قبله ص ۱۴۱ وص ۱۴۲ وحدیث ابی موسی یاتی فی الباب الذی بعده ص ۱۴۵ وتقدم حدیث ابن عباس ص ۱۴۴ ـ وحدیث ابی مسعودؓ مر ص ۱۴۱ ویاتی ۴۵۵ ـ

۱۰۰۶ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عن عائِشَةَ قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَاَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَاَطَالَ الْقِرَاءَةَ وَهِيَ دُوْنَ قِرَاءَتِهِ الْاُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ رُكُوْعِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لَا لِحَيَاتِهٖ وَ لٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُرِيْهِمَا عِبَادَهٗ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گہن ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور آپؐ نے طویل قرأت کی پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور طویل قرأت کی مگر پہلی قرأت سے کم پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا لیکن اول رکوع سے کم پھر رکوع سے سر اٹھایا اور دو سجدے کئے پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جس طرح پہلی رکعت میں کر چکے تھے پھر کھڑے ہوئے (نماز سے فارغ ہوکر) اور فرمایا کہ سورج اور چاند میں کسی موت وحیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا لیکن اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دکھاتا ہے اس لئے جب تم لوگ انھیں دیکھا کرو تو فوراً نماز شروع کردو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "ان الشمس والقمر لا ینخسفان لموت احد و لا لحیاته"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۴۵ ومر ص ۱۴۲، ۱۱ وص ۱۴۳ وص ۱۴۴ ویاتی ص ۱۶۱ وص ۴۵۴، وص ۶۶۵ و ص ۸۶۷ مقطعاً فیھما۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد زمانہ جاہلیت کے اعتقاد فاسد کا ابطال ہے چونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ مشہور تھا کہ کسوف کسی عظیم موت کی وجہ سے ہوتا ہے اور اتفاق سے جس روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے

صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا اسی روز کسوف ہوا (یعنی سورج میں گرہن لگا) تو چونکہ اس سے باطل عقیدہ کی تائید کا اندیشہ تھا اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا رد فرمایا۔

**تشریح** حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "قال الخطابی کانوا فی الجاهلية يعتقدون ان الكسوف يوجب حدوث تغير فی الارض من موت او ضرر فاعلم النبی صلی الله عليه وسلم انه اعتقاد باطل (فتح ج ۲ ص ۴۲۲)

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عہد رسالت میں کسوف (یعنی سورج گہن) صرف ایک مرتبہ ہوا ہے کیونکہ تمام روایات میں یہ تصریح ہے کہ آپؐ نے صلوٰۃ کسوف کے بعد جو خطبہ دیا اس میں فرمایا کہ کسی کی موت وحیات سے کسوف کا کوئی تعلق نہیں اور یہ بات آپؐ نے لوگوں کے اسی خیال باطل کی تردید میں فرمائی تھی کہ کسوف آپؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات کی بنا پر ہوا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ ہر مرتبہ کسوف کے موقعہ پر حضرت ابراہیم کی موت واقع ہو لہٰذا اس میں یعنی واقعہ کسوف میں تعدد کا قول صحیح نہیں، واللہ اعلم۔

## ﴿ باب ۶۷۷ الذِّكْرِ فِي الْكُسُوْفِ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴾

کسوف میں ذکر کا بیان (یعنی سورج گرہن کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد) اس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا۔ (مر ص ۱۴۴)

۱۰۰۷﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَ رُكُوْعٍ وَ سُجُوْدٍ مَا رَاَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ وَ قَالَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الَّتِيْ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لَا لِحَيَاتِهِ وَ لٰكِنْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهُ فَاِذَا رَاَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ دُعَائِهِ وَ اِسْتِغْفَارِهٖ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ سورج گہن ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر اٹھے اور ڈرے کہ قیامت آ گئی (یہاں حرف تشبیہ محذوف ہے ای قام فزعا کالخاشی للساعة یعنی ایسا گھبرا کر اٹھے جیسے قیامت سے ڈرنے والا اٹھتا ہے) پھر آپؐ مسجد میں تشریف لائے اور بہت ہی طویل قیام، طویل رکوع اور طویل سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی آپؐ کو اس طرح کرتے نہیں دیکھا تھا، اور آپؐ نے (نماز کے بعد) فرمایا یہ نشانیاں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے یہ نشانیاں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں آتیں بلکہ اللہ تعالیٰ

ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اس لئے جب تم اس طرح کی کوئی نشانی دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اللہ سے دعا اور استغفار کی طرف رجوع کرو۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فافزعوا الى ذكر الله"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۵۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ ایسے مواقع پر خصوصیت کے ساتھ ذکر اللہ میں مشغول ہو جانا چاہئے ویسے اس میں نماز بھی داخل ہے۔

**اشکال:** یخشیٰ ان تکون الساعة الخ قیامت کے تو مقدمات و علامات ہیں جن کا وقوع قیامت کے قبل ضروری ہے کطلوع الشمس من مغربها، وخروج الدابة و خروج دجال وغیرہ، جب ان میں سے کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خشیت کا کیا مطلب ہے؟

**جواب:** علامہ عینیؒ اور حافظ عسقلانیؒ نے چند جواب نقل کئے ہیں:

۱۔ لعل هذا الكسوف كان قبل اعلامه صلى الله عليه وسلم الخ یعنی ممکن ہے کہ آنحضرتؐ کو اس کسوف سے قبل علامات قیامت کا علم نہ ہوا ہو، لیکن لا یخلوا عن نظر یعنی یہ جواب بعید ہے کہ ۱۰ھ تک آپؐ کو علامات ساعت کا علم نہ ہوا ہو جب کہ آپؐ نے اس سے قبل بہت ساری علامات کا ذکر صحابہؓ سے فرمایا ہے۔

۲۔ یہ روای کا گمان وخیال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس خوف سے گھبرا کر اٹھے کہ قیامت آ گئی مگر روای کا یہ گمان ہے اسکا واقع کے مطابق ہونا ضروری نہیں، لیکن یہ جواب بھی کمزور ہے چونکہ اس صورت میں راوی سے وثوق اٹھ جائے گا، آخر میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر جواب وہ ہے جو علامہ کرمانیؒ شارح بخاری نے دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر گھبرا کر جلدی سے اٹھے تا کہ لوگوں کو کسوف کی عظمت معلوم ہو اور اس پر تنبیہ ہو جائے کہ جب بھی ایسا ہو تو غفلت دور کر کے بلا تاخیر ذکر اللہ، نماز اور صدقہ وخیرات میں تیزی کریں۔

## ﴿ باب ۶۷۸ الدُّعاءِ فی الکُسُوفِ قالَه اَبُوموسی وَعائِشَةُ عَنِ النَّبیِّ صلّی اللهُ علیه وسلَّمَ ﴾

سورج گہن میں دعا کرنا، اس کو حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

حضرت ابوموسیٰؓ کی روایت تو ابھی گذری یعنی حدیث ۱۰۰۷ اور حضرت عائشہؓ کی روایت آگے آرہی ہے۔

۱۰۰۸﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا حَتّٰى تَنْجَلِيَ ﴾

**ترجمہ** حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ (اتفاق سے) جس دن حضرت ابراہیمؑ کی وفات ہوئی اسی دن سورج گہن ہوا تو لوگ۔ کہنے لگے کہ حضرت ابراہیم کی موت کی وجہ سے سورج گہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان میں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا اس لئے جب تم یہ گہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور نماز پڑھو یہاں تک کہ سورج صاف ہو جائے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "اذا رايتموها فادعو الله"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۵ و مر ص ۱۴۲ ویاتی ص ۹۱۵۔

**مقصد** امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ چونکہ کسوف عذاب الٰہی کا پیش خیمہ ہے اسلئے اس میں دعا مسنون ہے۔

## ﴿ بَابٌ قَوْلِ الْاِمَامِ فِى خُطْبَةِ الْكُسُوْفِ اَمَّا بَعْدُ ﴾ (۶۷۹)

کسوف (یعنی سورج گرہن) کے خطبہ میں امام کا اما بعد کہنا

۱۰۰۹﴿ وَ قَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ ﴾

**ترجمہ** حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ کسوف سے اس وقت فارغ ہوئے جب سورج صاف ہو گیا (روشن ہو گیا) پھر آپؐ نے خطبہ دیا تو پہلے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی تعریف کی اس کے بعد فرمایا اما بعد.

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "ثم قال اما بعد"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا معلقا ص ۱۴۵ و مر ص ۱۸ و ص ۳۰ و ص ۱۲۶ ویاتی ص ۱۶۵، ص ۳۴۲ ،، و ص ۱۰۸۲۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ صلوٰۃ کسوف میں خطبہ ثابت ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے ہر خطبہ میں لفظ "اما بعد" ہوتا تھا جیسے جمعہ کے خطبہ میں تو صلوٰۃ کسوف کے خطبہ میں بھی یہ لفظ اما بعد ہوگا۔

**تشریح** قال ابو اسامة حدثنا الخ اس جگہ لفظ حدثنا کو جلی یعنی موٹا لکھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ سند وقال ابو اسامة سے شروع ہے اور ظاہر ہے کہ درمیان میں لفظ حدثنا ہے اس لئے اس کو باریک لکھنا چاہئے واللہ اعلم۔

**فائدہ**: چونکہ علامہ قسطلانیؒ نے اپنی شرح بخاری ارشاد الساری میں اس پر نمبر شمار ذکر کیا ہے اس لئے احقر نے بھی اس پر نمبر شمار لگا دیا اگرچہ اکثر شراح نے نمبر نہیں ڈالا ہے۔

## ﴿ باب[۶۸۰] الصَّلٰوةِ فِی کُسُوفِ القَمَرِ ﴾

### چاند گرہن میں نماز پڑھنا

۱۰۱۰ ﴿ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گہن ہوا تو آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة غير ظاهرة یعنی حدیث پاک کا ترجمۃ الباب سے بظاہر کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ مصنفؒ نے ترجمہ باندھا ہے کسوف قمر کا؟ اور حدیث میں کسوف شمس کا ذکر ہے یعنی حدیث میں کسوف قمر نہیں ہے تو بخاریؒ کا ترجمہ کیسے ثابت ہوگا؟

**جواب**: ۱۔ قیاس سے ثابت ہے اور طریق اثبات یہ ہے کہ چونکہ روایات میں گذر چکا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے جیسا کہ تین باب قبل ص ۱۴۴ میں گذر چکا ہے لاینکسفان لموت احد و لا لحیاته تو یہاں انکساف کی نسبت دونوں طرف ہے پھر اسی روایت میں ہے "فاذا رایتموهما فصلوا" یہاں بھی دونوں کی طرف نسبت ہے کہ کسوف شمس دیکھو یا کسوف قمر؟ نماز میں مشغول ہو جاؤ! بس بخاری کا ترجمہ کسوف قمر میں نماز ثابت ہوگئی۔

۲۔ یہ روایت اور اس باب کی آنیوالی دوسری روایت دونوں ایک ہیں اور حضرت ابوبکرہؓ ہی کی روایتیں ہیں یہ پہلی روایت مختصر ہے روایت ثانی کی، اور دونوں روایتوں کے مجموعہ سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ دونوں ہی میں نماز ہوگی۔

۳۔ بعض نسخہ میں بجائے انکسفت الشمس کے کسوف قمر کا تذکرہ ہے جیسا کہ اصیلی کی روایت میں ہے

فانظر الی الفتح

۱۰۱۱﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى الْمَسْجِدِ وَ ثَابَ اِلَيْهِ النَّاسُ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ فَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَاِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰى يُكْشَفَ مَابِكُمْ وَ ذٰلِكَ اَنَّ اِبْنًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ اِبْرَاهِيْمُ مَاتَ فَقَالَ النَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گہن ہوا تو آپؐ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے (بڑی تیزی سے) نکلے یہاں تک کہ مسجد پہنچ گئے اور لوگ بھی آپؐ کے پاس جمع ہوگئے پھر آپؐ نے انھیں دو رکعت نماز پڑھائی اور سورج بھی صاف (روشن) ہوگیا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور ان میں گرہن کسی کی موت پر نہیں لگتا اس لئے جب یہ ہو (یعنی جب گرہن دیکھو خواہ سورج گرہن دیکھو یا چاند گرہن) تو نماز پڑھو اور دعا کرتے رہو جب تک یہ چھٹ نہ جائے، اور یہ آپؐ نے اس وجہ سے فرمایا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی اس پر لوگ کہنے لگے کہ یہ گرہن ان کی موت کی وجہ سے لگا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فاذا كان ذلك فصلّوا" اى اذا كان الخسف فى الشمس و القمر فصلوا.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۵ و مر ص ۱۴۱ و ص ۱۴۳ و ياتى ص ۸۶۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ بخاریؒ اس کے قائل ہیں کہ جس طرح کسوف شمس میں نماز ہے اسی طرح کسوف قمر میں بھی نماز ہے۔

**مذاہب ائمہ اربعہ** شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک خسوف قمر (یعنی چاند گہن) میں بھی جماعت سے نماز مستحب ہے اور یہی مذہب اسحاق بن راہویہ اور اہل حدیث کا ہے۔

۲ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک خسوف قمر میں نفل کی طرح تنہا تنہا نماز پڑھیں گے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں امام اعظم ابوحنیفہؒ نے نماز با جماعت کی نفی نہیں کی ہے البتہ چاند گرہن میں جماعت مسنون و مستحب نہیں ہے مگر جائز ہے، واللہ اعلم۔

# باب۶۸۱ صَبِّ الْمَرْاَةِ علیٰ رِاْسِهَا الْمَاءَ اِذْ اَطَالَ الْاِمَامُ الْقِیَامَ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلیٰ

## جب امام پہلی رکعت میں قیام طویل کردے تو عورت کا اپنے سر پر پانی ڈالنا؟

مطلب یہ ہے کہ اگر قیام طویل ہو تو اگر کسی عورت کو چکر آنے لگے اور وہ اپنے سر پر پانی ڈال لے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

**سوال**: امام بخاریؒ نے اس باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں فرمائی؟

**جواب**: ۱۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ قائم کر کے بیاض چھوڑ دی تھی لیکن پھر اس باب کے مناسب حدیث لکھنے کا موقع نہیں ملا۔

۲۔ چونکہ حضرت اسماءؓ کی حدیث قریب میں گذر چکی تھی (یعنی گذشتہ ص ۱۴۴ میں) اس لئے امام بخاریؒ نے اس کا اعادہ نہیں کیا اور اس باب کے تحت حضرت اسماءؓ ہی کی حدیث مناسب تر ہے کہ حضرت اسماءؓ نے غشی کی وجہ سے سر پر پانی ڈالا تھا۔ واللہ اعلم۔

# باب۶۸۲ الرَّکْعَةُ الْاُوْلیٰ فِی الْکُسُوْفِ اَطْوَلُ

## گہن کی نماز میں پہلی رکعت زیادہ طویل ہوگی اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے

۱۰۱۲ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ یَحْییٰ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِهِمْ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ فِیْ سَجْدَتَیْنِ الْاُوْلیٰ اَطْوَلُ

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن میں لوگوں کو نماز پڑھائی دو رکعتوں میں چار رکوع کئے پہلی رکعت دوسری سے طویل تھی۔

**مطابقته للترجمة** مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة فی قوله "الاولی اطول" ای الرکعة الاولیٰ اطول من الرکعة الثانیه .

**تعدد موضعه** والحدیث هنا ص ۱۴۵ و مر الحدیث ص ۱۴۲،،، و ص ۱۴۳ و ص ۱۴۴ و یاتی ص ۱۴۵ و ص ۱۶۱ و ص ۴۵۴ و ص ۶۶۵ و ص ۷۸۶۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قرأت طویل ہوگی بمقابلہ دوسری رکعت کے۔ اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔

## باب الجهر بالقراءة في الكسوف

### سورج گہن کی نماز میں قرآن مجید کی قرأت بلند آواز سے

۱۰۱۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نَمِرٍ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهِ كَبَّرَ فَرَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُعَاوِدُ الْقِرَاءَةَ فِي صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَ اَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ وَ غَيْرُهُ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ مُنَادِيًا اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَ اَرْبَعَ سَجَدَاتٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ مِثْلَهُ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ مَا صَنَعَ اَخُوْكَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَا صَلّٰى اِلَّا رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ اِذَا صَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ وَقَالَ اَجَلْ اِنَّهُ اَخْطَاَ السُّنَّةَ تَابَعَهُ سُلَيْمٰنُ بْنُ كَثِيْرٍ وَ سُفْيٰنُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي الْجَهْرِ

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کی جب آپؐ قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی اور رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد کہا پھر دوبارہ قرأت کرنے لگے غرض کسوف کی دو رکعتوں میں آپؐ نے چار رکوع اور چار سجدے کئے۔ اور امام اوزاعی وغیرہ نے کہا میں نے زہری سے سنا انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو آپؐ نے ایک معلن (اعلان کرنے والے) کو بھیجا کہ اعلان کردے "الصلوٰة جامعة" (یعنی نماز کے لیے جمع ہو جاؤ) پھر آپؐ آگے بڑھے اور دو رکعتیں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھیں۔ ولید نے بیان کا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن نمر نے بیان کیا انھوں نے ابن شہاب سے اسی حدیث کی طرح سنا، امام زہری (ابن شہاب) نے بیان کیا کہ اس پر میں نے (عروہ سے) کہا کہ تمہارے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کیا کیا؟ جب انھوں نے مدینہ میں گہن کی نماز پڑھائی تو انھوں نے صبح

کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں (یعنی بلا تکرار رکوع جیسے فجر کی نماز ایک رکوع کے ساتھ پڑھی جاتی ہے) عروہ نے کہا ہاں یہ خبر ٹھیک وصحیح ہے مگر انھوں نے سنت کے خلاف غلطی کی (مطلب یہ ہے کہ سنت یہ تھا کہ گہن کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں دو رکوع اور دو قیام کرتے مگر عبداللہ بن زبیر نے جو نماز صبح کی طرح ہر رکعت میں ایک ہی رکوع کیا تو اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کیا) عبدالرحمان بن نمر کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان بن کثیر اور سفیان بن حسین نے بھی زہری سے بلند آواز سے (یعنی جہرا) پڑھنے کے سلسلے میں روایت کی ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "جهر النبي صلى الله عليه وسلم في صلوة الخسوف بقراءته"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۵ ومر الحديث ص ۱۴۲/۱۱، وص ۱۴۳ وص ۱۴۴ ويأتي ص ۱۶۱ وص ۴۵۴ و ص ۶۶۵ وص ۷۸۶ مقطعا فيهما ومسلم اول ص ۲۹۶ وابو داؤد اول ص ۱۶۸)

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ صلوٰۃ کسوف ہو یا صلوٰۃ خسوف یعنی سورج گرہن ہو یا چاند گرہن قرأت جہرا ہوگی جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے اور مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

**مذاہب ائمہ اربعہ** ۱ جمہور ائمہ ثلاث یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ رحمہم اللہ کے نزدیک صلوٰۃ کسوف میں قرأت سرا مسنون ہے۔

۲ امام احمد، امام ابو یوسف، امام محمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کے نزدیک قرأت بالجہر مسنون ہے، امام ابوحنیفہؒ سے بھی ایک روایت اسی کے مطابق ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں "لان مذهبنا ومذهب مالك وابى حنيفة والليث بن سعد وجمهور الفقهاء انه يسر في كسوف الشمس ويجهر في خسوف القمر (شرح مسلم ج ۱ ص ۲۹۶)

۳ وقال محمد بن جرير الطبرى الجهر والاسرار سواء (عمدہ)

یعنی ابن جریر طبری کے نزدیک اختیار ہے خواہ قرأت بالجہر کرے یا بالسر۔

امام بخاریؒ کا میلان قرأت بالجہر ہی ہے یہی حنفیہ میں سے صاحبین کا مسلک ہے، اور اسی طرف ہمارے اکابر ومشائخ کا رجحان ہے ویسے دلائل دونوں طرح کے ہیں نیز نقل مذاہب میں بھی اختلاف ہے جیسے نووی اور ترمذی کا بھی اختلاف ہے۔

روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جہر بالقرأت کی تصریح ہے۔ اور جمہور کا مستدل حضرت سمرہؓ کی روایت ہے ملاحظہ ہو، ترمذی ص ۷/۳، ابواب الکسوف، وایضا نسائی کتاب الکسوف۔

# ابواب "سجود القرآن"

## ﴿ باب ۶۸۴ ما جاء فی سُجُودِ القرآنِ و سُنَّتِهَا ﴾

قرآن کے سجدے (یعنی سجدۂ تلاوت) اور اسکے طریقے سے متعلق حدیث

۱۰۱۴﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَسْوَدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ بِمَکَّةَ فَسَجَدَ فِیْهَا وَ سَجَدَ مَنْ مَعَهُ غَیْرَ شَیْخٍ اَخَذَ کَفًّا مِنْ حَصًی اَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ اِلٰی جَبْهَتِهٖ وَقَالَ یَکْفِیْنِیْ هٰذَا فَرَأَیْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ کَافِرًا ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سورۂ "نجم" کی تلاوت کی اور اس سورہ میں سجدہ کیا اور آپؐ کے ساتھ جتنے لوگ تھے (مسلمان اور مشرک) سب نے سجدہ کیا۔ ایک بڈھا (امیہ بن خلف) کے سوا، اس بڈھے نے ایک مٹھی کنکری یا مٹی لے کر اپنی پیشانی تک اٹھائی اور کہا میرے لیے یہی کافی ہے، حضرت عبداللہؓ نے فرمایا اس کے بعد میں نے اس کو دیکھا کہ کفر کی حالت میں مارا گیا (یعنی جنگ بدر میں قتل ہوا)۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "قرأ النبی صلی الله علیه وسلم النجم بمکة فسجد فیها"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۶، ویاتی ص۱۴۶ وص۵۴۳، وفی المغازی ص۵۶۶، وفی التفسیر ص۷۲۱ ومسلم اول ص۲۱۵ وابوداؤد فی ابواب السجود ص۱۹۹ ج۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد کیا ہے؟ ظاہرا تو کسی شارح نے کوئی غرض ومقصد بیان نہیں کیا ہے لیکن بخاری کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے اس باب سے سجود تلاوت کے مسنون ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے مطلب یہ ہے کہ سجود تلاوت کا حکم بیان کر رہے ہیں مگر حضرت شیخ الحدیثؒ نے اس غرض پر یہ اشکال کیا ہے کہ اگر یہاں حکم بیان کرنا مان لیا جائے تو اسی صفحہ میں آنے والا باب "من رای ان الله عز وجل لم

یوجب السجود" مکرر ہو جائے گا۔ اس سے بظاہر حکم سجدہ معلوم ہو رہا ہے۔

اب یہاں امام بخاریؒ کی غرض کیا ہے؟ شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں اس میں دو احتمال ہیں۔

۱ اول یہ کہ سجدہ تلاوت کی تاریخ مشروعیت کو بیان فرما رہے ہیں کہ اس کی ابتدا مکہ میں اس وقت ہوئی جب کہ وہ واقعہ پیش آیا جو کہ مذکور فی الحدیث ہے۔

اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس باب سے طریقہ سجود کو بتلا دیا (تقریر بخاری)

**مسائل** اس باب میں دو مسئلے مختلف فیہ ہیں:

۱ تعداد سجود تلاوت۔ ۲ ان کا حکم۔

**تعداد سجود اور ائمہ کے اقوال** ۱ حنفیہ و شافعیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ پورے قرآن مجید میں کل سجدہائے تلاوت چودہ ہیں۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "مذهبنا انها اربع عشرة سجدة (عمدہ) جس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) سورۂ اعراف آیت ۲۰۶ پ ۹ (۲) سورۂ رعد آیت ۱۵ پ ۱۳ (۳) سورۂ نحل آیت ۵۰ پ ۱۴ (۴) سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱۰۹ پ ۱۵ (۵) سورۂ مریم آیت ۵۸ پ ۱۶ (۶) سورۂ حج آیت ۱۸ پ ۱۷ (۷) سورۂ فرقان آیت ۶۰ پ ۱۹ (۸) سورۂ نمل آیت ۲۶ پ ۱۹ (۹) سورۂ سجدہ آیت ۱۵ پ ۲۱ (۱۰) سورۂ ص آیت ۲۵ پ ۲۳ (۱۱) سورۂ حم سجدہ آیت ۳۸ پ ۲۴ (۱۲) سورۂ نجم آیت ۶۲ پ ۲۷ (۱۳) سورۂ انشقاق آیت ۲۱ پ ۳۰ (۱۴) سورۂ علق آیت ۱۹ پ ۳۰۔

یہ تفصیل حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہے۔

شافعیہ کے نزدیک بھی کل سجدۂ تلاوت چودہ ہیں مگر ان کی تعیین میں تھوڑا سا اختلاف ہے۔ شافعیہ کے نزدیک سورۂ صٓ میں سجدہ نہیں ہے اس کے بجائے سورہ حج میں دو سجدے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک سورہ صٓ میں سجدہ ہے اور سورۂ حج میں بھی صرف ایک سجدہ ہے۔

۲ امام احمدؒ کے نزدیک فی روایۃ پندرہ سجدے ہیں سورۂ حج میں دو سجدے کما عند الشافعیہ اور سورۂ صٓ میں بھی سجدہ ہے۔

امام احمدؒ کا ایک قول امام شافعیؒ کے مطابق چودہ سجدے ہیں۔

**دلائل** امام شافعیؒ سورۂ ص کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں: عن ابن عباسؓ قال رایت رسول الله صلى الله عليه وسلم يسجد في صٓ قال ابن عباس وليست من عزائم السجود (ترمذی ج ۱ ص ۷۵، باب ما جاء في السجدة في صٓ)

**جواب:** جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ کرنا تو اس روایت میں بھی ثابت ہے البتہ حضرت ابن

عباسؓ نے اس کے عزائم السجود میں سے ہونے کی جونفی فرمائی ہے اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ یہ سجدہ بطور شکر واجب ہے جیسا کہ حدیث میں ثابت ہے۔

**عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم سجد فی صٓ وقال سجدها داؤد توبةً ونسجدها شکراً** (نسائی ج۱ص۱۱۱، کتاب الافتتاح باب سجود القرآن السجود فی صٓ)

اور اگر بالفرض اس کا مطلب وہی ہو جو شافعیہ نے لیا ہے تب بھی یہ حضرت ابن عباسؓ کا اپنا قول ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل احق بالاتباع ہے بالخصوص جب کہ بخاری میں حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ نے سے پوچھا **افی صٓ سجدة فقال نعم ثم تلا ووهبنا الی قوله فبهداهم اقتده ثم قال هو منهم۔**

اس کی مختصر تفصیل کے لئے دیکھئے نصر الباری جلد نہم کتاب التفسیر ص ۲۰۸۔

نیز حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں **قرأ رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو علی المنبر صٓ فلما بلغ السجدة نزل فسجد وسجد الناس معه الخ** (ابوداؤد ج۱ص۲۰۰)

بہر حال سورۂ صٓ کا سجدہ قوی دلائل سے ثابت ہے چنانچہ امام ترمذیؒ نے امام شافعیؒ کو بھی قائلین میں شمار کیا ہے، واللہ اعلم۔

رہا سورۂ حج کا دوسرا سجدہ سو اس کے بارے میں امام شافعیؒ حضرت عقبہ بن عامرؓ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں "**قلت یا رسول الله فضلت سورة الحج بان فیها سجدتین قال نعم الخ**" (ترمذی ج۱ص۷۵)

لیکن اس حدیث کا تمام تر مدار ابن لہیعہ پر ہے جس کا ضعف مشہور ہے۔

ہمارا استدلال طحاوی میں حضرت ابن عباسؓ کے اثر سے ہے **قال فی سجود الحج الاول عزیمة والأخر تعلیم**، نیز امام محمدؒ اپنے مؤطا میں لکھتے ہیں "**کان ابن عباس لایری فی سورة الحج الا سجدة واحدة الاولی**" سورۂ حج کا دوسرا سجدہ ایسا ہے کہ اس میں رکوع وسجود دونوں کا ایک ساتھ حکم دیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم کا اسلوب یہ ہے کہ جہاں سجدۂ تلاوت ہوتا ہے وہاں صرف سجدہ یا صرف رکوع کا ذکر ہوتا ہے، چنانچہ تمام آیات سجدہ میں صرف سجدہ کا ذکر ہے البتہ سورۂ صٓ میں صرف رکوع کا ذکر ہے اور جہاں جہاں دونوں کو جمع کیا گیا وہاں سجدہ تلاوت نہیں ہے مثلاً "يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ"

البتہ امام شافعیؒ اپنی تائید میں متعدد صحابہ کرامؓ کے آثار پیش کرتے ہیں جن میں دوسرے سجدہ کا ثبوت ہے، اس لیے محققین حنفیہ نے اس دوسرے مقام پر بھی احتیاطاً سجدہ کرنے کو بہتر قرار دیا ہے۔ صاحب فتح الملہم کا رجحان

بھی اسی طرف ہے، حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اگر آدمی نماز سے باہر ہو تو اسے دوسرے مقام پر سجدہ کر لینا چاہئے اور اگر نماز میں ہو تو اس آیت پر رکوع کر دینا چاہیے اور رکوع میں سجدہ کی نیت کر لینی چاہیے تاکہ اس کا عمل تمام ائمہ کے مطابق ہو کر باتفاق سجدہ ادا ہو جائے۔ (درس ترمذی)

۳ امام مالکؒ کے نزدیک مفصل کی سورتوں میں سجدہ نہیں ہے وہ حضرت زید ابن ثابت سے استدلال کرتے ہیں "قال قرأت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجم فلم یسجد فیھا" ہم اس روایت کو سجود علی الفور کی نفی پر محمول کرتے ہیں اس لیے کہ صحیح بخاری کی یہ حدیث ج۱ص ۱۴۶، کی تحت الباب مذکور ہے نیز بخاری ثانی اور مسلم شریف ص ۲۱۵، میں تصریح ہے کہ حضورؐ نے سورۂ نجم میں سجدہ کیا۔

نیز حضرت علیؓ سے مروی ہے "العزائم اربع الٓمٓ تنزیل وحٰمٓ السجدہ والنجم واقرأ باسم ربك الاعلی الذی خلق" ان میں سے آخری دو سجدے مفصل کے ہیں۔

**مفصلات** سورۂ حجرات سے لے کر آخر تک کی تمام سورتیں مفصل میں شمار ہوتی ہیں، پھر سورۂ حجرات تا بروج طوال مفصل کہلاتی ہیں اور سورۂ بروج تا بینہ اوساط مفصل اور سورۂ بینہ تا سورۂ ناس قصار مفصل۔

**دوسرا مسئلہ حکم سجودِ قرآن** اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔ ۱ امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک سجود واجب ہیں۔ ۲ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مسنون ہیں۔

**دلائل ائمہ ثلاثہ** حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں قرأت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النجم فلم یسجد فیھا (ترمذی اول، ص ۷۵، ایضا بخاری اول ص ۱۴۶، ایضا مسلم اول ص ۲۱۵)

**جواب** : یہ سجود علی الفور کی نفی ہے اور فی الفور سجدہ ہمارے نزدیک بھی واجب نہیں ہے پس اس میں یہ احتمال ہے کہ آپؐ نے بعد میں سجدہ ادا کیا ہو، ۲ نیز ہو سکتا ہے کہ آپؐ باوضو نہ ہوں پس فی الفور سجدہ نہ کرنا صرف اس بات کی دلیل ہے کہ سجدہ فی الفور واجب نہیں۔

**دلائل حنفیہ** حنفیہ کا استدلال ان آیات سجدہ سے ہے جن میں صیغہ امر سے وارد ہوا ہے۔ علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ آیات سجدہ تین حالتوں سے خالی نہیں۔ (یعنی قرآن کریم میں آیات سجود تین طرح کے ہیں) ۱ صیغہ امر ہے قال تعالیٰ "واسجد واقترب"۔ ۲ یا منکرین سجدہ کا ذکر ہے (یعنی سجدہ نہ کرنے کی نکیر ہے) قال تعالیٰ "واذا قرئ علیھم القرآن لا یسجدون"۔ ۳ یا انبیاء علیہم السلام کے سجدہ کی حکایت ہے (مطلب یہ ہے کہ سجدہ کرنے والوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے) ان تینوں سے وجوب معلوم ہوتا ہے صیغہ امر سے تو ظاہر ہے نیز کفار کی مخالفت اور انبیاء علیہم السلام کی اقتداء بھی واجب ہے، باقی روایات آرہی ہیں۔

## ۶۸۵ باب سَجْدَةِ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ

"باب سجدةِ تنزيلِ السجْدة" بالجر على الاضافة وبالرفع على الحكاية

### الٓمٓ تنزيل السجده میں سجدہ کرنے کا بیان

۱۰۱۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ الٓمٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةُ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الٓمٓ تنزیل السجدة (یعنی سورۂ سجدہ) اورهل اتى على الانسان (یعنی سورۂ دہر) پڑھتے تھے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة : بظاہر حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں ہے؟۔

**جواب:** ۱۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جو طبرانی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں جب سورۂ سجدہ کی تلاوت کی تھی تو آپؐ نے سجدہ کیا تھا۔

۲۔ امام بخاریؒ نے اس سورہ کے نام سے ہی استدلال کرلیا کہ سورہ کے نام میں سجدہ ہونا دلیل ہے اس بات کی کہ جب اس کے نام میں سجدہ ہے تو فعلاً بھی سجدہ ہوگا، چنانچہ حافظ عسقلانیؒ لکھتے ہیں "قال ابن بطال اجمعوا على السجود فيها" یعنی یہ سجدہ اجماعی ہے کسی کا اختلاف نہیں۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۶ ومر الحديث ص۱۲۲، مسلم ج۱ص ۲۸۸، ترمذی ص۶۸۔ نسائی ص۱۱۱، ابوداؤد اول ص۱۵۳ تا ص۱۵۴، ابن ماجہ ص۵۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ صلوٰۃ مفروضہ میں امام کے لیے سجدہ والی سورت پڑھنا مکروہ ہے۔

جمہور ائمہ حنفیہ، شافعیہ کے یہاں بلا کراہت جائز ہے۔

## ۶۸۶ باب سَجْدَةِ صٓ

### سورۂ صٓ میں سجدہ کرنے کا بیان

۱۰۱۶ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ وَ اَبُو النُّعْمَانِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ

عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صٓ لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُوْدِ وَ قَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلّى اللّهُ عليهِ وسلّمَ يَسْجُدُ فِيْهَا ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سورۂ ص کا سجدہ تاکیدی سجدوں میں سے نہیں ہے اور میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "وقد رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يسجد فيها"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۴۶ ویاتی ص۴۸۶ ابو داؤد ص۲۰۰ ترمذی اول ۷۵۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ سورۂ ص میں سجدہ ہے البتہ اتنی تخفیف ہے کہ ليس من عزائم السجود یعنی حتمی، تاکیدی سجدہ نہیں ہے۔

**تشریح** گذر چکا ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک سورۂ ص کا سجدہ حتمی نہیں ہے۔ باقی جمہور حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ وغیرہ کے نزدیک سجدہ ہے اور عزائم سجود میں سے ہے، اور دلیل یہی حدیث ہے حضور اقدس ﷺ نے سجدہ کیا ہے۔

رہا حضرت ابن عباسؓ کا جواب؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل وعمل ہے تو حضرت ابن عباسؓ کا قول وعمل رسول کے مقابلہ میں قابل تسلیم نہیں۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ کا مقصد ليس من عزائم السجود" سے فرضیت کی نفی ہے اور فرض وواجب میں بہت فرق ہے۔ فرض ہم بھی نہیں کہتے ہیں ہم تو واجب کہتے ہیں فلا اشکال۔

## ﴿ بَابُ (ع ۶۸۷) سَجْدَةِ النَّجْمِ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴾

سورۂ نجم میں سجدہ کا بیان، اسکو حضرت ابن عباسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے

۱۰۱۷ ﴿ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ سُوْرَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا فَمَا بَقِيَ اَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ اِلَّا سَجَدَ فَاَخَذَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَفًّا مِنْ حَصًى اَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ اِلَى وَجْهِهِ وَ قَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ والنجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اس وقت قوم کا کوئی فرد بھی (حاضرین مجلس میں سے) ایسا باقی نہیں تھا جس نے سجدہ نہ کیا ہو، البتہ لوگوں میں سے ایک شخص نے ہاتھ میں کنکری یا مٹی لے کر اپنے چہرہ تک اٹھائی اور کہا میرے لیے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ بعد میں میں نے دیکھا کہ کفر کی حالت میں مارا گیا (یعنی بدر میں یہ قتل ہوا)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "قرأ (اى النبیؐ) سورة النجم فسجد بها"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ١٤٦ و مر ص ١٤٦ ويأتى ص ٥٤٣ و ص ٥٦٦ و ص ٧٢١ ومسلم اول ص ٢١٥ و ابو داؤد ص ١٩٩۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد سورۂ نجم میں اثبات سجدہ ہے، امام مالکؒ مفصلات کے سجدوں کے قائل نہیں ہیں اور انہی مفصلات میں سے سورۂ نجم ہے، تو اس سے ان کی تردید ہوگئی۔

تفصیل مذاہب باب ٦٨٤ اور حدیث ١٠١٤ میں گذر چکا ہے، ملاحظہ فرمالیجیے۔ باقی کچھ تفصیل کے لیے نصر الباری جلد نہم کتاب التفسیر سورۂ نجم کی تفسیر کا مطالعہ فرمائیے نیز ۱۲ جلد کے ابواب السجود کی پہلی حدیث کا مطالعہ بھی مفید ہوگا، انشاء اللہ۔

## ﴿بابٌ ٦٨٨ سُجُوْدِ الْمُسْلِمِيْنَ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكُ نَجَسٌ لَيْسَ لَهُ وُضُوْءٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْجُدُ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ﴾

### مسلمانوں کا مشرکوں کے ساتھ سجدہ کرنا، حالانکہ مشرک ناپاک ہے اس کے وضو کی کوئی اہمیت نہیں، اور حضرت ابن عمرؓ بغیر وضو کے سجدہ کرلیتے تھے

١٠١٨﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ رَوَاهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ اَيُّوْبَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا، اور آپؐ کے ساتھ مسلمانوں اور مشرکوں اور جن وانس سب نے سجدہ کیا، اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی ایوب سختیانیؒ سے روایت کیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "وسجد معه المسلمون

والمشركون والجن الانس"

تعدد موضعه | والحديث هنا ص١٤٦ وياتي في التفسير ص٧٢١ والترمذي اول ص٧٤۔

مقصد | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد کیا ہے؟ اس میں دو قول ہیں:

۱ سجدۂ تلاوت میں وضو ضروری نہیں ہے، سجدہ تلاوت بغیر وضو کے بھی جائز ہے اور استدلال اس طرح ہے کہ مسلمین ومشرکین سب نے سجدہ کیا اور مشرک نجس وناپاک ہے مشرک کا وضو ہی درست نہیں لانه ليس اهلا للعبادة معلوم ہوا کہ اس نے سجدہ بلا وضو کیا تھا۔ نیز حضرت ابن عمرؓ بلا وضو سجدہ تلاوت کر لیتے تھے، یہی ابن تیمیہ وغیرہ کا بھی مختار ومسلک ہے۔

۲ واجاب ابن رشيد بان مقصود البخاري تاكيد مشروعية السجود (عمدہ)

یعنی امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے تاکید سجود کو بیان کرنا ہے کہ سجدہ مؤکد ہے کہ اگر مجلس تلاوت میں مسلم ومشرک مخلوط ہوں تب بھی سجدہ کیا جائے گا اور اسی تاکید کو اثر ابن عمرؓ سے بیان فرمایا ہے کہ ابن عمر سجدہ کا اتنا اہتمام کرتے تھے کہ بغیر وضو ہی کے سجدہ کر لیتے تھے۔

تشریح | "وكان ابن عمر يسجد على غير وضوء" اى في غير الصلوة.

اس مسئلہ میں سوائے شعبیؒ کے ابن عمرؓ کی موافقت کسی نے نہیں کی ہے لان السجود في معنى الصلوة فلا يصح الا بالوضوء او بدله بشروطه (قس) اکثر نسخوں میں اثر ابن عمر کے الفاظ یہی ہیں "يسجد على غير وضوء" مگر اصیلی کی روایت میں ہے "يسجد على وضوء" یعنی لفظ غیر نہیں ہے، اس صورت میں جمہور کے موافق ہے؛ لیکن تحقیق یہی ہے کہ "على غير وضوء" والا نسخہ راجح ہے چونکہ اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے چنانچہ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "والاولىٰ ثبوتها لانطباق تبويب المصنف واستدلاله عليه (قس)

اور اس کی تائید ابن ابی شیبہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ ابن عمرؓ اپنی سواری سے اتر کر پیشاب کرتے تھے پھر آیت سجدہ تلاوت کرتے تھے اور بلا وضو سجدہ کر لیتے۔

**سوال**: مشرکین نے کیوں سجدہ کیا؟ اس کی تفصیل گذر چکی دیکھئے نصر الباری جلد نہم کتاب التفسیر ص ۶۳۳۔

## ﴿ بَابٌ ۶۸۹ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَسْجُدْ ﴾

آیت سجدہ کی تلاوت کی لیکن سجدہ نہیں کیا

۱۰۱۹﴿ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا

يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَزَعَمَ اَنَّهُ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عليه وسلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا ﴾

**ترجمہ** عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت زید بن ثابتؓ سے پوچھا (کیا سورہ و النجم میں سجدہ ہے؟) تو انھوں نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۂ نجم پڑھا آپؐ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "قرأ على النبی صلّى اللّٰه عليه وسلّم والنجم فلم يسجد فيها"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۶ وایضا بعدہ ص ۱۴۶، ومسلم اول ص ۲۱۵، وابوداؤد اول، ص ۱۹۹، ترمذی اول ص ۷۵۔

۱۰۲۰﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ اَبِى اِيَاسٍ قال حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِى ذِئْبٍ قال حَدَّثنا يَزِيْدُ بْنُ عبدِ اللّٰهِ بنِ قُسَيْطٍ عن عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قَالَ قَرَأْتُ على النبيِ صلى اللّٰه عليه وسلم وَالنَّجمِ فلم يَسْجُدْ فِيْهَا ﴾

**ترجمہ** حضرت بن ثابتؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورہ و النجم پڑھی آپؐ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "قرات على النبی صلّى اللّٰه عليه وسلم والنجم فلم يسجد فيها"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ۱۴۶ و مر ایضا ص ۱۴۶ باقی کے لیے حدیث سابق دیکھئے۔

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ سجدہ علی الفور واجب نہیں ہے یہی جمہور کا مسلک ہے۔ ۲۔ بخاریؒ کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو سجدات مفصلات کے منکر ہیں کیونکہ سابق باب میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت گذر چکی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے سورۂ النجم میں سجدہ کیا، اب رہا اس روایت میں جو نفی ہے وہ نفی فعل ہے کہ ابھی فوراً نہیں کیا اس سے بالکلیہ نفی نہیں ہوجاتی ہے ورنہ تعارض لازم آئیگا۔ واللہ اعلم۔

## ﴿ بابٌ ۷۹۰ سَجْدَةِ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ﴾

سورۂ اذا السماء انشقت (یعنی سورۂ انشقاق) میں سجدہ کرنے کا بیان

۱۰۲۱﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ

اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ رَاَیْتُ اَبَاهُرَیْرَةَ قَرَاَ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ بِهَا فَقُلْتُ یَا اَبَاهُرَیْرَةَ اَلَمْ اَرَكَ تَسْجُدُ قَالَ لَوْ لَمْ اَرَ النَّبِیَّ ﷺ سَجَدَ لَمْ اَسْجُدْ ﴾

**ترجمہ** ابوسلمہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ انھوں نے سورۂ اذا السماء انشقت پڑھا اور اس سورہ میں سجدہ کیا، میں نے کہا ای ابو ہریرہ کیا میں نے آپ کو اس سورہ میں سجدہ کرتے نہیں دیکھا ہے۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی سجدہ نہ کرتا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "قرأ اذا السماء انشقت فسجد بها الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۶ ومر الحديث ص ۱۰۵ وص ۱۰۶، ونسائی ص ۱۴۷ ومسلم اول ص ۲۱۵، وابو داؤد ص ۱۹۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو لوگ سجدہ مفصلات کے منکر ہیں جیسے مالکیہ وغیرہ۔ جمہور اس کے قائل ہیں یعنی امام بخاریؒ اس میں جمہور کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔

## ﴿ بَابٌ [۶۹۱] مَنْ سَجَدَ لِسُجُوْدِ الْقَارِیْ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لِتَمِیْمِ بْنِ حَذْلَمٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَقَرَأَ عَلَیْهِ سَجْدَةً فَقَالَ اسْجُدْ فَاِنَّكَ اِمَامُنَا فِیْهَا ﴾

تلاوت کرنیوالے کی اقتدا میں سجدہ (یعنی سننے والا اسی وقت سجدہ کرے جب پڑھنے والا کرے) اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے تمیم بن حذلم سے فرمایا وہ لڑکا تھا اس نے سجدے کی آیت پڑھی تو انہوں نے کہا تم (پہلے) سجدہ کرو کیونکہ تم اس سجدے میں ہمارے امام ہو

۱۰۲۲﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ عَلَیْنَا السُّوْرَةَ فِیْهَا السَّجْدَةُ فَیَسْجُدُ وَ نَسْجُدُ حَتّٰی مَا یَجِدُ اَحَدُنَا مَوْضِعَ جَبْهَتِهٖ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سورہ پڑھ کر ہم کو سناتے جس میں سجدہ کی آیت ہوتی تو آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں سے بعض کو پیشانی رکھنے

کی بھی جگہ نہیں ملتی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فيسجد ونسجد" یعنی قوم کا سجدہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کی وجہ سے تھا۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۴۶ ویاتی الحديث فی الباب الذی بعده متصلاً ص۱۴۶ و ص۱۴۷۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ سامع اس وقت سجدہ کرے گا جب قاری یعنی پڑھنے والا سجدہ کرے، گویا اس سجدہ میں سننے والا مقتدی ہے اور پڑھنے والا امام ہے۔ یہی حنابلہ کا مذہب ہے نیز حنابلہ کے یہاں یہ بھی شرط ہے کہ سننے والے نے بالقصد سنا ہو۔ معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں امام بخاریؒ حنابلہ کی تائید و موافقت کررہے ہیں۔

حنفیہ کے نزدیک سامع پر مستقل سجدہ واجب ہے اور قاری یعنی پڑھنے والے پر مستقل ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "وعند الحنفية يجب على القارى والسامع والمستمع (عمدہ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بھی تقریباً یہی فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے فعند ابی حنيفة رضی الله عنه يجب على السامع سواء سجد القارى ام لا وسواء يصغى اليه قصدا او وقع فى اذنه اتفاقا (شرح تراجم ابواب)

## باب ۶۹۲ ازْدِحَامِ النَّاسِ اِذَا قَرَأَ الامَامُ السَّجْدَةَ

### جب امام آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور لوگوں کا ہجوم ہو (تو کیا کرے؟)

۱۰۲۳ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ فَنَزْدَحِمُ حَتّٰى مَا يَجِدُ اَحَدُنَا لِجَبْهَتِهٖ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آیت سجدہ کی تلاوت کرتے اور ہم لوگ آپؐ کے پاس ہوتے پھر آپؐ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ سجدہ کرتے تھے اس وقت اتنا ازدحام ہوجاتا کہ ہم میں کوئی اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ نہیں پاتا کہ اس پر سجدہ کرے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة "هذا طريق آخر فى الحديث المذكور فى الباب السابق" یا مطابقت کے لیے یہ کہا جائے کہ فيسجد ونسجد فنزدحم الخ.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۴۶ ومر الحديث آنفا ص۱۴۶ ویاتی ص۱۴۷۔

**مقصد** امام بخاریؒ اس باب سے سجدہ کا تاکد بیان کر رہے ہیں کہ سجدہ ضرور کرے اگرچہ ازدحام وہجوم ہو، ازدحام کی وجہ سے سجدہ نہیں چھوڑا جائے گا۔

## ﴿ باب ۶۹۳ مَنْ رَاى اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُوْجِبِ السُّجُوْدَ،

وَقِيْلَ لِعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ الرَّجُلُ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَجْلِسْ لَهَا قَالَ اَرَاَيْتَ لَوْ قَعَدَ لَهَا كَاَنَّهُ لَا يُوْجِبُهُ عَلَيْهِ وَقَالَ سَلْمَانُ مَا لِهٰذَا غَدَوْنَا وَقَالَ عُثْمَانُ اِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلٰى مَنِ اسْتَمَعَهَا، وَقَالَ الزُّهْرِي لَايَسْجُدُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ طَاهِرًا فَاِذَا سَجَدْتَ وَاَنْتَ فِيْ حَضَرٍ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَاِنْ كُنْتَ رَاكِبًا فَلا عَلَيْكَ حَيْثُ كَانَ وَجْهُكَ وَكَانَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ لَا يَسْجُدُ بِسُجُوْدِ الْقَاصِّ ﴾

### اس شخص کی دلیل جن کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سجدہ تلاوت واجب نہیں قرار دیا ہے

اور حضرت عمران بن حصینؓ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص ہے جو آیت سجدہ سنتا ہے اور اس کے لیے بیٹھا نہیں؟ (جواب میں) فرمایا بتاؤ کہ اگر اس کے لیے بیٹھا ہوتا (تو کیا ہوتا؟ گویا وہ یعنی عمرانؓ) اس پر سجدہ (تلاوت) کو واجب نہیں جانتے تھے۔ (یہ امام بخاریؒ کا کلام ہے بخاریؒ نے لو قعد لها کی جزاء محذوف نکالی لم یجب علیه السجدة مطلب یہ ہوا کہ سجدہ سننے کے لیے بھی اگر بیٹھا ہوتا تو بھی اس پر سجدہ واجب نہیں ہوتا بلکہ مندوب ومستحب ہوتا، اسی لیے بخاریؒ نے یہ اضافہ کیا کانه لا یوجبه علیه گویا حضرت عمرانؓ اس کو واجب نہیں جانتے تھے)

اور حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا ''ہم اس کے لیے نہیں آئے ہیں (اس اثر کا حاصل یہ ہے ہوا کہ اگر بالقصد سنے تو سجدہ واجب ہے ورنہ نہیں) اور حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ سجدہ اس پر ہے جو قصد کر کے سجدے کی آیت سنے، اور زہریؒ نے کہا کہ سجدہ تلاوت نہ کرے مگر جب باوضو ہو پھر جب تو سجدہ کرے اور حضر میں ہو (یعنی سفر میں نہ ہو) تو سجدہ قبلہ رو ہو کر کرے، اور اگر سواری پر ہو (سفر میں) تو (استقبال قبلہ ضروری نہیں) جدھر بھی رخ ہو سجدہ کرلے، اور حضرت سائب بن یزیدؒ قصہ کہنے والوں کے دوران قصہ سجدہ کی آیت تلاوت کرنے پر سجدہ نہیں کرتے۔

۱۰۲۴ ﴿ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ التَّيْمِيِّ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَكَانَ رَبِيْعَةُ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ عَمَّا حَضَرَ رَبِيْعَةُ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَرَاَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ

بِسُوْرَةِ النَّحْلِ حَتّٰى اذا جاءَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْقَابِلَةُ قَرَأَ بِهَا حَتّٰى إِذَا جَاءَ السَّجْدَةَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا نَمُرُّ بِالسُّجُوْدِ فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ اَصَابَ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ فَلا اِثْمَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَسْجُدْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَزَادَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ السُّجُوْدَ اِلَّا اَنْ نَشَاءَ ﴾

**ترجمہ** ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ہشام بن یوسف نے خبر دی ان کو عبدالملک بن جریج نے خبر دی انھوں نے کہا کہ مجھ کو ابو بکر (عبداللہ) بن ابی ملیکہ نے خبر دی انھوں نے عثمان بن عبدالرحمن تیمی سے انھوں نے ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر تیمی سے، ابو بکر بن ابی ملیکہ نے کہا اور ربیعہ بہت اچھے لوگوں میں سے تھے انھوں نے وہ حال بیان کیا جو حضرت عمرؓ کی مجلس میں انھوں نے دیکھا حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن منبر پر سورہ نحل پڑھی جب سجدہ کی آیت (وللّٰه يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَالْمَلٰئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○ آیت ۵۰) پر پہنچے تو منبر سے اترے اور سجدہ کیا اور موجودہ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ دوسرے جمعہ میں پھر آپؓ نے یہی سورہ پڑھی جب سجدے کی آیت پر پہنچے تو فرمایا! لوگو ہم سجدہ کی آیت پڑھتے چلے جاتے ہیں اس پر جو شخص سجدہ کرے اس نے اچھا کیا اور جس نے سجدہ نہیں کیا اس پر کوئی گناہ نہیں اور حضرت عمرؓ نے (اس مرتبہ) سجدہ نہیں کیا۔ اور نافع نے حضرت ابن عمرؓ کے واسطہ سے یہ اضافہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سجدہ تلاوت فرض نہیں کیا ہے مگر ہم چاہیں تو کر سکتے ہیں (یعنی ہماری مرضی پر رکھا)۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة غير تامة لان فيه "نزل فسجد" فهذا يدل على انه كان يرى السجدة مطلقا سواء كان على سبيل الوجوب او السنية (عمدہ)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۴۶ تا ص۱۴۷ والحديث من افراد البخاری (عمده)

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت باوجود تاکد کے واجب نہیں ہے۔ یہی جمہور یعنی اکثر فقہاء کا مذہب ہے، حنفیہ کے نزدیک واجب ہے۔

**تشریح** آثار مذکورہ سے مطلقاً ایجاب سجود کی نفی ثابت نہیں ہوتی البتہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ علی الفور واجب نہیں ہوتا ہے۔

قیل لعمران بن حصین الخ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عمران بن حصینؓ کا ارأیت لو قعد لها کہنا دلالت کرتا ہے کہ اس بات پر کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے۔

**جواب:** خود بخاریؒ کو اس میں شک ہے ورنہ بخاری عدم وجوب کی تصریح کرتے لیکن بخاری کہتے ہیں "كانه لا

یو جبه" جو شک پر دال ہے اور وجہ یہ ہے کہ احتمال ہے علی الفور واجب نہیں ہے یا عذر طہارۃ پر واجب نہیں ہے۔
قال سلمانؓ اس اثر کا حاصل یہ ہے کہ اگر بالقصد سنے تو سجدہ واجب ہے ورنہ نہیں اس سے مطلقاً وجوب کی نفی نہیں ہوتی۔
بہر حال اکثر فقہاء اس کے قائل ہیں کہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں بلکہ صرف سنت ہے امام بخاریؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ لیکن احناف کے یہاں سجدۂ تلاوت واجب ہے چونکہ واجب کی اصطلاح صرف احناف کے یہاں مستعمل ہے اس لیے سب نے ہی سنت کہا ہے۔
احناف کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں سجدہ کا حکم صاف موجود ہے سجدہ نہ کرنے والوں کا ذکر معاندین و منکرین کے ضمن میں ہے کہ جب قرآن کی آیت تلاوت کی جاتی ہے تو سجدہ نہیں کرتے، اور آیت سن کر سجدہ کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے۔
ان آیات سے آیات سجدہ پر سجدہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ ؎۲ جن حضرات نے وجوب کی نفی کی ہے ہوسکتا ہے کہ وجوب بمعنی فرض کی نفی کی ہو اور حنفیہ فرض نہیں کہتے ہیں اور فرض و واجب میں آسمان زمین کا فرق ہے، واللہ اعلم۔
اور روایت میں و من لم یسجد فلا اثم علیه کا بھی جواب معلوم ہوگیا کہ من لم یسجد علی الفور فلا اثم علیه. عن ابن عمر الخ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سجدہ تلاوت اس وقت واجب ہوتا ہے جب ہم آیت سجدہ تلاوت کریں اور آیت سجدہ کی تلاوت ہمارے اختیار میں ہے ہم چاہیں تو تلاوت کریں یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض فرمایا ہے کہ ہم آیت سجدہ ضرور تلاوت کریں اور پھر سجدہ کریں۔ اگر آیت سجدہ تلاوت نہ کریں تو گنہگار ہو جائیں ایسا نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

؎۲ اس میں فرضیت کی نفی ہے اور ہم فرضیت کے قائل نہیں۔

## ﴿ بابٌ ۶۹۴ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ فِي الصَّلٰوةِ فَسَجَدَ بِهَا ﴾

### جس نے نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کی اور نماز ہی میں سجدہ کیا

۱۰۲۵﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَاَ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهٖ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ اَبِی الْقَاسِمِ ﷺ فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ فِيْهَا حَتّٰى اَلْقَاهُ ﴾

ترجمہ | ابو رافع نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو انھوں نے اذا السماء

انشقت پڑھی اور سجدۂ تلاوت کیا تو میں نے کہا یہ سجدہ کیسا؟ تو فرمایا کہ میں نے اس سورہ میں حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا ہے۔ لہٰذا میں اس سورہ میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملوں (یعنی مرتے دم تک کرتا رہوں گا)۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "فقرا اذا السماء انشقت فسجد الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۷ ومر ص ۱۰۵ و ص ۱۰۶ و ص ۱۴۶. وابو داؤد اول ص ۱۹۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد مالکیہ پر رد کرنا ہے چونکہ مالکیہ نماز میں ایسی سورت پڑھنے کو مکروہ کہتے ہیں جس میں سجدہ ہو۔ جمہور کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

## ﴿ بَابٌ ۶۹۵ مَنْ لَمْ يَجِدْ مَوْضِعًا لِلسُّجُوْدِ مَعَ الْإِمَامِ مِنَ الزِّحَامِ ﴾

### جو امام کے ساتھ ہجوم کی وجہ سے سجدۂ تلاوت کی جگہ نہ پائے

۱۰۲۶﴿ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السُّوْرَةَ الَّتِيْ فِيْهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَ نَسْجُدُ حَتّٰى مَا يَجِدُ اَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهٖ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ سورہ پڑھتے جس میں سجدہ کی آیت ہوتی پھر آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے یہانتک کہ ہم میں کسی کو اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملتی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ونسجد حتى ما يجد احدنا مكانا لموضع جبهته"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۷ و مر ص ۱۴۶۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے یہاں حکم کی تصریح نہیں کی ہے کہ اگر ازدحام وہجوم کی وجہ سے پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملے تو کیا کرے؟

شاید امام بخاریؒ نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جس کی تخریج طبرانی نے مصعب بن ثابت سے کی انھوں نے نافع سے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ "یہاں تک کہ وہ شخص اپنے بھائی کی پشت پر سجدہ کرلے، یہی جمہور کا مذہب ہے کہ اگر ازدحام ہو تو ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرے بخلاف امام مالکؒ کے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ان سجد على ظهر اخيه يعيد الصلوة یعنی نماز فاسد ہوجائے گی اور نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ واللہ اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ابوابُ تَقصِیرِ الصَّلٰوۃِ

## نماز قصر کرنے کے ابواب (یعنی قصر کرنے کے متعلق مسائل واحکام)

## ﴿ بَابٌ[۶۹۶] مَا جَاءَ فِیْ التَّقْصِیْرِ وَکَمْ یُقِیْمُ حَتّٰی یَقْصُرَ ﴾

### قصر کرنے کے متعلق جو احادیث آئی ہیں اور کتنی مدت کے قیام پر قصر کرسکتا ہے؟

۱۰۲۷ ﴿ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَۃَ عَنْ عَاصِمٍ وَ حُصَیْنٍ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تِسْعَۃَ عَشَرَ یَقْصُرُ فَنَحْنُ اِذَا سَافَرْنَا تِسْعَۃَ عَشَرَ قَصَرْنَا وَ اِنْ زِدْنَا اَتْمَمْنَا ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے موقعہ پر) انیس دن ٹھہرے رہے اور برابر قصر کرتے رہے اس لیے ہم لوگ بھی جب انیس دن کا سفر کرتے تو قصر کرتے ہیں (یعنی سفر میں چار رکعت والی فرض نماز صرف دو رکعت پڑھتے ہیں) اور اگر اس سے زیادہ ہو تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسعة عشر يقصر"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۷ ویاتی بخاری جلد ثانی ص ۶۱۵۔

۱۰۲۸ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ اَبِیْ اِسْحٰقَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی مَکَّۃَ فَکَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ قُلْتُ اَقَمْتُمْ بِمَکَّۃَ شَیْئًا قَالَ اَقَمْنَا بِھَا عَشْرًا ﴾

**ترجمہ** حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حجۃ الوداع میں) مدینہ سے مکہ کی طرف چلے تو حضور اقدسؐ دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس لوٹ آئے یحییٰ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کیا آپ لوگوں نے مکہ میں کچھ قیام کیا؟ تو فرمایا ہم وہاں دس دن ٹھہرے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "فكان يصلي ركعتين الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۷ ويأتي في المغازي ص ۶۱۵ ومسلم اول ص ۲۴۳، ابوداؤد اول ص ۱۷۳۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد نماز میں قصر کیت کو بتاتا ہے یعنی مقدار مفروض میں کم کردی جائے کہ ظہر، عصر اور عشاء میں بجائے چار رکعت فرض کے دو رکعت فرض پڑھی جائے اور اس کا ثبوت قرآن حکیم کی آیت سے ہے "واذا ضربتم في الارض فليس عليكم جناح ان تقصروا من الصلوة الخ" (سورۃ النساء آیت ۱۰۱)

(یعنی اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر اس باب میں کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز میں سے کم کردو (اس طرح کہ چار رکعت والی نماز ظہر، عصر اور عشاء کے فرض میں دو رکعت کم کردو اور صرف دو رکعتیں پڑھا کرو، اگر تمھیں یہ اندیشہ ہو کہ کافر لوگ تمھیں ستائیں گے الخ۔

**تشریح** ہمارے یہاں قصر کے لیے سفر تین منزل کا ہونا ضروری ہے، اس سے کم ہوگا تو قصر جائز نہ ہوگا۔ اور کافروں کے ستانے کا ڈر اس وقت موجود تھا جب یہ حکم نازل ہوا، جب یہ ڈر جاتا رہا تو اس کے بعد بھی آپؐ سفر میں دو رکعت ہی پڑھتے رہے اور صحابہ کو بھی اس کی تاکید فرمائی اب ہمیشہ سفر میں قصر کرنے کا حکم ہے خوف مذکور ہو یا نہ ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے شکر کے ساتھ قبول کرنا لازم ہے، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے۔

باقی یہ مباحث کہ حالت سفر میں قصر عزیمت ہے یا رخصت؟ ۲ قصر کی مدت وغیرہ مدلل تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری آٹھویں جلد یعنی کتاب المغازی ص ۳۵۶۔

## ۶۹۷ بَابُ الصَّلٰوةِ بِمِنٰى

### منیٰ میں نماز کا بیان

۱۰۲۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنٰى رَكْعَتَيْنِ وَ اَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ اِمَارَتِهِ ثُمَّ اَتَمَّهَا

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ منیٰ میں (چار رکعت والی نمازوں میں) دو رکعت پڑھی اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ بھی ان کے دورِ خلافت کی ابتداء میں دو ہی رکعتیں پڑھی پھر بعد میں انھوں نے پوری نماز پڑھی۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "صليت مع النبی ﷺ بمنیٰ رکعتين"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۴۷ ويأتی فی المناسك ص ۲۲۵ مسلم اول ص ۲۴۳۔

۱۰۳۰﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنْبَانَا اَبُوْ اِسْحٰقَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنَ مَا كَانَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ ﴾

ترجمہ | حضرت حارثہ بن وہبؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں امن کی حالت میں (جب بالکل خوف نہ تھا) ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔

تشریح | آمن بمد الهمزة وفتحات الفعل تفضيل من الامن ضد الخوف، وكلمة ما مصدرية معناه الجمع لان ما اضيف اليه التفضيل يكون جمعا (قس)

مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو منیٰ میں نماز پڑھائی درانحالیکہ ہم لوگ خوف سے مامون تھے۔

آیت کریمہ کے اندر "اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الخ" کی شرط سے جو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سفر کی نماز میں قصر کی اجازت اس شرط پر ہے کہ دشمن کا خوف ہو۔

اس حدیث میں اس بات کی تصریح اور وضاحت ہے کہ قصر کیلئے خوف شرط نہیں بلکہ اس واقعہ کا بیان واظہار ہے جو اس وقت واقع ہوتا تھا جیسا کہ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں "بيان للواقع اذ ذاك فلا مفهوم له" (جلالین)

چنانچہ سارے ائمہ عظام اور علما اہل سنت اس امر پر متفق ہیں کہ یہ بطور شرط کے نہیں کہ صرف خوف کی حالت میں قصر کی جائے گی بلکہ اس فقرہ میں نزول آیت کے وقت کی صرف حالت واقعی کا بیان ہے ورنہ قصر صلوٰۃ کا حکم ہر سفر کے لئے عام ہے خواہ موقع خوف کا ہو یا نہ ہو۔ والخوف شرط جواز القصر عند الخوارج بظاهر النص وعند الجمهور ليس بشرط (مدارك)

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "صلى بنا النبی صلى الله عليه وسلم بمنیٰ رکعتين"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۴۷ ويأتی فی الحج ص ۲۲۵ ومسلم اول ص ۲۴۳۔ واخرجه ابوداؤد فی الحج والترمذی والنسائی ایضا.

۱۰۳۱﴿ حَدَّثَنِيْ قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ صَلّٰى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقِيْلَ فِيْ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ اَبِىْ

بَكْرِ الصِّدِّيْقِ بِمِنٰى رَكْعَتَيْنِ وَ صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِمِنٰى رَكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِّىْ مِنْ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ ﴿

**ترجمہ** عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت عثمان بن عفانؓ نے منیٰ میں چار رکعتیں نماز پڑھائیں (قصر نہیں کیا) تو اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا گیا تو انھوں نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں کاش میرے حصہ میں (خلاف سنت) چار رکعت کے بجائے دو مقبول رکعتیں ہوتیں۔

**تشریح** مطلب یہ ہے کہ چار رکعت سن کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو سخت افسوس ہوا اور فرمانے لگے کہ حضور اقدسؐ اور حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما سب کا یہی معمول تھا کہ منیٰ میں قصر کرتے تھے حضرت عثمانؓ نے بھی ابتدائی دور خلافت میں قصر کیا لیکن بعد میں جب پوری چار رکعتیں حضرت عثمانؓ نے پڑھیں تو حضرت ابن مسعودؓ نے ناگواری کا اظہار کیا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سنت کے موافق تھوڑی عبادت بھی اس بڑی عبادت سے افضل اور قابلِ ترجیح ہے جو سنت کے موافق نہ ہو۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "صليت مع رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بمنى"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۷ ویاتی فی الحج ص ۲۲۵۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے ترجمہ میں حکم کی تصریح نہیں فرمائی ہے لیکن روایات تحت الباب سے مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ منیٰ میں سارے لوگ قصر کریں گے خواہ حج کا سفر ہو یا عمرہ کا، خواہ خوف کا وقت ہو یا امن کا ہر حال میں قصر کریں گے۔

## ﴿بَابٌ ۶۹۸ كَمْ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ﴾

### نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں (یعنی حجۃ الوداع کے موقعہ میں) کتنے دن قیام فرمایا تھا؟

۱۰۳۲﴿ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ

الْبَرَّاءِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ لِصُبْحِ رَابِعَةٍ يُلَبُّوْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ تَابَعَهُ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ حج کی تلبیہ کہتے ہوئے چوتھی (ذی الحجہ) کی صبح کو مکہ آئے پھر آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جن لوگوں کے ساتھ ہدی نہیں ہے وہ عمرہ کرلیں (اور عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں)

ابوالعالیہ کے ساتھ اس حدیث کو عطاء بن ابی رباح نے بھی حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "قدم النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه لصبح رابعة"

مطلب یہ ہے کہ آپؐ مع صحابہ چار ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے اور روایات سے معلوم ہے کہ چودہ ذی الحجہ کو مدینہ کے لیے روانہ ہو گئے تو معلوم ہوا کہ مجموعہ دس دن قیام رہا۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۷ و ياتى الحديث فى الحج ص ۲۱۲ و ص ۳۲۰ و ص ۵۴۰۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر مکہ و اطراف مکہ یعنی منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں دس دن قیام رہا ہے جیسا کہ حضرت انسؓ کی روایت گذر چکی ہے "اقمنا بها عشرا" اى اقمنا بمكة عشرا.

**تشریح** نصر الباری کتاب المغازی میں "باب حجة الوداع" ص ۶۲۷ میں تفصیل گذر چکی ہے مزید تفصیل کتاب الحج میں آئیگی، انشاء اللہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ھ بماہ ذیقعدہ بتاریخ ۲۶ر بروز شنبہ مدینہ منورہ سے ظہر کی نماز پڑھ کر نکلے اور ذو الحلیفہ پہنچ کر عصر کی نماز آپؐ نے دو رکعت ادا کی جیسا کہ انس بن مالکؓ کی روایت آرہی ہے ص ۱۴۸ میں "والعصر بذى الحليفة ركعتين" یعنی آپؐ نے قصر فرمایا اور چار ذی الحجہ کی صبح کو مکہ معظمہ پہنچے اور آٹھ ذی الحجہ بروز پنجشنبہ منیٰ میں تشریف لے گئے اور نو ذی الحجہ بروز جمعہ عرفات گئے اور غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ تشریف لائے یہاں آپؐ نے مغرب کی نماز اور عشاء کی نماز ایک وقت میں ادا کی جمع بین الصلوٰۃ کیا اور پوری رات مزدلفہ میں وقوف فرما کر فجر کی نماز کے بعد مزدلفہ سے روانہ ہو کر منیٰ میں پہنچے اور جمرۃ العقبہ کی رمی فرمائی پھر زوال سے پہلے مکہ معظمہ تشریف لائے اور طواف زیارت فرمایا پھر اسی روز منیٰ واپس ہو گئے اور گیارہ، بارہ ذی الحجہ کو جمعرات کی رمی فرمائی پھر تیرہ ذی الحجہ کو زوال سے قبل رمی کر کے ظہر کے وقت مکہ مکرمہ تشریف لائے۔

"فامرهم ان يجعلوها عمرة" حجۃ الوداع کے موقعہ پر صحابہ کرامؓ حج کا احرام باندھ کر مکہ تشریف لائے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے سے تبدیل حج کا حکم دیا۔

جمہور علماء کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے کہ میقات سے حج کا احرام باندھیں اور پھر اس کو عمرہ سے بدل دیں صرف حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور داؤد ظاہریؒ فرماتے ہیں اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

جمہور یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ صرف ان صحابہ کرامؓ کے ساتھ خاص ہے جو حجۃ الوداع میں شریک تھے۔

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "وفسخ الحج خاص بالصحابة الذى حجوا معه عليه الصلوة والسلام كما رواه ابوداؤد، وابن ماجة. (ارشاد السارى)

## ﴿بَابٌ ۶۹۹ فِي كَمْ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ وَ سَمَّى النَّبِيُّ ﷺ السَّفَرَ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْصُرَانِ وَ يُفْطِرَانِ فِي اَرْبَعَةِ بُرُدٍ وَهُوَ سِتَّةَ عَشَرَ فَرْسَخًا﴾

کتنی مسافت کے سفر میں نماز کو قصر کریگا (یعنی قصر کرنے کیلئے کتنی مسافت ضروری ہوگی) اور نبی اکرم ﷺ نے ایک دن اور ایک رات کی مسافت کو بھی سفر فرمایا ہے اور ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم چار برید کے سفر میں قصر کرتے تھے اور روزہ بھی افطار کرتے تھے، (امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ) اور چار برید سولہ فرسخ (یعنی ۴۸ ر میل) کے ہوتے ہیں

۱۰۲۳ ﴿حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت تین دن کا سفر بغیر اپنے محرم رشتہ دار کے نہ کرے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** بظاہر اس حدیث کی مطابقت باب سے نہیں ہے، ترجمۃ الباب ہے کم يقصر الخ کم استفہامیہ ہے یعنی کتنی مسافت کے سفر میں قصر کرے گا؟۔

بخاریؒ نے پہلے تو ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جو اسی باب کی آخری حدیث ہے کہ عورت کے لیے بغیر ذی رحم محرم کے ایک دن ایک رات کا سفر جائز نہیں اور باب کی اس پہلی روایت میں ہے کہ

عورت بغیر ذی رحم محرم کے تین دن رات کی مسافت کا سفر نہ کرے تعارض کا جواب آگے آئے گا، انشاء اللہ۔ یہاں تو یہ دیکھنا ہے کہ حدیث کی مطابقت ترجمہ سے کیسے ہوگی؟

**جواب** یہ ہے کہ مطابقت کے لیے لاتسافر المرأة ثلاثة ایام الا مع ذی محرم بخاری نے اختلاف کثیر کی وجہ سے ترجمہ کو مبہم رکھا مگر حدیث لاکر اشارہ کر دیا کہ شرعی سفر کم سے کم ۳ دن ۳ رات سے متحقق ہوگا اس سے ثابت ہوگیا کہ تین دن یا اس سے زائد کی مسافت کے سفر سے قصر کرے گا، اس سے کم کی مسافت کے ارادہ سے سفر کرے تو قصر نہیں اتمام کرے گا۔

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۴۷۔

۱۰۳۴ ﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِى نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ ثَلٰثًا اِلَّا مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ تَابَعَهُ اَحْمَدُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت تین دن کا سفر نہ کرے مگر جب کہ اس کے ساتھ کوئی محرم رشتہ دار ہو۔ اس روایت کی متابعت احمد بن محمد مروزی نے ابن مبارک کے واسطہ سے کی انھوں نے عبید اللہ سے انھوں نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

علامہ عینیؒ اور حافظ عسقلانیؒ نے فرمایا ہے کہ بعض لوگوں نے احمد سے احمد بن حنبل سمجھا ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ احمد بن حنبلؒ نے ابن مبارک سے نہیں سنا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ؟ هذا طريق آخر لحديث ابن عمرؓ

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۴۷ او مر ص ۱۴۷۔

۱۰۳۵ ﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ تَابَعَهُ يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ وَ سُهَيْلٌ وَ مَالِكٌ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کے لیے جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ ایک دن رات کا سفر بغیر کسی ذی رحم محرم کے کرے۔ ابن ابی ذئب

کے ساتھ اس حدیث کو یحییٰ بن ابی کثیر اور سہیل اور مالک نے بھی مقبری سے اور انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "مسيرة يوم وليلة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۸۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے اس باب میں طویل وعریض اختلاف کی وجہ سے کوئی حکم صراحت کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔

**تشریح** ۱ مدت قصر میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے امام اعظم ابوحنیفہؒ، سفیان ثوری، لیث بن سعد وغیرہ کے نزدیک مسافر جب پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلے تو وہ مقیم کے حکم میں ہے اور اس کو اتمام لازم ہوگا، یعنی پوری نماز پڑھے گا۔

۲ امام مالک اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یوم دخول اور یوم خروج کے علاوہ چار دن کے اقامت کی نیت کافی ہے یعنی اتمام کرے گا۔

۳ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ چار دن سے زائد ٹھہرنے کی نیت کرے یعنی کہ اکیس نمازوں کے وقت تک قیام کرنے کی نیت کرنے پر اتمام لازم ہوگی۔

مفصل ومدلل بحث کے لیے نصر الباری آٹھویں جلد یعنی کتاب المغازی ص ۳۶۰ ملاحظہ فرمائیں۔

## ﴿ بابٌ يَقْصُرَ اِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ وَ خَرَجَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ فَقَصَرَ وَهُوَ يَرَى الْبُيُوْتَ فَلَمَّا رَجَعَ قِيْلَ لَهُ هٰذِهِ الْكُوْفَةُ قَالَ لَا حَتّٰى نَدْخُلَهَا ﴾

جب آدمی سفر کی نیت سے اپنی بستی سے نکل جائے تو قصر کرے، اور حضرت علیؓ (کوفہ سے) نکلے تو قصر کرنے لگے درانحالیکہ ابھی کوفہ کے مکانات دیکھ رہے تھے، پھر جب واپس لوٹے تو آپؓ سے کہا گیا یہ کوفہ ہے (یعنی کوفہ آگیا) حضرت علیؓ نے کہا نہیں جب تک ہم شہر میں داخل نہ ہو جائیں قصر کرتے رہیں گے

۱۰۳۶ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ

مَیسَرَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّیْتُ الظُّهْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَكْعَتَیْنِ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں جا کر عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "والعصر بذي الحليفة ركعتين"

کیونکہ اس حدیث میں حضرت انسؓ بیان کر رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں قصر کیا حالانکہ ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے صرف چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ معلوم ہوا کہ مسافر جب اپنی بستی و آبادی سے باہر نکل جائے تو قصر شروع کر دے گا اتمام جائز نہیں۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۸ ويأتي في الحج ص ۲۰۹ وص ۲۱۰ ايضا ص ۲۱۰ وص ۲۳۱ ايضا ص ۲۳۱ وفي الجهاد ص ۴۱۴ وص ۴۱۹ مقطعا واخرجه مسلم عن سعيد بن منصور ص ۲۴۲ وابوداؤد اول ص ۱۷۰۔

۱۰۲۷ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ الصَّلٰوةُ اَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَانِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَاُتِمَّتْ صَلٰوةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِیُّ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ فَمَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَاَوَّلَتْ مَا تَاَوَّلَ عُثْمَانُ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ پہلے (شروع میں) جب نماز فرض کی گئی تو دو رکعتیں تھیں پھر سفر کی نماز (اپنے اسی حالت پر) برقرار رہی اور حضر کی نماز پوری کر دی گئی (یعنی حالت اقامت کی نماز بڑھا دی گئی کہ ظہر، عصر اور عشاء میں اضافہ ہوا دو رکعتوں کے بدلے چار رکعتیں قرار پائیں) امام زہری نے بیان کیا کہ میں نے عروہ سے پوچھا کہ پھر حضرت عائشہؓ (سفر میں) کیوں پوری پڑھتی ہیں عروہ نے بتایا کہ حضرت عائشہؓ نے تاویل کر لی جیسے حضرت عثمانؓ نے تاویل کر لی تھی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاقرت صلوٰة السفر"

اس حدیث کی مطابقت میں کچھ تکلف ہوگا کہ سفر کا ذکر مسافر پر صادق آئے گا اور ظاہر ہے کہ مسافر وہی ہے جو اپنی بستی سے نکل جائے تو یہ مسافر وجود شرط پر قصر کرے گا، واللہ اعلم۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۸ ومر ص ۵۱ ويأتي ص ۵۶۰ ومسلم ص ۲۴۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے جمہور کی تائید و موافقت ہے۔ ائمہ اربعہؒ اور جمہور فقہاء کا اس پر اتفاق

ہے کہ جب شہر سے باہر نکل جائے تو قصر کرے جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے۔ ۲۔ ان لوگوں کی تردید مقصود ہے جن کے نزدیک محض سفر کے پختہ ارادہ ہی سے مسافر ہو جاتا ہے خواہ سفر ایک دو روز کے بعد ہو۔

**تشریح** "تاولت ما تاول عثمان" اس سلسلے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

۱۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ امیر تھے اور امیر جہاں بھی اقامت کرے وہیں اس کا مکان ہو جاتا ہے اس وجہ سے حضرت عثمانؓ نے اتمام کیا۔

اس پر اشکال یہ ہے کہ پھر تو حضور اقدس ﷺ کو اتمام کرنا چاہیے لیکن حضور ﷺ نے قصر کیا۔

۲۔ حضرت عثمانؓ نے وہاں زمین خریدی تھی۔

۳۔ بعض نے کہا کہ حضرت عثمانؓ نے اقامت کی نیت کر لی تھی۔

۴۔ حضرت عثمانؓ نے وہاں پر نکاح کر لیا تھا وغیرہ۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں "اختلف العلماء فی تاویلهما فالصحیح الذی علیه المحققون انهما (ای عثمان وعائشةؓ) رایا القصر جائزا والاتمام جائزا فاخذا باحد الجائزین وهو الاتمام (شرح نووی ص ۲۴۱)

مطلب صاف ہے کہ ان حضرات کے نزدیک قصر رخصت ہے پس قصر اور اتمام دونوں جائز ہے پس احد الجائزین پر عمل فرمایا۔

یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے کہ سفر میں قصر اور اتمام دونوں جائز و درست ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک سفر میں قصر واجب ہے۔

## ﴿ بَابٌ يُصَلِّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا فِى السَّفَرِ ﴾

### مغرب کی نماز سفر میں بھی تین رکعت پڑھے (یعنی مغرب میں قصر درست نہیں)

۱۰۳۸﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ الْعِشَاءِ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ وَ زَادَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلِفَةِ قَالَ سَالِمٌ وَ اَخَّرَ

ابْنُ عُمَرَ الْمَغْرِبَ وَكَانَ اسْتُصْرِخَ عَلَى امْرَاتِهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ ابِي عُبَيْدٍ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ سِرْ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ سِرْ حَتّٰى سَارَ مِيلَيْنِ اوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَايْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَايْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتّٰى يُقِيمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَعْدَ الْعِشَاءِ حَتّٰى يَقُوْمَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ۞

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی (یعنی جلد پہنچنا منظور ہوتا) تو مغرب کی نماز میں تاخیر کرتے یہاں تک کہ مغرب اور عشاء ایک ساتھ پڑھتے، سالم نے کہا اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو بھی جب سفر میں جلدی ہوتی تو اسی طرح کرتے (یعنی مغرب کو آخر وقت اور عشاء کو اول وقت میں) اور لیث بن سعد نے اتنا زیادہ کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا انھوں نے ابن شہاب سے کہ سالم نے بیان کیا کہ ابن عمرؓ مزدلفہ میں (ایام حج میں) مغرب اور عشاء کے مابین جمع فرماتے اور سالم نے بیان کیا کہ اور ابن عمرؓ نے مغرب کی نماز میں دیر کی جب ان کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کی سخت بیماری کی خبر آئی تھی میں نے ان سے کہا "نماز" تو انھوں نے کہا چلتے رہو پھر میں نے کہا نماز؟ تو انھوں نے کہا چلے چلو یہاں تک کہ دو یا تین میل چلے پھر اترے اور نماز پڑھی پھر فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جلدی چلنا منظور ہوتا تو اسی طرح کرتے تھے اور عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے خود دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چلنے میں جلدی ہوتی (یعنی منزل مقصود تک جلد پہنچنا چاہتے) تو پہلے مغرب کی اقامت ہوتی اور اس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت پڑھاتے پھر سلام پھیرتے پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر عشاء کی اقامت کہلاتے اور اس کی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے اور عشاء کی نماز فرض کے بعد آپ نفل وغیرہ کچھ نہیں پڑھتے تھے پھر آدھی رات کے بعد اٹھتے تو پڑھتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "یقیم المغرب فیصلیھا ثلاثا"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۴۸ و یاتی ص ۱۴۹ ۱۱ ، و یاتی ص ۲۴۳ و ص ۴۲۱۔

**مقصد** چونکہ روایات سابقہ سے معلوم ہوا کہ آپ سفر میں قصر فرماتے تھے بالخصوص ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت میں "اول ما فرضت رکعتان فاقرت صلوۃ السفر" سے وہم ہو سکتا ہے کہ مغرب میں بھی دو رکعت پڑھے، تو امام بخاریؒ نے بتلا دیا کہ ہر نماز میں ایسا نہیں ہے بلکہ مغرب کی نماز میں قصر نہیں ہوگا بلکہ مغرب کی نماز میں مسافر بھی مقیم کی طرح اتمام کرے گا یعنی تین رکعت پڑھے گا۔

# ﴿ باب صلوة التطوع على الدواب حيثما توجهت به ﴾

## نفل نماز سواری پر پڑھنا خواہ سواری کا رخ کسی طرف ہو سفر میں نفل نماز سواری پر بالاتفاق بلکہ اجماعا جائز ہے (عمدہ)

۱۰۳۹ ﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ ﴾

**ترجمہ** حضرت عامر بن ربیعہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اپنی سواری پر نماز پڑھتے رہتے تھے خواہ اس (سواری) کا رخ کسی طرف ہوتا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "يصلي على راحلته حيث توجهت به"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۸ ویاتی ایضا ص ۱۴۸ و ص ۱۴۹ تعليقا. ومسلم اول ص ۲۴۴۔

۱۰۴۰ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ وَهُوَ رَاكِبٌ فِيْ غَيْرِ الْقِبْلَةِ ﴾

**ترجمہ** حضرت جابر بن عبد اللہؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز سواری پر غیر قبلہ کی طرف رخ ہونے کی صورت میں بھی پڑھ لیتے تھے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كان يصلي التطوع وهو راكب في غير القبلة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۸ ومر الحديث ص ۵۷ تا ص ۵۸ ویاتی ص ۵۹۳۔

۱۰۴۱ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَ يُوْتِرُ عَلَيْهَا وَ يُخْبِرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهٗ ﴾

**ترجمہ** نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اپنی سواری پر (نفل) نماز پڑھتے تھے اور آپ وتر بھی اس پر پڑھ لیتے تھے اور بیان کرتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "يصلي على راحلته"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۸ ومر ص ۱۳۶ ویاتی ص ۱۴۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ نفل نماز سواری پر جائز ہے اور عام ہے سفر ہو یا حضر ہر صورت میں نفل نماز سواری پر درست ہے۔ واللہ اعلم۔

**تشریح** بشرطیکہ جاندار سواری چل رہی ہو اور اگر غیر قبلہ کی طرف چل رہی ہو تو بھی کوئی حرج نہیں اور اگر سواری جانور ہے مثلاً گھوڑا، اونٹ یا بھینس اور کھڑی ہے یا بیٹھی ہے چل نہیں رہی ہے تو سواری پر نہ پڑھے اس میں بلاضرورت جانور کو تکلیف دینا ہے البتہ غیر جاندار سواری مثلاً ریل گاڑی یا بس کھڑی رہنے کی حالت میں بھی نماز پڑھنا درست ہے۔

۲۔ احناف کے نزدیک چونکہ وتر واجب ہے اس لیے وتر بھی سواری پر درست نہیں نیز وتر میں استقبال قبلہ بھی ضروری ہے غیر قبلہ کی طرف درست نہیں۔ تفصیل کے لیے فقہی کتابوں کا مطالعہ فرمائیے!

## ﴿ بَابُ‌ؑ٦٠٣ الْإِيْمَاءِ عَلَى الدَّابَّةِ ﴾

### سواری پر اشارے سے نماز پڑھنے کا بیان

۱۰۴۲﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ اَيْنَمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ يُوْمِيْ وَ ذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهٗ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ سفر میں اپنی اونٹنی پر (نفل) نماز پڑھ لیتے تھے سواری ان کو جس رخ بھی لے جاتی (خواہ قبلہ رخ ہو یا غیر قبلہ) آپ اشارہ سے نماز پڑھتے اور حضرت عبداللہؓ بیان کرتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "یومی الخ"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۴۸ و مر ص ۱۳۶ و یاتی ص ۱۴۸ و ص ۱۴۹۔

**مقصد** حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "ای للرکوع والسجود لمن لم یتمکن من ذلک" یعنی بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جو رکوع و سجود پر قادر نہ ہو وہ ایماء کرے وبھذا قال الجمھور (فتح) امام مالکؒ تو باوجود قدرت کے ایماء (یعنی اشارہ) کے قائل ہیں۔

## ﴿ بَابُ‌ؑ٦٠٤ يَنْزِلُ لِلْمَكْتُوْبَةِ ﴾

### فرض نماز کے لیے سواری سے اتر جائے

۱۰۴۳﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ

اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ عَامِرَ بْنَ رَبِيْعَةَ اَخْبَرَهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ يُوْمِئُ بِرَاْسِهٖ قِبَلَ اَىِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ سَالِمٌ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّىْ عَلٰى دَابَّتِهٖ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُسَافِرٌ مَا يُبَالِىْ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ اَىِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يُصَلِّىْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوْبَةَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عامر بن ربیعہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھ رہے تھے، آپؐ سر کے اشارہ سے پڑھ رہے تھے جس طرف بھی آپ کا رخ ہوتا اور آپؐ فرض نماز میں اس طرح نہیں کرتے (یعنی سواری پر نہیں پڑھتے) اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے کہا کہ سالم نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سفر میں رات کو اپنی سواری پر نماز پڑھتے اس کی پرواہ نہ کرتے کہ آپ کا رخ جدھر بھی ہو ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سواری پر نفل نماز پڑھا کرتے تھے جس طرف بھی آپ کا رخ ہوتا اور آپ سواری پر وتر بھی پڑھ لیتے مگر آپ سواری پر فرض نماز نہیں پڑھتے تھے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ولم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع ذلك فى الصلوة المكتوبة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۸ ومر ص ۱۴۸۔

۱۰۴۴ ﴿ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِىْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّىْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُصَلِّىَ الْمَكْتُوْبَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ﴾

**ترجمہ** حضرت جابر بن عبداللہؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مشرق کی جانب رخ ہوتے اپنی سواری پر (نفل) نماز پڑھ لیتے تھے اور جب فرض نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو سواری سے اتر جاتے اور قبلہ کی طرف رخ کر لیتے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فاذا اراد ان يصلى المكتوبة نزل"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۴۸ و مر ص ۵۷ ویاتی ص ۵۹۳۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ سابقہ روایات میں جو راحلہ ودابہ پر نماز پڑھنے کی اجازت ثابت ہوئی تھی وہ صرف غیر فرائض نوافل کے متعلق اجازت تھی فرائض کے لیے اترنا پڑے گا اور اس پر سب کا اتفاق ہے بلکہ یہ مسئلہ اجماعی ہے، واللہ اعلم۔

## ﴿ بابٌ ۷۰۵ صلوٰۃِ التَّطَوُّعِ عَلَی الحِمَارِ ﴾

### گدھے پر سوار رہ کر نفل نماز پڑھنے کا بیان

۱۰۴۵﴿ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَنَسُ بْنُ سِیْرِیْنَ قَالَ اسْتَقْبَلْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِیْنَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِیْنَاهُ بِعَیْنِ التَّمْرِ فَرَاَیْتُهُ یُصَلِّیْ عَلٰی حِمَارٍ وَ وَجْهُهُ مِنْ ذَا الْجَانِبِ یَعْنِیْ عَنْ یَسَارِ الْقِبْلَةِ فَقُلْتُ رَاَیْتُكَ تُصَلِّیْ لِغَیْرِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ لَوْ لَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُهُ لَمْ اَفْعَلْهُ رَوَاهُ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ﴾

ترجمہ | انس ابن سیرین نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالکؓ جب شام سے (لوٹ کر) آرہے تھے تو ہم نے ان کا استقبال کیا چنانچہ ہم نے عین التمر میں ان سے ملاقات کی میں نے ان کو دیکھا کہ گدھے پر (سوار ہوتے ہوئے) نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کا چہرہ اس طرف یعنی قبلہ کے بائیں جانب تھا تو میں نے کہا میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ غیر قبلہ کی طرف (رخ کر کے) نماز پڑھ رہے ہیں تو انس بن مالکؓ نے فرمایا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی نہ کرتا، اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی حجاج باہلی سے انھوں نے انس بن سیرین سے انھوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "فرایته یصلی علی حمار"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۴۹۔

مقصد | امام بخاریؒ نے تطوع علی الحمار کا مستقلاً ترجمہ قائم کیا ہے حالانکہ ابواب سابقہ مثلاً تطوع علی الدواب، نیز ایماء علی الدابۃ سے یہ مقصد حاصل ہو چکا تھا؟

اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ تطوع علی الدابہ (سواری پر نفل نماز) کے لیے یہ ضروری اور

شرط نہیں ہے کہ وہ جانور طاہر و پاک ہو بلکہ مطلقاً اس پر نفل نماز جائز ہے بشرطیکہ مصلی کا بدن جانور کے کسی نجاست سے ملابس نہ ہو رہا ہو۔ (عمدہ، فتح)

۲۔ حمار کے بارے میں بعض روایت سے قاطع صلوٰۃ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

امام بخاریؒ نے اس باب میں حدیث نقل کر کے بتلا دیا کہ جب اس پر سوار ہو کر نماز ہو جاتی ہے تو اس کے گذرنے سے بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔

اور حمار، عورت اور کتے کے متعلق جو قطع صلوٰۃ کی روایت ہے اس سے نماز کا قطع و فساد مراد نہیں بلکہ قطع خضوع و خشوع ہے تفصیل گذر چکی ہے۔

**تشریح** **استقبلنا انس بن مالك الخ** حضرت انس بن مالکؓ خلیفہ وقت عبد الملک بن مروان کے پاس حجاج بن یوسف ظالم کی شکایت کرنے کے لیے شام گئے تھے، پھر شام سے جب بصرہ واپس آرہے تھے تو شاگردوں نے عین التمر میں استقبال کیا جن میں انس بن سیرین بھی تھے۔

**عین التمر** (بالمثناة وسكون الميم) عراق کی سرحد پر ایک جگہ کا نام ہے جو شام سے ملتی ہے۔

مؤطا میں یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ میں نے انسؓ کو دیکھا کہ وہ گدھے پر نماز پڑھ رہے تھے ان کا منھ قبلہ کی طرف نہ تھا رکوع سجدہ اشارے سے کر رہے تھے اپنی پیشانی کسی چیز پر نہیں رکھتے تھے۔ (عمدہ)

## ﴿بَابُ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلٰوةِ وَ قَبْلَهَا﴾

### سفر میں فرض نماز سے پہلے اور اس کے بعد نفل و سنت نہ پڑھنے کا بیان

۱۰۴۲﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُ قَالَ سَافَرَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"﴾

**ترجمہ** حفص بن عاصم نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے سفر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا تو میں نے کبھی آپؐ کو سفر میں سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ ممتحنہ میں) فرمایا "تمہارے لیے رسولؐ کی ذات میں بہترین نمونہ عمل ہے"۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلم اره يسبح في السفر"

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۴۹ ویاتی ایضا ص ۱۴۹ مسلم اول ص ۲۴۲ ابو داؤد ص ۱۷۲ واخرجه النسائی وابن ماجه ایضا.

۱۰۴۷ ﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِيْسٰى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيْدُ فِی السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ وَ اَبَابَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ كَذٰلِكَ ﴾

**ترجمہ** عیسیٰ بن حفص نے بیان کیا کہ میرے والد نے مجھ سے حدیث بیان کی انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا حضور اکرمؐ سفر میں دو رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اسی طرح دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صرف فرض پڑھ لیتے تھے سنتیں نہیں پڑھتے تھے۔

اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نماز میں قصر کرتے تھے اتمام یعنی پوری چار رکعت نہیں پڑھتے تھے۔

**مطابقته للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فكان لا يزيد فی السفر علی ركعتين"

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۴۹ ومر ص ۱۴۹، باقی کے لیے سابق حدیث دیکھئے۔

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ نماز مفروضہ سے پہلے جو سنن ہیں یا اس کے بعد کی سنتیں مثلاً ظہر سے قبل چار رکعات اور بعد الفرض دو رکعات در اصل سنن مؤکدہ ہیں لیکن مسافر کے لیے مؤکدہ نہیں رہتیں بلکہ نفل ہو جاتی ہیں اور ترک کرنا جائز ہے اسی طرح فرض نماز کے بعد مثلاً ظہر کے بعد، مغرب کے بعد اور عشاء کے بعد جو سنن مؤکدہ ہیں مسافر چھوڑ سکتا ہے چونکہ ان کا تاکد ختم ہو جاتا ہے اور بحکم نفل ہو جاتی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سفر میں لوگوں کو سنتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا اگر میں سنتیں پڑھوں تو فرض ہی کیوں نہ پورے پڑھوں؟

## ﴿ بَابُ مَنْ تَطَوَّعَ فِی السَّفَرِ فِیْ غَيْرِ دُبُرِ الصَّلَوَاتِ وَ قَبْلَهَا وَ رَكَعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی السَّفَرِ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ ﴾

### فرض نمازوں کے بعد اور اس کے قبل کی سنتوں (یعنی رواتب) کے سوا دوسری نفل نمازیں پڑھنے کا بیان

۱۰۴۸ ﴿ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى

قَالَ مَا اَخْبَرَنَا اَحَدٌ اَنَّه رَاى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الضُّحٰى غَيْرَ اُمِّ هَانِئٍ ذَكَرَتْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا فَصَلّٰى ثَمَانَ رَكْعَاتٍ فَمَا رَاَيْتُهٗ صَلّٰى صَلٰوةً اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ رَاى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ ﴿

**ترجمہ** | عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ام ہانی کے سوا اور کسی نے بیان نہیں کیا کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا مگر ام ہانی نے بیان کیا کہ جس روز مکہ فتح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں غسل کیا اور آٹھ رکعتیں پڑھیں ایسی ہلکی پھلکی کہ میں نے ان سے ہلکی نماز پڑھتے آپ کو نہیں دیکھا مگر آپ رکوع اور سجدہ پوری طرح کرتے (مطلب یہ ہے کہ قرأت مختصر کرتے، یعنی آپ نے چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھیں یہ نہیں کہ رکوع وسجدہ جلدی جلدی کرلیا)

اورلیث بن سعد نے کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا انھوں نے ابن شہاب سے، انھوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے بیان کیا ان کوان کے والد نے بتایا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سفر میں رات کو نفل نماز اپنی اونٹنی پر پڑھی وہ آپ کو جدھر لے جاتی ادھر ہی سہی (یعنی استقبال قبلہ کی پابندی نہیں)

**مطابقۃ للترجمۃ** | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فصلی ثمان ركعات"

**تعدد موضعہ** | والحديث هنا ص۱۴۹ و مر ص۴۲ و ص۵۲ و یاتی ص ۱۵۷ و ص ۴۴۹ و ص ۶۱۴ و ص ۹۰۹۔

۱۰۴۹﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ يُوْمِئُ بِرَاْسِهٖ وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ ﴿

**ترجمہ** | حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر نفل نماز پڑھا کرتے خواہ آپ کا رخ کدھر ہی ہوتا آپ (رکوع اور سجدہ) سر کے اشارہ سے کرتے (یعنی سجدہ کے لیے رکوع سے زیادہ جھک جاتے اور حضرت ابن عمرؓ بھی اسی طرح کرتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "كان يسبح على ظهر راحلته"

**تعدد موضعہ** | والحديث هنا ص۱۴۹ و مر ص۴۲ و مر ص۱۳۶ //، و مر ص۱۴۸ //۔

**مقصد** | اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ مفروضہ نمازوں سے قبل اور بعد کے علاوہ نوافل

مطلقہ مثلاً تہجد، اشراق وغیرہ پڑھ سکتے ہیں۔

**تشریح** سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتیں پڑھنے کے بارے میں روایات مختلف ومتعارض ہیں بعض سے پڑھنا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس ترجمہ سے اور بعض سے نہ پڑھنا یعنی چھوڑنا معلوم ہوتا ہے۔

ان دونوں تراجم میں تعارض بالکل ظاہر ہے۔

**جواب:-** ایک تطبیق تو خود امام بخاری نے پیش کردی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ پڑھنے کی روایت رواتب پر محمول ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ رواتب نہیں پڑھتے تھے خواہ قبلیہ ہوں یا بعدیہ؟ اور پڑھنے کی روایت غیر رواتب پر محمول ہوں گی یعنی غیر رواتب نوافل مطلقہ پڑھا کرتے تھے۔

اب اس پر چونکہ یہ اشکال ہوتا تھا کہ ترجمہ ثانیہ یعنی دوسرے باب میں جو بخاری نے ذکر کیا ہے "و رکع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السفر رکعتی الفجر" اور ظاہر ہے کہ فجر کی یہ سنت رواتب میں سے ہے۔

اس کا اصل جواب یہ ہے کہ سنت فجر کو اہمیت کی وجہ سے مستثنیٰ فرمادیا کہ حضورؐ اس کو پڑھا کرتے تھے۔

۲۔ بعض حضرات نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ جن روایات سے پڑھنا ثابت ہوتا ہے وہ حالت قیام پر محمول ہے یعنی مسافر اپنے طویل سفر میں ایک روز یا دو روز کسی جگہ اقامت کرے تو پڑھ لیا۔

اور جن روایات سے نہ پڑھنا یعنی سنتوں کا چھوڑنا معلوم ہوتا ہے وہ علی الاطلاق سفر جاری پر محمول ہے۔ وغیرہ ذلک، واللہ اعلم۔

## ﴿بابُ الْجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ﴾ ع۷۰۸

### سفر میں مغرب اور عشاء کے درمیان (اور ظہر وعصر کے درمیان) جمع کرنے کا بیان

۱۰۵۰﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ اِذَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ سَيْرٍ وَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَعَنْ حُسَيْنٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ وَتَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ وَ حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ

حَفْصٍ عَنْ اَنَسٍ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشا کے درمیان جمع کرتے تھے جب آپؐ کو جلد چلنا منظور ہوتا (یعنی سفر کی ہماہمی اور جلدی ہوتی) اور ابراہیم بن طہمان نے حسین معلم سے روایت کیا انھوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے ابن عباسؓ سے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں جمع کرتے جب سفر میں چلتے ہوتے اور مغرب وعشاء میں بھی جمع کرتے، اور ابراہیم بن طہمان نے حسین معلم سے روایت کیا انھوں نے یحییٰ بن کثیر سے انھوں نے حفص بن عبیداللہ بن انس سے انھوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشاء کی نماز سفر میں جمع کرتے، اور حسین معلم کے ساتھ اس حدیث کو علی بن مبارک اور حرب نے بھی یحییٰ سے روایت کیا انھوں نے حفص سے انھوں نے حضرت انسؓ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "كان النبى صلى الله عليه وسلم يجمع بين المغرب والعشاء"

بخاریؒ نے اس باب میں تین حدیثوں کو ذکر کیا ہے۔

۱۔ عبداللہ ابن عمرؓ۔ ۲۔ ابن عباسؓ۔ ۳۔ انس بن مالکؓ۔

ابن عمر اور ابن عباس کی حدیث کو بصورتِ تقیید اور حضرت انسؓ کی حدیث کو بصورت اطلاق یعنی بلا قید۔

امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں مطلقا جمع کا لفظ ذکر فرمایا کہ اتنا تینوں میں قدر مشترک ہے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۴۹ مر حديث ابن عمر ص ۱۴۸ ويأتى ص ۲۴۳ و ص ۴۲۱ والحديث اخرجه مسلم ص ۲۴۵ واخرجه النسائى ايضا فى الصلوة.

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ سفر میں مغرب اور عشاء میں جمع جائز ہے اور مطلقا حقیقی جمع جائز ہے خواہ جمع تقدیم ہو یا جمع تاخیر؟

**تشریح** امام بخاریؒ نے جمع بین الصلوٰتین کا قصر کے ابواب میں غالبا اسلئے ذکر فرمایا ہے کہ جمع بین الصلوٰتین بھی ایک طرح کا قصر ہے، واللہ اعلم۔

**جمع بین الصلوٰتین میں مذاہب اربعہ** اس کے لیے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد ثالث ص ۱۴۰۔

علامہ عینیؒ نے اس مسئلہ پر مفصل اور مدلل بحث کی ہے فرماتے ہیں:

"قال شيخنا زين الدين وفى المسئلة ستة اقوال الخ (عمدہ)

ان اقوال میں سے مشہور اقوال ومذاہب چار ہیں جو نصر الباری جلد ثالث ص ۱۴۰ میں مذکور ہیں۔

## ﴿ بَابٌ هَلْ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيْمُ إِذَا جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ﴾

جب مغرب اور عشاء کے درمیان جمع کرے تو کیا اذان بھی دے گا یا صرف اقامت کہنا کافی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جمع بین المغرب والعشاء کی صورت میں اذان اور اقامت دونوں ضروری ہیں یا صرف اقامت پر اکتفا ہوگا

۱۰۵۱﴿ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا وَ بَيْنَ الْعِشَاءِ قَالَ سَالِمٌ وَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيْمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيْهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتّٰى يُقِيْمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيْهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَيْنَهُمَا بِرَكْعَةٍ وَ لَا بَعْدَ الْعِشَاءِ بِسَجْدَةٍ حَتّٰى يَقُوْمَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کو جب سفر میں جلد چلنا ہوتا تو آپ مغرب کی نماز میں تاخیر کرتے یہاں تک کہ مغرب اور عشاء کے درمیان جمع فرماتے۔ سالم نے بیان کیا اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے جب ان کو چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کی اقامت کہلواتے اور تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر عشاء کی اقامت کہلواتے اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے اور ان دونوں کے درمیان نفل کی ایک رکعت بھی نہیں پڑھتے اور نہ عشاء کے بعد ایک رکعت بھی پڑھتے یہاں تک کہ آدھی رات کو اٹھتے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اذا اعجله السير يقيم المغرب فيصليها ثلاثا"

یعنی ترجمۃ الباب میں ھل استفہامیہ سوالیہ ہے اور حدیث میں صرف اقامت کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف اقامت کہنا کافی ہے۔

۲؎ ممکن ہے کہ اشارہ ہو حدیث ابن عمر کی طرف جو ص ۱۴۸ میں گذری۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۴۹ و مر ص۱۴۸ و ياتي ص۲۴۳ و ص۴۲۱۔

۱۰۵۲﴿ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي حَرْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا

یحییٰ قال حدثنا حفص بن عُبید اللّٰہِ بنِ انس ان انسا حدثہ انّ رسولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَجْمَعُ بَیْنَ ہَاتَیْنِ الصَّلَاتَیْنِ فِی السَّفَرِ یعنی المغربَ والعشاءَ﴾

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، یہ دراصل ابن عمر کی حدیث سابق کی تفسیر وتکملہ ہے اس لیے مطابقت کے لیے حدیث بالا ایک حدیث کافی ہے۔

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۴۹۔

**مقصد** مقصد یہ ہے کہ صرف اقامت پر اکتفا کرنا جائز ہے چونکہ سفر میں اذان غیر مؤکد ہے یعنی صرف مستحب ہے وفی الھدایہ مسافر کے لیے صرف اقامت پر اکتفا کرنا جائز ہے البتہ اذان واقامت دونوں کا ترک مکروہ ہے۔ واللہ اعلم۔

## ﴿ بابٌ یُؤَخِّرُ الظُّهْرَ اِلَی الْعَصْرِ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِیْغَ الشَّمْسُ فِیْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ﴾

### مسافر جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرے تو ظہر کی نماز میں عصر کا وقت آنے تک دیر کرے

۱۰۵۳﴿ حَدَّثَنَا حَسَّانُ الْوَاسِطِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِیْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰی وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَجْمَعُ بَیْنَهُمَا وَاِذَا زَاغَتْ صَلَّی الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (سفر میں) جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کی نماز میں عصر کے وقت تک دیر کرتے پھر دونوں کو ملا کر پڑھ لیتے اور اگر کوچ سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھ کر سوار ہوتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظھر الی وقت العصر"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۵۰ ویاتی فی الباب الذی ص ۱۵۰۔

**مقصد** قال الحافظ "فی هذا اشارة الی ان جمع التاخیر عند المصنف یختص بمن ارتحل قبل ان یدخل وقت الظهر (فتح)

یعنی امام بخاریؒ کے نزدیک جمع تاخیر وہی کرے جو ظہر کا وقت آنے سے پیشتر کوچ کرے نیز آنے والا باب سے بھی بخاریؒ کا یہی مقصد ظاہر ہوتا ہے۔

## ﴿بَابٌ اِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ مَا زَاغَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ﴾

جب زوال کے بعد (یعنی سورج ڈھلنے کے بعد) سفر کرنا چاہے تو ظہر پڑھ کر سوار ہو

۱۰۵۴﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَاِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (سفر میں) سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کی نماز میں عصر کا وقت آنے تک دیر کرتے پھر اتر کر دونوں نمازیں ملا کر پڑھتے (یعنی جمع بین الصلوتین کرتے) اور اگر کوچ کرنے سے پہلے ہی سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سوار ہوتے (یعنی سفر شروع کر دیتے اور جمع تقدیم نہیں فرماتے)۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فان زاغت الشمس قبل ان يرتحل صلى الظهر ثم ركب"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۰ ومر فی الباب السابق ص ۱۵۰۔

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد جمع تقدیم کا انکار معلوم ہوتا ہے نیز اس سے سابق باب کی روایت سے بھی جمع تقدیم کی نفی ہی ثابت ہوتی ہے چنانچہ علامہ ابن حزمؒ نے جمع تقدیم کو جائز نہیں رکھا، واللہ اعلم۔

البتہ ایام حج میں عرفات میں جمع تقدیم اور مزدلفہ میں جمع تاخیر متفق علیہ مسئلہ ہے اس میں کسی امام واہل علم کا اختلاف نہیں ہے۔ واللہ اعلم

# باب ۷۱۲ صَلٰوةِ الْقَاعِدِ

## بیٹھ کر نماز پڑھنے کا بیان

۱۰۵۵ ﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰى جَالِسًا وَ صَلّٰى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَ اِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے آپؐ نے اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور آپؐ کے پیچھے کچھ لوگ کھڑے ہو کر پڑھنے لگے آپؐ نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا "امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اس لیے جب وہ رکوع کرے تو تم لوگ بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم لوگ بھی سر اٹھاؤ۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فصلى جالسا"

**تعدد موضع** والحديث هنا ص ۱۵۰ ومر الحديث ص ۹۵ ويأتى ص ۱۶۵ و ص ۸۴۵ مسلم ص ۱۷۷ ابوداؤد ص ۸۹۔

۱۰۵۶ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ فَخُدِشَ اَوْ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا قُعُوْدًا وَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے آپؐ کی داہنی طرف کا بدن چھل گیا تو ہم آپ کی عیادت کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اتنے میں نماز کا وقت آ گیا تو آپؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم نے بھی (آپؐ کے پیچھے) بیٹھ کر نماز پڑھی اور آپؐ نے فرمایا امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے پس جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم کہو اللهم ربنا

ولك الحمد.

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فصلى قاعدا"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۵۰ ومر الحديث ص ۵۵ و ص ۹۶ و ص ۱۰۱ و ص ۱۱۰ ویاتی ص ۲۵۶ و ص ۳۳۱ و ص ۷۸۳ و ص ۷۹۷ و ص ۹۸۹۔

۱۰۵۷﴿ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَكَانَ مَبْسُوْرًا قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا فَقَالَ اِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ﴾

ترجمہ | عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت عمران بن حصینؓ نے حدیث بیان کی ان کو بواسیر کا عارضہ تھا انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا شخص کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے متعلق؟ تو آپؐ نے فرمایا اگر آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو وہ افضل ہے اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا آدھا ثواب ملے گا اور جو شخص لیٹ کر نماز پڑھے اس کو بیٹھنے والے سے بھی آدھا ثواب ملے گا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "ومن صلى قاعدا فله نصف اجر القائم"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۵۰ ویاتی فی الباب الذی بعده.

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد معذور کے لیے نماز کا طریقہ بتلانا ہے۔

تشریح | حافظ عسقلانیؒ تحریر فرماتے ہیں "قال ابن رشيد اطلق الترجمة الخ" یعنی امام بخاریؒ نے ترجمہ مطلق رکھا ہے پس اس میں دو احتمال ہیں۔

۱۔ قاعد سے مراد معذور ہو یعنی امام بخاریؒ معذور کی نماز کا طریقہ بتلا رہے ہیں خواہ وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد؟ اور احادیث باب سے بھی تقیید بالعذر کی تائید ہوتی ہے۔

۲۔ یہ بھی احتمال ہے کہ امام بخاریؒ نے قاعد سے مراد علی الاطلاق بیٹھ کر نماز پڑھنے والا مراد لیا ہو خواہ وہ

معذور ہو یا غیر معذور؟

مگر اس صورت میں غیر معذور تندرست آدمی کی فرض نماز مستثنیٰ ہوگا چونکہ بلا خلاف اجماعی مسئلہ ہے کہ بلا عذر بیٹھ کر فرض نماز درست نہیں۔

امام بخاریؒ نے اس باب میں تین حدیثیں ذکر کی ہیں پہلی حدیث حضرت عائشہؓ کی اور دوسری حدیث انس بن مالکؓ کی، ان دونوں کا تعلق ایک ہی واقعہ یعنی سقوط فرس سے ہے جو ۵ھ میں پیش آیا تھا اور اس میں فرض نماز حضورؐ نے بیٹھ کر پڑھی تھی۔

اس کی پوری تفصیل گذر چکی ہے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری تیسری جلد ص ۴۲۱ تا ص ۴۲۵۔

خلاصہ یہ ہے کہ سقوط من الفرس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور مقتدی نے بھی قاعداً پڑھا یہ منسوخ ہے مرض الوفات کی حدیث سے جو ۱۱ھ کا واقعہ ہے وانما یوخذ بالاخر فالاخر، واللہ اعلم۔

**ربط** امام بخاریؒ نے صلوٰۃ القاعد کو ابواب تقصیر الصلوٰۃ میں ذکر فرمایا ہے؟ مناسبت یہ ہے کہ سفر میں قصر باعتبار کم کے ہوتی ہے اور قاعد کا ثواب قائم کے اعتبار سے نصف ہوجاتا ہے تو وہاں کیفاً کمی پیدا ہوجاتی ہے اس لیے جہاں کم کے قصر کو ذکر فرمایا تھا کیف کا قصر بھی ذکر فرمادیا۔

## باب صَلوٰةِ الْقَاعِدِ بِالْاِيْمَاءِ (ع ۱۳)

### اشارہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا

۱۰۵۸ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَكَانَ رَجُلًا مَبْسُوْرًا وَقَالَ اَبُوْ مَعْمَرٍ مَرَّةً عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ، مَنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ

**ترجمہ** حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ اور ان کو بواسیر تھی اور ابو معمر نے کبھی یوں کہا کہ حضرت عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے شخص کے بارے میں تو فرمایا جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو وہ افضل ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے اس کو کھڑے ہونے والے

کا آدھا ثواب ملے گا اور جو لیٹ کر پڑھے اس کو بیٹھنے والے کا آدھا ثواب ملے گا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ومن صلى نائما"

لان النائم لا يقدر على الاتيان بالافعال فلا بد فيها من الاشارة اليها فالنوم بمعنى الاضطجاع كناية عنها اى عن الاشارة چنانچہ اصیلی کی روایت میں ہے من صلى بايماء اس صورت میں بلا شبہ اور بلا تکلف حدیث کی مطابقت ظاہر ہے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۰ وياتي ايضا ص ۱۵۰۔

**مقصد** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "من صلى قائما فهو افضل ومن صلى قاعدا فله نصف اجر القائم ومن صلى نائما فله نصف اجر القاعد"

تو حدیث پاک میں تین صورتیں مذکور ہیں جس سے استنباط فرما کر امام بخاریؒ نے چوتھی صورت نکالی وہ یہ کہ ایک شخص بیٹھ سکتا ہے مگر رکوع وسجود نہیں کر سکتا تو آیا اب لیٹ کر پڑھے یا بیٹھ کر اشارہ کرے؟ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ بیٹھ کر پڑھے اور رکوع وسجود میں اشارہ کرے۔ واللہ اعلم

**اشکال:** یہاں اشکال یہ ہے کہ اگر یہ روایت فرض پر محمول ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو بلا عذر پر محمول ہے یا عذر پر؟ اگر بلا عذر پر محمول ہے تو نماز ہی نہیں ہوگی کیونکہ بغیر عذر کے فرض بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں۔ اور اگر عذر کے ساتھ ہے تو پھر تنصیف اجر کا کیا مطلب ہے؟ اور اگر نوافل پر محمول ہے تو معذور والے پر محمول ہو نہیں سکتی کیونکہ وہ جب معذور ہے تو پھر اجر آدھا کیوں ملے گا؟ لہٰذا یہ کہا جائے گا کہ یہ ایسے شخص پر محمول ہے جو بغیر کسی عذر کے نوافل پڑھ رہا ہو۔ مگر اس پر اشکال یہ ہے کہ نفل بلا عذر لیٹ کر بالا جماع جائز نہیں ہے پھر من صلى نائما فله نصف اجر القاعد کا کیا مطلب ہے؟ اس اعتراض سے بچنے کے لیے بعض لوگوں نے تو کہہ دیا کہ نفل بلا عذر لیٹ کر جائز ہے۔ مگر جمہور جو تنفل مضطجعا بلا عذر کے قائل نہیں ہیں وہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ایسے مفترض پر محمول ہے جس کو عذر کی بنا پر بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے مگر وہ اپنے اوپر مشقت برداشت کرتا ہے اور کھڑے ہو کر پڑھتا ہے یا اس کو لیٹ کر پڑھنے کی اجازت ہے مگر وہ مشقت کے ساتھ بیٹھ کر پڑھتا ہے تو اس کو دوہرا اجر ملے گا لیکن اگر وہ اپنے اوپر مشقت نہیں برداشت کرتا بلکہ رخصت پر عمل کرتا ہے تو اس کو دوہرا اجر نہ ملے گا بلکہ وہی پورا اجر ملے گا، مگر چونکہ یہ اجر دوسرے اجر کے مقابلہ میں نصف ہے اس لیے نصف سے تعبیر فرما دیا۔ واللہ اعلم (ماخوذ از تقریر شیخ الحدیثؒ)

---

﴿ بَابٌ ۷۱۴ اِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلّٰى عَلٰى جَنْبٍ وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى اَنْ يَّتَحَوَّلَ اِلَى الْقِبْلَةِ صَلّٰى حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ ﴾

جب کسی کو بیٹھ کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو وہ کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھے۔

اور عطاء بن ابی رباح نے کہا جب آدمی قبلہ کی طرف پھرنے پر قادر نہ ہو

تو جدھر منھ کر سکے ادھر ہی نماز پڑھ لے

۱۰۵۹ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِى الْحُسَيْنُ الْمُكَتِّبُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ بِىْ بَوَاسِيْرُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ مجھ کو بواسیر (کی بیماری) تھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں دریافت کیا (کہ مجھ کو بواسیر کا عارضہ ہے میں اس حالت میں نماز کس طرح پڑھوں؟) تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کھڑے ہو کر پڑھ اگر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کروٹ سے لیٹ کر۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فان لم تستطع فعلی جنب"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۵۰ ومر ص ۱۵۰/۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب ہی سے واضح ہے کہ معذور کو جس طرح قدرت ہو اسی طرح نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ یعنی اگر قیام پر قدرت نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو کروٹ سے لیٹ کر پڑھے، یہی ائمہ ثلاثہ اور جمہور کا مسلک ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک مستلقیا یعنی چت لیٹ کر پڑھے چونکہ اس صورت میں استقبال قبلہ زیادہ رہتا ہے۔

**تشریح** حدیث مذکور سے جمہور ہی کی تائید ہوتی ہے اور مقصد یہ ہے کہ جس طرح قبر میں دائیں کروٹ لٹا کر چہرہ قبلہ رو کر دیا جاتا ہے اسی طرح وہ معذور جو بیٹھ کر پڑھنے پر قدرت نہیں رکھتا ہے وہ دائیں کروٹ لیٹ کر پڑھے۔

﴿ باب ۷۱۵ اِذَا صَلّٰی قَاعِدًا ثُمَّ صَحَّ اَوْ وَجَدَ خِفَّةً تَمَّمَ مَا بَقِیَ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ شَاءَ الْمَرِیْضُ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ قَاعِدًا وَ رَکْعَتَیْنِ قَائِمًا ﴾

اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز شروع کرے پھر تندرست ہو جائے یا بیماری ہلکی پائے تو جتنی نماز باقی ہے کھڑے ہو کر پڑھ لے (یعنی استیناف ضروری نہیں) اور امام حسن بصریؒ نے فرمایا اگر مریض چاہے تو نماز دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھے اور دو رکعتیں کھڑے ہو کر

۱۰۶۰ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ صَلٰوةَ اللَّیْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰی اَسَنَّ فَکَانَ یَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰی اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِیْنَ آیَةً اَوْ اَرْبَعِیْنَ آیَةً ثُمَّ رَکَعَ ﴾

**ترجمہ** ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی نماز (تہجد) بیٹھ کر پڑھتے کبھی نہیں دیکھا جہانتک کہ آپ کی عمر زیادہ ہوگئی تو آپ بیٹھ کر (تہجد میں) قرأت کیا کرتے، اور جب رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہوتے اور تیس آیت یا چالیس آیت کے قریب پڑھتے پھر رکوع کرتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فكان يقرأ قاعدا حتى اذا اراد ان يركع قام فقرا نحوا من ثلاثين آية الخ"

مطلب یہ ہے کہ بیٹھ کر نماز شروع کرنے سے یہ لازم نہیں کہ پوری نماز بیٹھ کر ہی پڑھے۔

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۵۰ و ياتى الحديث ص ۱۵۰ تا ص ۱۵۱ و ص ۱۵۴۔

۱۰۶۱ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ وَ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ جَالِسًا فَیَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا بَقِیَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ نَحْوٌ مِنْ ثَلَاثِیْنَ اَوْ اَرْبَعِیْنَ آیَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَکَعَ ثُمَّ سَجَدَ یَفْعَلُ فِی الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاِذَا قَضٰی صَلٰوتَهٗ نَظَرَ فَاِنْ

كُنْتُ يَقْظَى تَحَدَّثَ مَعِي وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعَ ﴾

**ترجمہ** ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور بیٹھے بیٹھے قرأت کرتے تو جب آپؐ کے مقدار قرأت میں سے تیس یا چالیس آیتوں کے قریب باقی رہتیں تو کھڑے ہوجاتے اور کھڑے رہ کر انھیں پڑھتے پھر رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے، اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے، جب آپؐ نماز پوری فرمالیتے تو دیکھتے اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے اور اگر میں سورہی ہوتی تو آپؐ بھی لیٹ جاتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كان يصلي جالسا الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۰ تا ص ۱۵۱ ومر ص ۱۵۰ ويأتي ص ۱۵۴ و ص ۱۷۰ مسلم اول ص ۲۵۲۔

**مقصد** ایک شخص عذر کی بنا پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں تھا تو اس نے بیٹھ کر نماز شروع کر دی پھر نماز ہی کے درمیان وہ قیام پر قادر ہوگیا تو اب کیا کرے؟

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اسی نماز پر قائما بنا کرے یعنی باقی نماز کو کھڑے ہو کر پڑھ لے ازسرنو پوری نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں یہی ائمہ اربعہ وجمہور کا مذہب ہے، امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں چونکہ بناء القوی علی الضعیف ہوتا ہے اس لیے استیناف کرے گا امام بخاریؒ ان پر رد فرماتے ہیں۔ اور جمہور کی تائید وموافقت فرماتے ہیں۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں فيه جواز الركعة الواحدة بعضها من قيام و بعضها من قعود وهو مذهبنا ومذهب مالك و ابی حنيفة وعامة العلماء وسواء قام ثم قعد. او قعد ثم قام ومنعه بعض السلف وهو غلط (شرح نووی مسلم ص ۲۵۲)

**براعۃ اختتام** اضطجع سے ہے لان النوم اخو الموت - والله اعلم.

☆ ☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# کتاب التہجد

## باب ۷۱۶ التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ وَ قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ "مِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ"

رات کو تہجد پڑھنے کا بیان، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۂ بنی اسرائیل میں) اور رات کے ایک حصہ میں تہجد پڑھیے یہ آپ کے لیے زیادہ حکم ہے

مطلب یہ ہے کہ امت کے لوگوں پر تو صرف پانچ نمازیں فرض ہیں اور آپ پر ایک نماز تہجد زیادہ بھی فرض ہے۔

۱۰۶۲ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ اَبِي مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰةِ والْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ حَقٌّ وَ السَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَ بِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ وَ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ قَالَ سُفْيٰنُ وَ زَادَ عَبْدُ الْكَرِيْمِ اَبُوْ اُمَيَّةَ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ سُفْيٰنُ قَالَ سُلَيْمٰنُ بْنُ اَبِيْ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ مِنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں تہجد پڑھنے کے لیے اٹھتے تو یہ (دعا) پڑھتے "اللھم لک الحمد" اخیر تک۔

(اے اللہ تیرے ہی لیے حمد ہے اور تو ہی آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہیں سب کا قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے تو آسمانوں اور زمین اور جو ان میں ہے سب کا نور ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے تو آسمانوں اور زمین اور جو ان میں ہے سب کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تیری ملاقات حق ہے اور تیرا قول حق ہے اور جنت حق ہے دوزخ حق ہے اور تمام انبیاء حق ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حق ہیں اور قیامت حق ہے اے اللہ تیرا ہی تابعدار ہوں اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف (ہر مشکل میں) رجوع کرتا ہوں اور تیرے ہی لیے (کفار و دشمنان دین سے) جھگڑتا ہوں اور تجھ ہی سے فیصلہ چاہتا ہو، میرے اگلے اور پچھلے اور چھپے اور کھلے گناہ بخش دے اور تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں سفیان نے کہا کہ عبدالکریم نے اتنا اور اضافہ کیا لاحول و لا قوة الا باللہ یعنی اللہ کے سوا نہ کوئی گناہوں سے بچا سکتا ہے اور نہ کوئی نیکی کی توفیق دے سکتا ہے۔ سفیان نے کہا سلیمان بن ابی مسلم نے اس حدیث کو طاؤس سے سنا انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اذا قام من الليل يتهجد الخ" یعنی جملہ کلمات دعائیہ تہجد ہی سے متعلق ہیں۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۱ ویاتی ص۹۳۵ و ص۱۰۹۸ و ص۱۰۹۹ و ص۱۱۰۸ و ص۱۱۱۶ ومسلم اول ص۲۶۲ وابن ماجه في الصلوة.

**مقصد** امام بخاریؒ اس باب سے مشروعت تہجد یعنی ابتداء حکم کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ تہجد کی ابتدا اس آیت کریمہ کے نزول سے ہوئی "ومن الليل فتهجد به نافلة لك"

۲ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ تہجد کا ثبوت قرآن مجید سے ہے اور یہ سورہ سورہ بنی اسرائیل مکی ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تہجد کی مشروعیت مکہ میں یعنی قبل الہجرت ہو گئی تھی۔

**تشریح** "تهجد" امر واحد حاضر بمعنی بیدار ہو جا، تہجد پڑھ، یہاں یہی آخری معنی مراد ہے، یہ تَهَجُّدْ باب تفعّل سے ماخوذ ہے جسکے معنی سونے اور جاگ اٹھنے دونوں کے آتے ہیں لہٰذا یہ اضداد میں سے ہے۔

شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں "میری رائے یہ ہے کہ حضرت امام بخاریؒ نے یہ آیت ذکر فرما کر اس باب سے اس اختلاف کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر تہجد پڑھنا کیسا تھا؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ آپؐ پر فرض تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جس طرح امت پر واجب نہیں اسی طرح حضور اقدس ﷺ پر بھی تہجد واجب نہ تھی اور دونوں طریق آیت کریمہ ومن الليل فتهجد به نافلة لك" سے استدلال کرتے ہیں جو فرضیت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فتهجد امر کا صیغہ فرمایا ہے جو وجوب کو مقتضی ہے اور یہ لوگ

نافلہ کا مطلب زائدہ بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ یہ آپ پر امت سے زائد واجب ہے۔

اور جو نافلہ ہونے کے قائل ہیں وہ بھی اسی آیت میں لفظ نافلہ سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نافلہ فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ امر بطور استحباب اور نفل کے ہے، تو حضرت امام بخاریؒ نے یہ آیت ذکر فرما کر اس باب سے اس اختلاف کی طرف اشارہ کر دیا"۔

## ﴿ بابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ ﴾

## قیام لیل (یعنی رات کو تہجد پڑھنے) کی فضیلت کا بیان

۱۰۶۳﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَرٰى رُؤْيَا فَاَقُصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا وَ كُنْتُ اَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُ فِي النَّوْمِ كَاَنَّ مَلَكَيْنِ اَخَذَانِيْ فَذَهَبَا بِيْ اِلَى النَّارِ فَاِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَ اِذَا لَهَا قَرْنَانِ وَ اِذَا فِيْهَا اُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ فَلَقِيَنَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِيْ لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَ كَانَ بَعْدُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب کوئی شخص کوئی خواب دیکھتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعبیر بیان فرما دیتے) مجھے بھی یہ تمنا ہوئی کہ کوئی خواب دیکھوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب کو بیان کروں اور میں نوعمر جوان تھا، (میرے بیوی بچے نہ تھے) اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد ہی میں سویا کرتا تھا، میں نے خواب میں دیکھا گویا دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور دوزخ کی طرف لے گئے میں نے دیکھا کہ کنوئیں کی طرح (چاروں طرف سے) اس کی بندش کی ہوئی ہے اور اس کے دو گوشے ہیں اور دیکھا کہ اس میں کچھ لوگ ہیں جنھیں

میں پہچانتا ہوں تو میں کہنے لگا میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں فرمایا کہ پھر ہم کو ایک دوسرا فرشتہ ملا اور اس نے مجھ سے کہا مت ڈرو، میں نے یہ خواب (اپنی بہن ام المؤمنین) حضرت حفصہؓ سے بیان کیا اور حضرت حفصہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا عبداللہ اچھا شخص ہے کاش وہ رات کو تہجد پڑھتا (سالم کا بیان ہے کہ) اس ارشادؐ کے بعد حضرت عبداللہؓ رات میں بہت کم سوتے تھے (اور قیامِ لیل کرتے تھے)۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "نعم الرجل عبد الله لو كان يصلي من الليل"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۱ مر الحديث مختصرا ص ۶۳ ويأتي ص ۱۵۵ و ص ۵۲۹،، و ص ۱۰۳۹ و ص ۱۰۴۰ و ص ۱۰۴۱ و مسلم جلد ثاني ص ۲۹۸ في فضائل ابن عمرؓ۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے قیام لیل یعنی تہجد کی فضیلت بیان کرنا ہے جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اگر تہجد پڑھتے تو جہنم دیکھنے پر بھی خائف نہ ہوتے کیونکہ تہجد پڑھنے سے قلب قوی ہوتا ہے، نیز ایک روایت مسلم شریف میں ہے افضل الصلوة بعد الفريضة قيام الليل یعنی فرائض کے بعد سب سے افضل نماز تہجد ہے، مطلب یہ ہے کہ نوافل نماز میں سے افضل ترین نماز تہجد ہے، واللہ اعلم

## ﴿بابٌ۴۱۸ طُوْلِ السُّجُوْدِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ﴾

### رات کی نماز میں سجدہ طویل کرنے کا بیان

۱۰۶۴﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ آيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهُ وَ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُنَادِيْ لِلصَّلٰوةِ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تہجد کی نماز) گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے یہی آپ کی (یعنی گیارہ رکعت رات کی) نماز تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان رکعتوں میں اتنی دیر سجدہ میں رہتے تھے کہ تم میں کوئی پچاس آیتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اٹھانے سے پہلے پڑھ لے اور (صبح صادق طلوع ہونے پر) فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت سنت پڑھتے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن نماز کے لیے آپؐ کے پاس بلانے آتا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "يسجد السجدة من ذلك قدر ما يقرأ احدكم خمسين آية قبل ان يرفع راسه"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۵۱ ومر ص ۱۳۵ ویاتی ص ۱۵۶ و ص ۹۳۳ ومسلم اول ص ۲۵۳۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حدیث پاک کے اندر جو آیا ہے قدر ما يقرأ ای بقدر ما يقرأ الخ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پچاس آیتوں کے بقدر سجدہ کرتے تھے اس سے مراد سجدہ صلاتیہ ہے خارج از صلوۃ کا سجدہ نہیں ہے۔

۲۔ امام بخاریؒ اس باب سے طول السجود في قيام الليل کی فضیلت بیان کر رہے ہیں اور ان لوگوں کا رد فرما رہے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ دن میں کثرت رکوع وسجود اور رات میں طول قیام افضل ہے۔ واللہ اعلم

تشریح | حضرت عائشہؓ کی روایت گذر چکی ہے کہ آپ اپنے رکوع میں اور اپنے سجود میں کہا کرتے "سبحانك اللّٰهم ربنا وبحمدك اللّٰهم اغفر لي" بخاری اول ص ۱۱۳ وغیرہ۔

ایک روایت میں یوں ہے "سبحانك لا اله الا انت (قس)

سلف صالحین بزرگان دین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں طویل سجدہ کرتے، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اتنی دیر تک سجدہ میں رہتے حتى تنزل العصافير على ظهره كانه حائط (عمدہ، قسطلانی)

## ﴿ بَابُ تَرْكِ الْقِيَامِ لِلْمَرِيْضِ ﴾ ع۱۹

## مریض کے لیے قیام لیل (یعنی تہجد) کے ترک کا بیان

۱۰۶۵ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُوْلُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً اَوْ لَيْلَتَيْنِ ﴾

ترجمہ | حضرت جندب بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو ایک رات یا دو رات (نماز تہجد کے لیے) نہیں اٹھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلم يقم ليلة او ليلتين"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۵۱ ویاتی ص ۷۳۸ و ص ۷۳۹ و ص ۷۴۵ ومسلم ثانی ص ۱۰۹ ترمذی جلد ثانی فی کتاب التفسیر ص ۱۷۰۔

۱۰۶۶ ﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَسْوَدِ ابْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ احْتَبَسَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَتْ امْرَاَةٌ مِنْ قُرَیْشٍ اَبْطَا عَلَیْهِ شَیْطَانُهٗ فَنَزَلَتْ وَ الضُّحٰى وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى ﴾

**ترجمہ** حضرت جندب بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام (چند روز تک) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے رُکے رہے تو قریش کی ایک (کافر) عورت (ابولہب کی بیوی ام جمیل) کہنے لگی کہ اب اس کے شیطان نے ان کے پاس آنے میں دیر لگائی تو یہ آیات نازل ہوئیں وَ الضّحٰی و اللَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰی (قسم ہے چاشت کے وقت کی اور رات کی جب کہ (اس کی تاریکی) چھا جائے، آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ ناراض ہوا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان هذا من تتمة الحديث السابق. امام بخاریؒ نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں پہلی روایت میں مطابقت و مناسبت بالکل واضح ہے کماذکر۔

مگر اس دوسری روایت میں بظاہر ترجمہ سے مناسبت نہیں ہے؟ علامہ عینیؒ نے اسی جواب کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ یہ دوسری روایت تتمہ ہے پہلی روایت کا پس وہی مناسبت کافی ہے۔

لیکن امام بخاریؒ نے یہاں پہلی حدیث کے پورے الفاظ کو ذکر نہیں کیا ہے۔ کتاب التفسیر ص ۷۳۸ تا ص ۷۳۹ میں یہی روایت جندب بن عبداللہ بن ابی سفیان سے مروی ہے قال اشتكى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يقم ليلتين او ثلاثا الخ (بخاری ثانی ص ۷۳۹)

**ترجمہ**: حضرت جندبؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑ گئے اور دو یا تین راتوں کو (تہجد کے لیے) نہیں اٹھ سکے پھر ایک عورت (ابولہب کی بیوی عوراء) آئی اور کہنے لگی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمھیں چھوڑ دیا ہے دو یا تین راتوں سے میں اس کو نہیں دیکھتی ہوں کہ تیرے پاس آیا ہو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ نازل فرمائی۔

**فقالت امرأة من قريش الخ** یہ نالائق عورت حضرت ابوسفیانؓ کی بہن ابولہب کی بیوی تھی جس نے ترک وحی پر یہ کہا تھا چونکہ یہ کافر تھی اس لیے اس کا طرز گستاخانہ و کافرانہ ہے۔

بخاری کے اس ص ۷۳۹ پر ایک دوسری روایت ہے "قالت امرأة يا رسول الله ما ارى صاحبك الا ابطاك فنزلت ما ودعك ربك وما قلى"

یعنی ایک عورت نے کہا یہ حضرت ام المومنین خدیجہؓ ہیں حضرت خدیجہؓ نے بطور افسوس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کے صاحب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے پاس آنے میں دیر کر دی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

بہر حال دونوں کا طرز علیحدہ ہے اور دونوں میں بہت فرق ہے۔

## ﴿ بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ وَطَرَقَ النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَ عَلِيًّا لَيْلَةً لِلصَّلٰوةِ ﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام لیل (رات کی نماز) اور نوافل پڑھنے کے لیے ترغیب دینا لیکن واجب نہ کرنا، اور ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے پاس آئے نماز کے لیے (بیدار کرنے کے لیے)

۱۰۶۷﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْاٰخِرَةِ ﴾

**ترجمہ** ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بیدار ہوئے تو فرمایا سبحان اللہ آج کی رات کس قدر فتنے نازل کیے گئے کیا کیا خزائن رحمت نازل کیے گئے کون جگاتا ہے حجرے والیوں (ازواج مطہرات) کو، بہت سی عورتیں (جو) دنیا میں کپڑا پہننے والی ہیں وہ آخرت میں برہنہ ہوں گی (یعنی ذلیل ہوں گی)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان فيه تحريضا على قيام الليل

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۱ تا ص ۱۵۲ ومر الحديث ص ۲۲ ويأتی ص ۸۶۹ وص ۹۱۸ و ص ۱۰۴۷۔

۱۰۶۸﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ اَلَا تُصَلِّيَانِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَاِذَا شَاءَ اَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴾

**ترجمہ** حضرت علی بن ابی طالبؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا "کیا تم دونوں (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے ؟" تو میں نے (یعنی حضرت علیؓ نے) عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جانیں اللہ کے قبضے میں ہیں جب ہمیں اٹھانا چاہتا ہے تو اٹھا دیتا ہے جب میں نے یہ عرض کیا تو حضورؐ واپس لوٹ گئے اور مجھ سے کچھ نہیں فرمایا پھر میں نے سنا جب آپؐ پیٹھ موڑ کر جا رہے تھے تو اپنے زانوئے مبارک پر ہاتھ مار رہے تھے اور (سورۂ کہف کی) یہ آیت پڑھ رہے تھے انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة "من حيث انه صلى الله عليه وسلم طرق عليا وفاطمة ليلة وحرضهما على قيام الليل بقوله الا تصليان"

مطلب یہ ہے کہ اگر آپؐ اس میں عظیم فضیلت نہ سمجھتے تو اپنی صاحبزادی اور داماد کو بیدار نہ کرتے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۲ ویاتی فی التفسیر ص ۶۸۷ وص ۱۰۹۱ وص ۱۱۱۲، مسلم اول ص ۲۶۴ تا ص ۲۶۵۔

۱۰۶۹﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ خَشْيَةَ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ وَمَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَاِنِّي لَاُسَبِّحُهَا ﴾

**ترجمہ** ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عمل چھوڑ دیتے تھے حالانکہ اس کو کرنا پسند فرماتے تھے اس خوف کی وجہ سے کہ لوگ اس کام کو کرنے لگیں گے پھر ان پر فرض کر دیا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی چاشت کی نماز نہیں پڑھی اور میں اس کو پڑھتی ہوں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة "من حيث ان العمل الذى كان النبى صلى الله عليه وسلم يحب ان يعمل به لا يخلو عن تحريض امته عليه غير انه كان يتركه خشية ان يعمل به الناس فيفرض عليهم"

ويحتمل ان تكون المطابقة للترجمة للجزء الثانى للترجمة وهو قوله "والنوافل" فانها اعم من ان تكون بالليل او بالنهار فيكون محل المطابقة للترجمة فى قوله وانى لاسبحها وفيه تحريض على ذلك.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۲ ویاتی ص ۱۵۷ ومسلم اول ص ۲۴۹ وابو داؤد اول ص ۱۸۳۔

۱۰۷۰﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى ذَاتَ لَيْلَةٍ فِى الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَاَيْتُ الَّذِىْ صَنَعْتُمْ وَ لَمْ يَمْنَعْنِىْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّا اَنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَ ذٰلِكَ فِىْ رَمَضَانَ ﴾

**ترجمہ** ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مسجد میں (تراویح کی) نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی پھر آئندہ رات بھی آپؐ نے نماز پڑھی اور لوگ (یعنی مقتدی) بہت ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات کو بھی وہ سب جمع ہو گئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے جب صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا میں نے تمہارا کام دیکھا (یعنی تم لوگ جو نماز کے لیے جمع ہوئے تمہاری حرص و مستعدی عبادت کے لیے میں نے دیکھی) اور مجھے تمہارے پاس نکلنے سے مانع نہیں ہوا مگر مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے اور یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "قال قد رايت الذى صنعتم الخ" یعنی تم لوگ جو قیام لیل (رات کی نماز) کے لیے جمع ہوئے اور جیسے تم کو عبادت کی حرص و مستعدی ہے میں نے دیکھا' اس تعریفی کلمات سے تحریض و ترغیب کا اثبات ہوتا ہے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۵۲ و مر الحديث ص۱۰۱ و ص۱۲۶ و ياتى ص۲۶۹ و ص۸۷۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ صلوٰۃ لیل اگرچہ فی نفسہ واجب نہیں ہے لیکن مرغب فیہ ہے، لیکن خشیۃ فرض کی بنا پر ترک کر دیا گیا ہے۔

۲؎ یا مقصد یہ بتانا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوٰۃ لیل کے بارے میں جو ترغیبات وارد ہیں وہ ایجابی نہیں بلکہ استحبابی ہیں۔

**تشریحات** امام بخاریؒ نے اس باب میں چار روایات ذکر کی ہیں ان میں سے پہلی روایت حضرت ام سلمہؓ کی ہے اس کی تشریح کے لیے نصر الباری جلد اول ص۵۰۰ ملاحظہ فرمائیے۔

**ایک اشکال:** باب کی تیسری روایت اور چوتھی روایت حضرت عائشہؓ کی ہے ان دونوں روایات کا حاصل یہ ہے کہ مجھے اس بات کا ڈر معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے جذبہ عمل کو دیکھ کر تم پر فرض نہ ہو جائے؟ اس سے یہ تو ضرور معلوم ہو گیا کہ بہت فضیلت کی چیز ہے لیکن اشکال یہ ہے کہ شب معراج میں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ

نمازیں فرض ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا "مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ" (سورہ قٓ)

جب تغیر وتبدل کی نفی کردی گئی ہے تو حضور اقدس کو خشیۃ کیوں تھا؟

**جواب:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش ودرخواست سے اس امت پر یہ سہولت کی گئی کہ پچاس سے پانچ کردی گئی، اب اگر امت خود ہی اپنے اوپر لازم کرلے تو کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی فرض کردیں۔

۲ ممکن ہے کہ فرض کفایہ کا خوف ہو۔

۳ ممکن ہے کہ فرضیت رمضان کے ساتھ مخصوص ہو وغیرہ۔

۴ قال البعض ممکن ہے کہ ما یبدل القول لدی کا نسخ ہو جائے لیکن اس میں اشکال ہے کیونکہ اخبار میں نسخ نہیں ہوتا ہے اخبارات کا تعلق تو انشاءات سے ہے۔ واللہ اعلم

تیسری روایت میں حضرت عائشہؓ کا ارشاد وما سبّح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ اپنے علم کے اعتبار سے ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ ۷۲۱ قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ وَ قَالَتْ عَائِشَةُ حَتّٰى تَفَطَّرَ قَدَمَاهُ وَ الْفُطُوْرُ الشُّقُوْقُ اِنْفَطَرَتْ اِنْشَقَّتْ ﴾

نبی اکرم ﷺ قیام لیل (رات کی نماز) میں اتنا زیادہ کھڑے رہتے کہ آپؐ کے قدمین سوج جاتے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں پھٹ جاتے۔ فطور کے معنی عربی زبان مین پھٹنا ہے اسی سے (قرآن میں) ہے انفطرت بمعنی انشقت

۱۰۷۱ ﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُوْمَ اَوْ لَيُصَلِّيَ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ اَوْ سَاقَاهُ فَيُقَالَ لَهٗ فَيَقُوْلُ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا ﴾

**ترجمہ** حضرت مغیرہؓ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اتنا کھڑے رہتے یا اتنی نماز پڑھتے کہ آپؐ کے پاؤں یا پنڈلیوں (شک راوی) پر ورم آجاتا، جب آپؐ سے اس بارے میں کہا جاتا (کہ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپؐ کے تو اگلے اور پچھلے سب قصور بخش دیئے گئے ہیں) تو آپؐ فرماتے تو کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "ليقوم او ليصلى حتى ترم قدماه"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۵۲ و یاتی ص ۷۱۶، و ص ۹۵۸۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ قیام لیل باوجودیکہ واجب نہیں ہے لیکن اس کی عظیم فضیلت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ آپؐ کے قدمین مبارکین پر ورم آجاتا تھا اور سردی کے موسم میں آپؐ کے قدم مبارک پھٹ جاتے تھے اس سے بخاریؒ کا مقصد ترغیب ہے۔

**سوال:** بعض روایت میں زیادہ مشقت برداشت کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

**جواب:** مشقت تو اس وقت ہوتی ہے جب آدمی تھک جائے، بے رغبتی سے کرے لیکن اگر کوئی کام بظاہر ہزار مشقت آمیز ہو پھر شوق و ذوق سے کرے تو مشقت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ بزرگوں کے حالات سنے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب ۷۲۲ مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ ﴾

### جو شخص صبح کے وقت سوئے (اس کا حکم)

۱۰۷۲﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ اَوْسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ وَ اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ وَ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَ يَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَ يُفْطِرُ يَوْمًا ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاصؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمام نمازوں میں اللہ تعالیٰ کو محبوب حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب روزوں میں اللہ تعالیٰ کو محبوب داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے، حضرت داؤد علیہ السلام آدھی رات تک سوتے تھے اور تہائی رات تک قیام (یعنی عبادت) کرتے اور چھٹے حصہ میں سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے (یعنی روزہ نہیں رکھتے)۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "وینام سدسہ"

عام طور پر رات کے بارہ گھنٹے ہوتے ہیں تو آدھی رات یعنی پہلے چھ گھنٹے میں سو جاتے پھر چار گھنٹے عبادت کرتے پھر دو گھنٹے سور ہتے (گویا سحر کے وقت سوتے ہوتے)۔

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۵۲ و یاتی ص ۴۸۶ و مسلم کتاب الصوم ص ۳۶۷ ابو داؤد فی الصیام ص ۳۳۲۔

۱۰۷۳﴿ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِی اَبِی عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَشْعَثَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِی قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ سالتُ عائشةَ اَیُّ الْعَمَلِ کَانَ اَحَبَّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ الدَّائِمُ قُلْتُ مَتیٰ کَانَ یَقُوْمُ قَالَتْ یَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ ﴾

**ترجمہ** مسروق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا عمل سب سے زیادہ پسند تھا؟ عائشہؓ نے فرمایا جو ہمیشہ کیا جائے میں نے پوچھارات کو آپؐ کب اٹھتے تھے؟ (یعنی تہجد کب پڑھتے تھے؟) فرمایا جب مرغے کی آواز سنتے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اذا سمع الصارخ"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۵۲ وياتی ص ۹۵۷ ومسلم اول ص ۲۵۵ ابو داؤد اول ص ۱۸۷ فی باب وقت قيام النبیؐ من الليل.

۱۰۷۴﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنِ الْاَشْعَثِ قَالَ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰی ﴾

**ترجمہ** اشعث سے روایت ہے کہ اشعث نے وہی حدیث بیان کی جو اوپر گذری اس میں یوں ہے کہ جب مرغ کی آواز سنتے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اذا سمع الصارخ قام فصلی" ای هذا طريق آخر فی الحديث السابق

البتہ اس روایت میں یہ تصریح ہے کہ اٹھ کر کیا کرتے تھے؟ سابق حدیث میں اجمال وابہام تھا۔

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۵۲ وياتی مثل حديث السابق.

۱۰۷۵﴿ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ ذَکَرَ اَبِی عَنْ اَبِی سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا اَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِیْ اِلَّا نَائِمًا تَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میرے پاس تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سحر کے وقت سوتے ہی رہتے۔

ما الفاه بالفاء ای ماوجده السحرُ مرفوع بانه فاعله والمراد نومه بغير القيام علی ما هو المراد من الترجمة.

لفظی ترجمہ ہوگا "سحر نے آپؐ کو میرے نزدیک نہیں پایا مگر سونے کی حالت میں"

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ما الفاه السحر عندی الا نائما"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۵۲ و مسلم اول ص ۲۵۵ ابوداؤد اول ص ۱۸۷۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ سحر کے وقت سونا جائز ہے کوئی حرج نہیں، چونکہ قرآن پاک میں آتا ہے وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (سورۂ ذاریات)

اس سے قیام سحر کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ نیز حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ثلث اخیر میں نزول فرماتے ہیں اور آواز لگائی جاتی ہے "هل من مستغفر فاغفر له، وهل من مسترزق فارزقه وهل من سائل فاعطيه او كما قال عليه الصلوٰة والسلام تو اس آیت و روایت کا تقاضا یہ ہے کہ سحر کے وقت سونا اگر حرام نہ ہو تو کم از کم مکروہ یا خلاف اولیٰ ضرور ہو۔

امام بخاریؒ اس وہم کو رفع فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سونا جائز ہے چونکہ سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

شیخ المشائخ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ مرغ تین مرتبہ بولتا ہے۔ ۱ یصرخ اولا عند انتصاف الليل ۲ وثانيا اذا بقي ربع الليل ۳ وثالثا عند طلوع الصبح المعترض (شرح تراجم)

تو چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیام لیل کے بعد اخیر شب میں سوتے تھے اس کی بیداری مرغ کی اس آخری آواز پر ہوتی تھی۔ واللہ اعلم

## باب ۷۲۳ مَنْ تَسَحَّرَ فَلَمْ يَنَمْ حَتّٰى صَلَّى الصُّبْحَ

### جو شخص سحری کھالے تو جب تک صبح کی نماز نہ پڑھ لے نہ سوئے

۱۰۷۶ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلَّيَا فَقُلْنَا لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا وَ دُخُوْلِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَقَدْرِ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ آيَةً

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابتؓ دونوں نے مل کر سحری کھائی پھر جب دونوں سحری سے فراغت کر چکے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے پھر دونوں نے نماز پڑھی قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ سحری سے فراغت اور فجر کی

نماز کے درمیان کتنا وقفہ تھا تو انھوں نے کہا کہ اتنا کہ کوئی شخص پچاس آیتیں پڑھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلما فرغا من سحورهما قام نبي الله صلى الله عليه وسلم الى الصلوة فصليا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۲ ومر ص ۸۱ وص ۸۲ ويأتي ص ۲۵۷ ومسلم في الصوم ص ۳۵۰ ترمذی فی الصوم ص ۸۸ والنسائی فی الصیام ص ۲۳۴۔

**مقصد** امام بخاریؒ اس باب سے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ باب سابق کی حدیث میں جو گزرا ہے "ما الفاه السحر عندی الا نائما" کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت سونا چاہیے تو امام بخاریؒ نے اس باب سے اس وہم کو دور کر دیا اور بتلا دیا کہ سونا ضروری نہیں ہے۔

۲۔ امام بخاریؒ بتلانا چاہتے ہیں کہ پہلا حکم غیر رمضان کا ہے۔ رمضان کا حکم یہ ہے کہ سحری میں تاخیر کر کے فجر کی نماز پڑھ کر ہی سوئے۔

الحمد للہ عام طور پر مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

باقی تفصیل کے لیے نصر الباری جلد ثالث ص ۱۸۳ کا ضرور مطالعہ فرمالیجیے۔

## ﴿ بابٌ ۲۴ طُوْلِ الصَّلٰوةِ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ ﴾

### رات کے قیام میں نماز طویل کرنا (یعنی تہجد میں نماز لمبی پڑھنا قرأت طویل کرنا)

۱۰۷۷﴿ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الاعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سَوْءٍ قُلْنَا مَا هَمَمْتَ قَالَ هَمَمْتُ اَنْ اَقْعُدَ وَ اَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی آپؐ اتنی دیر تک کھڑے رہے کہ میں نے ایک معیوب کام کا ارادہ کر لیا (یعنی میری نیت بگڑ گئی) ابو وائل کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا کہ آپ نے کیا ارادہ کر لیا تھا؟ انھوں نے کہا میں نے خیال کر لیا کہ بیٹھ جاؤں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دوں۔ (یہ ایک وسوسہ تھا جو شیطان کی طرف سے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے دل میں آیا تھا، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ بقرہ، آل عمران اور سورۂ نساء ایک رکعت میں تلاوت فرمائی تھی

جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے، اس لیے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے دل میں بیٹھنے کا خیال آیا تھا اور یہ شیطانی وسوسہ تھا، شیطان یوں تو ہر ایک کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے خصوصاً اچھے اور نیک لوگوں کے پیچھے اور زیادہ لگتا ہے۔ مگر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس کے جال میں کب آنے والے تھے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص، صحبت یافتہ اور جاں نثار تھے)۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رات کی نماز میں آپ طویل قرأت کیا کرتے تھے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلم يزل قائما حتى هممت بامر سوء (اى هممت ان اقعد الخ)"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۲ تا ص ۱۵۳۔

۱۰۷۸﴿ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مَنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ﴾

**ترجمہ** حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے لیے رات کو اٹھتے تو اپنا منہ مسواک سے صاف کرتے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "اذا قام للتهجد من الليل يشوص فاه بالسواك"

اثبات ترجمہ کے لیے دو طرح سے تقریر کی جاسکتی ہے۔

ع۱ حدیث میں ہے اذا قام للتهجد اور تہجد کہتے ہیں ترک نوم کو تو چونکہ مسواک سے منہ کو رگڑنا اور صاف کرنا نوم کو زائل کرنے میں بڑا دخل ہے اور یہ معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں طویل قیام کرتے تھے اب مناسبت ہوگئی کہ مسواک سے منہ صاف کرنا نوم کو زائل کرنے اور طویل نماز پڑھنے کے لیے تھا۔

ع۲ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے تو مسواک فرماتے تھے اور یہ نماز کا تتمہ ہے تو جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس تتمہ میں اہتمام کرتے تھے تو ظاہر ہے کہ جو مقصد ہے یعنی نماز کے ارکان قیام و قرأت میں بہت اہتمام فرماتے ہوں گے۔

ع۳ مطابقت کے سلسلے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس حدیث حذیفہ میں تہجد کے لیے اٹھنا مذکور ہے اور عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ تہجد میں طویل قیام فرماتے تھے۔ واللہ اعلم

اس میں طویل قیل وقال اور علامہ ابن بطالؒ کا اعتراض دیکھنا ہو تو عمدۃ القاری کا مطالعہ فرمائیے۔

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۵۳ و مر ص ۳۸ و ص ۱۲۲، ومسلم ص ۱۲۸، ابوداؤد ص ۸، نسائی ص ۲، ایضا ص ۱۸۴، ابن ماجہ ص ۲۵۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیام لیل میں نماز کو طویل کرنا افضل ہے یعنی طویل قرأت جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے "سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اى الصلوة افضل قال طول القنوت" واراد به طول القيام (عمدہ)

وبه قال الجمهور من التابعين وغيرهم ومنهم مسروق و ابراهيم النخعي و الحسن البصري وابوحنيفة وممن قال به ابويوسف والشافعي في قول واحمد في رواية وقال اشهب هو احب الى لكثرة القراءة (عمدہ)

**تشریح** یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کیونکہ صحابہؓ کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ كثرة الركوع والسجود افضل۔ تفصیل کے لیے عمدۃ القاری، فتح الباری دیکھیے۔

## ﴿ باب[۴۲۵] كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ ﴾

رات کی نماز کس طرح پڑھے؟ (یعنی کتنی کتنی رکعات کر کے پڑھے دو دو کر کے یا چار چار کر کے؟) اور نبی اکرم ﷺ رات کو کس طرح نماز پڑھتے تھے (یہاں فتح الباری اور ارشاد الساری کے الفاظ ہیں "وكم كان النبیؐ الخ"، یعنی آپؐ کتنی رکعتیں پڑھتے؟) تحت الباب ابن عمرؓ کی روایت نے کیفیت بتلادی کہ مثنیٰ مثنیٰ دو دو رکعت کر کے پڑھے اور دوسری روایت یعنی حضرت ابن عباسؓ کی روایت نے مقدار کو بتلادیا کہ تیرہ رکعتیں تھی۔

۱۰۷۹﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے عرض کیا "یا رسول اللہ رات کی نماز کیسے پڑھیں؟ ارشاد فرمایا دو دو رکعت کر کے پھر جب صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ کر سب کو طاق کر لے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للجزء الاول من الترجمة "قال مثنیٰ مثنیٰ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۵۳ و مر ص ۶۸، وابوداؤد ص ۱۸۷، والنسائی ایضا۔

۱۰۸۰﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْجَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ صَلٰوةُ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَعْنِي بِاللَّيْلِ ﴾

ترجمہ | حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعتیں تھیں یعنی رات میں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للجزء الثانی من الترجمة فی قوله "ثلاث عشرة ركعة يعنی بالليل"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۵۳

۱۰۸۱﴿ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِي اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِي حَصِيْنٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَ تِسْعٌ وَ اِحْدٰى عَشْرَةَ سِوٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ﴾

ترجمہ | مسروقؒ نے بیان کیا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا سات اور نو اور گیارہ فجر کی دو رکعت (سنت) کے علاوہ۔

یعنی آپؐ کبھی سات رکعتیں پڑھتے اور کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعتیں پڑھتے فجر کی سنت کے علاوہ۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للجزء الثانی للترجمة "ای فقالت سبع و تسع الخ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۵۳۔

۱۰۸۲﴿ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوِتْرُ وَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان ہی میں وتر اور فجر کی دو رکعتیں (یعنی سنت) بھی تھیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "يصلی بالليل ثلاث عشرة ركعة الخ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۵۳ و مر آنفا ص ۱۵۳۔

مقصد | امام بخاریؒ نے اس باب میں چار حدیثیں ذکر کی ہیں بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم کے معمولات مختلف ایام میں مختلف تھے کبھی سات (یعنی چار تہجد اور تین رکعت وتر) اور کبھی نو رکعات (چھ رکعت تہجد اور تین وتر) اور کبھی گیارہ (آٹھ تہجد اور تین وتر) اور کبھی تیرہ رکعات (آٹھ تہجد اور تین رکعت وتر اور دو رکعت سب سے آخر میں فجر کی سنت مجموعہ تیرہ رکعات)

حضرت شیخ الحدیثؒ الابواب والتراجم میں فرماتے ہیں کہ یہ آٹھواں باب ہے کیف سے۔

## ﴿ باب ۴۲۶ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ وَ نَوْمِهٖ وَ مَا نُسِخَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ

"وَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا"

وَ قَوْلُهٗ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا وَّ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَشَاَ قَامَ بِالْحَبْشِيَّةِ وَطَاً مُوَاطَاةً لِلْقُرْاٰنِ اَشَدُّ مُوَافَقَةً لِسَمْعِهٖ وَ بَصَرِهٖ وَ قَلْبِهٖ لِيُوَاطِئُوْا لِيُوَافِقُوْا ﴾

### نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رات میں اور آپ کا سو جانا اور رات کی نماز میں سے جو منسوخ ہوا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (اسی باب میں سورۂ مزمل میں) یا ایہا المزمل الخ اے چادر میں لپٹنے والے رات کو (نماز میں) قیام کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات (کہ اس میں قیام نہ کرو بلکہ آرام کرو) یا اس نصف سے کسی قدر کم کر دو یا نصف سے کچھ بڑھا دو اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھئے (قرآن چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس لیے عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے صاف صاف پڑھئے) بیشک ہم آپ پر ڈال رہے ہیں بہت ہی وزن والا قول (یعنی وحی الٰہی جس کی عظمت و ہیبت انسانی طاقت سے باہر ہے یہ تو اللہ کے پیغمبر کو خدا کی طرف سے عطا کردہ قوت حاصل ہوتی ہے وہ

اس کا تحمل کر لیتا ہے) بیشک رات کی بیداری بہت ہی سخت ہے، نفس کو روندنے کے لحاظ سے اور بہت ہی درست ہے بات کہنے کے لحاظ سے، بے شک آپ کے واسطے دن میں تو بڑی ہی طویل مشغولی ہے (تعلیم وتبلیغ دین احکام الٰہی کے بتانے اور ان کے مطابق عمل کی تلقین وتربیت اور پھر پوری امت کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری)۔

وقولہ تعالیٰ "علم ان لن تحصوہ الخ" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اللہ نے جان لیا ہے کہ تم اس کا احاطہ (اور عملی پابندی) نہیں کر سکتے ہو تو اللہ نے تم پر مہربانی کی لہٰذا اب پڑھ لیا کرو، جو کچھ تم کو قرآن میں سے آسان ہو (اور یہ پابندی تم سے اس لیے ہٹادی گئی کہ) خدا کو معلوم ہے تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ ایسے ہوں گے جو زمین میں سفر کرینگے اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرنے کے لیے اور کچھ ایسے ہوں گے جو اللہ کی راہ میں قتال کرینگے اس لیے اب (حکم یہی ہے کہ) پڑھ لیا کرو جس قدر بھی قرآن میں سے آسانی سے پڑھ سکو (اپنے آپ کو زیادہ مشقت میں ڈالنے کی ضرورت نہیں اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور قرض دیتے رہو اللہ کو اچھی طرح قرض دینا (پورے اخلاص سے اللہ کی راہ میں اس کے احکام کے موافق خرچ کرنا یہی اس کو اچھی طرح قرض دینا ہے، نیز اگر بندوں کو قرض حسن دیا جائے وہ بھی اس کے عموم میں داخل ہے) اور جو نیک عمل اپنے لیے آگے بھیج دو گے اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے بہتر اور ثواب میں زیادہ، اور اللہ سے معافی مانگتے رہو بیشک اللہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے، ابن عباسؓ نے فرمایا قرآن میں جو ان ناشئة اللیل ہے تو نشا حبشی زبان میں بمعنیٰ قام ہے یعنی کھڑا ہوا اور وِطاً کے معنیٰ ہیں موافق ہونا یعنی رات کا قرآن کان اور آنکھ اور قلب سب کی موافقت ہے (یعنی رات کو کوئی شور شغب نہیں ہوتا ہے تو سکوت وخاموشی کی وجہ سے قرآن پڑھنے میں کان وآنکھ اور دل سب اسی طرف متوجہ رہتے ہیں بخلاف دن کے کہ آنکھ کسی طرف پڑتی ہے کان میں کوئی اور آواز آتی ہے اور دل کہیں ہوتا ہے) لِیُوَاطِئُوا (جو سورہ براۃ آیت ۳۷ میں ہے) بمعنیٰ لِیُوَافِقُوا ہے (تاکہ موافقت کریں)۔

۱۰۸۳﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ وَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَ كَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهُ وَ لَا نَائِمًا اِلَّا رَاَيْتَهُ تَابَعَهُ سُلَيْمٰنُ وَ اَبُوْخَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں اتنا افطار کرتے کہ ہم سمجھتے کہ اس مہینہ میں روزہ نہیں رکھیں گے اور کسی میں روزہ رکھتے تو اتنا کہ ہم گمان کرتے کہ اس میں روزہ نہیں چھوڑیں گے۔ اور رات کو آپ نماز تو ایسی پڑھتے کہ جب تم نماز پڑھتے دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیتے اور جب تم حضورؐ کو

سویا ہوا دیکھنا چاہتے تو سویا ہوا بھی دیکھ لیتے (مطلب یہ ہے کہ آپ ساری رات نہ سوتے تھے اور نہ ساری رات جاگتے وعبادت کرتے تھے بلکہ ہر رات کچھ سوتے بھی تھے اور کچھ عبادت بھی کرتے تھے)

محمد بن جعفر کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان اور ابو خالد نے بھی حمید سے روایت کیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقــة الحديث للترجمة في قوله "وكان لا تشاء ان تراه من الليل مصليا الا رايته"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۳ ویاتی فی الصوم ص ۲۶۴،ر،ر۔

**مقصد** حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں "الظاهر من الترجمة ان قيام الليل منسوخ من النبي صلى الله عليه وسلم والامة جميعا" (لامع ج ۲ ص ۸۲ تا ص ۸۳)

**نماز تہجد کی فرضیت اور اس کا نسخ** ابتداء اسلام میں یعنی نماز پنجگانہ کی فرضیت سے قبل تہجد کی نماز فرض تھی جس کا ذکر سورۂ مزمل کی ابتدائی آیات میں ہے ارشاد الٰہی: "يا ايها المزمل قم الليل الآية ترجمہ گذر چکا ہے۔

سورۂ مزمل کی ان ابتدائی آیات سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اور امت پر سب پر تہجد کی نماز کا پڑھنا مامور بہ اور فرض تھا، پھر ایک سال کے بعد اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی جس کا ذکر اسی سورہ کے آخر میں علم ان لن تحصوه فتاب عليكم سے اخیر سورہ تک ہے۔ ترجمہ گذر چکا ہے۔

اس کی وضاحت اور تائید مسلم شریف کی ایک طویل حدیث سے ہوتی ہے ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا "فان الله عز وجل افترض قيام الليل في اول هذه السورة فقام نبي الله صلى الله عليه وسلم واصحابه حولا وامسك الله خاتمتها اثنى عشر شهرا في السماء حتى انزل الله في آخر هذه السورة التخفيف فصار قيام الليل تطوعا بعد فريضة. (مسلم اول ص ۲۵۶)

(ترجمہ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مزمل کے شروع میں قیام لیل کو فرض کیا چنانچہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے ایک سال قیام کیا (یعنی نماز پڑھتے رہے)

اور اس سورہ کے اخیر کا حصہ بارہ مہینے تک اللہ تعالیٰ نے آسمان میں روک رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کے اخیر میں تخفیف نازل فرمائی چنانچہ قیام لیل فرض کے بعد نفل ہوگیا (یعنی تہجد کی نماز نفل ہوگئی فرضیت منسوخ ہوگئی)

**تشریح** امت کے حق میں نماز تہجد کی فرضیت بالاتفاق منسوخ ہے نیز مسلم شریف کی حدیث مذکورہ کے عموم سے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت سب کے حق میں تہجد کی فرضیت منسوخ ہوگئی البتہ نفل بلکہ افضل ترین نفل ہے۔

چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں "ظاهره انه صار تطوعا فی حق رسول الله صلی الله علیه وسلم فاما الامة فهو تطوع فی حقهم بالاجماع واما النبی صلی الله علیه وسلم فاختلفوا فی نسخة فی حقه والاصح عندنا نسخه (شرح نووی ص۲۵٦) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اختلاف ہے بعض آپؐ کے حق میں بھی نسخ کے قائل ہیں اور بعض نہیں۔ دونوں فریق آیت کریمہ ومن اللیل فتهجد بهنافلة لك سے استدلال کرتے ہیں قائلین نسخ کہتے ہیں کہ اس آیت میں تہجد کے نفل ہونے کی تصریح ہے۔

اور جو حضرات وجوب کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیت میں فتهجد امر کا صیغہ ہے جو وجوب کو مقتضی ہے اور یہ حضرات کہتے ہیں کہ آیت میں نافلہ بمعنی زائدہ ہے نافلة لك ای زائدة لك خاصة یعنی نفل کے لغوی معنی مراد ہیں اصطلاحی نہیں۔

## باب ۴۲۷ عَقْدِ الشَّيْطَانِ عَلٰى قَافِيَةِ الرَّأْسِ اِذَا لَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ

### جب آدمی رات کو نماز نہ پڑھے تو شیطان کا سر کے گدّی پر گرہ لگانا

### (ای لم یصل صلوة العشاء باللیل)۔ (قس)

۱۰۸۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَاسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عِنْدَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَ اِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی (رات کو) سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ کے وقت تھپکی مار کر پڑھتا ہے ابھی تجھ پر لمبی رات باقی ہے لہٰذا سو یارہ، پس اگر وہ شخص جاگ گیا اور اللہ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر اس نے وضو کر لی تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز پڑھ لے تو ایک گرہ اور کھل جاتی ہے چنانچہ وہ خوش مزاج ہشاش بشاش صبح کرتا ہے ورنہ وہ صبح کرتا ہے افسردہ دل سست مزاج۔ واللہ اعلم

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "یعقد الشیان علی قافیة راس احدکم اذا هو نام"

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۵۳ ویاتی ص ۴٦۳۔

۱۰۸۵﴿حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْرَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّؤْيَا قَالَ اَمَّا الَّذِي يُثْلَغُ رَاْسُهُ بِالْحَجَرِ فَاِنَّهُ يَاْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَ يَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ﴾

**ترجمہ** حضرت سمرہ بن جندبؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب کے بارے میں بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا کہ وہ شخص جس کا سر پتھر سے کچلا جاتا تھا تو وہ شخص تھا جس نے (دنیا میں) قرآن حاصل کیا تھا پھر چھوڑ دیا (مطلب یہ ہے کہ قرآن پڑھا اور سیکھا لیکن قرآن مجید کے احکام پر عمل نہیں کیا۔ یا یہ کہ قرآن مجید یاد کیا پھر چھوڑ کر بھول بیٹھا)

اور فرض نماز بنا پڑھے سو جاتا تھا۔ (یعنی عشاء کی نماز بغیر پڑھے سو جاتا یا صبح کی نماز کے لیے نہیں اٹھتا بلکہ پڑا سوتا رہتا)۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وينام عن الصلوة المكتوبة" صلوٰۃ مکتوبہ سے مراد عشاء اور فجر دونوں ہو سکتے ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۵۳، و مر الحدیث مختصراً ص ۱۱۷، و یاتی بطولہ ص ۱۸۵، و ص ۶۷۴، و ص ۱۰۴۳ تا ص ۱۰۴۴ البطولہ، و ص ۳۹۱ تا ۳۹۲۔

**مقصد** امام بخاریؒ کی نماز عشاء اور نماز فجر کی تاکید مقصود ہے کہ عشا کی نماز پڑھے بغیر نہ سوئے اور فجر کی نماز کے وقت سوتا نہ رہے البتہ اگر جاگنے جگانے کا قابل اعتماد انتظام ہو تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ گذر چکا۔ واللہ اعلم

## ﴿بَابٌ اِذَا نَامَ وَ لَمْ يُصَلِّ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي اُذُنِهِ﴾ ۶۲۸

جو شخص سوتا رہے اور نماز (یعنی صبح کی نماز) نہ پڑھے (معلوم ہوا کہ) شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا۔ (یعنی پیشاب ڈال کر کان بہرا کر دیا)

**تشریح** شیطان کا پیشاب کرنا حقیقت پر بھی محمول ہو سکتا ہے کیونکہ جب شیطان کھاتا پیتا ہے تو پیشاب بھی کرتا ہو گا اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔

۲۔ یا اس سے کنایہ اور مجاز ہے کہ شیطان طرح طرح کے وساوس اور خیالات سے کان بھر دیتا ہے کہ اذان کی آواز نہ سن سکے۔ واللہ اعلم

۱۰۸۶﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِیْلَ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰی اَصْبَحَ مَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَقَالَ بَالَ الشَّیْطَانُ فِیْ اُذُنِهٖ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا تذکرہ ہوا اور یہ کہا گیا کہ وہ صبح تک سوتا رہا (فرض) نماز کے لیے بھی نہیں اٹھا تو آپؐ نے فرمایا "شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ہے"۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة ظاهرة فی قوله "ما قام الی الصلوة فقال بال الشیطان فی اذنه"

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۵۳ ویاتی ص ۴۶۳، ومسلم اول ص ۲۶۴۔ واخرجه النسائی وابن ماجه فی الصلوة۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ فرض نماز کا چھوڑنا وعید شدید کا مستحق ہے حتیٰ کہ اگر سو یارہ گیا اور فجر کی نماز چھوڑ دی تو اس کا کان پیشاب خانہ اور بیت الخلاء بن گیا۔ یا عشاء سے پہلے سو گیا اور صبح تک سویا رہ گیا عشاء کی نماز چھوڑ دی تو اسکا حکم بھی یہی ہے، بہر حال یہ وعید شدید صلوٰۃ مفروضہ سے متعلق ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ[۷۲۹] الدُّعَاءِ وَالصَّلٰوةِ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ "کَانُوْ قَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ" اَیْ مَا یَنَامُوْنَ ﴾

اخیر رات میں دعا اور نماز کا بیان۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورۂ والذاریات میں) وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ ما یهجعون ای ما ینامون اس میں ما زائدہ ہے اور ہجوع کے معنی ہیں رات کو سونا

۱۰۸۷﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی کُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْآخِرُ یَقُوْلُ مَنْ یَدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهٗ مَنْ یَسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ مَنْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ

آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، جس وقت رات کی آخری تہائی باقی رہتی ہے اعلان فرماتا ہے کون مجھ سے دعا کرتا ہے میں اس کی دعا قبول کروں گا کون مجھ سے مانگتا ہے میں اسے دوں گا کون مجھ سے مغفرت چاہتا ہے میں اس کو بخش دوں گا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة وهي ان الترجمة في "الدعاء في آخر الليل والحديث يخبر ان من دعا في ذلك الوقت يستجيب الله تعالىٰ دعاءه"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۳ ويأتي بخاري ثاني ص ۹۳۶ وص ۱۱۱۶، ومسلم اول ص ۲۵۸، ابوداؤد في الصلوٰة في باب اى الليل افضل ص ۱۸۶، ترمذی اول ص ۵۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد رات کی نماز اور دعا کی فضیلت اور اس کا اہتمام بیان کرنا ہے بالخصوص رات کی آخری تہائی میں نماز و دعا کا پورا اہتمام مقصود ہے۔

امام بخاریؒ نے اس کے اہتمام کی طرف آیت اور روایت دونوں سے اشارہ فرمایا ہے۔ "وكانوا قليلا من الليل ما يهجعون" اور جب رات میں بیداری ہوگی تو اس میں نماز و دعا سب ہو سکتی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ چونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت بندوں پر متوجہ ہوتی ہے اس لیے بندے اس وقت سے فائدہ اٹھائیں اور اس کو نماز، دعاء و مناجات میں صرف کریں۔

**سوال:** حدیث الباب میں صلوٰۃ کا تذکرہ نہیں ہے؟

**جواب:** ۱۔ الدعاء مخ العبادة۔

۲۔ بخاریؒ نے دار قطنی کی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں صلوٰۃ کا بھی ذکر ہے۔ فلا اشکال۔

**حدیث نزول** یہ حدیث اور جن احادیث میں باری تعالیٰ کے لیے نزول یا کسی ایسے فعل کی نسبت کی گئی ہے احادیث صفات کہلاتے ہیں اور متشابہات میں سے ہیں اس کے معنی کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں یعنی علم بکنہہ کسی کو حاصل نہیں، بس اتنا معلوم کر لینا کافی ہے کہ نزول باری تعالیٰ کی ایک صفت ہے، لیکن وہ ہمارے نزول کی طرح نہیں بلکہ کما یلیق بشانہ تعالیٰ۔

خود دنیا میں مختلف اشیاء کے لحاظ سے نزول مختلف ہوتا ہے انسانوں کا نزول و صعود سیڑھی سے ہوتا ہے اور پرندوں کا نزول دوسری طرح، جنات کا نزول الگ، فرشتوں کا نزول ان سب سے حیرت انگیز، اسی طرح سورج کی کرنوں کا نزول، گرمی اور سردی کا نزول سب جدا جدا ہیں مگر نزول سب میں پایا جاتا ہے لیکن ہر ایک کی کیفیت الگ و جدا ہے اسی طرح کیفیات اور مراتب میں بھی نزول بولا جاتا ہے، ایک کیفیت سے دوسری کیفیت یا ایک درجہ سے دوسرے درجہ کی طرف انتقال کو بھی نزول کہتے ہیں، کہتے ہیں کہ غصہ اتر گیا۔ معلوم ہوا کہ نزول ہر شئ کا

اسکے لحاظ سے ہوتا ہے اسی طرح باری تعالیٰ کا بھی نزول ہوتا ہے مگر وہ سب سے الگ اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب ہے تو جب مخلوق مخلوق میں فرق ہوا تو خالق ومخلوق میں تو عظیم فرق ہوگا۔ کیونکہ نزول وصعود، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا، آنا جانا یہ اجسام کی صفت ہے، یہ لوازم جسم ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم ولوازم جسم سے منزہ اور پاک ہے۔

## احادیث صفات کے بارے میں مختلف مذاہب

احادیث صفات کے بارے میں بنیادی طور پر چار مذاہب مشہور ہیں۔

۱ مجسمہ اور مشبہہ کا ہے وہ ان احادیث صفات کو ان کے ظاہر پر محمول کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کے لیے اسی طرح ثابت ہیں جس طرح حوادث میں ثابت ہوتے ہیں (معاذ اللہ)۔ یہ مذہب باطل محض ہے اور علماء اہل سنت ہمیشہ اس کی تردید کرتے آئے ہیں۔

۲ دوسرا مذہب معتزلہ اور خوارج کا ہے، جو باری تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے ہیں اور احادیث نزول اور اس جیسی دوسری احادیث کو صحیح نہیں مانتے ہیں یعنی ان کی صحت ہی کا انکار کرتے ہیں، یہ مذہب بھی باطل محض ہے۔

۳ تیسرا مذہب اہل سنت والجماعت کا ہے جن کا کہنا یہ ہے کہ یہ احادیث متشابہات میں سے ہیں۔ نزول کے ظاہری معنیٰ جو تشبیہ کو مستلزم ہیں وہ تو مراد نہیں بس احادیث صحیحہ میں جو وارد ہوا ہے اس پر ہمارا ایمان ہے لیکن کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔

پھر اہل سنت والجماعت میں دو گروہ ہیں۔ ۱ متقدمین۔ ۲ متاخرین۔

متقدمین جن میں ائمہ اربعہ بھی داخل ہیں تفویض کے قائل ہیں یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ان احادیث کے مضمون کی حقیقت کا اعتقاد رکھا جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ان کو ان کے ظاہری معنیٰ پر محمول نہ کیا جائے، بلکہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ بیشک نزول اللہ تعالیٰ کی صفت ہے مگر یہ وہ نزول نہیں جیسا کہ اجسام میں ہوتا ہے۔ اب کیسا ہے؟ اس کی حقیقت معلوم نہیں۔

امام مالکؒ کا واقعہ مشہور ہے کہ کسی نے ان سے الرحمن علی العرش استوی کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا "الاستواء معلوم والکیف مجهول والسوال عنه بدعة اخرجوا هذا المبتدع عن المجلس"

اور متاخرین کا مذہب تاویل کا ہے یعنی نزول رب سے مراد نزول رحمت رب ہے۔

شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے اپنی مشہور کتاب "الیواقیت والجواهر" ج ۱ ص ۱۰۴ پر لکھا ہے کہ ان دونوں (یعنی متقدمین ومتاخرین یا کہیے اہل تفویض واہل تاویل) میں سے تفویض اولیٰ ہے۔ مگر بعض مواقع کو مستثنیٰ کرنا پڑیگا۔ واللہ اعلم

﴿ بَابُ ٤٣٠ مَنْ نَامَ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَ اَحْيٰى آخِرَهٗ وَقَالَ سَلْمَانُ لِاَبِى الدَّرْدَاءِ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ قُمْ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ ﴾

جو شخص رات کے شروع میں سو جائے اور اخیر میں جاگے، اور حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے کہا (شروع رات میں) سو جا پھر جب اخیر رات ہو تو اٹھ جاؤ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سنکر) فرمایا کہ سلمان نے صحیح کہا۔ صدق سلمان

قصہ یہ ہوا کہ حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوالدرداءؓ میں مواخاۃ تھی حضرت سلمانؓ حضرت ابوالدرداءؓ کی ملاقات کے لیے ابوالدرداءؓ کے گھر گئے تو دیکھا کہ ابوالدرداء کی بیوی میلے کچیلے کپڑے میں ہیں اس پر سلمان نے پوچھا "کیوں کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا تمہارے بھائی ابوالدرداء میں دنیا کی رغبت نہیں رہی (یعنی ان کو بیوی کی طرف کوئی رغبت نہیں تو میں اچھے کپڑے پہن کر، بناؤ سنگھار کر کے کیا کروں) اتنے میں حضرت ابوالدرداءؓ آگئے انھوں نے سلمانؓ کے لیے کھانا تیار کیا اور سلمانؓ سے کہنے لگے تم کھاؤ میں تو روزہ سے ہوں، سلمان نے کہا میں تو نہیں کھاؤں گا جب تک تم بھی نہیں کھاتے چنانچہ ابوالدرداء نے سلمان کے ساتھ کھایا پھر جب رات ہوئی تو ابوالدرداء (تہجد کے لیے) اٹھنے لگے تو سلمان نے کہا سو جاؤ تو وہ سو گئے پھر جب اخیر رات ہوئی تو سلمان نے کہا اب اٹھو پھر دونوں نے نماز پڑھی پھر سلمان نے کہا ان لربك عليك حقا و لاهلك عليك حقا فاعطِ كل ذى حق حقه یہ سن کر ابوالدرداء حضور اقدسؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا صدق سلمان (بخاری ثانی، ص ۹۰۶)

۱۰۸۸﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنِى سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِى اِسْحَاقَ عَنِ الاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ النَّبِىِّ ﷺ بِاللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَهٗ وَ يَقُوْمُ آخِرَهٗ فَيُصَلِّى ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ فَاِنْ كَانَتْ بِهٖ حَاجَةٌ اغْتَسَلَ وَاِلَّا تَوَضَّأَ وَ خَرَجَ ﴾

**ترجمہ** حضرت اسود بن یزید نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کیسے نماز پڑھتے تھے۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ آپؐ شروع رات میں سو رہتے اور آخر رات میں اٹھتے اور (تہجد کی) نماز پڑھتے پھر اپنے بچھونے پر تشریف لیجاتے، جب مؤذن اذان دیتا تو تیزی سے اٹھتے اب اگر

آپ کو غسل کی حاجت ہوتی تو غسل کرتے ورنہ وضو کر کے باہر نکلتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "كان ينام اوله ويقوم آخره"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۴، وشمائل ترمذی ص ۱۹، ومسلم اول ص ۲۵۵۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے آخر لیل کے قیام کی افضلیت بیان کرنا ہے اور اس کی ترغیب دینا چاہتے ہیں۔

**تشریح** فان كانت به حاجة الخ علامہ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر آپ کو جماع (وطی) کی ضرورت ہوتی تو آپ صحبت کر کے غسل فرماتے ورنہ وضو کر کے نکل پڑتے۔

لیکن علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں حاجت سے مراد غسل کی حاجت ہے یعنی اگر غسل جنابت کی حاجت ہوتی تو غسل فرمالیتے ورنہ وضو کر کے باہر نکل جاتے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ [۷۳۱] قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ﴾

### نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان اور غیر رمضان میں رات کو عبادت کرنا

۱۰۸۹ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِىْ رَمَضَانَ وَ لَا فِىْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّىْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّىْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّىْ ثَلٰثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَىَّ تَنَامَانِ وَ لَا يَنَامُ قَلْبِىْ ﴾

**ترجمہ** ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ انھوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی رمضان میں (یعنی رمضان کی راتوں میں) کیا کیفیت ہوتی تھی؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے آپ چار رکعت پڑھتے ان کے حسن وطول (خوبی اور درازی) کو نہ پوچھو، پھر چار رکعت پڑھتے ان کے حسن وطول کو مت پوچھو اس کے بعد آپ تین رکعت (وتر) پڑھتے، حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ وتر

پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ ارشاد فرمایا "اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا"۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعتة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۳۵۴ ویاتی ص ۱۵۵، وص ۲۶۹، وص ۵۰۴، ومسلم اول ۲۵۴، وترمذی ج ۱ ص ۵۸، وابوداؤد اول فی الصلوٰۃ عن القعنبی ص ۱۸۹ وغیرہ۔

۱۰۹۰﴿ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَارَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِيْ شَيْءٍ مِنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ جَالِسًا حَتّٰى اِذَا كَبِرَ قَرَاَ جَالِسًا فَاِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّوْرَةِ ثَلَاثُوْنَ آيَةً اَوْ اَرْبَعُوْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَاَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی کسی نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ جب آپ بوڑھے ہوگئے تو بیٹھ کر قرآن پڑھتے تو جب سورت میں سے تیس آیت یا چالیس آیت باقی رہتیں تو کھڑے ہو جاتے پھر ان آیات کو پڑھ کر رکوع کرتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من صلوة الليل" وهي قيام الليل الذي سماه في الترجمة" (عمدہ)۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۴، ومر ص ۱۵۰، وص ۱۵۱، ویاتی ص ۱۶۷ تا ص ۱۷۷، مسلم اول ص ۲۵۲۔

**مقصد** امام بخاریؒ بتلا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز (یعنی نمازِ تہجد) رمضان اور غیر رمضان میں برابر رہتی تھی۔

**فقاہت کے یتیم غیر مقلدین** غیر مقلدین بیچارے فقہ کے منکر فقاہت کے یتیم احادیث پڑھتے ضرور ہیں پر سمجھتے بہت کم ہیں کہتے ہیں کہ یہ حدیث تراویح کے اٹھ رکعت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

**جواب:** ۱ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول رمضان اور غیر رموضان میں یکساں تھا تو کیا غیر مقلدین تراویح غیر رمضان میں بھی پڑھتے ہیں؟

۲ ان غیر مقلدین کو آج تک یہی سمجھ میں نہیں آیا ہے کہ سنتي و سنة الخلفاء الراشدين کا کیا مطلب ہے؟ اور کیا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں داخل نہیں ہیں۔

۳ اگر اس حدیث سے آٹھ رکعت تراویح پر استدلال کرتے ہو تو وتر کی نماز کو بھی تین رکعت مان لو کہ آٹھ

اور تین گیارہ ہوتے ہیں۔

**یصلی اربعا** اس کا یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ چار رکعت آپؐ دو سلام سے پڑھتے تھے اور یہی مطلب ارجح وانسب ہے تاکہ صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ کی حدیث سے تعارض نہ ہو۔ واللہ اعلم

## باب ۷۳۲ فَضْلِ الطُّهُوْرِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَفَضْلِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

### رات اور دن باوضو رہنے کی فضیلت اور رات اور دن میں وضو کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت

۱۰۹۱ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِیْ حَيَّانَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ مَاعَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةِ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت حضرت بلالؓ سے فرمایا اے بلال! مجھے بتاؤ کہ تو نے اسلام (کے زمانہ) میں کونسا زیادہ نفع والا عمل صالح کیا ہے کیونکہ میں نے جنت میں تمہارے چپلوں کی آواز اپنے آگے سنی ہے انھوں نے عرض کیا میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید والا کوئی عمل نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نماز پڑھتا ہوں، جو میری تقدیر میں لکھی تھی۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ما عملت عملا ارجی عندی انی لم اتطهر طهورا فی ساعة ليل او نهار الا صليت بذلك الطهور"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۴ ویاتی فی التوحید ص ۱۱۲۴، ومسلم۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے تحیۃ الوضو کی فضیلت بیان کرنا ہے۔

**سوال:** حضرت بلالؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنت میں کیسے پہنچ گئے کہ آنحضرتؐ نے بلال کے چپل جوتے کی آہٹ (پھٹ پھٹ) سنی؟

**جواب:** یہ خواب کی بات ہے۔

**اشکال:** حضرت بلالؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے کیسے بڑھ گئے؟

**جواب:** ۱۔ یہ آگے چلنا تو خادم ہونے کی حیثیت سے ہے جیسے بادشاہ کے آگے چوبدار چلتا ہے اور راستہ صاف کرتا ہے اور بادشاہ یعنی مخدوم پیچھے رہتا ہے۔

۲۔ آج کل کار و ٹیکسی میں ڈرائیور آگے رہتا ہے اور گاڑی کا مالک پیچھے سیٹ پر بیٹھتا ہے۔ فلا اشکال

## ﴿ باب۴۳۳ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي الْعِبَادَةِ ﴾

### عبادت میں سختی (یعنی تکلیف و مشقت) اٹھانا مکروہ ہے

کیونکہ ایسی عبادت نبھ نہیں سکتی چند روز کر کے چھوڑ بیٹھے گا، عبادت تو وہ بہتر ہے کہ مداومت ہو سکے، "مادیمت علیها"

۱۰۹۲﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَبْلُ قَالُوْا هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَاِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَاِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ قَالَ وَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِیْ اِمْرَاَةٌ مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ فَدَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ قُلْتُ فُلَانَةُ لَا تَنَامُ بِاللَّيْلِ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ مِنَ الْاَعْمَالِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک رسی ہے جو دو ستونوں کے درمیان تنی ہوئی ہے، آپؐ نے پوچھا کہ یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ام المؤمنین حضرت زینبؓ کی رسی ہے جب وہ (نماز میں کھڑی کھڑی) تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک جاتی ہیں، اس پر آپؐ نے فرمایا "لا" یہ رسی نہیں ہونی چاہیے، اسکو کھول ڈالو تم میں ہر شخص کو چاہیے کہ جب تک نشاط ہو نماز پڑھے اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔ امام بخاریؒ نے کہا ہم سے عبد الرحمٰن بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انھوں نے امام مالکؒ سے انھوں نے ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میرے پاس قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت (حولاء بنت تویت) بیٹھی تھی اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپؐ نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ میں نے عرض کیا فلانی عورت

ہے جورات بھر نہیں سوتی پھر اس کے نماز کا (یعنی کثرت نماز کا) تذکرہ کرنے لگیں، آپ نے فرمایا بس کر (رُک جا) اتنا ہی عمل کرو جتنے کی طاقت ہے (یعنی آرام سے کرسکتے ہو) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم ہی عمل کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لا حُلُوهُ" اى انكاره على فعل زينب فى شدها الحبل لتتعلق به عند الفتور"

حدیث کا ترجمہ دیکھئے تو انشاء اللہ "لاحلوه" کی وضاحت ہوجائے گی۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۴ و مر الحديث ص ۱۱، ومسلم اول ص ۲۶۶۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ قیام لیل یعنی رات کی عبادت اگرچہ مرغب فیہ ہے جیسا کہ آنے والے باب کا مقصد ہے بخاریؒ نے مسلسل تین باب قائم کیا ہے مقصد یہ ہے کہ عبادت میں متوسط طریقہ اختیار کرنا چاہیے افراط وتفریط دونوں سے بچنا چاہیے۔

## ﴿ بابٌ [۷۴۴] مَا يُكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ لِمَنْ قَامَ يَقُوْمُهُ ﴾

## جو شخص رات کو عبادت کرتا تھا پھر بالکل چھوڑ دے تو مکروہ ہے

۱۰۹۳﴿ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ وَقَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي الْعِشْرِيْنَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عُمَرَبْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوسَلَمَةَ بِهٰذَا مِثْلَهُ وَ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ اَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ تو فلاں شخص کی طرح نہ ہوجانا جو قیام لیل کرتا تھا پھر قیام لیل چھوڑ دیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يا عبدالله لاتكن مثل فلان الىٰ آخره"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۴ واخرجه مسلم فى الصوم.

وقال هشام حدثنا ابن ابی العشرین (اسم ابن ابی العشرین عبد الحمید بن حبیب کاتب الاوزاعی) قال حدثنا الاوزاعی قال حدثنی یحیی الیٰ آخرہ.

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد باب سابق میں ذکر کر دیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر پہلے سے قیام لیل کا عادی شخص چھوڑ دے تو چھوڑنا مکروہ ہے الا لعذر فلا کراھۃ۔

بس اعتدال اور توسط مناسب ہے کہ جس پر مداومت و پابندی ہو سکے اس لیے تشدید وغلو بھی مکروہ اور بالکل ترک قیام بھی مکروہ۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب ۴۳۵ ﴾ (بلا ترجمہ کالفصل من الباب السابق)

۱۰۹۴﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَ تَصُوْمُ النَّهَارَ قُلْتُ اِنِّي اَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَ فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنُكَ وَ نَفِهَتْ نَفْسُكَ وَ اِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا وَ لِاَهْلِكَ حَقًّا فَصُمْ وَ اَفْطِرْ وَ قُمْ وَ نَمْ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ تو ساری رات قیام (یعنی عبادت) کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ میں نے عرض کیا "میں یہ کرتا ہوں (یعنی یہ خبر سچ ہے) آپؐ نے فرمایا جب تو ایسا کرے گا تو تیری آنکھ کمزور ہو جائے گی۔ اور تم خود کمزور ہو جاؤ گے۔ (اور خوب سمجھ لو) تمہاری ذات (یعنی جان) کا تم پر حق ہے اور تیرے اہل (بیوی) کا تم پر حق ہے روزہ بھی رکھ اور افطار بھی کر اور قیام لیل بھی کر اور سو بھی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "صُم و افطِر، قُم و نَم"

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں روزہ رکھنے اور چھوڑنے کا حکم دیا ہے اسی طرح قیام لیل اور سونے و آرام کرنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی کیفیت اعتدال کی تعلیم دی ہے، طریقہ بتایا ہے کہ تشدید وغلو سے بچو دین کے ساتھ پہلوانی مت کرو کہ تم تھک جاؤ گے اور نباہ نہ سکو گے۔

## ﴿ باب ۴۳۶ فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰی ﴾

### اس شخص کی فضیلت کا بیان جو رات کو بیدار ہو پھر نماز پڑھے

۱۰۹۵﴿ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا

الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَیْرُ بْنُ هَانِیٍٔ قَالَ حَدَّثَنِیْ جُنَادَةُ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اَوْ دَعَا اُسْتُجِیْبَ لَهٗ فَاِنْ تَوَضَّأَ قُبِلَتْ صَلَاتُهٗ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبادہ بن صامتؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات میں بیدار ہو اور یہ پڑھے "لا اله الا الله وحده لا شريك له الخ" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے اور اللہ پاک ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا نہ کوئی گناہ سے بچانے والا ہے اور نہ نیک کام کی توفیق دینے والا، اس کے بعد یہ پڑھے "اللهم اغفر لي الخ" اے اللہ مجھ کو بخش دے یا اور کوئی دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جائے گی۔ پھر اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول ہوگی۔

**مطابقته للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من تعارّ من الليل الخ"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۵۵، ابوداؤد جلد ثانی کتاب الادب ص ۶۸۹، ترمذی کتاب الدعوات ص ۱۷۷۔

۱۰۹۶﴿ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُكَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِی الْهَیْثَمُ بْنُ اَبِیْ سِنَانٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ وَهُوَ یَقُصُّ فِیْ قَصَصِهٖ وَهُوَ یَذْكُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخًا لَّكُمْ لَا یَقُوْلُ الرَّفَثَ یَعْنِیْ بِذٰلِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ.

وَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ یَتْلُوْ كِتَابَهٗ ☆ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ

اَرَانَا الْهُدٰی بَعْدَ الْعَمٰی فَقُلُوْبُنَا ☆ بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

یَبِیْتُ یُجَافِیْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ ☆ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِیْنَ الْمَضَاجِعُ

تَابَعَهٗ عُقَیْلٌ وَقَالَ الزُّبَیْدِیُّ اَخْبَرَنِی الزُّهْرِیُّ عَنْ سَعِیْدٍ وَالْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ ﴾

**ترجمہ** ہیثم بن ابی سنان کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا وہ اپنے وعظ میں بیان کر رہے تھے اور وہ (اپنے وعظ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کر رہے تھے کہ آپؐ نے فرمایا "تمھارے بھائی (عبداللہ بن رواحہؓ) فحش بات (اپنے اشعار میں) نہیں کہتے، اخا لکم سے مراد حضرت عبداللہ بن رواحہؓ تھے جن کے اشعار یہ ہیں (ترجمہ:۔ اور ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، جب مشہور فجر بلند

ہوتی ہے۔ ہم کو گمراہی کے بعد ہدایت دکھائی، ہمارے قلوب یہ یقین کر چکے ہیں کہ آپؐ نے جو کچھ فرمایا حق اور صحیح ہے۔ رات کو اپنا پہلو اپنے بستر سے الگ کر لیتے ہیں، جب مشرکین بستر (خواب گاہ) پر بھاری رہتے ہیں۔

یونس کی طرح اس حدیث کو عقیل نے بھی زہری سے روایت کیا، اور زبیدی نے یوں کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا سعید اور اعرج سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "يبيت يجافي جنبه عن فراشه" لان مجافاة جنبه عن الفراش وهو ابعاده عنه بسبب التعار وكان ذلك اما للصلوٰة واما للذكر وقراءة القرآن.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۵، ویاتی ص ۹۰۹۔

۱۰۹۷﴿ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ بِيَدِيْ قِطْعَةَ اسْتَبْرَقٍ فَكَاَنِّيْ لَا اُرِيْدُ مَكَانًا مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ اِلَيْهِ وَ رَاَيْتُ كَاَنَّ اثْنَيْنِ اَتَيَانِيْ اَرَادَا اَنْ يَّذْهَبَا بِيْ اِلَى النَّارِ فَتَلَقَّاهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لَمْ تُرَعْ خَلِّيَا عَنْهُ فَقَصَّتْ حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى رُؤْيَايَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَكَانُوْا لَا يَزَالُوْنَ يَقُصُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا اَنَّهَا فِي اللَّيْلَةِ السَّابِعَةِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَاَتْ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ خواب دیکھا گویا کہ میرے ہاتھ میں ایک ریشمی کپڑے کا ٹکڑا ہے اور میں جنت کے جس مکان میں جانا چاہتا ہوں وہ ٹکڑا مجھے اڑا کر وہاں لے جاتا ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا جیسے دو (فرشتے) میرے پاس آئے اور مجھ کو دوزخ کی طرف لے جانے لگے پھر ایک فرشتہ ان کو (راہ) میں ملا وہ مجھ سے کہنے لگا خوف نہ کرو اور ان فرشتوں سے کہا اس کو چھوڑ دو پھر حضرت حفصہ ام المؤمنینؓ نے میرا خواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر دیا، آپؐ نے فرمایا عبداللہ اچھا آدمی ہے کاش کہ رات کو نماز پڑھتا اس کے بعد سے عبداللہؓ رات کو نماز پڑھنے لگے، اور صحابۂ کرام کا یہ حال تھا کہ وہ ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اپنے خواب بیان کرتے کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات میں ہے

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تم سب کے خواب رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر ہونے پر متفق ہیں۔ پھر جو کوئی شب قدر ڈھونڈنا چاہے تو رمضان کے آخری عشرہ میں ڈھونڈھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "فكان عبدالله يصلى من الليل"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۵، ومر الحديث ص ۶۳ مختصراً، وص ۱۵۱، ويأتى ص ۵۲۹، ص ۱۰۳۹، ص ۱۰۴۰، وص ۱۰۴۱، ومسلم ثانى فى الفضائل ص ۲۹۸، وترمذی جلد ثانی مناقب عبداللہ ابن عمر ص ۲۲۳۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ایسے شخص کی فضیلت بیان کرنا ہے جو رات کو بیدار ہوتے وقت بے اختیار ذکر اللہ کرے یعنی بیداری کے وقت منہ سے نکلنے والی آواز میں ذکر اللہ ہو۔ اور یہ اسی وقت ہوگا جب انسان کی طبیعت ذکر اللہ سے مانوس اور ایسا خوگر ہو کہ بلا اختیار ذکر اللہ نکلتا ہو، اسکی زبان ہمیشہ ذکر اللہ میں رطب اللسان ہو۔

**سوال:** ترجمۃ الباب تو فضیلت بیان کرنے کے لیے ہے لیکن حدیث میں کہیں بھی فضیلت کا ذکر نہیں ہے، البتہ قبولیت کا ذکر ہے۔

**جواب:** جب قبولیت معلوم ہوگئی تو بلا شبہ فضیلت ثابت ہوگئی خود قبولیت دلیل فضیلت ہے۔

## ﴿ بَابُ ۴۳۷ الْمُدَاوَمَةِ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ﴾

### فجر کی دو رکعت پر مداومت کا بیان (یعنی فجر کی سنتیں ہمیشہ پڑھنا)

۱۰۹۸﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ اَبِى اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِى جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِى سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِىَ رَكَعَاتٍ وَ رَكْعَتَيْنِ جَالِسًا وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ النِّدَائَيْنِ وَلَمْ يَكُنْ يَدَعُهُمَا اَبَدًا ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھائی پھر (تہجد کی) آٹھ رکعتیں پڑھیں اور دو رکعتیں بیٹھ کر اور دو رکعتیں دونوں اذان (یعنی صبح کی اذان اور اقامت) کے درمیان، اور آپؐ ان دونوں کو (یعنی سنت فجر کی دو رکعتیں) کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ولم يكن يدعهما ابدا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۵، وابوداؤد اول ص ۱۹۲ تا ص ۱۹۳۔

**مقصد** امام بخاریؒ صلوٰۃ اللیل سے فراغت کے بعد سنت فجر کو بیان کر رہے ہیں مقصد یہ ہے کہ فجر کی سنت تمام سنتوں سے زیادہ مؤکد ہے۔ امام حسن بصریؒ کے نزدیک تو فجر کی سنت واجب ہے۔ بہر حال مصنف

کا مقصد یہ ہے کہ اس کو چھوڑا نہ جائے مداومت اور پابندی کی جائے۔

**تشریح** حنفیہ کا بھی یہی قول ہے کہ فجر کی سنت سنت مؤکدہ قریب واجب کے ہے۔ امام شافعی کے یہاں آکد الرواتب یعنی تمام سنتوں سے زیادہ مؤکدوتر ہے۔

## ﴿ باب۷۳۸ الضَّجعَةِ علَى الشِّقِّ الأيمَنِ بَعدَ ركعَتي الفَجرِ ﴾

### فجر کی سنتیں (دو رکعت) پڑھ کر داھنی کروٹ پر لیٹ جانے کا بیان

۱۰۹۹﴿ حَدَّثَنَا عَبدُ اللّٰهِ بنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الأَسوَدِ عَن عُروَةَ بنِ الزُّبَيرِ عَن عَائِشَةَ قَالَت كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكعَتَي الفَجرِ اضطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيمَنِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعت سنت پڑھ لیتے تو داھنی کروٹ لیٹ جاتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "اذا صلى ركعتي الفجر اضطجع على شقه الايمن"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۵، ومر ص ۸۷، وص ۱۳۵، وص ۱۵۱، ویاتی ص ۱۵۶، وص ۹۳۳۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کی آخری تہائی میں تہجد پڑھتے تھے اتنے میں فجر کا وقت جب قریب ہوتا تو وتر پڑھتے پھر فجر کی اذان ہو جاتی تو آپؐ فجر کی سنت پڑھ کر داھنی کروٹ لیٹ جاتے یعنی صرف تکان دور کرنا مقصد تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لیٹنے کا عمل لازمی نہ تھا پس معلوم ہوا کہ جو حضرات نماز تہجد پڑھیں تو تکان دور کرنے کے لیے سنت کے بعد جماعت کھڑی ہونے تک لیٹ جائیں انشاء اللہ ثواب ہوگا۔ امام بخاریؒ کا مسلک آئندہ باب سے واضح ہے کہ لیٹنا ضروری نہیں ہے۔

**تشریح** علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں صحابہ وتابعین وبعدہم کے چھ اقوال ہیں۔

۱۔ سنت ہے والیہ ذهب الشافعیؒ و اصحابه، امام نووی شافعی نے اس سلسلے میں تفصیلی بحث کی ہے۔

۲۔ مستحب ہے۔ مستحب ان لوگوں کے لیے ہے جو رات کو اٹھ کر قیام لیل کرے، تہجد پڑھے۔ وعلیہ الاکابرؒ۔

۳۔ واجب وفرض ہے وهو قول ابی محمد بن حزم ابن حزم تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ بغیر اس کے فجر کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

۴ بدعت ہے عند المالکیہ

۵ خلاف اولی ہے

۶ یہ لیٹنا مقصود بالذات نہیں ہے بلکہ سنت اور فرض کے درمیان فصل کے لیے ہے، بہر حال احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل دوامی نہیں تھا چنانچہ بخاری ہی میں ابن عباسؓ کی روایت گزر چکی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تہجد سے فارغ ہو کر لیٹ گئے اور جب مؤذن آیا تو آپؐ نے دو رکعت پڑھی پھر باہر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھی۔

معلوم ہوا کہ یہ لیٹنا واجب نہیں بس جو شخص تہجد کا پابند ہے تو وہ فجر کی سنت سے پہلے یا سنت پڑھ کر لیٹ جائے تا کہ تکان دور کر کے تازہ دم ہو کر انبساط کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ سکے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابٌ [۶۳۹] مَنْ تَحَدَّثَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَضْطَجِعْ ﴾

### فجر کی سنتیں پڑھ کر باتیں کرنا اور نہ لیٹنا

۱۱۰۰ ﴿ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ اَبُو النَّضْرِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلَّى فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَاِلَّا اضْطَجَعَ حَتّٰى يُؤَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز (یعنی فجر کی سنت) سے فارغ ہو جاتے تو اگر میں جاگتی رہتی تو مجھ سے باتیں کرتے ورنہ لیٹ جاتے یہاں تک کہ نماز کے لیے اذان ہوتی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كان اذا صلى (اى سنة الفجر) فان كنت مستيقظة حدثني الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۵، و مر الحديث، ص ۱۵۱، ويأتي ص ۱۵۶، مسلم اول ص ۲۵۵، والترمذی اول فی الصلوة فی "باب ما جاء في الكلام بعد ركعتي الفجر ص ۵۶۔

**مقصد** اس باب کو لا کر امام بخاری نے بتلا دیا کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا واجب نہیں لیکن بدعت کہنا بھی کچھ صحیح نہیں بلکہ مستحب ہے تا کہ تہجد کے تکان کو دور کر کے پورے انبساط کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ سکے کما مر سابقا نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپؐ باتیں کرتے تو لیٹ کر کرتے۔ فلا اشکال۔

﴿ بابُ ۷۳۵ مَاجَاءَ فِي التَّطَوُّعِ مَثْنٰى مَثْنٰى قَالَ مُحَمَّدٌ وَ يُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عَمَّارٍ وَ اَبِيْ ذَرٍّ وَ اَنَسٍ وَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَ عِكْرِمَةَ وَ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدِ الْاَنْصَارِي مَا اَدْرَكْتُ فُقَهَاءَ اَرْضِنَا اِلَّا يُسَلِّمُوْنَ فِيْ كُلِّ اثْنَتَيْنِ مِنَ النَّهَارِ ﴾

نفل نمازیں دو دو رکعت پڑھنے کا بیان، امام بخاریؒ نے کہا اور یہ منقول ہے عمارؓ اور ابوذرؓ اور انسؓ اور جابر بن زید اور عکرمہ اور امام زہری سے اور یحییٰ بن سعید انصاری (تابعی) نے کہا میں نے اپنے ملک (مدنیہ منورہ) کے علماء کو یہی دیکھا کہ وہ دن کے نوافل میں ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے

۱۱۰۱ ﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الْمَوَالِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَ اٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَ يَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَ اٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ ﴾

**ترجمہ** حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام کاموں میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے (یعنی استخارہ کرنا سکھاتے تھے) جیسے قرآن کی کوئی سورہ سکھلاتے، آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے کسی کام ارادہ کرے تو فرض کے علاوہ نفل کے طور پر دو رکعت پڑھے پھر یہ کہے "اللّٰھُمَّ انی استخیرك الخ" (اے اللہ میں تیرے علم کی بدولت خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت سے طاقت چاہتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کی درخواست کرتا ہوں اس لیے کہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں نہیں رکھتا اور تجھ کو علم ہے

اور مجھ کو علم نہیں اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کے لیے میں استخارہ کر رہا ہوں) میرے دین میرے معاش (یعنی دنیا) اور انجام کار کے لیے بہتر ہے یا یہ فرمایا کہ ابھی یا آئندہ (یہ شک راوی ہے ابھی سے دنیا مراد ہے اور آئندہ سے آخرت، یا ابھی سے مراد سردست بالفعل اور آئندہ سے دنیا کا مستقبل آئندہ) میرے لیے بہتر ہے تو وہ میرے لیے مقدر فرما اور اس کو میرے لیے آسان فرما پھر اس میں میرے لیے برکت عطا فرما، اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین اور میرے معاش اور میرے انجام کے لیے برا ہے یا یہ فرمایا کہ ابھی یا آئندہ میرے لیے برا ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھرا دے اور جہاں میرے لیے خیر و بھلائی ہو مقدر فرما پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے اور اپنی حاجت بیان کرے (ھذا الامر کی جگہ اس کام کا نام لے)۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فليركع ركعتين من غير الفريضة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۵ تا ص ۱۵۶، و یاتی ص ۹۴۴، و ص ۱۰۹۹، ابوداؤد فی باب الاستخارہ ج ۱ ص ۲۱۵، ترمذی اول فی الصلوٰۃ ص ۶۳۔

۱۱۰۲﴿ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ سَمِعَ اَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيِّ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو قتادہ بن ربعی انصاریؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) نہ پڑھ لے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "حتى يصلى ركعتين"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۶، ومر الحديث ص ۶۳، باقی کے لیے دیکھئے نصر الباری جلد سوم ص ۲۲، حدیث نمبر ۴۳۰۔

۱۱۰۳﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب ہمارے گھر دعوت میں تشریف لائے تھے تو) ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر تشریف لے گئے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ركعتين"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۵٦، باقی مواضع کے لیے دیکھئے نصر الباری جلد دوم ص ۴۰۴ یعنی حدیث نمبر ۳۷۲ کے مواضع۔

۱۱۰۴﴿ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں (سنت کی) ظہر سے پہلے پڑھی اور دو رکعتیں ظہر کے بعد، اور دو رکعتیں جمعہ کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين قبل الظهر"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۵٦، و مر ص ۱۲۸، باقی مواضع کے لیے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد چہارم باب نمبر ۵۹۳ حدیث نمبر ۸۹۸۔

۱۱۰۵﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ اَوْ قَدْ خَرَجَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبداللہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ (جمعہ کا) خطبہ پڑھ رہے تھے کہ جب کوئی تم میں سے (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو یا امام خطبہ کے لیے نکل چکا ہو تو دو رکعتیں (تحیۃ المسجد) پڑھ لے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فليصل ركعتين"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۵٦ و مر ص ۱۲۷، و مسلم اول ص ۲۸۷، ابوداؤد ص ۱۵۹، ترمذی ص ٦۷۔

۱۱۰٦﴿ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمٰنَ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ اُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ فَاَجِدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَ اَجِدُ بِلَالًا عِنْدَ الْبَابِ قَائِمًا فَقُلْتُ يَا بِلَالُ اَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَأَيْنَ قَالَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ أَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيِ الضُّحَى وَقَالَ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ غَدَا عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَبُوبَكْرٍ وَ عُمَرُ بَعْدَ مَا امْتَدَّ النَّهَارُ وَ صَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ﴾

**ترجمہ** مجاہدؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ (مکہ میں) اپنے گھر میں آئے تو ان سے کہا گیا (آپ بیٹھے ہیں) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ کعبہ کے اندر داخل ہو چکے، عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ یہ سنکر میں آیا دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے باہر نکل چکے ہیں اور میں نے دیکھا کہ بلالؓ دروازہ کے پاس کھڑے ہیں میں نے کہا اے بلال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا ''ہاں'' میں نے پوچھا کہاں پر؟ تو انھوں نے کہا ''ان دونوں ستونوں کے درمیان پھر آپ باہر نکلے اور کعبہ کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کی وصیت کی، اور حضرت عتبان بن مالکؓ نے فرمایا کہ صبح کو دن چڑھنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما میرے یہاں تشریف لائے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "فصلى ركعتين في وجه الكعبة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۶ و مر ص ۵۷، ص ۶۷، وص ۲۷، و ۱۱/۱۱ باقی مواضع کے لیے دیکھئے نصر الباری جلد دوم ص ۴۲۰ حدیث نمبر ۳۸۷۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ نفل نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے گویا بخاریؒ اس مسئلے میں حضرات شافعیہ اور حنابلہ کی موافقت کر رہے ہیں جیسا کہ ترجمۃ الباب ہی میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے استدلال فرمایا ہے نیز فقہاء مدینہ کے حوالہ سے مزید مدلل فرمایا ہے واضح رہے کہ یہ اختلاف نفس جواز میں نہیں ہے صرف افضلیت میں ہے کہ چار چار رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے یا دو دو رکعت کر کے، مسئلہ گذر چکا ہے۔

**تشریح** باب کی پہلی حدیث حضرت جابر بن عبداللہؓ کی ہے جس میں استخارہ کے متعلق ہے "في الامور كلها" اس میں منصوص احکام مثلاً امور واجبہ، مسنونہ وغیرہ نہ ہوں مطلب یہ ہے کہ عبادات کے متعلق استخارہ نہیں ہے۔ ''درکارِ خیر حاجتِ استخارہ نیست'' نیز امور محرمہ ومکروہہ نہ ہوں کیونکہ محرمات ومنہیات سے بچنا مطلق خیر ہے، بچنا واجب ہے۔

البتہ استخارہ سفر کے متعلق کرنا مستحب ہے کہ کب سفر کرے؟ کب نہ کرے، علی ہذا نکاح کے متعلق بھی استخارہ کرسکتا ہے۔

استخارہ کا اصل طریقہ اس حدیث جابرؓ میں ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے، بعض علماء سے سورہ بھی منقول ہے کہ پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھے، استخارہ دو رکعت سے زائد چار بھی پڑھنا جائز ہے استخارہ کے جس پر دل جم جائے، انشراح قلب ہو وہ کرے اگر ایک مرتبہ میں انشراح نہ ہو تو دوبارہ وسہ بارہ کرے اگر کسی جانب انشراح نہ ہو تو میلان ورجحان طبع پر کام کرگذرے انشراح یا خواب کوئی لازمی و ضروری چیز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ان هذا الامر اس جگہ اپنی حاجت کو ذکر کردے۔

## باب الحديث يعني بعد ركعتي الفجر

فجر کی دو رکعت (سنت) کے بعد باتیں کرنے کا بیان

۱۱۰۷ ﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنِيْ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَاِنَّ بَعْضَهُمْ يَرْوِيْهِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ ذَاكَ ﴾

**ترجمہ** ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فجر کی سنت) دو رکعت پڑھ لیتے تو اگر میں بیدار ہوتی تو مجھ سے آپؐ باتیں کرتے ورنہ لیٹ رہتے۔ علی بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے کہا کہ بعض حضرات روایت کرتے ہیں کہ فجر کی دو رکعت پڑھتے، تو سفیان نے کہا کہ یہی تو مراد ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كان يصلي ركعتين فان كنت مستيقظة حدثني"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۵۶ ومر الحديث ص۸۷، وص۱۵۱، وص۱۵۵۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان بات کرنا جائز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اور جن حضرات سے عدم جواز یا کراہت منقول ہے ان کا رد کرتے ہیں۔

حنفیہ سے بھی کراہت وناپسندیدگی منقول ہے مگر یہ کراہت ان لوگوں کے حق میں ہے کہ جن کے لیٹنے یا بات کرنے میں جماعت فرض میں نقصان کا اندیشہ ہو۔ واللہ اعلم

فان بعضهم يرويه بعض سے مراد امام مالکؒ ہیں۔ (عمدہ)

## ﴿ باب ۷۴۲ تَعَاهُدِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَ مَنْ سَمَّاهُمَا تَطَوُّعًا ﴾

فجر کی دو رکعت (سنت) کو لازم کر لینا (یعنی پابندی کرنا) اور ان لوگوں کی دلیل جنھوں نے ان دو رکعتوں کو تطوع یعنی غیر واجب کہا ہے

۱۱۰۸﴿ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل پر اتنی سخت پابندی نہیں فرماتے تھے جتنی فجر کی دو رکعت (سنت پر) پابندی فرماتے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم على شيء من النوافل اشد منه تعاهدا على ركعتي الفجر"

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۵۶، ومسلم اول فی الصلوٰۃ ص ۲۵۱، وابوداؤد اول فی باب الاضطجاع بعدہا ص ۱۷۹ وغیرہ۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ فجر کی یہ دو رکعت سنت مؤکدہ ہے یہی جمہور ائمہ کا قول ہے اور بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ واجب ہے بخاریؒ نے من سماهما تطوعا سے رد کر دیا بہر حال تمام سنتوں میں فجر کی سنت آکد المؤکدات ہے مگر واجب نہیں۔

## ﴿ باب ۷۴۳ مَا يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ﴾

فجر کی دو رکعت میں (یعنی سنت میں) کیسی قرأت کرے؟ مختصر یا مطول؟

اگر چہ بظاہر ترجمۃ الباب سے معلوم ہوتا ہے کہ کونسی سورہ پڑھی جائے گی لیکن حدیث الباب نے اس کی تشریح کر دی کہ ما کبھی کیفیت کے لیے بھی آتا ہے۔

بعض حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنت میں بہت ہی مختصر قرأت کرتے تھے نیز بعض روایت میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تصریح ہے۔

۱۱۰۹﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى بِاللَّيْلِ ثلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّى اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے پھر جب صبح کو اذان سنتے تو ہلکی (مختصر) دو رکعتیں (سنت کی) پڑھ لیتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ثم يصلى اذا سمع النداء بالصبح ركعتين خفيفتين"

مطلب یہ ہے کہ فجر کی سنت میں قرأت تو کرتے تھے مگر ہلکی پھلکی یعنی لمبی سورت نہیں پڑھتے تھے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۵۶۔

۱۱۱۰﴿ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمَّتِهٖ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حدثنا يَحْيٰى هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلوٰةِ الصُّبْحِ حَتّٰى اِنِّى لَاَقُوْلُ هَلْ قَرَاَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے پہلے جو دو رکعتیں پڑھتے وہ اس قدر مختصر پڑھتے کہ میں کہتی کی سورہ فاتحہ بھی پڑھی یا نہیں؟۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يخفف الركعتين اللتين قبل صلوٰة الصبح حتى انى لاقول هل قرأ بام القرآن"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۵۶۔

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد ان حضرات کی تردید ہے جو فجر کی سنت میں قرأت کے منکر ہیں کہ کچھ نہ پڑھے بخاریؒ فرماتے ہیں قرأت تو ہوگی مگر مختصر ہوگی، اطالہ مکروہ ہے۔

**تشریح** علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "اختلف العلماء فى القراءة فى ركعتى الفجر على اربعة مذاهب الخ (عمدہ)

[1] لا قراءة فيهما یعنی کچھ نہ پڑھے امام بخاریؒ کا مقصد ان ہی حضرات کی تردید ہے۔

۲ دونوں رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے، یہی قول امام مالکؒ سے مشہور ہے اور استدلال اسی روایت عائشہؓ سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تخفیف کرتے تھے کہ میں سوچتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام القرآن یعنی سورۂ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں؟

۳ سورۂ فاتحہ بھی پڑھے اور ضم سورہ بھی مگر مختصر، یہی جمہور کا مذہب ہے نیز امام بخاریؒ کا مقصد جمہور کی تائید و موافقت ہے بخاری نے اسی اختلاف کی وجہ سے ترجمہ میں سوال کر کے چھوڑ دیا کوئی حکم نہیں لگایا۔

۴ لا باس بتطویل القراءة اور یہ حضرت ابراہیم نخعیؒ وغیرہ سے منقول ہے۔ واللہ اعلم

## باب [۷۴۴] التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

## فرض کے بعد نفل یعنی سنت کا بیان

امام بخاریؒ نے سب سے پہلے فجر کی سنت کو بیان کیا کیونکہ وہ تمام سنتوں سے زیادہ مؤکد اور آکد المؤکدات ہے اس لیے پہلے بیان کر کے اب اور نمازوں کی سنتیں بیان فرماتے ہیں۔

**سوال:** امام بخاریؒ نے سنن قبلیہ کا تذکرہ کیوں نہیں فرمایا؟

**جواب:** چونکہ یہ سنن اکثر بعد المکتوبہ ہیں مثلاً عصر، مغرب اور عشاء میں بعد المکتوبہ ہیں اس لیے اہتماما بعدیہ کو پہلے بیان کرنے کے لیے بعد المکتوبہ کی قید لگادی ہے ورنہ اگلے صفحہ ۱۵۷ پر ظہر سے پہلے کی سنت پر مستقل باب آرہا ہے جو حنفیہ کے نزدیک ظہر میں فرض سے پہلے چار رکعتیں اور عند الشوافع وغیرہ دو رکعتیں سنت ہیں۔

۱۱۱۱ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَاَمَّا الْمَغْرِبُ وَ الْعِشَاءُ فَفِي بَيْتِهِ وَ حَدَّثَتْنِي اُخْتِي حَفْصَةُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَ كَانَتْ سَاعَةً لَا اَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا تَابَعَهُ كَثِيرُ بْنُ فَرْقَدٍ وَاَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي اَهْلِهِ

**ترجمہ** حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سنت کی دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں جمعہ کے

بعد پڑھیں، اور مغرب اور عشاء کی سنتیں آپؐ اپنے گھر میں پڑھا کرتے، اور عبداللہ ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے میری بہن ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر طلوع ہونے کے بعد دو رکعتیں (سنت کی) مختصر پڑھا کرتے تھے اور یہ وہ وقت ہوتا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں جاتا تھا، عبیداللہ کے ساتھ اس حدیث کو کثیر بن فرقد اور ایوب نے بھی نافع سے روایت کیا اور ابن ابی الزناد نے اس حدیث کو موسیٰ بن عقبہ سے انھوں نے نافع سے روایت کیا فی اھلہ (یعنی فی بیتہ کے بجائے فی اھلہ کہا مفہوم میں کوئی فرق نہیں)۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان البعدية مذكورة فيه في خمسة مواضع

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص۱۵۶ تا ۱۵۷ و مر ص ۱۲۸ و ياتي ص ۱۵۷۔

**وحديث حفصة ان النبی صلی الله عليه وسلم كان يصلی ركعتين خفيفتين الخ مر ص ۸۷ و ياتي ص ۱۵۷۔**

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ سنن بعد المکتوبہ زیادہ مؤکد و قابل توجہ ہیں بہ نسبت سنن قبلیہ کے کیونکہ سنن بعدیہ جابر ہیں اور قبلیہ تمہید۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابٌ ۴۴۵ مَنْ لَّمْ يَتَطَوَّعْ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ ﴾

### فرض کے بعد سنت نہ پڑھنا

۱۱۱۲﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الشَّعْثَاءِ جَابِرًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيْعًا وَ سَبْعًا جَمِيْعًا قُلْتُ يَا اَبَا الشَّعْثَاءِ اَظُنُّهُ اَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَ عَجَّلَ الْعِشَاءَ وَ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ قَالَ وَ اَنَا اَظُنُّهُ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ظہر و عصر کی) آٹھ رکعتیں اور (مغرب و عشاء کی) سات رکعتیں ملا کر پڑھیں (درمیان میں سنت وغیرہ کچھ نہیں) عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے ابوالشعثاء سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ نے ظہر میں دیر کی اور عصر میں جلدی، اور عشاء میں جلدی کی اور مغرب میں دیر، ابوالشعثاء نے کہا میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ثمانيا جميعا و سبعا جميعا"

یعنی جب ظہر اور عصر کی آٹھ رکعتیں ملا کر پڑھی گئیں تو ظاہر ہے کہ درمیان کی سنت یعنی ظہر کے بعد کی سنت

چھوڑ دی گئیں ولو تطوع بعد الظهر للزم عدم الجمع بينهما على هذا مغرب وعشاء ملا کر پڑھنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ مغرب کے بعد کی دو رکعت سنت نہیں پڑھی گئی ورنہ جمع نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۷ و مر ص ۷۷، وص ۷۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ بعد المکتوبہ فرض و واجب نہیں ہیں اگر عوارض و اعذار کے وقت چھوڑ دے تو گناہ نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

**تشریح** مفصل و مدلل بحث کے لیے دیکھئے نصر الباری جلد سوم ص ۱۴۰، وص ۱۴۱۔

## ﴿ باب ع۷۴۶ صَلوٰةِ الضُّحٰى فِى السَّفَرِ ﴾

### سفر میں چاشت کی نماز کا بیان

۱۱۱۳ ﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ تَوْبَةَ عَنْ مُوَرِّقٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ اَتُصَلِّى الضُّحٰى قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَاَبُوْبَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِخَالُهُ ﴾

**ترجمہ** مورّق نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کیا آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا "نہیں" میں نے پوچھا حضرت عمرؓ پڑھتے تھے؟ فرمایا نہیں میں نے پوچھا حضرت ابوبکرؓ پڑھتے تھے فرمایا نہیں میں نے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا کہ میں نہیں گمان کرتا ہوں کہ وہ پڑھتے ہوں گے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ آپؐ نے نماز چاشت پڑھی ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** شارح بخاریؒ علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں "اعلم ان هٰذا الحديث انما يليق بالباب الذى بعده لا بهٰذا الباب"

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "قال ابن بطال ليس هذا الحديث من هذا الباب و انما يصلح فى باب من لم يصلى الضحى و اظنه من غلط الناسخ (عمدہ) ایضا (فتح الباری)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۷۔

۱۱۱۴ ﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى يَقُوْلُ مَا حَدَّثَنَا اَحَدٌ اَنَّهُ رَاَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الضُّحٰى غَيْرُ اُمِّ هَانِىءٍ فَاِنَّهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰى ثَمَانِىْ رَكَعَاتٍ فَلَمْ اَرَ صَلوٰةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا

غَيْرَ اَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ہم سے کسی (صحابی) نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہے، سوائے امّ ہانی کے حضرت امّ ہانی نے بیان کیا کہ جس دن مکہ فتح ہوا (آپ مکہ میں مسافر تھے) ان کے گھر تشریف لائے اور غسل فرمایا اور آٹھ رکعتیں نماز پڑھیں تو میں نے ایسی ہلکی (مختصر) نماز کبھی نہیں دیکھی مگر آپ رکوع اور سجدہ پوری طرح کرتے۔

مطلب یہ ہے کہ آپ نے قرأت مختصر کر کے چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھیں یہ نہیں کہ رکوع اور سجدہ جلدی جلدی کرلیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** ترجمۃ الباب میں کوئی تصریح نہیں ہے بس ترجمۃ الباب کا صاف مطلب یہ نکلتا ہے کہ سفر میں چاشت کی نماز پڑھی جائے یا نہیں؟

بخاریؒ نے اس ترجمہ کے تحت دو حدیثیں ذکر فرمائیں پہلی حدیث ابن عمر کی جس سے نفی ثابت کی اور دوسری حدیث حضرت ام ہانیؓ کی ہے جس سے اثبات معلوم ہوا اگر اس کو چاشت کی نماز قرار دی جائے۔ باقی تقریر مقصد کے تحت۔

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۵۷ و مر ص ۴۲، وص ۵۲، ویاتی ص ۴۴۹، وص ۶۱۴، وص ۹۰۹۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے صلوٰۃ الضحیٰ کے بارے میں تین باب قائم فرمائے ہیں ان میں سے یہ پہلا باب ہے جس میں دو حدیثیں ہیں اور بظاہر دونوں ایک دوسرے سے متعارض و مختلف ہیں، بخاریؒ کا مقصد جمع و تطبیق ہے۔

۱۔ روایاتِ مختلفہ کو بیان کر کے بتلایا ہے کہ اگر پڑھے تو بھی گنجائش ہے اور اگر چھوڑے تو بھی گنجائش ہے۔

۲۔ ترک کی روایت سفر پر محمول ہے اور فعل کی روایت حضر پر محمول ہے۔

۳۔ سفر کی حالت مختلف ہے یعنی طویل سفر میں ایک روز یا دو تین روز قیام ہو تو اگرچہ حضر نہیں ہے مگر حضر کی طرح اطمینان ہے اس لیے پڑھ لے۔ اور اگر سفر جاری ہے تو ترک کر دے۔ واللہ اعلم

مزید تشریح کے لیے نصر الباری کتاب المغازی یعنی آٹھویں جلد ص ۳۵۱ کا مطالعہ فرمائیں!

## ﴿ بَابٌ ۷۴۷ مَنْ لَمْ يُصَلِّ الضُّحٰى وَ رَآهُ وَاسِعًا ﴾

### جس نے چاشت کی نماز نہیں پڑھی اور اس میں گنجائش سمجھا

### (مطلب یہ ہے کہ ضروری نہیں سمجھا)

۱۱۱۵﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰى وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور میں بلاشبہ پڑھتی ہوں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم سبح سبحة الضحى"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۵۷، ومر ص ۱۵۲، ومسلم اول ص ۲۴۹، ابوداؤد اول ص ۱۸۳۔

مقصد | معلوم ہو چکا کہ صلوٰۃ ضحیٰ کے بارے میں روایات مختلف ہیں خود حضرت عائشہؓ سے بھی مسلم میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہے۔

سابق باب میں تطبیق کی بعض صورتیں مذکور ہو چکی ہیں۔

بعض علماء نے یہ صورت بھی تطبیق کی بیان کی ہے کہ نفی کی روایت سے نفی دوام مراد ہے، اور اثبات سے مراد گاہے گاہے ہے۔ فلا اشکال۔

## ﴿ باب ۷۴۸ صَلٰوةِ الضُّحٰى فِي الْحَضَرِ قَالَ عِتْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ﴾

حضر میں چاشت کی نماز پڑھنے کا بیان، اس کو حضرت عتبانؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے

۱۱۱۶﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ هُوَ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيْلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ حَتّٰى أَمُوْتَ صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَ صَلٰوةِ الضُّحٰى وَ نَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ ﴾

ترجمہ | حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میرے دوست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت کی ہے میں انکو مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا ہر مہینے میں تین دن کا روزہ اور چاشت کی نماز اور وتر پڑھ کر سونا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وصلوٰة الضحى"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۵۷ ویاتی ص ۲۶۶۔

۱۱۱۷﴿ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ

بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَكَانَ ضَخْمًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ الصَّلٰوةَ مَعَكَ فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ اِلٰى بَيْتِهٖ وَنَضَحَ لَهٗ طَرْفَ حَصِيْرٍ بِمَاءٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بْنِ الْجَارُوْدِ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى فَقَالَ مَارَاَيْتُهٗ صَلّٰى غَيْرَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ ایک انصاری مرد (یعنی حضرت عتبان بن مالکؓ) جو موٹے آدمی تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے کہ میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوسکتا پھر اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا اور آپؐ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور چٹائی کے ایک کنارے کو پانی سے دھو کر صاف کیا آپؐ نے اس پر دو رکعتیں پڑھیں اور عبدالحمید بن منذر بن جارود نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا "کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ میں نے تو آپؐ کو اس دن کے سوا پڑھتے نہیں دیکھا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فدعاه الى بيته الى آخره"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۷، ومر الحديث ص ۹۲، ويأتي ص ۸۹۸، وابوداؤد في باب الصلوٰة على الحصير ۱/۹۶۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ صلوٰۃ الضحیٰ فی الجملہ ثابت ہے اور کم از کم مستحب ضرور ہے جیسا کہ باب کی پہلی روایت حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے ثابت ہے اور اہمیت کے ساتھ ثابت ہے اور یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے کہ مستحب ہے۔

۲۔ نیز اس سے قائلین بدعت کے قول کی تردید بھی داخل مقصود ہے، اور کسی ایک صحابی کا ما رایتہ سبح سے شئ کی نفی وعدم لازم نہیں آتا کیونکہ روایات کثیرہ صحیحہ سے صلوٰۃ الضحیٰ ثابت ہے۔

نیز بعض بزرگوں نے نماز چاشت اور اشراق کو ایک کہا ہے اصح قول یہی ہے کہ دونوں الگ الگ نمازیں ہیں اور اشراق مقدم ہے چاشت بعد میں۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ ﴾

ظہر سے پہلے دو رکعتیں (یعنی سنت کی) پڑھنے کا بیان

۱۱۱۸﴿ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ قَالَ حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهٖ وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهٖ وَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا يُدْخَلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَطَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس رکعتیں (سنت کی) یاد رکھیں دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اپنے گھر میں اور دو رکعت عشاء کے بعد اپنے گھر میں اور دو رکعت فجر کی نماز سے پہلے اور یہ وہ وقت تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت میں کوئی نہیں جاتا، ام المومنین حضرت حفصہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ مؤذن جب اذان دیتا اور صبح نمودار ہوجاتی تو آپؐ دو رکعتیں نماز پڑھتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "ركعتين قبل الظهر"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۷ ومر الحديث ص ۱۲۸، وص ۱۵۶، وحديث حفصه مر ص ۸۷، وههنا ص ۱۵۷۔

۱۱۱۹﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ تَابَعَهُ ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت (سنت کو) اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت سنت کو نہیں چھوڑتے تھے، یحییٰ کے ساتھ اس حدیث کو ابن ابی عدی اور عمرو بن مرزوق نے بھی شعبہ سے روایت کیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ؟ بظاہر اس حدیث کی باب سے مطابقت مشکل ہے کیونکہ باب میں ظہر سے پہلے دو رکعت کا ذکر ہے اور اس حدیث عائشہؓ میں چار رکعت کا ذکر ہے فكيف التطبيق والتوفيق؟

ج ۱ بعض حضرات نے جواب دیا ہے کہ چار میں دو داخل ہے۔

ج ۲ بعض حضرات سے منقول ہے کہ پہلی روایت حضرت ابن عمر کی ہے حضرات ابن عمر دو رکعت بھول گئے وفيه نظر.

۳۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ چونکہ دو رکعت ہو یا چار رکعت کوئی فرض و واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت سنت مؤکدہ گھر میں پڑھ کر مسجد تشریف لے جاتے اور مسجد میں دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرماتے یہ قول کچھ قابل قبول ہے اس لیے کہ اکثر روایات سے ظہر سے قبل چار رکعت سنت ثابت ہے اور یہی حنفیہ کا مسلک ہے بخلاف شوافع اور حنابلہ کے کہ ان کے نزدیک ظہر سے قبل اور بعد سنت مؤکدہ دو رکعت ہے تو احتمال ہے کہ امام بخاریؒ نے ترجمہ میں دو رکعت کی قید لگا کر اپنا مختار بتایا ہے اور دونوں روایت سے دوسرے مسلک کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

**تعدد موضعہ** و الحدیث ھنا ص ۱۵۷، وابوداؤد اول ص ۱۷۸۔ وخرّجہ النسائی ایضا فی الصلوۃ۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے اس باب میں دو حدیث نقل فرما کر اشارہ کر دیا ہے کہ ظہر سے قبل دو رکعت اور چار رکعت ثابت ہے اور ترجمۃ الباب میں دو رکعت کی تصریح سے اپنے مسلک مختار کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

## باب ۷۵۰ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

### مغرب سے پہلے نماز (یعنی سنت) پڑھنے کا بیان

۱۱۲۰ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن مغفل مزنیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کی نماز سے پہلے (سنت کی دو رکعتیں) پڑھو، تیسری بار فرمایا جو شخص پڑھنا چاہے، آپؐ نے مکروہ جانا کہ لوگ۔ اس کو سنت یعنی سنت مؤکدہ نہ سمجھ لیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرۃ فی قولہ "صلوا قبل صلوۃ المغرب"

**تعدد موضعہ** و الحدیث ھنا ص ۱۵۷ تا ص ۱۵۸ و مر ص ۸۷، ویاتی ص ۱۰۹۵، ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۲۔

۱۱۲۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَرْثَدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيَّ قَالَ اَتَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ اَلَا اُعَجِّبُكَ مِنْ اَبِيْ تَمِيْمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ اِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فَمَا

يَمْنَعُكَ الْاٰنَ قَالَ الشُّغْلُ ﴾

**ترجمہ** مرثد بن عبداللہ یزنیؒ نے بیان کیا کہ میں حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا آپ کو ابو تمیم کی یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ وہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہیں، تو حضرت عقبہؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کو پڑھتے تھے میں نے عرض کیا کہ پھر اب کیا چیز آپ کو روکتی ہے فرمایا مشغولیت (یعنی کاروبار کی مشغولیت)۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "انا كنا نفعله على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم"

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۵۸۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ مغرب سے پہلے دو رکعت مستحب ہے بشرطیکہ نماز مغرب فوت نہ ہو "لعلها مندوب عند المصنف الخ" (الابواب شیخ الحدیثؒ) یہی ترجمۃ الباب اور ترجمۃ الباب کے تحت پہلی حدیث کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے۔

**تشریح** حنفیہ کے نزدیک صحیح قول یہی ہے کہ اگر نماز مغرب کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو مباح ہے، پڑھ لینا جائز ہے ویسے بعض حضرات نے استحباب کا قول بھی نقل کیا ہے، مگر حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک استحباب مشکل ہے۔ ابوداؤد ص ۱۸۲ میں روایت ہے "سئل ابن عمرؓ عن الركعتين قبل المغرب فقال ما رايت احدا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يصليهما"

• علامہ عینیؒ لکھتے ہیں "قال ابن بطال قال النخعي لم يصلهما ابوبكر و لا عمر ولا عثمان رضى الله تعالىٰ عنهم قال ابراهيم وهي بدعة الخ (عمدہ ج ۷ ص ۲۴۶) (قس) بہرحال عملاً بھی تقریباً متروک ہے لیکن اگر موقع ہو کہ امام مثلاً وضو کر رہا ہے تو ایسے وقت میں پڑھ لینا بلا کراہت جائز ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ ۷۵۱ صَلٰوةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً ذَكَرَهُ اَنَسٌ وَ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴾

نفل نماز جماعت سے پڑھنے کا بیان، اسکو حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے

۱۱۲۲ ﴿ حَدَّثَنِي اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ ابْنِ

شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِی مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيعِ الْاَنْصَارِیُّ اَنَّهُ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ عَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا فِیْ وَجْهِهٖ مِنْ بِیْرٍ كَانَتْ فِیْ دَارِهِمْ فَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ اَنَّهُ سَمِعَ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِیَّ وَ كَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ كُنْتُ اُصَلِّیْ لِقَوْمِیْ بَنِیْ سَالِمٍ وَكَانَ یَحُوْلُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ وَادٍ اِذَا جَاءَ تِ الْاَمْطَارُ فَیَشُقُّ عَلَیَّ اجْتِیَازُهٗ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنِّیْ اَنْكَرْتُ بَصَرِیْ وَاِنَّ الْوَادِیَ الَّذِیْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ قَوْمِیْ یَسِیْلُ اِذَا جَاءَ تِ الْاَمْطَارُ فَیَشُقُّ عَلَیَّ اجْتِیَازُهٗ فَوَدِدْتُّ اَنَّكَ تَاْتِیْ فَتُصَلِّیْ مِنْ بَیْتِیْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاَفْعَلُ فَغَدَا عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبُوْبَكْرٍ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ یَجْلِسْ حَتّٰی قَالَ اَیْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ مِنْ بَیْتِكَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَی الْمَكَانِ الَّذِیْ اُحِبُّ اَنْ یُّصَلِّیَ فِیْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهٗ فَصَلّٰی رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِیْنَ سَلَّمَ وَحَبَسْتُهٗ عَلٰی خَزِیْرَةٍ تُصْنَعُ لَهٗ فَسَمِعَ اَهْلُ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِیْ فَثَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ حَتّٰی كَثُرَ الرِّجَالُ فِی الْبَیْتِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَا اَرَاهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ ذَاكَ مُنَافِقٌ لَا یُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذَاكَ اَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اَمَّا نَحْنُ فَوَ اللّٰهِ لَا نَرٰی وُدَّهٗ وَلَاحَدِیْثَهٗ اِلَّا اِلَی الْمُنَافِقِیْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَی النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فِیْهِمْ اَبُوْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیُّ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَتِهِ الَّتِیْ تُوُفِّیَ فِیْهَا وَیَزِیْدُ بْنُ مُعَاوِیَةَ عَلَیْهِمْ بِاَرْضِ الرُّوْمِ فَاَنْكَرَهَا عَلَیَّ اَبُوْاَیُّوْبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَظُنُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُلْتَ قَطُّ فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلَیَّ فَجَعَلْتُ لِلّٰهِ عَلَیَّ اِنْ سَلَّمَنِیْ حَتّٰی اَقْفُلَ مِنْ غَزْوَتِیْ اَنْ اَسْاَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ اِنْ وَجَدْتُّهٗ حَیًّا فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِهٖ فَقَفَلْتُ فَاَهْلَلْتُ بِحَجَّةٍ اَوْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ

سِرْتُ حَتّٰی قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَاَتَیْتُ بَنِیْ سَالِمٍ فَاِذَا عِتْبَانُ شَیْخٌ اَعْمٰی یُصَلِّیْ لِقَوْمِہٖ فَلَمَّا سَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوۃِ سَلَّمْتُ عَلَیْہِ وَ اَخْبَرْتُہٗ مَنْ اَنَا ثُمَّ سَاَلْتُہٗ عَنْ ذٰلِکَ الْحَدِیْثِ فَحَدَّثَنِیْہِ کَمَا حَدَّثَنِیْہِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت محمود بن ربیع انصاریؓ کا بیان ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوب یاد ہیں اور آپؐ کی وہ کلی بھی یاد ہے جو آپؐ نے ایک کنویں سے پانی لے کر ان کے چہرے میں کی تھی، یہ کنواں ان کے گھر میں تھا محمود نے کہا کہ میں نے حضرت عتبان بن مالک انصاریؓ سے سنا اور وہ (عتبانؓ) جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ میں اپنی قوم بنی سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا اور میرے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان ایک نالہ حائل تھا جب بارش ہوتی تو اس نالے سے پار ہو کر ان کی مسجد کی طرف جانا مجھ پر دشوار ہو جاتا چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں اپنی بینائی کو کمزور محسوس کرتا ہوں اور جب بارش ہوتی ہے تو یہ نالہ جو میرے اور میری قوم کے درمیان ہے بہنے لگتا ہے تو اس سے پار ہونا مجھ پر دشوار ہوتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں ایک جگہ نماز پڑھ دیجئے اور میں اس کو نماز پڑھنے کی جگہ مقرر کرلوں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کروں گا (انشاء اللہ) پھر صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ سمیت میرے پاس اس وقت تشریف لائے جب دن چڑھ گیا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو میں نے آپؐ کو اجازت دی آپ بیٹھے بھی نہیں یہاں تک کہ فرمانے لگے، تو اپنے گھر میں کس جگہ چاہتا ہے کہ میں نماز پڑھوں؟ میں نے ایک جگہ بتلادی جو مجھ کو پسند تھی کہ آپؐ وہاں نماز پڑھیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور ہم لوگوں نے آپؐ کے پیچھے صف باندھی آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا اور ہم لوگوں نے بھی آپ کے سلام کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا۔ پھر میں نے آپؐ کو حلیم کھانے کے لیے روک لیا جو آپ ہی کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ پھر محلہ والوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ہیں تو کچھ لوگ ان میں سے آگئے اور گھر میں بہت لوگ جمع ہو گئے ان (آنے والوں) میں سے ایک شخص بولا مالک (ابن دخشن) کہاں ہے؟ اس کو نہیں دیکھتا ہوں ان میں سے۔ ایک دوسرا بولا اجی وہ تو منافق ہے اس کو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ مت کہو کیا تو نے نہیں دیکھا ہے کہ اس نے "لا الہ الا اللہ" پڑھا اور اس سے وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی طلب کرتا ہے تو کہنے لگا اللہ اور اس کا رسول (اصل حال) خوب جانتے ہیں ہم تو خدا کی قسم بظاہر یہی دیکھتے ہیں کہ اس کی دوستی اور بات چیت صرف منافقوں سے رہتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے "لا الہ الا اللہ" کہے اس کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے۔ محمود بن ربیع نے کہا میں نے یہ حدیث کچھ لوگوں

سے بیان کی جن میں ابوایوب انصاریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بھی تھے اس غزوہ میں جس میں انھوں نے وفات پائی ملک روم میں اور ان پر یزید بن معاویہ امیر تھا تو حضرت ابوایوبؓ نے میرے سامنے اس حدیث کا انکار کیا اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی وہ فرمایا ہوگا جو تو نے بیان کیا، یہ بات مجھ پر بہت گراں گزری اور میں نے اللہ کے لیے عہد کرلیا کہ اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا یہاں تک کہ میں اس غزوہ سے لوٹا تو عتبان بن مالک سے ان کی قوم کی مسجد میں پوچھوں گا اگر ان کو زندہ پاؤں گا آخر میں اس غزوہ سے لوٹا اور میں نے حج یا عمرے کا احرام باندھا پھر (فارغ ہوکر) چلا اور مدینہ آیا اور محلہ بنی سالم میں پہنچا تو دیکھا کہ عتبانؓ بوڑھے نابینا ہیں اور اپنی قوم کو نماز پڑھا رہے ہیں تو جب انھوں نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے ان کو سلام کیا اور میں نے ان کو بتایا کہ میں کون ہوں پھر میں نے اس حدیث کے بارے میں ان سے پوچھا تو انھوں نے اسی طرح بیان کیا جس طرح پہلی مرتبہ مجھ سے بیان فرمایا تھا۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فكبر وصففنا وراءه فصلى ركعتين ثم سلم فسلمنا حين سلم"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۵۸ و مر ص ۶۰ تا ص ۶۱، و ص ۹۵، ص ۱۱۶، ۱۱۱، ويأتى ص ۵۷۲۔

باقی مواضع کے لیے دیکھیے نصر الباری جلد دوم ص ۴۵۱ حدیث ۴۱۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد جماعت نوافل کا جواز بتلانا ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے کہ نفل نماز با جماعت جائز ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ اور حضرت عتبان کے گھر میں نفل نماز با جماعت پڑھی ہے۔ اس لیے جواز تو ثابت ہے۔

**تشریح** بعض حضرات سے منقول ہے کہ جماعت نوافل مکروہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تداعی مکروہ ہے مطلب یہ ہے کہ اگر ایک دو آدمی شریک ہوجائیں تو کوئی حرج نہیں۔

"خزيرة" گوشت اور آٹا پکالیا جائے آج کل اس کو حلیم کہا جاتا ہے۔

**قال محمود بن الربيع فحدّثتها قوما الخ**

یہ روایت اور اس سے پہلے کا حصہ متعدد جگہ آچکا ہے علامہ عینیؒ نے اس حدیث سے پچپن مسئلے مستنبط فرمائے ہیں (عمدہ، ج: ۷، ص ۲۴۹)

**في غزوته التي توفي فيها الخ** یہ غزوہ ۵۰ھ میں ہوا، یزید بن معاویہ اس غزوہ میں شریک تھا اسی موقع پر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی شہادت قسطنطنیہ میں ہوئی، اگرچہ ایک قول یہ ہے کہ ۵۲ھ میں حضرت ابوایوبؓ کی شہادت ہوئی ہے۔

بہر حال حضرت محمود بن ربیع فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ حدیث سنائی تو حضرت ابوایوبؓ نے انکار کر دیا چونکہ اس میں صرف کلمہ ایمانی کی شہادت پر تحریم نار کا وعدہ ہے وہ سمجھتے تھے کہ اعمال بھی ضروری ہیں بالخصوص فرائض کے ترک پر تحریم نار باعث اشکال تھا اس لیے انکار فرما دیا، یا اس لیے انکار فرما دیا کہ اس واقعہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص خالص دل سے کلمہ ایمانی لا اله الا الله الخ کی شہادت دے اور کفار سے موالات رکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں حالانکہ کفار سے موالات حرام ہے، موالات کے معنی دلی دوستی کے ہیں جس کی ممانعت قرآن شریف سے ثابت ہے لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین نیز احادیث میں اس پر وعید آئی ہے۔

## ﴿ بَابُ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ ﴾ ۷۵۲

### گھر میں نفل نماز پڑھنے کا بیان

۱۱۲۳﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ وَ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَ لَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ نماز اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو، اور ان کو قبریں نہ بناؤ۔ وہیب کے ساتھ اس حدیث کو عبدالوہاب نے بھی ایوب سے روایت کیا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اجعلوا فى بيوتكم من صلاتكم" اى اجعلوا صلاتكم النافلة فى بيوتكم.

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۵۸ و مر ص ۶۲۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس حدیث پاک کی شرح ہے کہ اس حدیث میں صلوٰۃ سے صلوٰۃ نافلہ ہے یعنی یہ ترجمہ شارحہ ہے۔

کہ امام بخاریؒ نے حدیث پاک کی شرح کر دی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گھروں کو قبرستان بنانے سے منع فرما رہے ہیں کہ میت و مردہ کی طرح سے نہ ہو جاؤ کہ گھر تمہارا تمہارے واسطے مثل قبر کے ہو جائے بلکہ تم اپنے گھروں میں کچھ نمازیں یعنی نفل پڑھ لیا کرو کہ گھر میں نماز کی برکت آجائے۔

نیز ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی مہمان آجائے تو اس کی مہمان نوازی کرو تمہارے گھر میں اس کا پہنچ جانا ایسا نہ ہو کہ گویا قبرستان میں پہنچ گیا کہ نہ کچھ کھانا نہ کچھ پینا اگر کچھ نہ ہو سکے تو صرف چائے پان ہی صحیح۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## باب فَضْلِ الصَّلٰوةِ فِيْ مَسْجِدِ مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةِ

### مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت

۱۱۲۴۔ حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبة قال اخبرنی عبد الملك عن قزعة قال سمعت ابا سعيد اربعا قال سمعت من النبي صلى الله عليه وسلم وكان غزا مع النبي صلى الله عليه وسلم ثنتي عشرة غزوة ح و حدثنا علي قال حدثنا سفيان عن الزهري عن سعيد عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد المسجد الحرام و مسجد الرسول و مسجد الاقصى۔

**ترجمہ** قزعہ بن یحییٰ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے چار باتیں سنیں اور حضرت ابو سعید خدریؓ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بارہ غزوہ کئے تھے۔ دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا اور ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انھوں نے امام زہری سے انھوں نے سعید بن مسیب سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین مسجدوں کے سوا کجاوہ نہ باندھا جائے (یعنی سفر نہ کیا جائے) ایک مسجد حرام دوسرے مسجد نبوی (یعنی مدینہ کی مسجد نبوی) تیری مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس)۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ؟ یہاں دو سند ہے ایک حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث کی لیکن یہاں حضرت ابو سعیدؓ کی پوری حدیث مذکور نہیں ہے پوری حدیث چار باب کے بعد ص ۱۵۹ میں باب مسجد بیت المقدس کے تحت آرہی ہے اس میں چوتھی بات یہی ہے لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد الخ ہے جس سے مطابقت ظاہر ہے۔

دوسری حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے اس سے ترجمۃ الباب کی مطابقت ظاہر ہے۔

**تعدد موضع** و الحديث هنا ص ۱۵۸ و یاتی حدیث ابی سعید ص ۱۵۹، و ص ۲۵۱، و ص ۲۶۷، و مسلم اول فی الحج ص ۴۳۳، ترمذی فی الصلوٰۃ ص ۴۴۔

۱۱۲۵۔ حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن زيد بن رباح و عبيد الله بن ابي عبدالله الاغر عن ابي عبد الله الاغر عن ابي هريرة ان رسول الله صلى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز مسجد حرام کے سوا دوسری مسجدوں کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة تظهر من متن الحديث

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۹، ومسلم اول ص ۴۴۶ فی المناسک بن اسحاق بن منصور، وترمذی فی الصلوٰۃ ص ۴۴۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمۃ الباب ہی سے ظاہر ہے کہ امام بخاریؒ حرمین شریفین کی دونوں مسجدوں میں نماز کی فضیلت بیان فرمارہے ہیں۔

**اشکال:** حدیث الباب میں جب تین مسجد کا تذکرہ ہے تو مصنف امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں دو ہی مسجدوں یعنی مسجد مکہ اور مسجد مدینہ کا تذکرہ کیوں کیا؟

**جواب:** امام بخاریؒ نے تیسری مسجد کے لیے مستقل ترجمہ منعقد فرمایا ہے۔ فلا اشکال

**سوال:** بیت المقدس کے لیے مستقل ترجمہ کیوں منعقد کیا جب کہ روایت میں تینوں ایک جگہ ہیں؟ اگر تفریق کرنی تھی تو تینوں کو علیحدہ علیحدہ ذکر کرنا چاہیے تھا صرف مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو ایک جگہ اور بیت المقدس کو علیحدہ ایک جگہ ذکر کرنے کی کیا حکمت سنیہ ہے۔

**جواب:** یہ تو امام بخاریؒ کی دقت نظر و باریک بینی ہے کہ حرمین شریفین میں تناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ دونوں ہی سید الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد و مدفن ہے اور خصوصیت مکہ و مدینہ کے علاوہ کسی اور جگہ حاصل نہیں ہے، نیز یہ دونوں حجاز کی مسجد ہیں اور مسجد اقصیٰ بہت دور ملک شام کی مسجد ہے ان وجوہ اور خصوصیات کی بنا پر بخاری نے حرمین کی مسجد کے لیے ایک ترجمہ منعقد فرمایا اور مسجد اقصیٰ کے لیے الگ۔

نیز امام بخاریؒ ایک مسئلہ اختلافیہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مسجد حرام یا مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی نذر کرے تو اس کا ایفا انہی مساجد میں ضروری ہے اور اگر کوئی بیت المقدس کی نذر کرے تو ضروری نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسجد مکہ و مدینہ کو ایک ساتھ ذکر فرمایا اور صلوٰۃ کا لفظ بھی بڑھا دیا اس مسئلہ کی تائید ایک روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی ان فتح الله عليك مكة ان اصلی فی بيت المقدس ركعتين قال صل ههنا (ابوداؤد جلد ثانی کتاب الایمان والنذور ص ۴۶۸) معلوم ہوا کہ بیت المقدس کی نذر مسجد نبوی میں پوری ہو سکتی ہے بخلاف برعکس۔

**تشریح** لا تشد الرحال الخ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے سوا دنیا کی تمام مسجدیں فضیلت کے اعتبار سے برابر ہیں لہٰذا حصول ثواب اور فضیلت کے لیے ان تین مساجد کے سوا کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے شد رحال یعنی رخت سفر باندھنا بے فائدہ ہے۔

اس تشریح سے معلوم ہو گیا کہ یہاں استثنا متصل ہے یعنی مستثنیٰ منہ مسجد ہے یعنی عبارت یہ ہوگی لا تشد الرحال الی مسجد الا الی ثلثة مساجد۔

پس اس سے طلب علم کے لیے یا تجارت وغیرہ کے لیے رخت سفر باندھنا بلاشبہ جائز ہے۔

## ﴿ بَابُ مَسْجِدِ قُبَاءَ ﴾ ۷۵۴

## مسجد قباء کا بیان (یعنی مسجد قباء کی فضیلت کا بیان)

قبا بضم القاف وخفة الموحدہ، عند الاکثر تو باء ممدودہ ہے لیکن مد، قصر اور انصراف و عدم انصراف نیز تذکیر و تانیث سب جائز و درست ہے۔

یہ "قبا" مدینہ منورہ سے تین میل یا دو میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے جہاں سب سے پہلے مسجد بنی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی۔

۱۱۲۶﴿ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ مِنَ الضُّحٰى اِلَّا فِيْ يَوْمَيْنِ يَوْمِ يَقْدَمُ بِمَكَّةَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَقْدَمُهَا ضُحًى فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ وَيَوْمِ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَاِنَّهٗ كَانَ يَاْتِيْهِ كُلَّ سَبْتٍ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَرِهَ اَنْ يَّخْرُجَ مِنْهُ حَتّٰى يُصَلِّيَ فِيْهِ قَالَ وَكَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُوْرُهٗ رَاكِبًا وَ مَاشِيًا قَالَ وَكَانَ يَقُوْلُ لَهٗ اِنَّمَا اَصْنَعُ كَمَا رَاَيْتُ اَصْحَابِيْ يَصْنَعُوْنَ وَ لَا اَمْنَعُ اَحَدًا اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ اَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ غَيْرَ اَنْ لَا يَتَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَ لَا غُرُوْبَهَا ﴾

**ترجمہ** نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ چاشت کی نماز صرف دو دن میں پڑھتے ایک تو جس دن مکہ میں آتے اور ابن عمرؓ ہمیشہ چاشت کے وقت آتے پھر بیت اللہ کا طواف کرتے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھتے۔ دوسرے جس دن مسجد قبا میں آتے اور ابن عمرؓ ہر ہفتہ (یعنی سنیچر) کے دن آتے تو جب مسجد میں داخل ہوتے تو ناپسند کرتے کہ بغیر نماز پڑھے مسجد سے نکلیں۔ نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے تھے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا کی زیارت کیلئے پیدل اور سوار دونوں طرح جاتے نافع نے یہ بھی کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ ان سے کہتے تھے کہ میں وہی کرتا ہوں جو میں نے اپنے ساتھیوں (یعنی صحابہؓ) کو کرتے دیکھا، اور میں رات اور دن کے کسی بھی وقت میں کسی کو نماز پڑھنے نہیں روکتا ہوں البتہ سورج نکلتے وقت یا ڈوبتے وقت بالقصد نہ پڑھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فان الحديث يدل على فضل مسجد قباء والترجمة فيه. (عمدہ)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۹، ایضاص ۱۵۹، ویاتی فی الاعتصام ص ۱۰۸۹، و مسلم اول بعضہ فی الحج ص ۴۴۸۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے مسجد قباء کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ جو کوئی مسجد قبا میں آئے اور وہاں نماز پڑھے تو اس کو ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (قس جلد ۳)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ مسجد قبا میں دو رکعت پڑھنا بیت المقدس دو بار جانے سے مجھ کو زیادہ محبوب ہے۔ اگر لوگ مسجد قبا کی فضیلت جان لیں تو اونٹوں کے جگر مار کر وہاں آئیں (قس جلد ۳)۔

۲ چونکہ لا تشد الرحال سے مساجد ثلاثہ کے سوا کسی مسجد کے لیے سفر کرنا ممنوع و ناجائز معلوم ہوتا ہے اس لیے امام بخاریؒ مسجد قبا کا استثنا فرما رہے ہیں۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب ۷۵۵ مَنْ اَتٰى مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ ﴾

### ہر ہفتہ مسجد قباء میں آنے کا بیان

۱۱۲۷﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَاتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کے دن پیدل اور سوار ہو کر مسجد قبا آتے تھے اور عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة "كان النبى ﷺ ياتى مسجد قباء كل سبت"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۵۹ و مر ۱۵۹ و یاتی ۱۰۸۹

**مقصد** امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہیں جانے کے لیے کوئی دن متعین کرے تو یہ بدعت نہیں ہاں اگر اس تعین میں کوئی خصوصیت یا ثواب سمجھے تو یہ بدعت اور ناجائز ہے تو اس باب سے امام بخاریؒ نے جواز بتا دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ دینی مسائل بتانے کے لیے قبا تشریف لے جاتے تھے۔

**تشریح** اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بے انتہا سنت نبوی کے پیرو تھے۔

## باب ۴۵۲ اِتیانِ مَسْجِدِ قباءٍ رَاکِبًا وماشِیًا

### مسجد قبا میں پیدل اور سوار ہو کر آنے کی (فضیلت) کا بیان

۱۱۲۸ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا یَحْییٰ عن عُبَیْدِ اللّٰہِ قال حَدَّثَنی نافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ قال کانَ النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَأْتِی مَسْجِدَ قباءٍ راکِبًا و ماشِیًا زَادَ ابنُ نُمَیْرٍ قال حَدَّثَنا عُبَیْدُ اللّٰہِ بن نافعٍ فیُصَلِّی فِیہِ رَکعتَینِ ۞

**ترجمہ** حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء میں سوار اور پیدل تشریف لاتے تھے (وماشیا میں واؤ بمعنی "او" ہے یعنی پیدل یا سوار ہو کر، مطلب یہ ہے کہ کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر تشریف لاتے تھے) عبداللہ بن نمیر نے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہا کہ ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا انھوں نے نافع سے کہ وہاں دو رکعت پڑھتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاہرۃ فی قولہ "کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یاتی مسجد قباء راکبا و ماشیا" ای راکبا او ماشیا۔

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص۱۵۹ ومر الحدیث ص۱۵۹ ویاتی ۱۰۸۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا اس باب سے کیا ہے؟ ۱۔ تین مسجد کے سوا شد رحال کی ممانعت تحریم کے لیے نہیں ہے یعنی سفر جائز ہے تو بخاریؒ جواز بتانا چاہتے ہیں۔

۲۔ لاتشد الرحال سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ سواری پر جانا منع ہے بخاریؒ نے اس حدیث کو ذکر کر کے بتادیا کہ جس میں سہولت ہو پیدل یا سوار ہو کر جانا درست ہے کوئی حرج نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ اہل قبا کی ملاقات، احوال پرسی اور تعلیم مسائل واحکام کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ واللہ اعلم

## باب ۴۵۳ فَضْلِ ما بَیْنَ القَبْرِ وَالمِنْبَرِ

### قبر شریف اور منبر کے درمیانی جگہ کی فضیلت کا بیان

یعنی مسجد نبوی میں قبر شریف اور منبر مبارک کے درمیان میں جو جگہ ہے اس کی فضیلت

۱۱۲۹ حَدَّثَنا عَبْدُ اللّٰہِ بنُ یُوسُفَ قال اَخبرنا مالکٌ عن عبد اللّٰہ بن ابی بکرٍ عن

عَبَّادِ بنِ تمِيم عن عَبْدِ اللهِ بنِ زَيْدِ المَازِنِيّ اَنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال مَا بَيْنَ بَيْتِى وَمِنْبَرِى رَوْضَةٌ مِن رِيَاضِ الجَنَّةِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن زید مازنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر (یعنی حجرۂ عائشہؓ جہاں آپؐ کی قبر شریف ہے) اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "مابين بيتى ومنبرى روضة من رياض الجنة"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۵۹، ومسلم اول فى الحج، ص ۴۴۶، والنسائى فى الحج وفى الصلوٰة

۱۱۳۰ ﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ عن يَحْيىٰ عن عُبَيْدِ اللهِ قال حَدَّثَنِى خُبَيْبُ بنُ عبدِ الرّحمٰنِ عن حَفْصِ بنِ عاصِمٍ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عنِ النبى صلى الله عليه وسلم قال مَا بَيْنَ بَيْتِى وَمِنْبَرِى رَوْضَةٌ مِن رِيَاضِ الجَنَّةِ وَمِنْبَرِى عَلىٰ حَوْضِى ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، میرا منبر (قیامت کے روز) میرے حوض پر ہوگا۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "مابين بيتى ومنبرى روضة من رياض الجنة"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۵۹ ويأتى ص ۲۵۳ وص ۹۷۵ وص ۱۰۹۰، ومسلم اول فى الحج، ص ۴۴۶

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے حدیث پاک کی شرح ہے یعنی یہ ترجمہ شارحہ ہے چونکہ حدیث پاک میں ہے "بين بيتى و منبرى الخ" تو امام بخاریؒ نے بتا دیا کہ حدیث پاک میں بیت سے مراد وہی بیت ہے جس میں آپؐ کی قبر شریف ہے مطلب یہ ہے کہ بیت سے مراد بیت عائشہؓ ہے جس میں آپؐ مدفون ہیں۔

ایک روایت میں تصریح ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين قبرى ومنبرى روضة من رياض الجنة (مسند احمد حدیث ۱۱۶۳۲، یعنی جلد ثالث ص ۶۴)

**تشریح** "روضة من رياض الجنة" یہ خبر ہے مابین الخ مبتدا کی۔ اس کے مفہوم میں اقوال مختلف ہیں:

۱۔ منقولة منها كالحجر الاسود (قس) یعنی یہ ٹکڑا ہے جو جنت سے لایا گیا ہے جیسے حجر اسود۔

۲۔ اس حصہ میں عمل صالح کرنا، مودى الى الجنة ہوگا (عمدہ)

۳۔ اس حصہ کو قیامت میں جنت کا جز بنا دیا جائے گا۔ واللہ اعلم

ومنبرى على حوضى ۱۔ اس منبر کو اللہ تعالیٰ حوض کوثر پہ پہونچا دیں گے اس پر آپؐ اجلاس فرمائیں گے اور اپنی امت کو سیراب کریں گے۔ ۲۔ یہاں عبادت کرنے سے اللہ تعالیٰ حوض کوثر کی سیرابی نصیب فرمائیں گے۔

## ﴿ بابٌ ۴۵۸ مَسْجِدِ بَيْتِ المُقَدَّسِ ﴾

### بیت المقدس کی مسجد (کی فضیلت) کا بیان

۱۱۳۱ ﴿ حَدَّثَنَا ابُو الوَلِيدِ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عبدِ المَلِكِ قال سَمِعْتُ قَزَعَةَ مَوْلَى زِيَادٍ قال سَمِعْتُ ابا سَعِيدِ الخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ بِاَرْبَعٍ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فَاَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي قال لا تُسَافِرِ المَرْاَةُ يَوْمَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا اَوْذُو مَحْرَمٍ وَلا صَوْمَ في يَوْمَيْنِ الفِطْرِ وَالاَضْحٰى وَلا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلاتَيْنِ بَعْدَ الصُّبْحِ حتى تَطْلُعَ الشمسُ وَبَعْدَ العَصْرِ حتى تَغْرُبَ الشمسُ وَلا تُشَدُّ الرِّحالُ اِلَّا اِلى ثَلاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الحَرامِ وَمَسْجِدِ الاَقْصٰى وَمَسْجِدِي ﴾

**ترجمہ** زیاد کے مولیٰ قزعہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے سنا وہ چار باتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے وہ باتیں مجھے پسند آئیں اور اچھی لگیں ایک تو یہ کہ عورت دو دن کا سفر نہ کرے جب تک اسکے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار نہ ہو، دوسرے یہ کہ دو دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ نہیں (یعنی عیدین کے دن روزہ جائز نہیں) تیسرے یہ کہ دو نمازوں کے بعد نماز نہیں فجر کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور عصر کی نماز کے بعد یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے۔ چوتھے یہ کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد کیلئے کجاوہ نہ باندھا جائے۔ ایک مسجد حرام دوسری مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تیسری میری مسجد (یعنی مسجد نبوی)

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ومسجد الاقصى"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۵۹ و مر ص ۱۵۸ ويأتي ص ۲۵۱، وص ۲۶۷

امام بخاریؒ کا مقصد مسجد اقصیٰ (مسجد بیت المقدس) کی فضیلت بیان کرنا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اسی قبیل کی بسم اللہ ہے یعنی فترۃ کے بعد جب تصنیف شروع فرمائی تو بسم اللہ سے ابتدا کی۔

## ﴿ بابٌ ۴۵۹ اسْتِعَانَةِ اليَدِ في الصَّلٰوةِ اِذَا كانَ مِن اَمْرِ الصَّلٰوةِ وَقال ابنُ عبّاسٍ يَسْتَعِينُ الرَّجُلُ في صَلاتِهِ مِنْ جَسَدِهِ بما شاءَ وَوَضَعَ ابو اِسْحَاقَ قَلَنْسُوَتَه في الصَّلٰوةِ وَرَفَعَهَا وَوَضَعَ عليٌّ رضي الله

عنه كَفَّهُ عَلٰى رُصْغِهِ الْاَيْسَرِ اِلَّا اَن يَّحُكَّ جِلْدًا اَوْ يُصْلِحَ ثَوبًا ﴾

**ترجمہ** نماز میں ہاتھ سے مدد حاصل کرنا جب کہ نماز کا کام ہو (مثلاً سجدہ کی جگہ میں کوئی ایسی چیز پڑی ہو کانٹا وغیرہ تو اسکو ہٹا دینا) اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ آدمی نماز میں اپنے جسم کے جس حصہ سے چاہے مدد لے اور ابو اسحٰق تابعی نے نماز میں اپنی ٹوپی رکھی پھر اٹھالی (یعنی سر سے اتاری پھر سر پر رکھ لی) اور حضرت علیؓ نے اپنی ہتھیلی (یعنی داہنی ہتھیلی) اپنے بائیں گٹے پر رکھی مگر بدن کھجلاتے وقت یا کپڑا درست کرتے وقت۔
اس ترجمہ سے معلوم ہو گیا کہ الا ان یحک کا تعلق حضرت علیؓ کے اثر سے ہے۔ یعنی حضرت علیؓ کے اثر کا جز ہے۔

۱۱۳۲ ﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰه بنُ يُوسُفَ قالَ اَخْبَرنا مالِكٌ عن مَخْرَمَةَ بنِ سُلَيْمٰنَ عن كُرَيبٍ مولَى ابنِ عبّاسٍ انّه اَخبَره عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عباسٍ انّه باتَ عند مَيْمُونَةَ اُمِّ المؤمِنِيْنَ رضى الله عنها وهى خالَتُهُ قال فاضْطَجَعْتُ على عَرضِ الوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم وَاَهْلُه فى طُولِهَا فنامَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم حتى انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَو قَبْلَه بقَلِيْلٍ او بعدَهُ بِقَلِيْلٍ ثم استَيْقَظَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فجَلَسَ فمَسَحَ النومَ عن وَجْهِهٖ بِيَدَيْهِ ثم قَرَاَ العَشْرَ الآياتِ خَواتِمَ سُورَةِ آلِ عِمْرانَ ثُمَّ قامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فتوَضَّاَ منها فاَحْسَنَ وُضُوءَهٗ ثمّ قامَ يُصَلِّى قال عبدُ اللّٰهِ بنُ عباسٍ فقمتُ فصَنَعْتُ مثلَ ما صَنَعَ ثم ذَهَبْتُ فقُمتُ اِلٰى جَنْبِه فوَضَعَ رسولُ اللّٰه ﷺ يَدَهُ اليُمْنٰى على رَاْسِى وَاَخَذَ بِاُذُنِى اليُمْنٰى يَفْتِلُها بِيَدِه فصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثمَّ رَكْعَتَيْنِ ثمّ رَكْعَتَيْنِ ثمّ رَكْعَتَيْنِ ثمَّ رَكْعَتَيْنِ ثمّ رَكْعَتَيْنِ ثمّ اَوْتَرَ ثمَّ اضْطَجَعَ حتى جاءَهُ المُؤَذِّنُ فقامَ فصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثمّ خَرَجَ فصَلَّى الصُّبْحَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک رات اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے پاس رہے، بیان کیا کہ میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہلیہ (حضرت میمونہؓ معمول کے مطابق) بستر کے طول میں لیٹ گئے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے جب آدھی رات ہوئی یا اس سے کچھ پہلے یا اس کے کچھ بعد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھوں کے ذریعہ اپنے چہرے سے نیند کا اثر دور کرنے لگے پھر آپ نے سورہ آل عمران کی اخیر کی دس آیتیں پڑھیں (یعنی ان فی خلق السمٰوٰت سے آخر تک) پھر آپ ایک پرانی مشک کی طرف متوجہ ہوئے جو لٹک رہی تھی اس سے خوب اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ پھر میں بھی اٹھا اور جس طرح آپ

نے کیا تھا میں نے بھی کیا پھر جا کر آپؐ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تب آپؐ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کر مروڑنے لگے پھر آپؐ نے (تہجد کی) دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر وتر پڑھا پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس آیا تو آپ کھڑے ہوئے اور ہلکی پھلکی دو رکعتیں (فجر کی سنت) پڑھیں پھر باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑھی (یعنی آپؐ کے صحاب کو نماز پڑھائی)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "و اخذ باذنی اليمنى"

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۵۹ تا ۱۶۰ و مر ص ۲۲ و ص ۳۰ و ص ۹۷ // // ص ۱۰۰ و ص ۱۰۱، ص ۱۱۸ و ص ۱۳۵ و یاتی ص ۶۵۷ // // و ص ۷۷۸ و ص ۹۱۸ و ص ۹۳۴

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد عمل فی الصلوٰۃ کو بیان کرنا ہے جیسا کہ حاشیہ کا نسخہ ہے "ابواب العمل فی الصلوة" چنانچہ امام بخاریؒ نے روایت پیش کر کے بتلایا کہ عمل لا صلاح الصلوٰۃ جائز ہے اس سے نماز فاسد نہ ہوگی اور اس کے لیے بخاریؒ نے متعدد آثار پیش کیے ہیں۔

**تشریح** ضابطہ یہ ہے کہ عمل کثیر مفسد صلوٰۃ ہے اور عمل قلیل مفسد نہیں۔

اب رہا یہ کہ قلت و کثرت کا معیار کیا ہے؟ اقوال مختلف ہیں اصح الاقوال یہ ہے کہ نمازی کو دیکھنے والا اس طرح کا عمل کرتے دیکھے کہ دیکھنے والا یہ یقین کر لے کہ یہ نماز میں نہیں ہے ایسا عمل کثیر ہے۔ مثلاً نماز میں کوئی عورت اپنے بچہ کو اٹھا کر دودھ پلائے تو عمل کثیر ہے اور نماز فاسد ہو جائے گی: نیز فقہائے کبار سے منقول ہے کہ جس کام میں دونوں ہاتھ کے استعمال کی ضرورت پڑے وہ کثیر ہے اور جو صرف ایک ہاتھ سے ہو سکتا ہو وہ قلیل ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿بَابٌ[۲۰۷] ما يُنهٰى مِنَ الكَلامِ فِي الصَّلوٰةِ﴾

### نماز میں کلام کرنے کی ممانعت کا بیان

۱۱۳۳﴿ حَدَّثَنَا ابنُ نُمَيرٍ قال حَدَّثَنَا ابنُ فُضَيلٍ قال حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عن اِبْرَاهِيمَ عن عَلْقَمَةَ عن عبدِ اللّٰه قال كُنَّا نُسَلِّمُ على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم وَهُوَ فى الصَّلوٰةِ فَيَرُدُّ عَلَينا فلمَّا رَجَعْنا مِن عندِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنا عليْهِ فلَمْ يَرُدَّ علينا وَ قال اِنَّ فى الصَّلوٰةِ شُغلاً ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے حالانکہ حضورؐ نماز میں ہوتے تو ہمارے سلام کا جواب دیتے پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے واپس لوٹے اور آپؐ کو سلام کیا

(آپ نماز میں تھے) تو آپ نے ہمارے سلام کا جواب نہیں دیا اور فرمایا (یعنی نماز کے بعد فرمایا) نماز میں مشغولیت ہے (یعنی نماز میں نمازی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور یاد میں مشغول ہے اس میں سلام وکلام سے خلل ہوگا، یا یہ مطلب ہے کہ نماز میں کلام الٰہی کی تلاوت اور تسبیح وتحمید میں مشغولیت ہے۔ واللہ اعلم)

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فلم يردّ علينا الخ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ١٦٠ ويأتى متصلا ص ١٦٠ وص ١٦٢ وص ٥٤٧، مسلم اول ص ٢٠٤

١١٣٤ ﴿ حَدَّثَنا ابنُ نُمَيرٍ قال حَدَّثنا اِسحاقُ بنُ مَنصورٍ السَّلُولِى قال حَدَّثنا هُرَيمُ بنُ سُفيانَ عنِ الاَعمَشِ عن اِبراهِيمَ عن عَلقَمَةَ عن عبدِ اللّٰه عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم نَحوَهُ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی (يعنى نحو طريق محمد بن فضيل عن الاعمش الى آخره)

تعدد موضعہ | هذا طريق آخر للحديث المذكور.

١١٣٥ ﴿ حَدَّثَنا اِبراهِيمُ بنُ مُوسٰى قال اَخبَرَنا عِيسٰى هو ابنُ يُونُسَ عن اِسماعِيلَ عن الحارِثِ بنِ شُبَيلٍ عن اَبِى عَمرٍو الشَّيبانِىِّ قال قال لِى زَيدُ بنُ اَرقَمَ اِن كُنّا لَنَتَكَلَّمُ فى الصَّلٰوةِ عَلٰى عهدِ النبىِّ صلى اللّٰه عليه وسلم يُكَلِّمُ اَحَدُنا صاحِبَه بِحَاجَتِهٖ حتى نَزَلَتْ "حافِظُوا عَلَى الصَّلواتِ وَالصَّلٰوةِ الوُسطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قانِتِينَ" فَاُمِرنا بالسُّكوتِ ﴾

ترجمہ | ابوعمرو شیبانی نے کہا کہ مجھ سے حضرت زید بن ارقمؓ نے فرمایا کہ ہم (شروع شروع میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نماز میں بات کیا کرتے تھے ہم میں سے کوئی اپنے ساتھی سے اپنی حاجت بیان کر دیتا یہاں تک کہ یہ آیت (سورہ بقرہ کی) نازل ہوئی "تمام نمازوں کی نگہداشت کرو اور (خصوصا) نماز وسطیٰ کی اور اللہ کے سامنے خاموشی کے ساتھ کھڑے رہو، چنانچہ ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فامرنا بالسكوت"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ١٦٠ ويأتى ص ٦٥٠، ومسلم اول ص ٢٠٤، ترمذی اول ص ٥٤، ابوداؤد اول ص ١٣٧، والنسائی فی الصلوٰۃ۔

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ کلام فی الصلوٰۃ ممنوع ہے، نیز اس باب کے تحت امام بخاریؒ جو روایات ذکر فرمائی ہیں اس سے بھی یہی ظاہر ہے کہ فامرنا بالسکوت یعنی ہمیں خاموش

رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

**مذاہب ائمہ** کلام فی الصلوٰۃ کا مسئلہ مختلف فیہ ہے:

۱ حنفیہ کے نزدیک کلام فی الصلوٰۃ یعنی نماز میں بات چیت کرنا مطلقاً ممنوع اور مفسد صلوٰۃ ہے، خواہ کلام قلیل ہو یا کثیر، عمداً ہو یا سہواً، اصلاح صلوٰۃ کی غرض سے ہو یا اس غرض سے نہ ہو بہر صورت مفسد صلوٰۃ ہے۔

۲ حنابلہ کے اقوال مختلف ہیں لیکن ارجح الاقوال مثل حنفیہ ہے اب مطلب یہ ہوا کہ حنفیہ وحنابلہ کے نزدیک ہر طرح کا کلام مفسد صلوٰۃ ہے پہلے ابتدا میں کلام کی اجازت تھی؛ لیکن ۲ ہجری غزوہ بدر سے پہلے **قوموا الله قانتين** کے نزول نے منسوخ کر دیا۔

۳ شافعیہ کے نزدیک کلام اگر نسیاناً ہو اور قلیل ہو تو گنجائش ہے، مفسد صلوٰۃ نہیں۔

۴ مالکیہ کے نزدیک اگر قلیل کلام اصلاح صلوٰۃ کی غرض سے ہو تو مفسد صلوٰۃ نہیں یعنی جائز ہے۔

**حنفیہ کے دلائل** آیت قرآنی "وقوموا لله قانتين" یہاں قنوت کے معنی سکوت کے ہیں اور بکثرت روایات حدیث اس پر شاہد ہیں کہ یہ آیت نماز میں کلام سے روکنے کے لیے نازل ہوئی تھی اور اس میں کوئی تفصیل نہیں ہے، لہٰذا اس کی رُو سے ہر نوعیت کا کلام ممنوع ہوگا۔

۲ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے دیکھئے حدیث الباب ۱۱۳۳، بخاری ص ۱۶۰، مسلم اول ص ۲۰۴

۳ تیسری دلیل حضرت زید بن ارقمؓ کی روایت ہے دیکھئے حدیث الباب ۱۱۳۵، بخاری ص ۱۶۰، نیز مسلم اول ص ۲۰۴، ہر دو حدیث کا ترجمہ اوپر مذکور ہے۔

بہر حال ان دلائل نے ہر قسم کے کلام کو منسوخ کر دیا، نیز حدیث ذوالیدین بھی ان ہی دلائل سے منسوخ ہے حدیث ذوالیدین کی مزید تفصیل بخاری ص ۱۶۳ پر آرہی ہے۔ انشاء اللہ الرحمٰن۔

## ﴿ باب ما يَجُوزُ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالْحَمْدِ فى الصَّلٰوةِ لِلرِّجَالِ ﴾ (۷۶۱)

### مردوں کے لیے نماز میں تسبیح وتحمید کے جواز کا بیان

۱۱۳۶﴿ حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ قال حَدَّثَنا عبدُ العَزِيزِ بنُ اَبِى حَازِمٍ عن اَبِيهِ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال خَرَجَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِى عَمْرِو بنِ عَوفٍ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بلالٌ اَبَا بَكرٍ فقال حُبِسَ النبىُّ صلى الله عليه وسلم فَتَؤُمُّ النَّاسَ قال نَعَمْ اِنْ شِئْتُمْ فَاَقَامَ بِلالٌ الصَّلٰوةَ فَتَقَدَّمَ اَبُوبَكرٍ فَصَلّٰى

فَجَاءَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَمْشِی فی الصُّفوفِ یَشُقُّھَا شَقًّا حتی قامَ فی الصَّفِّ الاوّلِ وَاَخذَ الناسُ بِالتَّصْفِیحِ فقال سَھْلٌ ھَل تَدْرُونَ مَا التَّصْفِیحُ ھُوَ التَّصْفِیْقُ وکانَ ابوبکرٍ رضی اللہ عنہ لا یَلْتَفِتُ فی الصَّلٰوۃ فلمّا اَکْثَرُوا الْتَفَتَ فاِذَا النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الصَّفِّ فَاَشَارَ اِلَیْہِ مَکانَکَ فرفعَ اَبُو بَکرٍ یَدَیْہِ فحَمِدَ اللّٰہَ ثمَّ رَجعَ القَھْقَریٰ وَرَاءَ ہٗ فتَقدَّمَ رَسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فصَلّی ﴾

**ترجمہ** حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے صلح کرانے کے لیے (قبا) تشریف لے گئے اتنے میں نماز کا وقت آ گیا تو حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے تو کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں گے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ہاں (پڑھا دوں گا) اگر تم لوگ چاہو چنانچہ بلالؓ نے نماز کی اقامت کہی اور ابوبکرؓ آگے بڑھے اور نماز شروع کر دی اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے صفوں کو چیرتے ہوئے آپؐ چلے آرہے تھے یہاں تک کہ آپؐ پہلی صف میں کھڑے ہو گئے اور لوگ تالی بجانے لگے۔ حضرت سہلؓ نے کہا جانتے ہو کہ تصفیح کیا ہے؟ وہی تصفیق یعنی تالی بجانا ہے اور حضرت ابوبکرؓ نماز میں کسی طرف التفات نہیں کرتے تھے پھر جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو انھوں نے التفات کیا تو دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صف میں (کھڑے) ہیں پھر آپؐ نے ابوبکرؓ کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ رہو (یعنی پڑھاؤ ہٹنے کی ضرورت نہیں) اس پر ابوبکرؓ نے اپنے دونو ہاتھ اٹھائے اور اللہ کا شکر ادا کیا (اس پر کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امامت کے لائق سمجھا اس پر شکر ادا کیا) پھر ابوبکرؓ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (امام کی جگہ) آگے بڑھ گئے اور آپؐ نے نماز پڑھائی۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ ''فحَمِد اللّٰہ''

**اشکال**: علامہ عینیؒ نے اعتراض نقل کیا ہے کہ ترجمہ میں تسبیح اور حمد کا ذکر ہے اور روایت میں تسبیح کا مطلق ذکر نہیں ہے تو حدیث کی مطابقت ترجمہ سے کیسے ثابت کی ہے؟

**جواب**: ۱ امام بخاریؒ نے حمد پر قیاس کر کے ثابت فرمایا ہے۔

۲ امام بخاریؒ کی نظر طرق حدیث پر ہوتی ہے چنانچہ یہی روایت دوسرے ورق ص ۱۶۲ و ص ۱۶۵ میں آرہی ہے اس میں تسبیح کا لفظ موجود ہے، نیز یہ روایت حضرت سہل بن سعدؓ کی ص ۹۴ پر گذر چکی ہے جس میں تسبیح کا تذکرہ موجود ہے، تو امام بخاریؒ نے ان روایات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فلا اشکال۔

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۶۰ و مر ص ۹۴ ویاتی ص ۱۶۲ و ص ۱۶۵ و ص ۳۷۰، مختصراً ص ۳۷۱، و ص ۱۰۶۶

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر نماز کی حالت میں کوئی بات پیش آجائے تو تسبیح وتحمید جائز ہے یعنی سبحان اللہ کہنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور اس وجہ سے بخاریؒ نے ترجمہ قائم کیا کہ اس سے قبل کلام فی الصلوٰۃ کی ممانعت ذکر فرمائی تھی اب اس سے بطور استثناء کے تسبیح وتحمید کا جواز بتلا رہے ہیں۔

## باب ۷۶۲ مَنْ سَمّٰى قوماً اَوْ سَلَّمَ فِى الصَّلٰوةِ علٰى غيرِ مُوَاجَهَةٍ وَهُوَ لا يَعْلَمُ

## ان لوگوں کا بیان (ان لوگوں کا حکم) جو نماز میں کسی کا نام لے، یا نماز میں کسی کو سلام کرے بغیر خطاب کے درانحالیکہ وہ نہیں جانتا ہے (مطلب یہ ہے کہ جس کو سلام کیا ہے وہ واقف نہیں)

تفصیل تشریح میں ہوگی انشاء اللہ

۱۱۳۷ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيسٰى قال حَدَّثَنَا اَبُو عَبدِ الصَّمدِ العَمّى عبدُ العَزِيْزِ بنُ عبدِ الصَّمدِ قال حَدّثنا حُصَيْنُ بنُ عبدِ الرّحمٰنِ عن اَبى وَائِلٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ مَسْعُودٍ قال كُنّا نقولُ التحيَّةُ فى الصَّلٰوةِ وَنُسَمِّى وَيُسَلِّمُ بَعْضُنا عَلٰى بعضٍ فسَمِعَه رسولُ اللّٰه ﷺ فقال قُولُوا التّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلامُ عَلَيكَ اَيُّهَا النبىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه السَّلامُ علينا وعَلٰى عِبادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ اَشْهَدُ اَن لا اِلٰهَ اِلّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنّ محمّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُه فانكم اِذا فَعلْتُم ذٰلِكَ فقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلٰى كُلِّ عبدٍ لِلّٰه صالحٍ فى السَّماءِ وَالْاَرْضِ

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہم (پہلے) نماز میں کہتے تھے التحیۃ یعنی فلانے کو سلام اور نام لیتے تھے اور (نماز میں) ہم میں سے بعض بعض کو سلام کرتا تھا، اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا تم لوگ اس طرح کہا کرو "التحیات للہ الی آخرہ"

(یعنی تمام قولی عبادتیں اور تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کیلئے ہیں اے پیغمبر آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اسکی برکتیں (آپ پر نازل ہوتی رہیں) ہم پر سلام اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں، جب تم نے یہ کہا تو اللہ کے ہر نیک بندے کو جو آسمان وزمین میں ہیں سب کو اپنا سلام پہونچا دیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "کنّا نقول التحیۃ فی الصلوۃ ونسمّی ویسلم بعضنا علی بعض"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۶۰ و مر ص ۱۱۵، و یاتی ص ۹۲۰ تا ۹۲۱، وص ۹۲۶، وص ۹۳۶ تا ۹۳۷، وص ۱۰۹۸

**مقصد** امام بخاریؒ نے کوئی فیصلہ نہیں فرمایا ہے نہ جواز کا نہ بطلان کا؟ چونکہ اس میں اختلاف تھا، حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "وکان مقصود البخاری بھذہ الترجمۃ ان شیئا من ذلک لا یبطل الصلوۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یامرھم بالاعادۃ الخ" (فتح الباری)

یعنی بغیر خطاب کے اگر کسی کا نام لے لیا یا کسی کو سلام کر دیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی جیسا کہ حضور اقدسؐ سے ثابت ہے اللھم انج الولید وغیرہ فرمانا۔ اور رہا سلام کرنا تو فی قولہ علیہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین.

شیخ المشائخ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں یعنی "ان السلام علی مواجھۃ رجل یفسد الصلوٰۃ لکن اذا کان علی غیر مواجھۃ کما یکون قولنا فی الصلوٰۃ السلام علیک ایھا النبی فلیس بقاطع للصلوٰۃ" ظاہر ہے کہ نمازی السلام علیک ایھا النبی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا ہے لیکن نمازی آپؐ کو مخاطب نہیں کرتا اس لیے بغیر خطاب نماز فاسد نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

**تشریح** "وھو لا یعلم" اور یعنی سلام کرنے والا نمازی حکم سے واقف نہیں ابطالا وصحۃ۔

## ﴿ بابُ التَّصْفِیْقِ لِلنّساءِ ﴾ ۷۶۳

## تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے

"بابُ التصفیق" باضافۃ باب لتالیہ - ولغیر ابی ذر بالتنوین ای ھذا بابٌ یذکر فیہ التصفیق للنساء

۱۱۳۸﴿ حَدَّثَنا عَلِیُّ بنُ عبدِ اللّٰہِ قال حَدَّثَنی سُفیانُ قال حَدَّثنا الزُّھرِیُّ عن اَبی سَلَمَۃَ عن ابی ھُرَیْرَۃَ عنِ النبی ﷺ قال التصفیقُ لِلنِساءِ والتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے اور سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "التصفیق للنساء"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۶۰، و مسلم اول ص ۱۸۰، ابوداؤد اول، ص ۱۳۵، نیز اخرجہ ابن ماجہ والنسائی۔

۱۱۳۹﴿ حَدَّثنا یَحْییٰ قال حَدَّثنا وَکِیْعٌ عن سُفیانَ عن اَبی حَازِمٍ عن سَھْلِ بنِ سَعْدٍ

قال قال النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم التَّسبِیحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصفِیقُ لِلنِّسَاءِ ﴾

**ترجمہ** حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور عورتوں کے لیے تالی بجانا ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاھرۃ فی قولہ "والتصفیق للنساء"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۶۰ و مر ص ۱۶۰ و یاتی ص ۱۶۲، وص ۱۶۵، وص ۲۷۰، وص ۳۷۱، وص ۱۰۶۶

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد مالکیہ کا رد اور جمہور کی تائید و موافقت ہے۔
جمہور کا قول یہ ہے کہ اگر نماز میں کوئی حادثہ پیش آجائے مثلاً امام بھول جائے اور لقمہ کی ضرورت پیش آجائے تو مردوں کے لیے یہ حکم ہے کہ سبحان اللہ کہے اور عورتیں تالی بجادیں۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ مرد اور عورتیں دونوں سبحان اللہ ہی کہیں گے۔ بخاریؒ نے جمہور کی موافقت کی اور یہ بتادیا کہ اس سے یعنی سبحان اللہ کہنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں "ھذا مذھب الجمھور للامر بہ فی روایۃ حماد بن زید عن ابی حازم فی الاحکام بلفظ فلیسبح الرجال ولتصفق النساء اخلافا لمالک حیث قال التسبیح للرجال والنساء جمیعا (قس) مزید تفصیل کے لیے قسطلانی یعنی ارشاد الساری کا مطالعہ فرمائیے۔

## ﴿ باب ۷۶۴ مَن رَجَعَ القَهقَرٰی فی صَلاتِه اَو تَقَدَّمَ بِاَمرٍ یَنزِلُ بِه رواهُ سَهلُ بنُ سَعدٍ عنِ النبیّ صلی الله علیه وسلم ﴾

جو شخص اپنی نماز میں الٹے پاؤں پیچھے سرک جائے یا کسی حادثہ کی وجہ سے آگے بڑھ جائے؟ (تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی) حضرت سہل بن سعدؓ نے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے (حضرت سہلؓ کی یہ روایت موصولا اوپر گزر چکی ہے)

۱۱۴۰ ﴿حَدَّثنا بشرُ بنُ محمدٍ قال اَخبَرَنا عبدُ اللّٰهِ قال حَدَّثنا یُونُسُ قال الزُّهرِیّ اَخبَرَنِی اَنَسُ بنُ مالِکٍ اَنَّ المُسلِمِینَ بَینَاهُم فی الفَجرِ یَومَ الاِثنَینِ وَاَبو بَکرٍ یُصَلِّی بِهِم فَفَجاهُمُ النبیُّ صلی الله علیه وسلم قَد کَشَفَ سِترَ حُجرَةِ عائِشَة فَنَظَرَ اِلَیهِم وَهُم صُفوفٌ فَتَبَسَّمَ یَضحَکُ فَنَکَصَ اَبو بَکر عَلٰی عَقِبَیهِ وَظَنَّ اَنَّ

رَسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُرِیْدُ اَن یَخرُجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَھَمَّ المُسلِمُونَ اَن یُّفتَتِنُوا فی صَلاتِھِم فَرَحًا بالنبیِّ ﷺ حِینَ رَاٰوہُ فاشارَ بِیَدِہٖ اَنْ اَتِمُّوا ثُمَّ دَخَلَ الحُجرَۃَ وَاَرْخَی السِّتْرَ وَتُوُفِّیَ ذٰلِکَ الیَومَ صلی اللہ علیہ وسلم ﴾

**ترجمہ** حضرت انسؓ بن مالکؓ کا بیان ہے کہ مسلمان دوشنبہ کے دن فجر کی نماز میں تھے اور حضرت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اچانک لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کی طرف دیکھا صحابہ نماز میں صف بستہ کھڑے تھے آپؐ مسکرا کر ہنسے حضرت ابوبکرؓ اپنے ایڑیوں کے بل (یعنی الٹے پاؤں) پیچھے ہٹنے لگے (تا کہ قبلہ سے انحراف نہ ہو) ابوبکرؓ نے سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف تشریف لانے کا ارادہ فرما رہے ہیں اور مسلمانوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کی وجہ سے چاہا کہ نماز کو گڑبڑ کر دیں جس وقت صحابہ نے حضور اقدسؐ کو دیکھا (صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار تھے اپنے محبوب کا چہرہ دیکھ کر ان کو صبر کی طاقت نہ رہی اتنی خوشی ہوئی کہ نماز تک کا خیال نہ رہا) لیکن آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ تم لوگ اپنی نماز پوری کرو پھر آپؐ حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال لیا اور اسی روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فنکص ابوبکر علی عقبیہ" پھر آپؐ کے اشارہ پر آگے بڑھے، چنانچہ دونوں جز کی مطابقت حدیث سے ہوگئی۔

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۶۰ تا ۱۶۱ و مر ص ۹۳ تا ۹۴ و ۹۴ و ص ۱۰۴ ویاتی فی المغازی ص ۶۴۰

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ نماز میں اس قسم کی حرکات جائز ہیں بشرطیکہ سینہ قبلہ سے منحرف نہ ہو جیسا کہ قہقری کی قید سے ظاہر ہے۔

ترجمہ میں ہے "رواہ سھل بن سعد الخ" ممکن ہے کہ امام بخاریؒ نے اس سے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر نماز پڑھائی تھی جس میں تقدم اور تاخر ہوا ہے، معلوم ہوا کہ اس قسم کی حرکت سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب[۷۶۵] اِذا دَعَتِ الاُمُّ وَلَدَھا فی الصَّلٰوۃِ ﴾

وَقالَ اللَّیثُ حَدَّثنی جَعفَرُبنُ رَبِیعَۃَ عن عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ ھُرمُزَ قال قال اَبُو ھُرَیرۃ قال رسولُ اللہ ﷺ نادَتِ امرَاۃٌ اِبنَھا وَھُوَ فی صَومَعَتِہٖ قالَت یا جُرَیجُ قال اَللّٰھُمَّ اُمِّی وَصَلاتِی فقالَت یا جُرَیج قال اَللّٰھُمَّ اُمِّی وَصَلاتِی قالَت

يا جُرَيْجُ قالَ اللّٰهُمّ اُمِّي وَصَلاتِي قالتْ اللّٰهُمّ لا يَمُوتُ جُرَيْجٌ حتى يَنظُرَ فِي وَجْهِ الْمَيامِيسِ وَكانتْ تَاوِي اِلَى صَوْمَعَتِه رَاعِيَةٌ تَرْعَى الغَنَمَ فَوَلَدَتْ فَقِيلَ لَهَا مِمَّن هٰذا الْوَلَدُ ؟ قالتْ مِنْ جُرَيْجٍ نَزَلَ مِنْ صَوْمَعَتِه قال جُرَيْجٌ اَيْنَ هٰذِهِ الَّتِي تَزْعُمُ اَنَّ وَلَدَهَا لِي قال يا بابُوسُ مَنْ اَبُوكَ قال راعِي الغَنَمِ

## باب: اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کی ماں اس کو بلائے تو کیا کرے؟

یعنی جواب دینا ضروری ہے یا نہیں؟ نیز نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟

امام بخاریؒ نے شرط ذکر کر دی اور جزا بیان نہیں کی یعنی کوئی حکم بیان نہیں فرمایا، چونکہ مسئلہ اختلافیہ تھا اور بخاریؒ ایسا کرتے ہیں کہ اگر مسئلہ مختلف فیہ ہے تو ترجمہ مبہم قائم کر کے حدیث ذکر کر دیتے ہیں۔

"وقال الليث": (یہ روایت تعلیقات بخاری میں سے ہے کیونکہ امام بخاریؒ نے ان کا زمانہ نہیں پایا ہے)

**ترجمہ** لیث بن سعد نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انھوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے انھوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کی) ایک عورت نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ اپنے عبادت خانے میں تھا اس کی ماں نے کہا اے جریج! (جریج نماز میں تھا) جریج نے کہا اے اللہ میری ماں اور میری نماز (یعنی اے اللہ میں کیا کروں نماز پڑھوں یا ماں کا جواب دوں) پھر ماں نے پکارا اے جریج! جریج نے کہا اے اللہ میری ماں اور میری نماز، اس کی ماں نے پھر پکارا اے جریج جریج نے کہا اے اللہ میری ماں اور میری نماز؟ آخر اس کی ماں نے (تنگ آ کر) کہا اے اللہ جریج اس وقت تک نہ مرے جب تک زانیہ کا منہ نہ دیکھ لے، اس کے عبادت خانہ کے پاس بکریاں چرانے والی ایک عورت پناہ لیتی تھی جو بکریاں چرایا کرتی تھی اس عورت نے ایک لڑکا جنا تو اس عورت سے پوچھا گیا یہ لڑکا کس کا ہے؟ اس نے کہا جریج کا ہے یہ اپنے عبادت خانہ سے اترا تھا (اور میرے پاس رہا تھا) جریج نے کہا وہ عورت کہاں ہے جو کہتی ہے کہ اس کا بچہ مجھ سے ہے، جریج نے اس بچہ سے پوچھا اے بابوس تیرا باپ کون ہے؟ تو اس نے کہا بکریوں کا چرواہا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "نادت امراة ابنها وهو في صومعته"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۱ ویاتی ص ۳۳۷، وص ۴۸۹، ومسلم ثانی، ص ۳۱۳

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر ماں ضرورت سے بلائے تو جواب دینا چاہیے اور جریج عابد کی روایت ذکر کر کے استدلال کیا ہے کہ ماں کا جواب نہ دینے کی وجہ سے جریج مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ امام بخاریؒ نے "اُم" کا تذکرہ کیا ہے چونکہ روایت میں ام ہی کا واقعہ ہے ورنہ باپ کا بھی یہی حکم ہے۔

**تشریح** اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کی شریعت میں نماز کے اندر کلام کرنا جائز تھا اسی وجہ سے جریج کی ماں نے جریج کو پکارا، جواب نہ دینے کی بنا پر ماں کی بددعا لگی جیسا کہ ہماری شریعت میں بھی ابتدا میں کلام جائز تھا پھر آیت کریمہ "وقوموا لِلّٰه قانتین" کے نازل ہونے کے بعد ممنوع ہو گیا۔

**مسئلہ** اگر کسی حادثہ اور بڑی مصیبت پر بلائے تو فوراً نماز توڑ دے مثلاً آگ لگ گئی یا کوئی ظالم قتل کرنا چاہتا ہے خواہ فرض ہو یا نفل نماز توڑ دے مگر بعد میں اعادہ کرے۔

۲۔ اگر عظیم حادثہ اور بڑی مصیبت نہیں ہے یوں ہی پکار رہی ہے تو بالاتفاق فرض میں جواب دینا جائز نہیں ہے۔ اور اگر نفل نماز پڑھ رہا ہو تو دو صورت ہے: ایک تو یہ کہ والدین کو علم ہے کہ نماز پڑھ رہا ہے، تو معمولی تکلیف پر نہ توڑے۔ دوسرے اگر معلوم نہیں ہے کہ نماز پڑھ رہا ہے تو نماز توڑ دے، بعد میں نماز کا اعادہ کرے کیونکہ نفل نماز بھی شروع کرنے کے بعد پورا کرنا واجب ہے۔

"اللهم امی و صلاتی" ای فی نفسی یعنی اپنے دل میں کہا تھا "میامیس" مرمسة کی جمع بمعنی علانیہ زنا کرانے والی رنڈی، فاحشہ۔ "بابوس" بروزن فاعول شیر خوار بچہ، یا تو اس بچہ کا نام ولقب تھا اور یا حرف ندا ہے۔

## ﴿ باب[۶۷۷] مَسحِ الحَصَا فی الصَّلاۃِ ﴾

### نماز میں کنکریاں ہٹانا (صاف کرنا)

۱۱۴۱ ﴿ حَدَّثَنا اَبو نُعَیمٍ قال حَدَّثَنا شَیبَانُ عن یَحییٰ عن اَبِی سَلَمَةَ قال حَدَّثَنی مُعَیقِیبٌ اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم قال فِی الرَّجُلِ یُسَوِّی التُرابَ حَیثُ یَسجُدُ قال اِن کُنتَ فاعِلاً فَواحِدَةً ﴾

**ترجمہ** حضرت معیقیبؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا جو سجدہ کرنے کی جگہ مٹی برابر کرتا تھا کہ اگر تجھے کرنا ہی ہے تو صرف ایک بار کر۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "قال فی الرجل یسوی التراب حیث یسجد قال ان کنت فاعلاً فواحدة"

**تعدد موضعہ** و الحدیث هنا ص ۱۶۱، و مسلم اول، ص ۲۰۶، ابوداؤد اول فی الصلوٰۃ، ص ۱۳۶، ترمذی اول، ص ۵۰، وایضاً اخرجہ النسائی وابن ماجہ۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو ایک مرتبہ سجدہ کی جگہ سے کنکری ہٹا سکتا ہے اور بلا کراہت جائز ہے۔ ضرورت کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ کی جگہ اتنی کنکریاں ہیں کہ جس پر سجدہ کرنا مشکل

ہو معلوم ہوا کہ یہ اجازت ضرورت کی بنا پر ہے جیسا کہ روایت سے معلوم ہوتا ہے "ان کنت فاعلا فواحدة ای مرّة واحدة"

**تشریح** امام نوویؒ نے کہا اتفق العلما علی کراهة المسح الخ (شرح مسلم، ص ۲۰۶) لیکن علامہ عینیؒ اور حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ بالاتفاق کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ امام مالکؒ سے جواز منقول ہے۔

امام نوویؒ نے تصریح کی ہے کہ کراہۃ تنزیہی ہے اور معلوم ہے کہ کراہت تنزیہی جواز کے خلاف نہیں ہے البتہ بلاضرورت بلاشبہ بالاتفاق مکروہ ہے۔

**سوال** : روایت میں تو "تراب" کا لفظ اور ترجمہ میں "حصی فکیف التطبیق"؟

**جواب** : علامہ کرمانی نے جواب دیا ہے کہ تراب میں اکثر کنکری ہوتی ہے پس مٹی کے برابر کرنے سے کنکری کا مسح ہو جائے گا۔

۲۔ بعض حضرات نے جواب دیا ہے کہ حصا اور تراب کا حکم چونکہ ایک ہے اس لیے بخاریؒ نے ترجمہ میں حصا ذکر کر کے اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۳۔ امام بخاریؒ نے دیگر روایات کی طرف اشارہ کیا ہے جیسا کہ مسلم ص ۲۰۶ میں لفظ حصا ہے۔

**فائدہ** : صحیح بخاری میں حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے بس یہی ایک حدیث مروی ہے۔

## ﴿ بابٌ بَسْطِ الثوبِ فی الصَّلٰوةِ لِلسُّجُودِ ﴾ ۷۶۷

### نماز میں سجدہ کے لیے کپڑا بچھانے کا بیان

۱۱۴۲ ﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثنا بِشْرٌ قال حَدَّثَنا غالِبُ القَطانُ عن بَكْرِ بنِ عَبدِ اللّٰهِ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ قال كُنّا نُصَلِّي مَعَ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى شِدَّةِ الحَرِّ فإذا لَمْ يَسْتَطِعْ اَحَدُنا اَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الاَرْضِ بَسَطَ ثَوبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ سخت گرمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے پھر جب ہم میں کوئی (زمین کے سخت گرم ہونے کی وجہ سے) اپنی پیشانی نہ لگا سکتا تو اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتا۔ (کیونکہ عمل قلیل ہے اور عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "بسط ثوبه فسجد عليه"

**تعدد مواضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۱ و مر الحديث ص ۵۶، وص ۷۷، باقی مواضع کے لیے دیکھئے نصر الباری

دوم، ص ۴۰۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی شدت گرمی کی وجہ سے کپڑا بچھالے اور اس پر سجدہ کرے تو جائز ہے۔

**تشریح** حضرات شوافعؒ کے نزدیک ثوب متصل پر سجدہ کرنا جائز نہیں لہٰذا حدیث کے لفظ ثوبہ سے شوافع کے خلاف استدلال کیا جاسکتا ہے۔

مزید تفصیل کے لیے نصر الباری جلد دوم، ص ۴۰۹ ملاحظہ فرمائیے۔

## ﴿ بابٌ ما يَجُوزُ مِنَ العَمَلِ فِي الصَّلٰوةِ ﴾ ۷۶۸

### نماز میں کون کون سا عمل جائز و درست ہے

۱۱۴۳﴿ حَدَّثَنا عَبدُ اللّٰهِ بنُ مَسلَمَةَ قال حَدَّثَنا مالِكٌ عن اَبِى النَّضرِ عن اَبِى سَلَمَةَ عن عائِشَةَ قالتْ كُنتُ اَمُدُّ رِجْلِي فِي قِبْلَةِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم وَهُوَ يُصَلِّى فإذَا سَجدَ غَمَزَنِى فَرفَعتُها فإذَا قامَ مَدَدْتُها ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے میں (یعنی آپؐ کے سامنے) میں اپنے پاؤں دراز کیے ہوئے ہوتی اور آپؐ نماز پڑھتے ہوتے جب آپؐ سجدہ کرنے لگتے تو مجھ کو ہاتھ لگا دیتے اور میں پاؤں سمیٹ لیتی پھر جب آپ کھڑے ہوجاتے تو میں پاؤں دراز کردیتی (یعنی پھیلا دیتی)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فاذا سجد غمزنى"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۱ مر الحديث ص ۵۶ // // ص ۲۷، وص ۳ ۷ // // //، وص ۷۴، وص ۱۳۶، وص ۹۲۸، باقی مواضع کے لیے دیکھئے نصر الباری دوم، ص ۴۰۹۔

۱۱۴۴﴿ حَدَّثَنا مَحْمُودٌ قال حَدَّثَنا شَبابَةُ قال حَدَّثَنا شُعبَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ زِيادٍ عن اَبِى هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم انّه صَلّٰى صَلوٰةً فقالَ اِنَّ الشّيطانَ عَرَضَ لِي فشَدَّ عَلَيَّ لِيَقْطَعَ الصَّلوٰةَ علَيَّ فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنه فَذَعَتُّه ولقد هَمَمْتُ اَن اُوثِقَهُ اِلٰى سَارِيَةٍ حتى تُصبِحُوا فتَنظُرُوا اِلَيهِ فَذَكَرْتُ قولَ سُلَيْمٰنَ "رَبِّ هَبْ لِى مُلْكًا لَا يَنبَغِى لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِى فرَدَّهُ اللّٰهُ خاسِئًا ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی پھر فرمایا کہ شیطان میرے سامنے آیا اس نے میری نماز توڑنے کے لیے زور لگایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر مجھے قدرت دیدی

میں نے اس کو دھکیل دیا اور میں نے یہ چاہا کہ مسجد کے ایک ستون سے اس کو باندھ دوں یہاں تک کہ تم صبح کو اس کو دیکھ لو لیکن مجھ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آئی "اے پروردگار مجھ کو ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے" آخر اللہ تعالیٰ نے ذلت کے ساتھ اس کو بھگا دیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فذعته" لان معناه دفعته

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۱ ومر ص ۶۶ ویاتی ص ۴۶۴، وص ۴۸۶ تا ۴۸۷، وص ۷۰۱

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عمل کثیر سے نماز باطل ہو جائے گی لیکن عمل قلیل جائز ہے۔ یعنی وہ اعمال جو حدیث میں مذکور ہیں مثلاً حضور اقدس سجدہ کرتے وقت عمرؓ فرماتے تھے یا نماز میں اگر کسی کو دھکا دیدیا تو اس سے نماز باطل نہیں ہوگی چونکہ یہ سب عمل قلیل ہے۔ عمل کثیر جو بالاتفاق مبطل نماز ہے۔

۱ وہ عمل جو دو ہاتھ سے کیا جاتا ہو جیسے لنگی دو ہاتھ سے باندھی جاتی ہے یہ عمل کثیر ہے۔

۲ رائے مبتلا بہ پر مدار ہے۔

۳ دور سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ نماز میں نہیں یعنی ایسا عمل کر رہا ہے کہ دیکھنے والا بڑا عمل و کثیر سمجھے مثلاً گھر جا کر کوئی کام کر کے آوے تو بلاشبہ عمل کثیر ہے اور مبطل صلوٰۃ ہے واللہ اعلم

**سوال** : بعض روایت میں ہے کہ شیطان حضرت عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیسے آیا؟ حضور اقدسؐ بلاشبہ حضرت عمرؓ سے بہت افضل ہیں۔

**جواب** : چور، ڈاکو اور بدمعاش کوتوال داروغہ سے زیادہ ڈرتے ہیں بادشاہ سے اتنا نہیں ڈرتے وہ سمجھتے ہیں کہ بادشاہ کو ہم پر رحم آجائیگا۔ تو اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں نکلتا کہ کوتوال بادشاہ سے افضل ہے۔

## باب ۷۶۹ اِذَا انفَلَتَتِ الدَّابَّةُ فِى الصَّلٰوةِ وَقَالَ قَتَادَةُ اِنْ اُخِذَ ثَوبُهُ يَتبَعُ السَّارِقَ وَيَدَعُ الصَّلٰوةَ

## اگر آدمی نماز میں ہو اور اس کا جانور چھوٹ بھاگے اور قتادہ نے کہا اگر چور نمازی کے کپڑے لے بھاگے تو اس کے پیچھے دوڑے اور نماز چھوڑ دے

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق نے وصل کیا اس میں اتنا اضافہ ہے کہ اگر کسی بچے کو دیکھے کہ کنویں میں گرنے کو ہے تو فوراً بچہ کے پاس جا کر بچہ کو بچائے اور ایسی صورت میں نماز کو چھوڑ کر بچہ کو بچانا واجب ہے۔

دگر بینم کہ نابینا و چاہ ہست ☆ اگر خاموش بہ نشینم گناہ است

۱۱۴۵﴿ حَدَّثَنا آدَمُ قال حَدَّثَنا شُعْبَةُ قال حَدَّثَنا الْاَزْرَقُ بنُ قَيْسٍ قال كُنّا بِالْاَهْوَازِ نُقَاتِلُ الحَرُوْرِيَّةَ فَبَيْنَا اَنَا عَلٰى جُرُفِ نَهرٍ اِذَا جَاءَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَاِذَا لِجَامُ دَابَّتِه بِيَدِهٖ فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تُنَازِعُه وَجَعَلَ يَتْبَعُهَا قال شُعْبَةُ هُوَ اَبُو بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيُّ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَ الخَوارِجِ يَقولُ اَللّٰهُمَّ افْعَلْ بِهٰذَا الشَّيْخِ فلمَّا انْصَرَفَ الشَّيْخُ قال اِنِّي سَمِعْتُ قَوْلَكُم وَاِنِّي غَزَوْتُ مَعَ رَسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم سِتَّ غَزَوَاتٍ اَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْ ثَمَانِيَ وَشَهِدْتُ تَيْسِيْرَهٗ وَ اِنِّي اِنْ كُنْتُ اَنْ اُرَاجِعَ مَعَ دَابَّتِي اَحَبُّ اِلَيَّ مِن اَنْ اَدَعَهَا تَرْجِعُ اِلٰى مَا لِفَهَا فَيَشُقُّ عَلَيَّ ﴾

**ترجمہ** ارزق بن قیس نے بیان کیا ہم لوگ اہواز میں خارجیوں سے جنگ کر رہے تھے پھر ایک بار میں نہر کے کنارے بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک شخص (حضرت ابو برزہؓ) آئے اور نماز پڑھنے لگے دیکھا کہ گھوڑے کی باگ (لگام) ان کے ہاتھ میں ہے گھوڑا ان کو کھینچنے لگا اور وہ اس کے پیچھے جانے لگے، شعبہ نے کہا کہ وہ شخص ابو برزہ اسلمیؓ تھے، یہ دیکھ کر ایک خارجی شخص کہنے لگا "اے اللہ اس بوڑھے کا ناس کر، پھر جب وہ شیخ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا (خارجی سے) میں نے تمہاری بات سن لی (اور تم ہو کیا؟ گمراہ) میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ غزوہ یا سات غزوہ یا آٹھ غزوہ کیا ہے اور میں دیکھ چکا ہوں آپؐ کی آسانی (یعنی میں نے مشاہدہ کیا ہے آپؐ اپنی امت پر جو آسانی فرماتے تھے) اور میں نے یہ اچھا سمجھا کہ اپنا گھوڑا ساتھ لے کر واپس لوٹوں اس بات سے کہ میں اس کو چھوڑ دوں اور وہ اپنی چراگاہ میں پھرتا رہے اور میں مشقت اٹھاؤں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فجعلت الدابة تنازعه وجعل يتبعها"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۱ ويأتي ص ۹۰۴

۱۱۴۶﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ مُقَاتِلٍ قال اَخبَرَنا عبدُ اللّٰهِ قال اَخبَرَنا يُونُسُ عنِ الزُّهْرِيِّ عن عُرْوَةَ قال قالتْ عائِشَةُ خَسَفَتِ الشمسُ فقامَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فقَرَاَ سُورَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ رَكَعَ فاطالَ ثُمَّ رَفَعَ رَاسَهٗ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ سُورَةً اُخرى ثُمَّ رَكَعَ حتى قَضَاهَا وَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِك في الثانِيَةِ ثُمَّ قال اِنَّهما آيتانِ مِن آياتِ اللّٰهِ فاِذَا رَاَيْتُم ذٰلِك فصَلُّوا حتى يُفْرَجَ عَنكُمْ لَقد رَاَيْتُ في مَقامِي هٰذا كُلَّ شيءٍ وُعِدْتُهٗ حتى لَقَدْ رَاَيْتُه اُرِيْدُ اَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الجَنَّةِ حِيْنَ رَاَيْتُمُونِي جَعَلْتُ اَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَاَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَاَيْتُمُونِي تَاَخَّرْتُ وَرَاَيْتُ فِيهَا عَمْرَو بنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الذي سَيَّبَ السَّوَائِبَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ سورج گہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز میں) کھڑے ہوئے اور آپؐ نے ایک لمبی سورہ پڑھی پھر آپؐ نے رکوع کیا تو لمبا رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا پھر دوسری سورت شروع کی پھر رکوع کیا یہاں تک کہ اس کو پورا کیا اور سجدے میں گئے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا پھر (نماز سے فارغ ہو کر) فرمایا کہ دونوں سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں تو جب تم یہ (سورج گہن) دیکھو تو نماز پڑھو یہاں تک کہ صاف ہو جائے (گہن کھل جائے) اور دیکھو میں نے اسی جگہ وہ سب چیزیں دیکھ لیں جن کا مجھ سے وعدہ ہے یہاں تک کہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں بہشت کا ایک خوشہ لینا چاہتا ہوں جس وقت تم نے دیکھا کہ میں (نماز میں) آگے بڑھنے لگا تھا اور میں نے دوزخ دیکھی اس کا بعض بعض کو کھا رہا تھا جب تم نے دیکھا کہ میں نماز میں پیچھے ہٹ گیا اور میں نے عمرو بن لحی کو دوزخ میں دیکھا، یہی شخص ہے جس نے (عرب میں) سانڈ کی رسم نکالی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "جعلتُ اتقدم وفي قوله تاخّرت"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۶۱ تا ۱۶۲ ومر الحديث ص۱۴۲،ر ح ،، ،، وص ۱۴۳ وص ۱۴۴ وص ۱۴۵ ،، ،، وياتي ص۴۵۴ وص ۶۶۵ وص ۷۸۶، مقطعا۔

**مقصد** امام اگر نماز کی حالت میں سواری بھاگنے لگے تو نمازی کیا کرے؟
امام بخاریؒ نے کوئی حکم نہیں لگایا لیکن قتادہ کا اثر ذکر فرما کر اشارہ کر دیا کہ ایسی صورت میں نماز چھوڑنا جائز ہے، اس میں تو صاف ہے کہ نماز چھوڑ دے۔ اس کے بعد امام بخاریؒ نے دو روایت ذکر فرمائی ہے پہلی روایت میں حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کا واقعہ ہے۔

**تشریح** یہ ۶۵ھ کا قصہ ہے جب خارجیوں نے بصرے کا محاصرہ کر لیا تھا اور عبد اللہ بن زبیر نے مہلب بن ابی صفرہ کو امیر بنا کر ان خارجیوں سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا اور خارجیوں کا امیر نافع بن ازرق تھا اور یہ جنگ بصرہ اور فارس کے درمیان اہواز میں ہوئی، یہ جگہ بصرہ اور فارس کے درمیان ہے۔

بہر حال اسی موقع پر حضرت ابو برزہ اسلمیؓ نے نماز شروع کر دی گھوڑے کی لگام ابو برزہؓ کے ہاتھ میں تھی جب گھوڑا چلنے لگا تو ابو برزہؓ اس کے پیچھے چلنے لگے تو ایک خارجی نے کہا دیکھو یہ بوڑھا کیا کر رہا ہے بعض روایت میں اس خارجی گدھا کا جملہ یہ نقل کیا گیا ہے کہ دیکھو اس گدھا بوڑھا کو کہ گھوڑے کی خاطر نماز چھوڑ رہا ہے، حضرت ابو برزہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا ہے غزوات میں شرکت کی ہے میں نے دیکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم امت پر کیا آسانی و نرمی فرماتے تھے اور دین کو آسان فرمایا ہے۔ دوسری روایت بار بار گزر چکی ہے۔

## ﴿ باب ۷۷۳ ما یجوز من البصاق والنفخ فی الصلوٰۃ ویذکر عن عبد اللہ بن عمرو نفخ النبی ﷺ فی سجودہ فی کسوف ﴾

نماز میں تھوکنے اور پھونکنے کے جواز کا بیان اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف میں سجدے میں پھونک ماری

۱۱۴۷﴿ حدثنا سلیمانُ بنُ حربٍ قال حدثنا حمّادُ بنُ زیدٍ عن ایوبَ عن نافعٍ عن ابنِ عُمَرَ انّ النبیَّ ﷺ رایٰ نُخامةً فی قِبلةِ المسجدِ فتغیّظَ علی اَهلِ المسجدِ وقال انّ اللّٰه قِبَلَ اَحدِکُم فاِذا کانَ فی صلاتِه فلا یبزُقنّ او قالَ لا یتنخّعنّ ثم نزلَ فحتّها بیدِهٖ وقال ابنُ عُمَرَ اِذا بزقَ اَحدُکم فلیبزُق عن یسارِهٖ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ میں (یعنی مسجد نبوی میں قبلہ کی دیوار پر) بلغم دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد والوں پر غصہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہے جب کوئی نماز میں ہوتو ہرگز نہ تھوکے یا فرمایا بلغم نہ نکالے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور بلغم کو اپنے ہاتھ سے کھرچ دیا (صاف کردیا) اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی تھوکنا چاہے تو اپنے بائیں جانب تھوکے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "اذا بزق احدکم فلیبزق عن یساره"

اس روایت میں اگرچہ یہ موقوفاً یعنی ابن عمرؓ کا قول مروی ہے لیکن آگے جو روایت آرہی ہے اس میں مرفوعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، اب مطابقت میں کوئی شبہ نہیں۔

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۶۲ و مر ص ۵۸ وص ۱۰۴ وص ۹۰۲، باقی مواضع کے لیے دیکھئے نصر الباری جلد سوم باب ۲۸۴، حدیث ۴۲۳

۱۱۴۸﴿ حدثنا محمّدٌ قال حدثنا غُندرٌ حدثنا شُعبةُ قال سمعتُ قتادةَ عن انسِ بنِ مالکٍ عنِ النبیِّ ﷺ قال اِنّ اَحدکم اِذا کانَ فی الصّلوٰةِ فانّه یُناجی ربّه فلا یبزُقنّ بینَ یدیهِ ولا عن یمینه ولکن عن شمالِه تحتَ قدمِهِ الیُسریٰ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی نماز میں ہوتو وہ اپنے پروردگار سے مناجات (سرگوشی) کرتا ہے اس لیے وہ اپنے سامنے ہرگز نہ تھوکے اور نہ

اپنے داہنی طرف تھوکے البتہ اپنے بائیں جانب اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوک لے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ولكن عن شماله تحت قدمه اليسرىٰ"

اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ نماز میں تھوکنا جائز ہے؛ لیکن یہ جب ہے کہ مسجد میں نہ ہو، یہ گذر چکا ہے کہ اگر مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور تھوکنا ضروری ہوگیا تو اپنے کپڑے میں تھوک کر کپڑے سے مل دے۔

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۶۲ و مر ص ۳۸ و ص ۵۸، و ص ۵۹ // // و ص ۶۷، و مسلم اول، ص ۲۰۷

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد تھوکنے اور پھونکنے کا جواز بیان کرنا ہے۔

**تشریح** حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے اثر (نفخ النبی صلی الله علیه وسلم) سے نفخ یعنی پھونکنے کا جواز معلوم ہوا۔ اور بُزاق یعنی تھوکنے کا جواز حدیث انسؓ "ولكن عن شماله تحت قدمه اليسرى" سے معلوم ہوگیا۔

## ﴿ باب ۷۷۱ مَنْ صَفَّقَ جاهلاً مِنَ الرِّجَالِ فی صَلاتِه لَمْ تَفْسُدْ صَلاتُهٗ فِيهِ سَهْلُ بنُ سَعْدٍ عَنِ النبيِّ صلی اللّٰه علیه وسلم ﴾

جو مرد مسئلہ نہ جان کر نماز میں تالی بجائے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی، اس سلسلے میں حضرت سہل بن سعدؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

(سہل بن سعدؓ کی روایت حدیث ۱۱۳۹، ملاحظہ فرمائیے، نیز آئندہ بھی آرہی ہے)

## ﴿ باب ۷۷۲ اِذَا قِيْلَ لِلْمُصَلِّي تقَدَّمْ اَوِ انْتَظِرْ فانْتَظَرَ فلا بَأسَ ﴾

اگر نمازی سے کہا جائے آگے بڑھ (اور وہ آگے بڑھ جائے) یا کہا جائے انتظار کر اور اس نے انتظار کیا (یعنی ٹھہر گیا) تو کوئی حرج نہیں

۱۱۴۹ ﴿ حَدَّثَنا محمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال اَخبَرَنا سُفيَانُ عن اَبِی حازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال كانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ مَعَ النبيِّ ﷺ وَهُمْ عَاقِدُوا اُزْرِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ علٰى رِقَابِهِمْ فقِيْلَ لِلنِّساءِ لا تَرْفَعْنَ رُؤُسَكُنَّ حتی يَسْتَوِیَ الرِّجَالُ جُلوسًا ﴾

**ترجمہ** حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ کچھ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ اپنی تہبندوں کو اپنی گردنوں پر باندھ لیتے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اور (آپؐ کے زمانہ میں)

عورتوں سے کہہ دیا جاتا تم اپنا سر (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھاؤ جب تک مرد سیدھے ہوکر نہ بیٹھ جائیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فقيل للنساء لا ترفعن الخ"

"فقيل للنساء" اس میں احتمال ہے کہ داخل صلوٰۃ کہا گیا ہو فقد افاد المسألتين خطاب المصلى وتربصه بما لا يضر وان كان قبلها افاد جواز الانتظار

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۲ ومر ص ۵۲ وص ۱۱۳، ومسلم اول، ص ۱۸۲، ابوداؤد ص ۹۲، نسائی اول في "الصلوة في الازار" ص ۸۸

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے احناف پر رد ہے کیونکہ احناف کے نزدیک اگر مصلی کو تقدم یا تاخر کا حکم کیا اور مصلی نے اس کا اتباع کرلیا تو نماز فاسد ہوجائے گی اور باقی ائمہ کے یہاں فاسد نہ ہوگی، یعنی امام بخاریؒ جمہور ائمہ کی تائید وموافقت کررہے ہیں۔ بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مصلی سے انتظار کو کہے اور وہ انتظار کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

**اشکال**: اشکال یہ ہے کہ قیل للنساء تو خارج نماز تھا پھر بخاری کا ترجمہ کیسے ثابت ہوگا؛ کیونکہ بظاہر حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ عورتوں سے نماز کی حالت میں کہا جاتا؟

**جواب**: حدیث میں دونوں احتمال ہیں اور امام بخاریؒ کا استدلال بکل المحتمل ہے یعنی لفظ میں اگر دو احتمال ہوتے ہیں تب بھی بخاری اس سے استدلال کرلیتے ہیں، پس یہاں یہ احتمال بھی ہے کہ عورتوں سے نماز کی حالت میں کہا گیا ہو لا ترفعن الخ تو اس صورت میں دونوں مسئلے ثابت ہوگئے۔ مردوں کا عورتوں سے تقدم اور عورتوں کا انتظار۔

۲۔ صرف انتظار کو بیان کرنا مقصود ہو اور ظاہر ہے کہ عورتوں نے انتظار داخل صلوٰۃ ہی کیا تھا۔

## باب ۴۴۳ لا يَرُدُّ السَّلامَ فِي الصَّلٰوةِ

### نماز میں سلام کا جواب نہ دے (لانہ خطاب آدمی)

۱۱۵۰ حَدَّثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ اَبي شَيْبَةَ قال حَدَّثَنا اِبنُ فُضَيْلٍ عن الاَعْمَشِ عن اِبراهيمَ عن عَلْقَمَةَ عن عبدِ اللّٰهِ قال كُنْتُ اُسَلِّمُ عَلى النبيِّ ﷺ وَهُو في الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عليَّ فلمّا رَجَعْنا سَلَّمْتُ عليه فلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقال اِنَّ في الصَّلٰوةِ لشُغْلاً

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تھا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سلام کا جواب دیتے پھر جب ہم (نجاشی کے پاس

سے) واپس لوٹے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا اور (نماز کے بعد) فرمایا نماز میں مشغولیت ہے (یعنی نماز میں نمازی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور یاد الٰہی میں مشغول رہتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ نماز میں کلام الٰہی کی تلاوت اور تسبیح وتحمید میں مشغول ہے) واللہ اعلم

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فلم يردّ على"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۶۲ ومر ص ۱۶۰ ويأتى ص ۵۴۷، ومسلم اول، ص ۲۰۴

۱۱۵۱ ﴿حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ قال حَدَّثَنَا عبدُ الْوَارِثِ قال حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بنُ شِنْظِيرٍ عن عَطاءِ بنِ اَبِى رَبَاحٍ عن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰهِ قال بَعَثَنِى رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى حاجَةٍ لَه فانطَلَقْتُ ثم رَجعتُ، وَقد قَضَيْتُها فاتَيْتُ النبىّ صلى اللّٰه عليه وسلم فسَلّمتُ عَليْه فلَمْ يَرُدَّ علىَّ فوقَعَ فى قلبِى مَا اللّٰه اَعْلَمُ به فقُلْتُ فى نفسِى لَعَلّ رَسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وَجَدَ علىَّ اَنّى اَبطاتُ عليهِ ثمَّ سَلّمْتُ عليه فلَمْ يَرُدّ علىَّ فوقَعَ فى قَلبِى اَشَدُّ مِنَ المَرّةِ الْاُوْلٰى ثمَّ سَلّمتُ عَلَيْهِ فرَدّ علىَّ وَقال اِنّمَا مَنَعَنِى اَنْ اَرُدّ عَلَيْكَ اَنّى كُنْتُ اُصَلّى وَكانَ عَلىٰ رَاحِلَتِه مُتَوَجّهًا اِلَى غَيْرِ القِبْلَةِ﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ بنی مصطلق میں) مجھ کو ایک کام کے لیے بھیجا تو میں گیا اور کام پورا کر کے واپس لوٹا پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا میرے دل میں اللہ جانے کیا بات آئی میں نے اپنے دل میں کہا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ناراض ہیں اس وجہ سے کہ میں دیر سے آیا پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا اب تو میرے دل میں پہلی مرتبہ سے زیادہ خیال آیا پھر میں نے (تیسری مرتبہ) سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور فرمایا پہلے (دوبار) جو میں نے جواب نہیں دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے اس کا رخ قبلہ کے علاوہ دوسری طرف تھا۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "انما منعنى ان ارد عليك انى كنت اصلى"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۶۲، مسلم اول، ص ۲۰۴

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ نماز کی حالت میں سلام کا جواب نہ دینا چاہیے۔

**تشریح** اگر کوئی شخص کسی کو نماز کی حالت میں سلام کرے اور مصلی اس کو جواب بالکلام دے یعنی وعلیکم السلام کہے تو بالاتفاق نماز فاسد ہو جائے گی۔

اور اگر اشارہ سے جواب دے تو عندالاحناف مکروہ ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مباح ہے۔ ہمارے یہاں بھی صرف دل میں جواب دے تو گنجائش ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب ۷۷۴ رَفعِ الاَیدِی فِی الصَّلٰوۃِ لِاَمْرٍ یَنزِلُ بِه ﴾

## نماز میں کوئی ضرورت پیش آئے تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا بیان

۱۱۵۲﴿ حَدَّثَنا قُتَیبَۃُ قال حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِیْزِ عن اَبِی حازِمٍ عن سَھْلِ بنِ سَعدٍ قال بَلَغَ رسولَ اللّٰه ﷺ اَنَّ بَنِی عَمرِو بنِ عَوفٍ بِقُبَاءٍ کانَ بَیْنَھُم شَیءٌ فَخَرَجَ یُصْلِحُ بَیْنَھُمْ فِی اُناسٍ مِن اَصْحابه فحُبِسَ رسولُ اللّٰه ﷺ وَحانَتِ الصَّلٰوۃُ فجاءَ بِلالٌ اِلٰی اَبِی بَکرٍ فقال یا ابا بَکرٍ اِنَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قد حُبِسَ وَقد حَانَتِ الصَّلٰوۃُ فَھَل لکَ اَن تَؤُمَّ النَّاسَ قال نَعَمْ اِن شِئتُمْ فاقامَ بلالٌ الصَّلٰوۃَ وتقَدَّمَ اَبُو بکرٍ وَ کَبَّرَ لِلناسِ وَجاءَ رَسولُ اللّٰه ﷺ یَمْشِی فِی الصُّفوفِ یَشُقُّھا شَقًّا حتی قامَ مِنَ الصَّفِّ فَاَخَذَ النّاسُ فِی التَّصْفِیْحِ قال سَھْلٌ التَّصْفِیْحُ ھو التَّصْفِیْقُ قال وکانَ اَبوبَکرٍ لا یَلْتَفِتُ فِی صَلاتِه فلَمّا اَکثَرَ النَّاسُ التَفَتَ فإذَا رسولُ اللّٰه ﷺ فاشارَ اِلَیهِ یَاْمُرُہ اَن یُصَلِّیَ فَرَفَعَ اَبوبکرٍ یَدَیْه فحَمِدَ اللّٰه ثُمَّ رَجَعَ القَھْقَرٰی وَرَاءَہٗ حتی قامَ فِی الصَّفِّ وَتقَدَّمَ رسولُ اللّٰه ﷺ فصَلّٰی لِلناسِ فلمّا فرَغَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فقال یا اَیُّھَا النَّاسُ مالَکم حِیْنَ نَابَکم شَیءٌ فِی الصَّلٰوۃِ اَخَذْتُم بالتصفِیْحِ اِنّما التَّصْفِیْحُ لِلنّساءِ مَنْ نَابَه شَیءٌ فِی صَلاتِه فلْیَقُل سُبْحَانَ اللّٰه ثُمَّ التَفَتَ اِلٰی اَبِی بَکرٍ فقال یا اَبَا بَکرٍ مَا مَنَعَکَ اَنْ تُصَلِّیَ حِینَ اَشَرْتُ اِلَیْکَ قال اَبُو بکرٍ مَا کانَ یَنبَغِی لِابنِ اَبِی قُحَافَۃَ اَن یُّصَلِّیَ بینَ یَدَی رسولِ اللّٰهِ ﷺ ﴾

**ترجمہ** حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ قباء میں بنی عمرو بن عوف کے لوگوں کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کو ساتھ لے کر صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے وہاں آپ ٹھہر گئے اور ادھر نماز کا وقت آ گیا تو حضرت بلالؓ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو (بنی عمرو بن عوف کے لوگوں میں) پھنس گئے اور نماز کا وقت

آ گیا تو کیا آپ کو منظور ہے کہ لوگوں کی امامت کریں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ہاں اگر تم لوگ چاہو چنانچہ حضرت بلالؓ نے نماز کے لیے اقامت کہی اور حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے اور اللہ اکبر کہا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیرتے ہوئے تشریف لے آئے اور پہلی صف میں کھڑے ہوگئے، لوگوں نے تصفیح شروع کی حضرت سہلؓ نے بیان کیا کہ تصفیح کہتے ہیں تالی بجانے کو، سہلؓ نے کہا ابوبکر صدیقؓ نماز میں کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے پھر جب لوگوں نے بہت تالی بجائی تو ابوبکر نے دیکھا، دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو اشارہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کا حکم کر رہے تھے (نماز پڑھاتے رہو) ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا پھر الٹے پاؤں پیچھے لوٹ کر صف میں شریک ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "لوگوں تم کو کیا ہوگیا کہ جب نماز میں کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو تم تالیاں بجانے لگتے ہو تالی بجانا تو عورتوں کا کام ہے جس کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو سبحان اللہ کہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کہ اے ابوبکر تم کو نماز پڑھانے سے کس چیز نے روکا (یعنی نماز کیوں نہیں پڑھائی؟) جب کہ میں نے تم کو اشارہ کر دیا، ابوبکرؓ نے عرض کیا ابوقحافہ کے بیٹے کے لیے مناسب نہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز پڑھائے۔

**مطابقته للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فرفع ابو بكر يديه"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۶۲ و مر ص ۹۴ و ص ۱۶۰ و ياتى ص ۳۷۰، و ص ۱۷۱ و ص ۱۰۶۶

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب ہی سے ظاہر ہے کہ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے نماز میں ہاتھ اٹھائے تو جائز ہے یہ عمل کثیر نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کا استدلال اس واقعہ سے ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو امامت کے لیے حکم فرمایا تو حضرت ابوبکرؓ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امامت کے لائق سمجھا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام صحابہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہوئے اور بالاتفاق تمام صحابہ نے منظور کیا بلاشبہ آپؓ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔

## باب ۷۷۵ الخَصْرِ فِى الصَّلٰوةِ

### نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے کا بیان

۱۱۵۳ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَان قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن اَيُّوبَ عن مُحمّدٍ عن اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ نُهِىَ عَنِ الخَصْرِ فِى الصَّلٰوةِ وقَالَ هِشَامٌ وَاَبُو هِلَالٍ عن ابنِ سِيرِيْنَ عن اَبِى

هُرَيْرَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع کردیا گیا، اور ہشام اور ابوہلال نے محمد بن سیرین سے اس حدیث کو روایت کیا انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "نهى عن الخصر في الصلوٰة"

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۱۶۳، ومسلم اول، ص ۲۰۶، ابوداؤد، ص ۱۳۶، ترمذی، ص ۵۰

۱۱۵۴﴿ حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَلِيٍّ قال حَدَّثَنا يَحْيىٰ عن هِشامٍ قال اَخْبَرَنا محمَّدٌ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال نَهَى النبيُّ صلى الله عليه وسلم اَن يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا ﴾

ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة في قوله "نهى النبي صلى الله عليه وسلم ان يصلى الرجل مختصرًا"

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۱۶۳ و مر آنفا ص ۱۶۳، وخرجہ مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ نماز کی حالت میں کمر پر ہاتھ رکھنا جائز نہیں ممانعت کی وجہ: ۱ اسلئے کہ یہ صورت فعل یہود کے مشابہ ہے، ۲ متکبرین کے ساتھ مشابہت ہے، ۳ ابلیس مردود ہونے کے بعد جنت سے اسی حالت میں نکلا تھا تو تشبہ ابلیس سے بچنے کے لیے منع کردیا گیا، یہی وجہ قوی تر ہے۔ نیز اس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز اور خارج نماز دونوں میں مکروہ ہے۔

تشریح امام بخاریؒ کا ترجمۃ الباب ہے "باب الخصر في الصلوٰة" اور خصر کے معنی مختلف ہیں: ۱ اختصار فی القراءۃ، ۲ اختصار فی الرکوع والسجود یہ دونوں صورتیں جائز ہیں؛ لیکن امام بخاریؒ کا مقصد وہی معلوم ہوتا ہے جو مقصد کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بابٌ ۷۷۶ يُفَكِّرُ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فِي الصَّلٰوةِ وَقال عُمَرُ اِنِّي لَاُجَهِّزُ جَيْشِيْ وَاَنا فِي الصَّلٰوةِ ﴾

نماز میں آدمی کسی بات کی فکر کرے (سوچے تو کیا حکم ہے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز میں اپنی فوج کا سامان کیا کرتا ہوں

۱۱۵۵﴿ حَدَّثَنا اِسْحاقُ بنُ مَنْصورٍ قال حَدَّثَنا رَوْحٌ قال حَدَّثَنا عُمَرُ هُوَ ابنُ سَعِيدٍ

قال اَخبَرَنِی ابنُ اَبِی مُلَیکَۃَ عن عُقبَۃَ بنِ الحارِثِ قال صَلَّیتُ مع النبی صلی الله علیه وسلم العَصرَ فلمَّا سلَّمَ قامَ سَرِیعًا دَخَلَ علی بعضِ نِسَائِهِ ثم خَرَجَ وَرَآی مَا فِی وُجُوهِ القَومِ مِن تَعَجُّبِهِم لِسُرعَتِه فقال ذَکَرتُ وَاَنَا فِی الصَّلٰوۃِ تِبرًا عِندَنَا فکَرِهتُ اَن یُمسِیَ اَو یَبِیتَ عِندَنا فَاَمَرتُ بِقِسمَتِہٖ ﴾

**ترجمہ** حضرت عقبہ بن حارثؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی جب آپؐ نے سلام پھیرا تو جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے آزواج مطہرات میں سے ایک بیوی کے یہاں تشریف لے گئے پھر باہر نکلے اور لوگوں کو چہروں پر آپ کے جلد اٹھ جانے سے جو تعجب تھا اس کو ملاحظہ فرمایا اور فرمایا کہ مجھے نماز میں سونے کی ایک ڈلی کا خیال آیا تو مجھے برا معلوم ہوا کہ شام تک یا رات تک وہ میرے پاس رہے چنانچہ میں نے اسے تقسیم کا حکم دیدیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ذكرت وانا فی الصلوة تبرا عندنا"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۳ و مر الحديث ص ۱۱۷ و یاتی ص ۱۹۲، وص ۹۲۸

۱۱۵۶﴿ حَدَّثَنَا یَحیَی بنُ بُکَیرٍ قال حَدَّثَنِی اللَّیثُ عن جَعفَرٍ عن الاَعرَجِ قال قال اَبُو هُرَیرَۃَ قال رسولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اِذَا اُذِّنَ بِالصَّلٰوۃِ اَدبَرَ الشَّیطانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حتی لا یَسمَعَ التَّاذِینَ فَاِذَا سَکَتَ المُؤَذِّنُ اَقبَلَ فَاِذَا ثُوِّبَ اَدبَرَ فَاِذَا سَکَتَ اَقبَلَ فلا یَزَالُ بِالمَرءِ یقولُ لَهٗ اُذکُر ما لَم یَکُن یَذکُرُ حتی لا یَدرِی کَم صَلّٰی قال اَبُو سَلَمَۃَ بنُ عبدِ الرَّحمٰنِ اِذا فعَلَ اَحَدُکُم ذٰلك فَلیَسجُد سَجدَتَینِ وهو قاعِدٌ وَسَمِعَه اَبُو سَلَمَۃَ عن اَبِی هُرَیرَۃَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کر گوز لگاتا (یعنی پادتا ہوا) بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سنے پھر جب مؤذن خاموش ہوتا ہے تو شیطان پھر آجاتا ہے پھر جب تکبیر ہوتی ہے چل دیتا ہے جب تکبیر ہو چکی پھر آجاتا ہے اور آدمی سے (دل میں گھس کر) کہتا ہے وہ یاد کر یہ یاد کر وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو کبھی یاد نہ آئیں یہاں تک کہ آدمی بھول جاتا ہے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے کہا جب تم میں سے کسی کو ایسا ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے (سہو کے) دو سجدے کرلے، ابو سلمہ نے یہ حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فلا یزال بالمرء یقول له اذکر مالم یکن یذکر حتی لا یدری کم صلی"

**تعدد موضعہ** | والحدیث ھنا ص ۱۶۳ و مر ۸۵ ویاتی ص ۱۶۴، وص ۴۶۴

۱۱۵۷﴿ حَدَّثَنا محمّدُ بنُ المُثَنّیٰ قال حَدَّثَنا عثمانُ بنُ عُمَرَ قال اَخْبَرَنا ابنُ اَبی ذِئب عن سَعِیدِ المَقْبُرِی قال قال اَبُو هُرَیْرَةَ یقولُ الناسُ اَکْثَرَ اَبُو هُرَیْرَة فَلَقِیْتُ رَجُلا فقلتُ بِمَا قَرَاَ رَسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم البَارِحَةَ فی العَتَمَةِ فقال لا اَدْرِی فقلتُ اَلَمْ تَشْهَدْهَا قال بلٰی قلتُ لکن اَنَا اَدْرِی قَرَاَ سُوْرَةَ کَذَا وَکَذا ﴾

**ترجمہ** | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہؓ نے بہت حدیثیں بیان کیں (اور حال یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں) میں نے ایک شخص سے ملاقات کی اور پوچھا کہ گذشتہ رات کی نماز عشاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پڑھا تھا (یعنی کونسی سورہ پڑھی تھی) تو انھوں نے کہا میں نہیں جانتا تو میں نے کہا کیا تو نماز میں شریک نہیں تھا؟ تو کہنے لگے شریک تھا (لیکن مجھے یاد نہیں) میں نے کہا مجھے خوب یاد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ یہ سورہ پڑھی تھی۔

**مطابقتہ للترجمۃ** | مطابقة الحدیث للترجمة من حیث ان ذلك الرجل کان متذکرا فی الصلوة بفکر دنیوی حتی لم یضبط ما قراه رسول الله صلی الله علیه وسلم فیها ویجوز ان یکون من حیث ان ابا هریرة کان متفکر بامر الصلوة حتی ضبط ما قرا رسول الله صلی الله علیه وسلم.

**تعدد موضعہ** | والحدیث ھنا ص ۱۶۳

**مقصد** | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ تفکر اگرچہ ایک عمل ہے مگر اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی، باب کی پہلی حدیث میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "ذکرت وانا فی الصلوة" معلوم ہوا کہ نماز میں سونے کا خیال آیا۔

دوسری روایت میں ہے "اذکر مالم یکن یذکر" یہ وسوسہ فی الصلوۃ اور تفکر ہو گیا مگر نماز فاسد نہ ہوگی۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک شخص نے کچھ مال زمین میں دفن کیا تھا مگر جب ضرورت پڑی تو بھول گیا کہ کہاں دفن کیا ہے؟ امام اعظمؒ سے پوچھا تو امام صاحب نے کہا نفل نماز شروع کرو شیطان پوری رات عبادت کرنا گوارہ نہیں کرے گا فوراً آکر یاد دلادے گا تاکہ یہ نماز چھوڑ کر دفینہ حاصل کرنے میں مشغول ہو جائے اور ایسا ہی ہوا۔

تیسری روایت میں "لا ادری" سے معلوم ہوا کہ وہ صحابی بحالت نماز کسی دوسرے خیال میں غرق ہو گئے جب ہی تو ان کو یہ یاد نہ رہا کہ حضور اقدسؐ نے کونسی سورت پڑھی تھی۔

# ابواب السھو فی الصلوٰۃ

﴿بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم﴾

بسم اللہ کے سلسلے میں احقر نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد اول ص ۱۷۱۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ بسم اللہ درمیان میں ہے کسی مستقل کتاب کی بسم اللہ نہیں ہے؛ بلکہ جب کسی عذر یا ضرورت کی وجہ سے کتابت موقوف ہوگئی پھر جب شروع فرمایا تو بسم اللہ تحریر فرمایا۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابُ مَا جَاءَ فِی السَّهْوِ اِذَا قَامَ مِنْ رَكْعَتَيِ الْفَرِيْضَةِ ﴾

اگر چار رکعتی نماز میں قعدہ اولیٰ نہ کرے اور بھولے سے تیسری رکعت کیلئے اٹھ کھڑا ہو تو اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ سجدہ سہو کی تفصیل آگے آئے گی انشاء اللہ

۱۱۵۸ ﴿ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّهُ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيْمَهُ كَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن بحینہؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی (چار رکعتی) نماز میں ہمیں دو رکعت پڑھائیں پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور نہیں بیٹھے (یعنی قعدہ اولیٰ نہیں کیا) پھر لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پوری کر چکے اور ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کے منتظر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا سلام سے پہلے اور دو سجدے کیے بیٹھے بیٹھے پھر سلام پھیرا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "صلى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين من بعض الصلوات ثم قام"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۳ ومر ص ۱۱۴ تا ۱۱۵، ايضا، ص ۱۱۵، ويأتى ص ۱۶۳، وص ۱۶۴، وص ۹۸۶، مسلم اول، ص ۲۱۱، ترمذی اول، ص ۵۱، ابوداؤد، ص ۱۴۸

۱۱۵۹﴿ حدَّثنا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مالِكٌ عن يَحيَى بنِ سَعِيدٍ عن عبدِ الرَّحمٰنِ الاَعرَجِ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ بُحَينَةَ اَنَّه قال اِن رسولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم قامَ مِن اِثنَتَينِ مِنَ الظُّهرِ وَ لَم يَجلِس بَينَهما فلمّا قضىٰ صَلاتَه سَجَدَ سَجدَتَينِ ثم سَلَّم بعدَ ذٰلك ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن بحینہؓ سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور قعدہ اولیٰ نہیں کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پوری کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سجدے کیے پھر ان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث في قوله "قام من اثنتين من الظهر وهو معنى قوله في الترجمة اذا قام من ركعتي الفريضة"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۶۳، باقی کے لیے باب کی پہلی روایت یعنی ۱۱۵۸ کے مواضع دیکھیے۔

**مقصد** امام بخاریؒ نے ترجمہ یہ قائم کیا کہ اگر کسی کا قعدہ اولیٰ چھوٹ جائے تو کیا کرے؟ امام بخاریؒ نے حدیث سے بتلا دیا کہ سجدہ سہو کرے۔

۲ بعض حضرات سے منقول ہے کہ اگر دو رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو بیٹھ جائے، امام بخاریؒ نے ان حضرات کا رد کر دیا کہ قعود نہ کرے بلکہ سجدہ سہو کر لے یہی جمہور کا مذہب ہے، تو امام بخاریؒ نے جمہور کی تائید و موافقت کی ہے۔

**سجدہ سہو کا حکم**
۱ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک سجدہ سہو واجب ہے۔ (عمدہ)
۲ امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہے۔ (عمدہ)

**سجدہ سہو کب ہوگا؟ قبل السلام یا بعد السلام**
۱ حنفیہ کے نزدیک سجدہ سہو مطلقاً بعد السلام ہے۔ اس سلام سے مراد سلام فصل نہیں بلکہ سلام سہو ہے۔

۲ امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً قبل السلام ہے۔

۳ امام مالکؒ کے نزدیک یہ تفصیل ہے کہ اگر سجدہ سہو نماز میں کسی نقصان کی وجہ سے واجب ہوا ہے تو سجدہ سہو قبل السلام ہوگا اور اگر کسی زیادتی کی وجہ سے واجب ہوا ہے تو سجدہ سہو بعد السلام ہوگا۔ امام مالکؒ کا مذہب یاد رکھنے کے لیے حضرت شیخ الحدیثؒ کی تقریر بخاری میں ہے "القاف بالقاف والدال بالدال" يعني القبل بالنقصان والبعد بالزيادة.

۴ امام احمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سہو کی جن صورتوں میں سجود قبل السلام ثابت

ہے وہاں ہم بھی سجدہ سہو قبل السلام کریں گے۔ مثلاً احادیث باب میں قعدۂ اولیٰ کے ترک پر سجدہ قبل السلام ہوگا اور جس سہو میں آپؐ سے سجدہ بعد السلام ثابت ہے وہاں بعد السلام پر عمل ہوگا مثلاً چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دینے کی صورت میں جیسا کہ ایک باب کے بعد حضرت ذوالیدین کی حدیث آرہی ہے۔ اور جن صورتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں وہاں سجدہ سہو قبل السلام ہوگا۔

**افادہ** : یہ اختلاف بین الائمہ محض اولویت وافضلیت میں ہے۔

## ﴿ بَابٌ [۷۷۸] اِذَا صَلّٰی خَمْسًا ﴾

### اگر کوئی پانچ رکعت نماز پڑھ لے؟

۱۱۶۰﴿ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَکَمِ عن اِبْرَاهِیْمَ عن عَلْقَمَةَ عن عبدِ اللّٰهِ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صَلَّی الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِیْلَ لَه اَزِیْدَ فی الصَّلٰوةِ فقال وَمَا ذَاكَ قال صَلَّیْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ بعدَ مَا سَلَّمَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بھول سے) ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھ لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کیا نماز بڑھ گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ صحابہ نے عرض کیا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "صلى الظهر خمسا"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۶۳ و مر ص ۵۸ ویاتی ص ۹۸۷، وص ۱۰۷۷، مسلم اول، ص ۲۱۲

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد باب سابق اور اس باب لاحق سے بین النقصان والزیادہ میں فرق بیان کرنا ہے کہ نقصان میں سجدہ سہو قبل السلام ہوگا اور زیادت کی صورت میں بعد السلام جیسا کہ مالکیہ کا مذہب گذرا القاف بالقاف والدال بالدال، گویا امام بخاریؒ امام مالک کی موافقت کر رہے ہیں۔

۲۔ امام بخاریؒ کا مقصد حنفیہ کی تردید ہے حنفیہ کا مذہب ہے کہ اگر آخری رکعت میں نہیں بیٹھا یعنی قعدہ اخیرہ نہیں کیا تو نماز نہیں ہوگی چونکہ قعدہ اخیرہ فرض ہے اور اگر قعدہ اخیرہ کر کے بھول سے اٹھ گیا تو سجدہ سہو کافی ہوگا۔ کیونکہ سجدہ سہو ترک واجب سے ہوتا ہے نہ کہ ترک فرض سے۔

لیکن امام بخاریؒ نے بتلا دیا کہ سجدہ سہو کافی ہوگا خواہ قعدہ اخیرہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

**جواب**۔ حدیث میں یہ احتمال موجود ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قعدہ اخیرہ کر لیا ہو، جس طرح عدم

قعدہ کا احتمال ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال. اور اگر قعدہ اخیرہ نہ کرنا ثابت ہو تو اس حدیث کا جواب حنفیہ کے لیے مشکل ہوگا۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابٌ اِذَا سَلَّمَ فِی رَكْعَتَيْنِ اَوْ فِی ثَلاثٍ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ مِثْلَ سُجُودِ الصَّلٰوةِ اَوْ اَطْوَلَ ﴾

جب دو رکعتیں یا تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو نماز کے سجدوں کی طرح یا ان سے زیادہ طویل (سہو کے) دو سجدے کرے

۱۱۶۱﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِی سَلَمَةَ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الظُّهْرَ اَوِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُوالْيَدَيْنِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنَقَصَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِاَصْحَابِهِ اَحَقٌّ مَا يَقُولُ قَالُوا نَعَمْ فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ اُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَالَ سَعْدٌ وَرَاَيْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ صَلّٰی مِنَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فَسَلَّمَ وَتَكَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰی مَا بَقِیَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا فَعَلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی یا عصر کی نماز پڑھائی پھر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "نماز کا کیا حال ہے یارسول اللہ! کیا گھٹ گئی؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ اصحاب نے عرض کیا جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دو رکعتیں پڑھیں پھر دو سجدے کیے۔ سعد نے کہا میں نے عروہ بن زبیر کو دیکھا کہ انھوں نے مغرب کی دو رکعتیں پڑھیں اور سلام پھیر دیا اور بات کی پھر باقی ایک رکعت پڑھی اور دو سجدہ کیا اور کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فصلى ركعتين اخريين ثم سجد سجدتين" اس سے صرف سلام فی رکعتین تو معلوم ہوا لیکن ترجمہ کا ایک جز "فی ثلاث" کا ذکر روایت میں نہیں؟

**جواب** : جواب یہ ہے کہ مسلم میں حضرت عمران بن حصینؓ کی روایت میں سلام علی الثلاث کا تذکرہ ہے امام بخاریؒ نے ترجمہ میں اس طرف اشارہ کر دیا پس مطابقت ہوگئی۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۳ و مر ص ۶۹ و ص ۹۹ ويأتی ص ۸۹۴، و ص ۱۰۷۷

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیرے یا تین رکعت پر باقی رکعت پوری کرنے پر سجدہ سہو کرے گا۔

**تشریح** ذوالیدینؓ کا نام خرباق "بکسر الخاء المعجمة وسکون الراء و بالموحده" (کرمانی)

## ﴿ بَابٌ ۴۸۰ مَنْ لَمْ يَتَشَهَّدْ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ اَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَلَمْ يَتَشَهَّدَا وَقَالَ قَتَادَةُ لا يَتَشَهَّدُ ﴾

جو سہو کے سجدوں کے بعد پھر تشہد نہ پڑھے؟ اور حضرت انسؓ اور حسن بصریؒ نے سلام پھیرا (یعنی سجدہ سہو کے بعد) اور تشہد نہیں پڑھا اور قتادہ نے کہا تشہد نہ پڑھے

۱۱۶۲﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مالِكُ بنُ اَنَسٍ عن اَيُّوبَ بن اَبِي تَمِيْمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عن محمَّدِ بنِ سِيْرِيْنَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلمَ انصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فقال له ذُوالْيَدَيْنِ اَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ يا رسولَ اللّٰهِ وقال رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم اَصَدَقَ ذُوالْيَدَيْنِ فقال الناسُ نَعَم فقامَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم فصَلّٰى اثْنَتَيْنِ اُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثمَّ سَجَدَ مِثلَ سُجُودِهِ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ظہر کی نماز میں) دو رکعت پڑھ کر علیحدہ ہو گئے (یعنی سلام پھیر دیا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالیدین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا نماز گھٹ گئی یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں سے) پوچھا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا جی ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر کی دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر اللہ اکبر کہا پھر اپنے سجدہ کرنے کی طرح سجدہ کیا یا اس سے لمبا پھر سر اٹھایا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة لان النبى صلى الله عليه وسلم لم يتشهد فى هذه الصورة .

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۴ ومر ۶۹ ،ص ۹۹ ،ص ۱۶۳ ویاتی ص ۸۹۴ ،ص ۱۰۷۷

۱۱۶۳﴿ حَدَّثَنَا سُلَيمانُ بنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن سَلَمَةَ بنِ عَلْقَمَةَ قال قلتُ لِمُحَمَّدٍ فى سَجْدَتَيِ السَّهْوِ تَشَهُّدٌ فقال ليسَ فى حديثِ اَبِى هُرَيْرَةَ ﴾

**ترجمہ** سلمہ بن علقمہ نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن سیرینؒ سے پوچھا کیا سہو کے سجدوں کے بعد تشہد ہے تو انھوں نے کہا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں تو تشہد کا ذکر نہیں ہے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "قلتُ لمحمد في سجدتي السهو تشهد قال ليس في حديث ابي هريرة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۴، حديث ليس في حديث ابي هريره تشهد مر الحديث، ص ۶۹، وص ۹۹، وص ۱۶۳، وص ۱۶۴ ياتي ص ۱۶۴ وص ۸۹۴، وص ۱۰۷۷

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ سجدہ سہو کے بعد تشہد نہیں پڑھا جائے گا۔

**تشریح** یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے حنفیہ کے نزدیک تشہد پڑھے گا۔ بلکہ اگر سجدہ سہو بعد السلام ہے تو جمہور حنفیہ، شافعیہ، حنابلہ سب کے نزدیک تشہد پڑھے گا۔

امام بخاریؒ نے جو ذوالیدین کی حدیث سے عدم تشہد پر استدلال کیا ہے یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث ذوالیدین میں تشہد کا ذکر ہی نہیں ہے اور معلوم ہے کہ عدم ذکر ذکر عدم کو مستلزم نہیں۔ پس اس سے عدم تشہد پر استدلال درست نہیں، بالخصوص جبکہ دوسری حدیث میں صراحت کے ساتھ سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھنا ثابت ہے۔

## ﴿ بَابٌ[۷۸۱] يُكَبِّرُ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ﴾

### سہو کے سجدوں میں تکبیر کہنا

۱۱۶۴﴿ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عن محمَّدٍ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال صَلَّى النبيُّ صلى الله عليه وسلم احدَى صَلٰوتَيِ العَشِيِّ قال محمَّدٌ وَاَكْثَرُ ظَنِّي اَنَّهَا العَصْرُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ المَسْجِدِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِيْهِمْ اَبُو بَكْرٍ و عُمَرُ فَهَابَاهُ اَنْ يُكَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرْعَانُ النَّاسِ فَقَالُوا اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَرَجُلٌ يَدْعُوهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم ذَا اليَدَيْنِ فَقَالَ اَنَسِيْتَ اَمْ قَصُرَتْ فَقَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ قال بَلٰى قد نَسِيْتَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَكَبَّرَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی دو نمازوں (ظہر اور عصر) میں سے ایک نماز پڑھائی محمد (ابن سیرین) کہتے ہیں کہ میرا گمان غالب یہ ہے کہ وہ عصر کی نماز تھی، خیر آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا پھر ایک لکڑی پر ٹیکا دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے جو مسجد کے آگے لگی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور لوگوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنے میں ڈرے اور جلد باز لوگ مسجد سے نکل بھی گئے اور کہنے لگے کیا نماز گھٹ گئی اور ایک شخص تھا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالیدین پکارا کرتے تھے اس نے عرض کیا، کیا آپ بھول گئے یا نماز گھٹ گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی ہوئی ہے اس نے عرض کیا "کیوں نہیں آپ ضرور بھولے ہیں" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا پھر اللہ اکبر کہا اور اپنی نماز کے سجدے کی طرح سجدہ کیا یا اس سے طویل تر، پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا پھر سر زمین پر رکھا اور اللہ اکبر کہا اور اپنی نماز کی طرح سجدہ کیا یا اس سے طویل تر پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "ثم كبر فسجد مثل سجوده او اطول"

**تعدد موضعہ** | والحديث هنا ص ۱۶۴ و مر الحديث ص ۶۹، وص ۹۹، وص ۱۶۳ و ياتى ص ۸۹۴، وص ۱۰۷۷

۱۱۶۵﴿ حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ قال حَدَّثَنا اللَّيْثُ عنِ ابنِ شِهابٍ عنِ الاَعْرَجِ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ بُحَيْنَةَ الاَسْدِيِّ حَلِيْفِ بني عبدِ المُطَّلِبِ اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قامَ فى صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلوسٌ فلمَّا اَتَمَّ صَلاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فى كلِّ سَجْدَةٍ وهو جالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ وَسَجَدَهُما النّاسُ مَعَه مَكانَ ما نَسِيَ مِنَ الجلوسِ تابَعَه ابنُ جُرَيْجٍ عنِ ابنِ شِهابٍ فى التَّكْبِيْرِ ﴾

**ترجمہ** | حضرت عبداللہ بن بحینہؓ سے روایت ہے جو بنی عبدالمطلب کے حلیف تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں (قعدہ اولیٰ کے بغیر) اٹھ کھڑے ہوئے (مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوس یعنی دو رکعت پر قعدہ لازم تھا، آپ قعدہ بھول گئے اور تیسری رکعت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پوری کر چکے تو (سہو کے) دو سجدے کیے سلام سے پہلے ہر سجدہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہتے اور لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں سجدے کیے، یہ سجدے اس قعدہ کے بدلہ میں تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے تھے۔ لیث کے ساتھ اس حدیث کو ابن جریج نے بھی ابن شہاب سے روایت کیا تکبیر کے بارے میں (یعنی سجدوں میں اللہ اکبر کہنا نقل کیا)

**مطابقۃ للترجمۃ** | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "يكبّر فى كل سجدة"

**تعدد موضعہ** | والحديث هنا ص ۱۶۴ و مر ص ۱۱۴، وص ۱۱۵، وص ۱۶۳ و ياتى ص ۹۸۶۔

**مقصد** | امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ سجدہ سہو کے لیے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا چاہیے اور سہو کے دونوں سجدوں میں

اللہ اکبر کہنا چاہیے جیسا کہ روایت سے ظاہر ہے۔ جمہور کا یعنی احناف وشوافع اور حنابلہ کا مذہب ہے۔
۲۔ ممکن ہے کہ امام بخاریؒ کا مقصد مالکیہ کی تردید ہو جو کہتے ہیں کہ اگر سجدہ سہو بعد السلام ہو تو پہلے تکبیر تحریمہ کہنا چاہیے پھر سجدہ سہو کی تکبیر۔ بخاریؒ نے جمہور کی موافقت کی ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب ۴۸۲ اِذَا لَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ﴾

### اگر کسی کو یاد نہ رہے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں، تین یا چار تو وہ سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کرے

۱۱۶۶﴿ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قال حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ اَبِي عبدِ اللّٰهِ الدَّسْتَوَائِيُّ عن يحيى بنِ اَبِي كَثِيرٍ عن اَبِي سَلَمَةَ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال قال رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم اِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَه ضُرَاطٌ حتى لا يَسْمَعَ الْاَذَانَ فَاِذَا قُضِيَ الاَذَانُ اَقْبَلَ فَاِذَا ثُوِّبَ بِهَا اَدْبَرَ فَاِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ اَقْبَلَ حتى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِه يَقُولُ اُذْكُرْ كَذَا وَكَذَا مَالَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حتى يَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ يَدْرِي كَمْ صَلّٰى فَاِذَا لَمْ يَدْرِ اَحَدُكُمْ كَمْ صَلّٰى ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا (آواز کے ساتھ پادتا ہوا) پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تا کہ اذان نہ سنے پھر جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو آ جاتا ہے پھر جب تکبیر ہوتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے پھر جب تکبیر (اقامت) پوری ہو جاتی ہے تو آ جاتا ہے اور نمازی اور اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور کہتا ہے فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر جو اس کو یاد نہیں ہوتیں یہاں تک کہ نمازی بھول جاتا ہے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں؟ جب تم میں سے کسی کو یاد نہ رہے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کر لے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فاذا لم يدر احدكم كم صلى الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۴ مر ص ۸۵، وص ۱۶۳ ويأتي ص ۴۶۴

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی کو نماز کی تعداد رکعات میں شک ہو جائے کہ تین رکعتیں ہوئیں یا

چار، ایسی صورت میں بیٹھ کر دو سجدے کرلے گا یہی مذہب ہے امام حسن بصریؒ کا۔

مطلب یہ ہے کہ امام بخاریؒ امام حسن بصریؒ کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم

**مذاہب ائمہ کی تفصیل** حنفیہ کے نزدیک یہ مسئلہ مثلث ہے اس کی تین صورتیں ہیں ایک صورت میں استیناف (یعنی از سرِ نو نماز پڑھی جائے گی) اور ایک صورت میں بناء علی الاقل المتیقن، اور ایک صورت میں بناء علی الظن الغالب اور اسی کو تحری کہتے ہیں، جس شخص کو نماز میں اس طرح کا شک وشبہ کثرت سے پیش نہ آتا ہو بلکہ اتفاقاً کبھی ہو جاتا ہو اس کے لیے استیناف ہے از سرِ نو نماز پڑھے۔

اور جس شخص کو شک وشبہ پیش آتا رہتا ہو اس کے لیے تحری ہے تحری کے بعد جس طرف رجحان زائد ہو اسی کو اختیار کرے، اور اگر سوچنے کے باوجود کسی ایک جانب کو غلبہ نہ ہو تو پھر بناء علی الاقل ہے۔ مثلاً کسی شخص کو شبہ ہوا تھا کہ اس کی تین رکعت ہوئی یا چار، تو اگر سوچنے سے کسی ایک جانب رجحان ہو جائے تو اس کو اختیار کرے ورنہ جو اقل متعین ہے یعنی تین رکعت اس کو اختیار کرے لہٰذا ایک رکعت اور پڑھے۔

۲ امام شافعیؒ بناء علی الاقل کے قائل ہیں اور روایات میں جو تحری کا ذکر آتا ہے اس کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ تحری کے معنی ہیں قصد کرنا یعنی جو بات صواب و درست ہے اس کو اختیار کرنا وہ فرماتے ہیں کہ صواب اور درست چیز اقل متیقن ہی ہے۔

۳ اور امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر مصلی مستنکح ہے یعنی جس کو شک وشبہ کثرت سے پیش آتا رہتا ہے اس کے لیے حکم تحری ہے اپنی تحری پر عمل کرے اور اگر غیر مستنکح ہے تو اس کو چاہیے کہ بناء علی الیقین کرے۔

۴ اور امام احمدؒ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام اور منفرد کے درمیان فرق ہے امام کے لیے تحری اور ظن غالب پر عمل کرنا ہے اور منفرد کے لیے بناء علی الاقل الخ (الدر المنضود جلد ثانی)

## ﴿ بَابُ[۷۸۳] السَّهْوِ فِى الفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ وَسَجَدَ ابنُ عبّاسٍ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ وِتْرِه ﴾

### فرض نماز اور نفل دونوں میں سجدہ سہو کرنے کا بیان

### اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے وتر کے سہو کے دو سجدے کیے

۱۱۶۷ ﴿ حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبَرَنا مالِكٌ عن ابنِ شِهابٍ عن اَبِى سَلَمَةَ بنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عن اَبِى هُرَيرَةَ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم قال اِنَّ

اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ یُصَلِّی جاءَ الشَّیْطانُ فَلَبَسَ عَلَیْهِ حتی لا یَدْرِی کَمْ صَلّی فاِذَا وَجَدَ ذٰلِکَ اَحَدُکُمْ فلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ وَهُوَ جالِسٌ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آکر اس کی نماز میں شبہ ڈالتا ہے یہاں تک کہ اس کو یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تو جب تم میں سے کوئی اس طرح کا شبہ پائے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے (یعنی سہو کے دو سجدے)

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فلبس عليه حتى لا يدرى كم صلى الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۴ و مر ص ۸۵، وص ۱۶۳ ویاتی ص ۴۶۴

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ سجدہ سہو کے معاملہ میں فرض نماز ہو یا نفل کوئی فرق نہیں ہے یہی جمہور کا مسلک ہے حافظ عسقلانیؒ نے امام ابن سیرین اور قتادہ سے تفریق نقل کی ہے تو معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کا مقصد ان کا رد ہے اور بخاری جمہور کی تائید و موافقت فرما رہے ہیں۔ واللہ اعلم

## ﴿ بابٌ ۶۸۴ اِذَا کُلِّمَ وَهُوَ یُصَلِّی فاشارَ بِیَدِهِ وَاسْتَمَعَ ﴾

### اگر کوئی شخص نمازی سے بحالت نماز بات کرے اور وہ سن کر ہاتھ سے اشارہ کرے، تو نماز درست ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں

مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نمازی کو کہہ رہا ہے کہ نماز پڑھ کر گھر آجانا کام ہے تو نمازی نے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کہ میں نے بات سن لی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۱۶۸﴿ حَدَّثَنا یحیَی بنُ سُلَیمانَ قال حَدَّثَنِی ابنُ وَهْبٍ قال اَخْبَرَنِی عَمْرٌو عن بُکَیْرٍ عن کُرَیْبٍ اَنَّ ابنَ عبّاسٍ وَ المِسْوَرَ بنَ مَخْرَمَةَ وَعبدَ الرَّحْمٰنِ بنَ اَزْهَرَ رضی اللّٰه عنهم اَرْسَلُوهُ اِلٰی عائِشَةَ رضی اللّٰه عنها فقالوا اقْرَأْ علیها السَّلامَ مِنّا جَمِیْعا وَسَلْهَا عنِ الرَّکعَتَیْنِ بعدَ صَلاةِ العَصْرِ وَقُلْ لَهَا اِنّا اُخْبِرْنا اَنَّكِ تُصَلِّیْهِمَا وَقدْ بَلَغَنا اَنَّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم نهٰی عنهما وَقال ابنُ عباسٍ وَکُنتُ اَضْرِبُ النّاسَ مَعَ عُمَرَ بنِ الخطابِ عنها قال کُرَیْبٌ فدَخَلْتُ علی عائِشَةَ رضی اللّٰه عنها فبَلَّغْتُهَا مَا اَرْسَلُونِی فقالتْ سَلْ اُمَّ سَلَمَةَ فخَرَجْتُ اِلَیْهِم فاَخْبَرْتُهُم بِقَوْلِهَا فرَدُّونِی اِلٰی اُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا اَرْسَلُونِی به اِلٰی عائِشَةَ فقالتْ اُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم یَنْهٰی عَنها ثُمَّ رَاَیْتُه یُصَلِّیْهِمَا

حِين صَلّى العَصرَ ثمّ دَخل عَلىّ وَعِندِى نِسوَةٌ مِن بَنِى حَرامٍ مِنَ الاَنصَارِ فارسلتُ اِلَيهِ الجارِيَةَ فقلتُ قومِى بِجَنبِهٖ قولِى له تقولُ لكَ اُمُّ سَلَمَةَ يا رسولَ اللّه سَمِعتُكَ تنهىٰ عن هَاتَينِ وَاَرَاكَ تُصَلِّيهِما فاِنْ اَشارَ بِيَدِهٖ فاستاخِرِى عنهُ ففَعَلتِ الجارِيَةُ فاَشارَ بِيَدِهٖ فاستاخَرتْ عنه فلمَّا انصرفَ قال يا ابنَةَ اَبِى اُمَيَّةَ سَاَلتِ عنِ الرَّكعَتَينِ بَعدَ العَصرِ واِنّه اَتانِى ناسٌ مِن عبدِ القَيسِ فشَغَلُونِى عنِ الرَّكعَتَينِ اللّتَينِ بعدَ الظُّهرِ فهُمَا هَاتَانِ ﴾

**ترجمہ** کریب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور مسور بن مخرمہ عبدالرحمٰن بن ازہر نے ان کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا اور کہا ہم سب کی طرف سے حضرت عائشہؓ کو سلام کہو اور ان سے پوچھو کہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور حضرت عائشہؓ سے یہ بھی عرض کرنا کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ ان دو رکعتوں کو پڑھتی ہیں، اور ہمیں یہ حدیث پہونچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ میں تو حضرت عمرؓ کے ساتھ ان رکعتوں کے پڑھنے پر مارا کرتا تھا کریب نے کہا کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور میں نے ان لوگوں کا پیغام انہیں پہنچا دیا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت ام سلمہؓ سے پوچھو، میں لوٹ کر ان لوگوں کے پاس واپس آیا اور جو حضرت عائشہؓ نے فرمایا تھا میں نے ان لوگوں سے بیان کر دیا، تو ان حضرات نے مجھ کو حضرت ام سلمہؓ کے پاس وہی پیغام دے کر بھیجا جو حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا تھا، حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے پھر میں نے دیکھا کہ آپ عصر پڑھ کر ان دو رکعتوں کو پڑھ رہے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے اس وقت انصار میں سے بنی حرام قبیلے کی کچھ عورتیں میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں میں نے ایک لونڈی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور میں نے کہہ دیا کہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑی ہو جا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ یا رسول اللہ آپ سے ام سلمہ کہتی ہیں کہ آپ تو ان دو رکعتوں سے منع کیا کرتے تھے اور اب میں دیکھتی ہوں کہ آپ ان دو رکعتوں کو پڑھتے ہیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے اشارہ کریں تو، تو پیچھے ہٹ جانا، اس لونڈی نے ایسا ہی کیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ پیچھے ہٹ گئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا اے ابو امیہ کی بیٹی تو نے عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے، بات یہ ہے کہ عبدالقیس قبیلہ کے کچھ لوگ میرے پاس آگئے تھے ان سے باتیں کرنے میں میں نے ظہر کے بعد کا دوگانہ نہ پڑھ سکا یہ وہی دوگانہ ہے (یعنی میں نے اب ان کو پڑھ لیا)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فان اشاره بيده فاستاخرى عنه ففعلت

الجارية فاشار بيده"

تعدموضعہ | والحديث هنا ص ۱۶۴ تا ۱۶۵ وياتي في المغازي، ص ۶۲۷

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اگر نماز کی حالت میں کسی کی کوئی بات سن لے تو نماز درست ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں حتیٰ کہ اگر بحالت نماز کہنے والے کو ہاتھ کے اشارہ سے یہ بھی بتادے کہ میں نے تیری بات سن لی تب بھی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

تشریح | اس حدیث پر مفصل کلام احقر کرچکا ہے ملاحظہ فرمایئے، نصر الباری کتاب المغازی یعنی آٹھویں جلد، ص ۴۴۲ تا ۴۴۸

## ﴿ باب ۴۸۵ الإشارَةِ فِي الصَّلٰوةِ قالَه كُرَيْبٌ عن اُمِّ سَلَمَةَ عنِ النبيِّ صلى الله عليه سلم ﴾

نماز میں اشارہ کرنا یہ کریب نے ام المومنین ام سلمہؓ سے نقل کیا انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے

۱۱۶۹ ﴿ حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال حَدَّثنا يَعْقوبُ بنُ عبدِ الرَّحمٰن عن اَبِي حازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم بَلَغَه اَنَّ بَنِي عَمرِو بنِ عَوفٍ كان بَيْنَهُم شيءٌ فَخَرَجَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يُصْلِحُ بَيْنَهُم في اُناسٍ مَعَه فَحُبِسَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجاءَ بلالٌ اِلَى اَبِي بَكرٍ رضى اللّٰه عنه فقال يا اَبَا بَكرٍ اِنَّ رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم قد حُبِسَ وقد حَانَتِ الصَّلٰوةُ فهَل لَكَ اَن يَؤُمَّ الناسَ فقال نعَمْ اِنْ شِئْتَ فاقامَ بِلالٌ وَتَقَدَّمَ اَبوبَكرٍ فكَبَّر لِلنّاسِ وجاءَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يَمْشِي في الصُّفوفِ حتى قامَ في الصَّفِّ فَاَخَذَ النّاسُ في التَّصْفِيْقِ وَكانَ اَبُو بَكرٍ لا يَلْتَفِت في صَلاتِه فلَمّا اكثَرَ النّاسُ التَفَتَ فإذَا رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فَاَشارَ اِلَيْهِ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يَامُرُه اَن يُصَلِّي فرَفعَ اَبُو بَكرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَرَجَعَ القَهْقَرىٰ وَرَاءَه حتى قامَ في الصَّفِّ فَتَقدّم رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فصَلّى لِلنّاسِ فلمّا فرَغَ اَقْبَلَ على الناسِ فقالَ يا اَيُّهَا الناسُ مَالَكم حِيْنَ نَابَكم شيءٌ في صَلاةٍ اَخَذْتُم

فِی التَّصۡفِیۡقِ اِنَّما التَّصۡفِیۡقُ لِلنِّساءِ مَن نَّابَه شيءٌ فی صَلاتِه فلیَقُل سُبحَانَ اللّٰه فانه لا یَسمَعُه اَحَدٌ حین یَقولُ سُبحَانَ اللّٰه اِلا التَفتَ یا ابا بَکرٍ مَا مَنَعَکَ اَنۡ تُصَلِّیَ لِلناسِ حِیۡنَ اَشَرۡتُ اِلَیۡكَ فقال ابوبکرٍ ما کان یَنبَغِی لِابۡنِ اَبِی قُحَافَةَ اَنۡ یُّصَلِّیَ بَیۡنَ یَدَیِ رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ﴾

**ترجمہ** | حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بن عمرو بن عوف کے لوگوں کے درمیان (یعنی آپس میں) کچھ جھگڑا ہوا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے اپنے اصحاب میں سے چند آدمی کو ساتھ لے کر تشریف لے گئے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے ادھر نماز کا وقت آ گیا بلالؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اُے ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہاں رُک گئے اور یہاں نماز کا وقت آ گیا تو کیا آپ کو منظور ہے کہ لوگوں کی امامت کریں تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہاں اگر تم چاہو پھر حضرت بلالؓ نے تکبیر کہی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ آگے بڑھے اور اللہ اکبر کہا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے اندر ہوتے ہوئے چلے آ رہے تھے یہاں تک کہ پہلی صف میں آ کر کھڑے ہو گئے چنانچہ لوگ تالی بجانے لگے اور حضرت ابوبکرؓ نماز میں کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو انھوں نے نگاہ کی دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو اشارہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کا حکم کر رہے تھے۔ ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ کا شکر ادا کیا پھر الٹے پاؤں پیچھے لوٹ کر صف میں کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگوں تم کو کیا ہو گیا جب نماز میں کوئی امر پیش آیا تو تم لوگ تالیاں بجانے لگے، تالی بجانا تو عورتوں کا کام ہے دیکھو جس کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے وہ سبحان اللہ کہے جو اس کو سنے گا وہ یقیناً ادھر خیال کرے گا، اُے ابوبکر تم کو نماز پڑھانے سے کس چیز نے روکا (یعنی نماز کیوں نہیں پڑھایا) جب کہ میں نے تم کو اشارہ کر دیا تھا، تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا ابو قحافہ کے بیٹے کیلئے مناسب نہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز پڑھائے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فاخذ الناس فی التصفيق" چونکہ یہ مشیر کی حرکت کے مناسب ہے جب وہ جائز ہے تو اشارہ بھی جائز ہے۔ نیز "فاشار اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم يامره" سے بھی مطابقت ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم

**تعدد موضعہ** | والحديث هنا ص ۱۶۵ و مر ص ۹۴، ص ۱۶۰، وص ۱۶۲ ویاتی ص ۳۷۰، وص ۳۷۱، وص ۱۰۶۶۔

۱۱۷۰﴿ حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سُلَيمانَ قال حَدَّثَنِي ابنُ وَهبٍ قال حَدَّثَنِي الثَّورِيُّ عن هشامٍ عن فاطِمَةَ عن اَسمَاءَ قالتْ دخلتُ علٰى عائِشَةَ وهِيَ تُصَلِّي قائِمَةً وَالنّاسُ قِيامٌ فقُلتُ مَا شانُ النّاسِ فاشارَتْ بِرأسِهَا اِلَى السَّمَاءِ فقلتُ آيَةٌ فاشارَتْ برأسِهَا اَىْ نَعَمْ ﴾

**ترجمہ** حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ میں عائشہؓ کے پاس گئی حضرت عائشہؓ (گہن کی) نماز پڑھ رہی تھیں، اسماء نے بیان کیا کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا لوگوں کو کیا ہوا (کہ اس طرح گھبرائے ہوئے بے وقت نماز پڑھ رہے ہیں) حضرت عائشہؓ نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، میں نے کہا کیا کوئی نشانی ہے؟ تو انھوں نے سر کے اشارے سے بتلایا کہ ہاں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فاشارت براسها ای نعم"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۵ و مر ص ۱۸ وص ۳۰ تا ۳۱ وص ۱۲۶ وص ۱۴۴ وص ۱۴۵ و یاتی ص ۳۴۲ وص ۱۰۸۲

۱۱۷۱﴿ حَدَّثَنا اِسمَاعِيلُ قال حَدَّثَنا مالِكٌ عن هِشامٍ عن اَبِيهِ عن عائِشَةَ زَوجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم اَنّها قالتْ صَلّى رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فی بَيتِهٖ وَهُو شاكٍ جالِسًا وَصَلّى وَرَاءَهٗ قومٌ قِيَامًا فاَشَارَ اِلَيهِمْ اَنِ اجلِسُوا فلمّا انصَرَفَ قال اِنّما جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤتَمَّ بِهٖ فاِذَا رَكَعَ فارْكَعُوا وَاِذَا رَفَعَ فارفَعُوا ﴾

**ترجمہ** نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بیماری کی حالت میں اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام تو اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فاشار اليهم"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۵ و مر ص ۹۵ وص ۱۵۰ و یاتی ص ۸۴۵

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب ہی سے ظاہر ہے کہ سر کے اشارہ سے یا ہاتھ کے اشارہ سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

**اشکال:** اس باب اور باب سابق میں بظاہر تکرار لازم آتا ہے۔

**جواب:** باب سابق کا مقصد یہ تھا کہ نماز میں کسی کی بات سننے میں کوئی حرج نہیں اور اس باب کا مقصد ہے کہ اشارہ میں کوئی مضائقہ نہیں یعنی درست ہے۔ فلا اشکال۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# کتاب الجنائز

امام بخاریؒ جب صلوٰۃ اوراس کے متعلقات سے فارغ ہوگئے تو اب صلوٰۃ جنازہ کو بیان کررہے ہیں۔اور یہ جنز از باب ضرب سے ماخوذ ہے جس کے معنی ستر اور چھپانے کے ہیں۔ جنائز جمع ہے جنازہ بفتح الجیم و بالکسر کی بفتح الجیم تو میت ہے جو چارپائی پر لاد کر دفن کے لیے لے جائی جاتی ہے اور بکسر الجیم وہ چارپائی وتخت جس پر میت کو لے جاتے ہیں وقیل بالعکس۔

## باب ۴۸۶ ما جاء فی الجَنائِزِ وَمَنْ کان آخِرُ کلامِہ لا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ

وقیلَ لِوَھْبِ بنِ مُنَبِّہٍ اَ لَیسَ لا اِلٰہ الّا اللّٰہُ مِفتاحُ الجَنّۃ قال بلٰی وَلٰکن لیس مِفتاحٌ اِلّا لَہ اَسْنانٌ فاِن جِئتَ بِمِفتاحٍ لَہ اسنانٌ فُتِحَ لَکَ وَ اِلّا لَم یُفْتَح لَکَ

جنازوں کے متعلق احادیث واردہ کا بیان، اور جس شخص کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوا اسکا بیان

اور وہب بن منبہ سے کہا گیا کیا لا الٰہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں ہے (یعنی ضرور ہے) لیکن ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں اگر دندانے والی کنجی لائے گا تو تیرے لیے تالا کھلے گا ورنہ تیرے لیے تالا نہیں کھلے گا۔

**تشریح** ومن کان اخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ اس کی (یعنی مَن کی) جزا دخل الجنۃ ہے جیسا کہ حضرت معاذؓ کی روایت میں ہے۔(عمدہ)

دندانوں سے مراد اعمال صالحہ ہیں یعنی طاعات کی ادائیگی اور معاصی سے اجتناب۔

وہب بن منبہؒ کی اس حدیث مقطوع کا مضمون ایک مرفوع حدیث میں بھی آیا ہے جسے بیہقی نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا تو فرمایا کہ اہل کتاب تمہارے پاس آئیں گے اور پوچھیں گے کہ جنت کی کنجی کیا ہے؟ تو انہیں بتادینا لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہے لیکن یہ کنجی بے دندانہ ہے اگر دندانے والے کنجی لاؤ گے تو جنت کھلے گی ورنہ نہیں کھلے گی۔

مطلب یہ ہے کہ صرف کلمہ ایمانی کی شہادت سے جنت کا دروازہ نہیں کھلے گا جیسے بے دندان والی کنجی سے فوراً تالا نہیں کھلتا البتہ سخت محنت ومشقت کے بعد شاید کھل جائے، اسی طرح اگر اعمال صالحہ نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے چاہے تو اس کو بخش دے اور جنت کی اجازت دیدے اور اگر چاہے تو سزا دے کر جنت میں داخل کرے۔ لا الٰہ الاّ اللہ سے مراد پورا کلمہ ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ حدیث پاک میں جو آتا ہے من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنة تو اس سے مراد یہ ہے کہ مرتے وقت پڑھا ہوا اور یہی جمہور ائمہ کا مذہب ہے۔

۱۱۷۲﴿ حَدَّثَنا مُوسَی بنُ اسماعِیلَ قال حدَّثنا مَهْدِیُّ بنُ مَیْمُونٍ قال حَدَّثنا وَاصِلٌ الاَحْدَبُ عنِ المَعْرُورِ بنِ سُوَیْدٍ عن اَبِی ذَرٍّ قال قال رسول اللّٰه ﷺ اَتانِی آتٍ مِن رَبِّی فاخبَرَنِی اَو قال بَشَّرَنِی اَنَّه مَن ماتَ مِن اُمَّتِی لا یُشرِكُ باللّٰهِ شیئًا دَخَلَ الجَنَّةَ فقلتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِن سَرَق قال وَاِن زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس (خواب میں) ایک آنے والا (فرشتہ) میرے مالک کے پاس سے آیا اور اس نے مجھ سے بیان کیا یا فرمایا اس نے مجھ کو خوشخبری دی کہ میری امت میں سے جو کوئی اس حال میں مرجائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ بہشت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ گرچہ وہ زنا کرے گرچہ وہ چوری کرے۔ آپؐ نے فرمایا کہ گرچہ وہ زنا کرے، گرچہ وہ چوری کرے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الحديث يدل على ان من مات ولم يشرك بالله شيئا فانه يدخل الجنة وهو معنى قوله في الترجمة من كان آخر كلامه لا اله الا الله فان ترك الاشراك هو التوحيد والقول بلا اله الا الله هو التوحيد بعينه.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۵ ويأتي ص ۳۲۱، ص ۴۵۷، ص ۸۶۷، وص ۹۲۷، بطوله، ص ۹۵۳ تا ۹۵۴، وص ۱۱۱۵

۱۱۷۳﴿ حدَّثنا عُمَرُ بنُ حَفصٍ قال حدَّثَنا اَبِی قال حدَّثَنا الاَعْمَشُ قال حدّثنا شَقِیقٌ عن عبدِ اللّٰهِ قال قال رسولُ اللّٰه صلی الله علیه وسلم مَن ماتَ یُشرِكُ بِاللّٰهِ دخل النارَ وقلتُ اَنا مَن مَاتَ لا یُشرِكُ بِاللّٰه شیئًا دَخلَ الجَنَّةَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شرک کی حالت میں مرجائے وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ اللہ کے

ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں جائے گا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة من حيث ان الذى يموت مشركا يدخل النار ويفهم منه ان الذى يموت ولا يشرك بالله يدخل الجنة فلذلك قال ابن مسعودؓ "قلت انا" الى آخره.

والذى لا يشرك بالله هو القائل لا اله الا الله فوقع التطابق بين الترجمة والحديث (عمدہ)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۵ وياتى ص ۶۴۶، وص ۹۸۸ تا ص ۹۸۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد من كان آخر كلامه الخ سے یہ ہے کہ مرتے دم تک اسی پر ایمان ویقین ہو یا مرتے وقت کلمہ ایمانی پڑھا ہو۔

**تشریح** حدیث الباب کی پہلی حدیث میں اتانی آتٍ من ربّی سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

**اشکال**: حدیث الباب کی دوسری حدیث جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے اس پر اشکال یہ ہے کہ مسلم شریف میں اس کا عکس ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ جو شخص مرجائے اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ بہشت میں جائے گا اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص مرجائے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

امام نوویؒ نے جواب دیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے دونوں باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں مگر کبھی ایک یاد آئی تو اسی کو بیان کیا دوسرے وقت دوسری بات یاد آئی تو اس کو بیان کیا۔ فلا اشکال۔

## ﴿بابُ ۷۸۶ الامرِ باتّباعِ الجَنائزِ﴾

## جنازے کے پیچھے چلنا (یعنی شریک ہونے کا حکم)

یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ میت کے آگے چلنا افضل ہے یا اس کے پیچھے۔

احناف کے نزدیک پیچھے چلنا افضل ہے اور حضرات شوافعؒ کے نزدیک آگے چلنا افضل ہے مزید تشریح کے لیے نصر الباری جلد اول ص ۳۲۲ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۱۷۴﴿ حدّثنا اَبُو الوَلِيْدِ قال حدّثنا شُعْبَةُ عنِ الاَشْعَثِ قال سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بنَ سُوَيْدِ بنِ مُقَرّنٍ عنِ البَراءِ بنِ عازِبٍؓ قال اَمَرَنَا النبىُّ صلى الله عليه وسلم بِسَبْعٍ وَنَهَانا عن سَبْعٍ اَمَرَنا باتّبَاعِ الجَنَائِزِ، وَعِيادَةِ المَرِيْضِ، وَاِجابَةِ الدَّاعِي وَنصرِ المَظْلُومِ، وَاِبْرارِ القَسَمِ، وَرَدِّ السَّلَامِ وَ تَشْمِيتِ العَاطِسِ. وَنَهَانا عن آنِيَةِ الفِضّةِ وَ خَاتَمِ الذّهَبِ وَالحَرِيرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالقِسِّى وَالاِسْتَبْرَقِ ﴾

**ترجمہ** حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے جنازے کے ساتھ چلنے کا، مریض کی بیمار پرسی کا اور دعوت قبول کرنے کا اور مظلوم کی مدد کرنے کا اور قسم پورا کرنے کا، سلام کا جواب دینے کا اور چھینکنے والے کا جواب دینا (یعنی چھینکنے والے کے لیے دعا کرنے کا حکم دیا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا چاندی کے برتن، سونے کی انگوٹھی اور خالص ریشمی کپڑے اور دیبا اور قسی اور استبرق سے۔ (دیبا اور قسی اور استبرق یہ سب بھی ریشمی کپڑے کی قسمیں ہیں)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "امرنا باتباع الجنائز"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۵ تا ص ۱۶۶ و یاتی ص ۳۳۱، وص ۷۷۷، وص ۸۴۲، وص ۸۴۳، وص ۸۶۸، وص ۸۷۰، وص ۸۷۱، وص ۹۱۹، وص ۹۲۱، وص ۹۸۴

۱۱۷۵﴿ حَدَّثنا محمدٌ قال حدّثنا عَمرو بنُ اَبی سَلمَةَ عن الاوزاعِيِّ قال اَخبَرَنا ابنُ شِهابٍ قال اخبَرَنی سَعِیْدُ بنُ المُسَیَّبِ اَنَّ اَبا هُریرةَ قال سَمِعتُ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول حقُّ المُسلِمِ علی المُسْلِمِ خمْسٌ رَدُّ السّلامِ وَعِیادَةُ المَریضِ وَاتبّاعُ الجنائِزِ وَاِجابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِیْتُ العاطِسِ تابعَه عبدُ الرزّاقِ قال اخبرنا مَعْمَرٌ و رواهُ سَلامَةُ عن عُقَیْلٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی بیمار پرسی کرنا اور جنازے میں شریک ہونا اور دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کا جواب دینا۔ اسی حدیث کو عبدالرزاق نے بھی روایت کیا۔ کہا کہ ہم کو معمر نے خبر دی (انھوں نے زہری سے) اور سلامہ بن روح نے اس کو عقیل سے روایت کیا (انھوں نے زہری سے)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "واتباع الجنائز"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۶

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے اہتمام واسراع ہے کہ اس کے مرنے کے بعد میت کے پیچھے لگ جائے اور جلد سے جلد غسل و تکفین سے فارغ ہو کر تدفین کرے۔

رہا یہ مسئلہ کہ میت کے آگے چلے یا میت کے پیچھے؟ گذر چکا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے احناف کے نزدیک میت کے پیچھے پیچھے چلنا افضل ہے، اس کے لیے امام بخاریؒ مستقل باب لا رہے ہیں۔ ص ۱۷۶ تا ۱۷۷

**تشریح** حق المسلم على المسلم الخ مسلم کی روایت میں ہے یجب على المسلم الخ معلوم ہوا

کہ حق کے معنی ایجاب کے ہیں اور یہ ایجاب علی الکفایہ ہے۔
رہا کسی روایت میں سات اور کسی میں پانچ؟ چونکہ کسی میں حصر نہیں ہے اسلئے عدد میں کوئی اشکال نہیں۔ واللہ اعلم

## باب[۴۸۸] الدخولِ عَلَى الميّتِ بَعْدَ المَوتِ اِذَا اُدْرِجَ فِی اَكْفَانِهٖ

### مردہ جب کفن میں لپیٹ دیا جائے تو اسکے پاس جانے کا بیان (یعنی اس کو دیکھنا)

۱۱۷۶ حَدَّثَنَا بِشرُ بنُ محمّدٍ قال اَخبَرَنا عبدُ اللّٰه قال اخبرنا مَعْمَرٌ ویونسُ عنِ الزُّهریِّ قال اَخبَرَنِی اَبو سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم اَخبَرَتْهُ قالتْ اَقْبَلَ اَبُو بَکر علی فَرَسِه مِنْ مَسْکَنِه بِالسُّنحِ حتی نَزَلَ فَدَخَلَ المَسْجِدَ فلَمْ يُكَلِّمِ الناسَ حتی دَخَلَ عَلٰی عائِشةَ فتَیَمَّمَ النَّبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم وَهوَ مُسَجًّی بِبُرْدِ حِبَرَةٍ فكَشَفَ عن وَجْهِه ثُمَّ اَكَبَّ علیه فقَبَّلَهٗ ثُمّ بَکیٰ فقال بِاَبِی انتَ يَا نبیَّ اللّٰه لا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ اَمّا المَوتَةُ الّتِی كَتَبَ اللّٰه علیكَ فقَدْ مُتَّها قال ابو سَلَمَةَ فاَخبَرَنی ابنُ عباسٍ اَنَّ اَبَا بَكرٍ خرَجَ وَعُمَرُ يُكَلِّمُ الناسَ فقال اِجْلِس فاَبٰى فتَشَهَّدَ ابو بَكرٍ فمالَ الیه الناسُ وتركوا عُمَرَ فقال اَمّا بعْدُ فمَنْ كان منكم يَعْبُدُ محمدًا فاِنَّ محمدًا قد ماتَ وَمَنْ كان يَعْبُدُ اللّٰه عز و جل فاِنَّ اللّٰه حَیٌّ لا يموتُ قال اللّٰه عز وجلّ وَمَا محمَّدٌ اِلَّا رسولٌ قد خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ اِلَى الشاكرين وَاللّٰه لَكَاَنَّ الناسَ لم يكونوا يَعْلمونَ اَنْزَلَ اللّٰه حتی تلاهَا اَبُوبَكر فتلَقّاها منه الناسُ فما يَسْمَعُ بَشَرٌ اِلَّا يَتْلُوهَا

**ترجمہ** نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا (جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی) تو حضرت ابوبکرؓ اپنے مکان سے جو سنح میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ گھوڑے سے اتر کر مسجد میں گئے اور کسی سے بات نہیں کی پھر حضرت عائشہؓ کے حجرے میں گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کیا اور آپؐ ایک لکیر دار (یمنی) چادر سے ڈھکے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کے روئے انور سے چادر ہٹائی اور آپؐ پر جھکے اور بوسہ لیا اس کے بعد روئے پھر کہا "اے اللہ کے نبی میرا باپ آپ پر قربان اللہ تعالیٰ آپ پر دو موت جمع نہیں کرے گا جو موت اللہ نے آپ کے لیے لکھی تھی (انک میتٌ) وہ آپ پا چکے، ابوسلمہؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ (اس کے بعد) ابوبکرؓ باہر نکلے اور حضرت عمرؓ لوگوں سے باتیں کر رہے

تھے تو ابوبکرؓ نے کہا بیٹھ جایئے مگر عمرؓ نے نہیں مانا (پھر کہا بیٹھ جایئے مگر وہ نہ مانے) تو ابوبکرؓ نے کلمہ شہادت پڑھا تو سارے لوگ ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابوبکرؓ نے کہا اما بعد (مسلمانو سن لو) تم میں سے جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا (وہ سن لے کہ) بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر گئے اور جو کوئی اللہ عزوجل کی عبادت کرتا ہے (وہ سن لے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے "وما محمّدٌ اِلاّ رسول الآیة" (آل عمران) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (یعنی معبود نہیں) ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں شاکرین تک خدا کی قسم ایسا معلوم ہوا گویا لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ ابوبکرؓ نے اس کو پڑھا اسی وقت لوگوں نے ابوبکرؓ سے سیکھ لی پھر تو ہر شخص سے سنا جاتا ہے کہ وہ اسی آیت کی تلاوت کر رہا ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اقبل ابوبكر علی فرسه الخ"

ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی یہ آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہے۔

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ١٦٦ و ياتی ص ٥١٧ و ص ٦٤٠، وص ٦٤١، وص ٦٤١، وص ٨٥١ و ايضا اخرجه النسائی و ابن ماجه .

١١٧٧﴿ حدَّثنا يحيَى بنُ بُكيرٍ قال حدَّثنا اللَّيثُ عن عُقَيلٍ عنِ ابنِ شِهابٍ قال اَخبَرنی خارِجَةُ بنُ زَيْدِ بنِ ثابتٍ اَنّ اُمَّ العَلاءِ امرأةً مِن الانصارِ بايَعَتِ النبیّ صلی الله عليه وسلم اَخبَرَتْهُ اَنَّهُ اقتُسِمَ المُهاجِرُونَ قُرعَةً فطارَ لَنا عثمانُ بنُ مَظْعُونٍ فانْزلناه فی اَبْيَاتِنا فوَجِعَ وَجَعَهُ الذی تُوُفّی فيْهِ فلمّا تُوفّی وَغُسِلَ وَكُفِنَ فی اَثوابِه دخلَ رسولُ اللّهِ صلی الله عليه وسلم فقلتُ رحمةُ اللّه عليك اَبا السَّائِبِ فشَهادَتی عليكَ لقَدْ اكرَمَكَ اللّه فقال النبی صلی الله عليه وسلم وَمَا يُدرِيْكِ اَنّ اللّه اكرمَهُ فقلتُ بِاَبی انتَ يا رسولَ اللّه فمَنْ يُكرِمُه اللّهُ فقال اَمّا هو فقَدْ جاءَهُ اليَقِيْنُ وَاللّهِ اِنّی لاَرجُو لَهُ الخَيرَ وَاللّهِ مَا اَدرِی وَاَنا رسولُ اللّه مَا يُفعَلُ بی قالتْ فوَاللّهِ لا اُزَكّی اَحَدًا بَعْدَهُ اَبدا﴾

**ترجمہ** خارجہ بن زید بن ثابت کا بیان ہے کہ ام العلاءؓ جو ایک انصاری عورت تھی اور جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی نے بیان کیا ہے کہ مہاجرین قرعہ ڈال کر (انصار کو) بانٹ دیئے گئے پھر ہمارے حصے میں حضرت عثمان بن مظعونؓ آئے تو ہم نے ان کو اپنے گھروں میں اتارا پھر وہ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں انھوں نے وفات پائی، جب وہ وفات پا گئے اور غسل دیا گیا اور کفن کے کپڑے پہنائے گئے تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں نے کہا (اے ابوالسائب یہ حضرت عثمان کی کنیت ہے) تم پر اللہ کی رحمت ہو میری گواہی ہے تیرے بارے میں کہ اللہ نے تجھ کو عزت بخشی ہے، اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ام العلاء) تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے اس کو عزت بخشی ہے پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ آپ پر قربان تو پھر اللہ تعالیٰ کس کو عزت دے گا، آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم اس (عثمان) کو موت آگئی بلاشبہ میں بھی اس کے لیے بھلائی کی امید رکھتا ہوں، بخدا میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ ان کے ساتھ (یعنی میرے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ ام العلاء نے کہا خدا کی قسم اب میں کبھی کسی کی پاکی نہیں بیان کروں گی)

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان بن مظعونؓ کے پاس غسل وکفن کے بعد تشریف لائے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۶ ويأتي ص ۳۶۹ تا ۳۷۰، وص ۵۵۹، وص ۱۰۳۷، وص ۱۰۳۹، واخرجه النسائي في الرؤيا.

۱۱۷۸﴿ حَدَّثَنا سَعِيْدُ بنُ عُفَيرٍ قال حَدَّثنا اللَّيْثُ مِثْلَه وَقال نَافِعُ بنُ يَزِيْدَ عن عُقَيلٍ ما يُفعَل بِهِ وَتابَعَه شعيبٌ وعَمْرُ بنُ دِيْنارٍ وَمَعْمَرٌ ﴾

**ترجمہ** ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے اسی طرح حدیث روایت کی جس طرح اوپر گذری اور نافع نے عقیل سے یوں روایت کی ما یفعل به (یعنی میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ یعنی عثمان کے ساتھ کیا کیا جائیگا) اور عقیل کے ساتھ اس حدیث کو شعیب اور عمرو بن دینار اور معمر نے بیان کیا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة مثل سابق یعنی یہ دوسری سند سے حدیث سابق ہی ہے۔

۱۱۷۹﴿ حَدَّثني محمدُ بنُ بَشارٍ قال حدّثنا غُنْدَرٌ قال حدّثنا شُعْبَةُ قال سمعتُ محمّدَ بنَ المُنكدِرِ قال سمعتُ جابِرَ بنَ عبدِ اللّه قال لمّا قُتِلَ اَبي جعلتُ اَكشِفُ الثوبَ عن وَجهِهِ اَبْكِي وَيَنْهونني والنبيّ صلى الله عليه وسلم لا يَنْهانِي فجَعَلَتْ عمّتي فاطِمَةُ تَبكِي فقال النبي صلى الله عليه وسلم تَبكِينَ اَوْ لا تَبكِين فما زالتْ الملائكةُ تُظِلُّه باَجْنِحَتِهَا حتى رَفَعْتموه فتابعه ابنُ جُريج قال اخبرني محمّدُ بنُ المنكدِر سَمِعَ جابرًا ﴾

**ترجمہ** حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ جب (غزوہ احد میں) میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں ان کے چہرہ سے کپڑا کھول کر رونے لگا اور لوگ مجھ کو منع کرتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں منع کرتے تھے پھر میری پھوپھی فاطمہ رونے لگیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم روؤ یا نہ روؤ فرشتے ان پر

ہمیشہ سایہ کیے رہے یہاں تک کہ تم لوگوں نے انہیں اٹھالیا۔ شعبہ کے ساتھ ابن جریج نے بھی اس حدیث کو روایت کیا اور کہا مجھ سے محمد بن منکدر نے بیان کیا انھوں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "جعلتُ اكشف الثوب عن وجهه"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۶ وياتي ص۱۷۲، وص ۳۹۵ وفي المغازي ص۵۸۴ واخرجه مسلم في الفضائل واخرجه النسائي في الجنائز .

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے چونکہ میت کے محاسن واحوال متغیر ہو جاتے ہیں اسلئے شبہ ہوسکتا ہے کہ شاید اس وقت میت کو دیکھنا جائز نہ ہو جیسا کہ ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ صرف غسل دینے والا اور کفن پہنانے والا دیکھ سکتا ہے امام بخاریؒ نے روایات پیش کر کے بتلا دیا کہ غاسل وغیرہ کے علاوہ بھی دیکھ سکتا ہے۔

۲ مقصد یہ ہے کہ میت پر بے دھڑک داخل نہ ہونا چاہیے بلکہ جب غسل وکفن سے ٹھیک ہو جائے تب جانا چاہیے تا کہ اسکے عورات پر اطلاع نہ ہو جیسا کہ بخاریؒ کے الفاظ ترجمہ اذا ادرج في اكفانه سے نکلتا ہے۔ واللہ اعلم

**تشریح** امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت تین روایات ذکر فرمائے ہیں۔

پہلی روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا تذکرہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے چہرہ انور کو کھول کر بوسہ لیا۔ اور یہ جملہ فرمایا "يا نبي الله لا يجمع الله عليك موتتين" حضرت ابوبکرؓ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ جوش میں لوگوں سے فرمار ہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مرے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے گئے ہیں تو چونکہ حضرت عمرؓ کے قول کے مطابق آپ پر دو موتیں آئیں گی لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے اس قول کی تردید کردی کہ اب تو آپ کا حقیقی وصال ہو گیا اب دوبارہ کوئی موت نہیں آئے گی۔

۲ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے قبر اطہر میں چلے جائیں گے تو آپ مستقل زندہ رہیں گے۔

**دوسری روایت** باب کی دوسری روایت میں حضرت عثمان بن مظعونؓ کا تذکرہ ہے کہ جب ان کی وفات ہوگئی تو غسل وتکفین کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

ارشاد فرمایا "والله ما ادري و انا رسول الله ما يفعل بي" نیز لیث کی روایت میں بھی اسی طرح ہے (یعنی مايفعل بي ہے۔) لیکن نافع کی روایت میں ما يفعل به واقع ہوا ہے۔

**صحیح تر قول** صحیح تر قول یہی ہے کہ مايفعل به راجح ہے اور ما يفعل بي کے متعلق علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "قال الداودي : ما يفعل بي وهم والصواب ما يفعل به اى بعثمان لانه لا يعلم من ذلك الا ما يوحى اليه (عمدہ)

اور اگر ما يفعل بي کو صحیح مان لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ ما يفعل بي فى امر الدنيا ۲ ما يفعل بي

فی مراتب الجنة و درجاتها و لا قطع لی فی ای مرتبة اکون انا مطلب یہ ہے کہ جنت کا علم و یقین ہے لیکن یہ کہ جنت کے مراتب میں سے میرے لیے کون سا درجہ مقرر کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب ۷۸۹ الرّجلِ یَنعٰی الٰی اهلِ الميّتِ بنفسه ﴾

### آدمی اپنی ذات سے میت کے گھر والوں کو موت کی خبر سنا سکتا ہے

۱۱۸۰﴿ حَدّثنا اِسماعِیلُ قال حَدّثنی مالِكٌ عن ابنِ شِهابٍ عن سَعِیدِ بنِ المُسَیّبِ عن ابی هریرةَ اَنّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نَعَی النّجاشِیَ فی الیومِ الذی ماتَ فیه وخَرَجَ اِلَی المُصَلّی فَصَفّ بهم وَ کَبّر اَربَعًا ﴾

**ترجمہ** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حبش کے بادشاہ) نجاشی کے مرنے کی خبر اسی روز دی جس روز وہ مرا اور آپؐ عیدگاہ کو تشریف لے گئے اور صحابہ کی صف لگائی اور چار تکبیریں پڑھیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "نعی النجاشی الخ"

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۶۶ تا ۱۶۷ ویاتی ص ۱۷۶، وص ۱۷۷، وص ۱۷۸، وص ۵۴۸، ومسلم جلد اول، ص ۳۰۹ وایضا اخرجه الترمذی والنسائی۔

۱۱۸۱﴿ حَدّثَنا اَبو مَعمَرٍ قال حدّثنا عبدُ الوارثِ قال حدّثنا ایوبُ عن حُمَیدِ بنِ هِلالٍ عن اَنَسِ بنِ مالِكٍ قال قال النبیّ صلی اللّٰه علیه وسلم اَخذ الرّایة زیدٌ فاُصِیبَ ثمّ اَخذَها جَعفَرٌ فاُصِیبَ ثمّ اَخذَها عبدُ اللّٰه بنُ رَواحَة فاُصِیبَ وَ اِنّ عَینَی رسولِ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لَتَذرِفانِ ثمَّ اَخذَها خالدُ بنُ الولیدِ مِن غیرِ اِمرَةٍ فَفُتِحَ لَهٗ ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ موتہ کے ذکر میں) فرمایا کہ زید نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہو گئے پھر حضرت جعفر نے جھنڈا لیا وہ بھی شہید کر دیئے گئے پھر جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے اور (اس ارشاد کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر جھنڈا خالد بن ولیدؓ نے بغیر حکم کے لیا لیکن ان کو فتح نصیب ہوئی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "اخذ الرایة زید فاصیب الخ"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۶۷ ویاتی ص ۳۹۲ وص ۴۳۱ وص ۵۱۲ وص ۵۳۱ وفی المغازی فی باب غزوۃ موتہ ص ۶۱۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اہل میت کو میت کے مرنے کی اطلاع دینا جائز ہے اگر چہ بظاہر اہل میت کو موت کی خبر سے تکلیف پہنچتی ہے مگر بعض مفادات کے پیش نظر اطلاع دینا جائز ہے۔

**تشریح** ترجمۃ الباب میں بنفسہ کی ضمیر رجل ناعی کی طرف راجع ہے۔نعی کی جو ممانعت حدیث میں آئی ہے وہ ممانعت اس نعی کی ہے جو بطریق جاہلیت ہو کہ زمانہ جاہلیت میں نعی یعنی موت کی اطلاع اور اعلان بازاروں میں چیخ و پکار سے ہوتی تھی یہ منع ہے لیکن اہل میت کو میت کے مرنے کی اطلاع جائز ہے۔جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ حبش نجاشی کے مرنے کی خبر مدینہ میں دی۔نیز غزوہ موتہ کے شہداء حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم کے مرنے کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باضابطہ دی۔

غزوۂ موتہ کی تفصیل کے لیے نصر الباری آٹھویں جلد یعنی کتاب المغازی دیکھیے۔

**غائبانہ نماز جنازہ** نماز جنازہ علی الغائب مختلف فیہ مسئلہ ہے:

۱۔ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ صحیح و درست ہے۔

۲۔ امام اعظم اور امام مالک یعنی امامین الہمامین کے نزدیک غائبانہ نماز جائز نہیں ہے، ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کا مسلک یہی ہے۔

فریق اول کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر نماز پڑھی حالانکہ نجاشی کی موت حبشہ میں ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں صحابہ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھی۔حنفیہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ صحیح ہونے کے لیے کل یا اکثر جسم سر کے ساتھ نمازی کے سامنے موجود ہو۔

**جوابات**: ۱۔ حضرت نجاشی پر نماز جنازہ حضور اقدس ﷺ کی خصوصیت تھی کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں۔

۲۔ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت نجاشی کا انتقال ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اخاکم النجاشی توفی فقوموا صلوا علیہ الخ (عمدہ) ظاہر ہے کہ یہ خبر آپ کا معجزہ اور خصوصیت ہے۔

۳۔ نجاشی کی نماز جنازہ میں مصالح تھے کہ وہ حبشہ میں فوت ہوئے وہاں ان کی نماز جنازہ نہیں ہوئی۔

۴۔ حضرت عمران بن حصینؓ کی ایک حدیث میں تصریح ہے۔

"فصلینا خلفہ ونحن لا نری الا ان الجنازۃ قدامنا"

(ہم نے حضور اقدس ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم دیکھ رہے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے ہے۔اور ظاہر

ہے کہ رحمت عالم کا کھلا ہوا معجزہ تھا کہ جنازہ ہی حاضر تھا یہ آپ کی خصوصیت تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں صدہا صحابہ نے دوسرے مقامات میں وفات پائی، شہید ہوئے مگر حضورؐ سے غائبانہ نماز جنازہ کسی حدیث سے ثابت نہیں سوائے دوتین واقعہ کے اس لیے صحیح یہی ہے حضورؐ کے خصوصیات میں سے ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿بابٌ ۷۹۰ الاذنِ بِالجَنازَةِ وَقال ابورافعٍ عن اَبی هُرَیْرةَ قال قال النبی صلی الله علیه وسلم اَلَا آذَنْتُمُونِی﴾

جنازہ (کی تیاری) کا اعلان مطلب یہ ہے کہ جنازہ کو غسل وکفن دے کر تیار ہو تو لوگوں کو خبر دینا تاکہ نماز جنازہ کے لیے آجائیں۔

معلوم ہوا کہ یہ ترجمہ سابقہ پر مرتب ہے اس لیے ترجمہ سابقہ میں اہل وعیال کو مرنے کی اطلاع دینے کا بیان تھا اور اب اس ترجمہ میں اس بات کی اطلاع ہے کہ جنازہ تیار ہے تاکہ لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوجائیں۔

"وقال ابورافع الخ" اور ابورافع نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھ کو خبر کیوں نہ دی۔

ابورافع کی یہ روایت موصولا "باب، کنس المسجد" میں گزر چکی ہے ملاحظہ فرمایئے نصر الباری تیسری جلد، ص ۴۱، باب ۳۱۲ کے تحت حدیث: ۴۴۳

خلاصہ یہ ہے کہ ایک کالا مرد یا کالی عورت مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی پھر اس کا انتقال ہوگیا صحابہ نے دفن کردیا نبی اکرم ﷺ نے اس کا حال پوچھا تو لوگوں نے بیان کیا آپؐ نے فرمایا مجھ کو کیوں نہیں خبر دی الخ۔ اس سے امام بخاریؒ نے نکالا کہ جنازہ غسل وکفن سے تیار ہوجائے تو لوگوں کو خبر دیں تاکہ لوگ نماز کیلئے آجائیں۔

۱۱۸۲﴿ حَدَّثنا محمدٌ قال اخبرَنا ابو مُعاوِیةَ عن اَبی اِسحاقَ الشَّیْبانِیِّ عن الشَّعبیِّ عن ابنِ عباسٍ قال ماتَ اِنسانٌ کان رسولُ اللّٰه صلی الله علیه وسلم یَعُودُه فماتَ باللیلِ فدَفَنُوه لَیْلًا فلمّا اَصْبَحَ اَخْبَرُوهُ فقال ما مَنَعَکُمْ اَنْ تُعْلِمُونِی قالوا کان اللیلُ فکَرِهنا و کانت ظُلْمَةٌ اَنْ نَشُقَّ علیك فاَتٰی قَبْرَه فصَلّٰی علیه﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک آدمی مرگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تھے وہ صاحب رات میں فوت ہوگئے اور لوگوں نے رات ہی میں ان کو دفن کردیا پھر جب صبح ہوئی تو لوگوں نے آپؐ کو خبر دی آپؐ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے مجھے خبر کرنے سے روکا؟ (یعنی غسل و

کفن سے تیار ہونے کے بعد مجھ کو کیوں نہیں خبر دی؟) لوگوں نے عرض کیا کہ رات تھی اور اندھیرا تھا ہم نے پسند نہیں کیا کہ حضورؐ کو مشقت میں ڈالیں تو حضور اقدسؐ اس کی قبر پر آئے اور نماز پڑھی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ما منعكم ان تعلموني"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ١٦٧ ومرّ الحديث ص ١١٨، ويأتي ص ١٧٦، وص ١٧٦، وص ١٧٦، وص ١٧٧، وص ١٧٨، وخرجه مسلم، ابو داؤد، ترمذی في الجنائز.

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے یہ ہے کہ جنازہ جب غسل وکفن سے تیار ہو جائے تو لوگوں کو اطلاع کرنی چاہیے تاکہ لوگ نماز جنازہ میں شریک ہو سکیں اس صورت میں باب کی تقدیری عبارت یہ ہوگی "باب الاطلاع بتهيؤ الجنازة"

## ﴿ باب ٧٩١ فضلِ مَن ماتَ له وَلَدٌ فاحْتَسَبَ وقولِ اللّٰه وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴾

اس شخص کی فضیلت کا بیان جسکا بچہ مرجائے اور وہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورہ بقرہ میں) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادیجیے

١١٨٣﴿ حدَّثَنا ابو معمرٍ قال حدّثنا عبدُ الوارث قال حدّثنا عبدُ العَزيزِ عن انسٍ قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ما مِنَ الناسِ مِنْ مُسْلِمٍ يُتوَفّى له ثلثةٌ لَمْ يَبْلُغوا الحِنْثَ اِلاّ اَدْخلهُ اللّٰه الجَنّةَ بفضلِ رَحْمَتِهِ اِيّاهُم ﴾

**ترجمہ** حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے تین بچے مرجائیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل فرمائے گا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "ما من الناس من مسلم يتوفى له ثلاثة الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ١٦٧ ويأتي ص ١٨٤ واخرجه النسائي و ابن ماجه جميعا في الجنائز

١١٨٤﴿ حَدّثَنا مُسلِمٌ قال حدّثنا شُعْبَةُ قال حدّثنا عبدُ الرحمانِ بنُ الاَصْبهانيّ عن ذَكوانَ عن ابى سَعيدٍ اَنَّ النِساءَ قُلنَ للنبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم اجْعَلْ لنا يومًا فوَعَظَهُنّ فقال اَيُّما امرأةٍ ماتَ لَها ثلاثةٌ مِن الوَلَدِ كنَّ لها حِجابًا مِن النّارِ

فقالتِ امْرَأةٌ وَاثنان قال وَاثنان وَقال شَرِيكٌ عنِ ابنِ الاصْبَهانِي حَدّثني اَبُو صالِح عن اَبِي سَعِيْدٍ وَ اَبِي هُرَيرة عنِ النبي صلى الله عليه وسلم قال ابوهريرة لَمْ يَبْلُغوا الحِنْثَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ایک دن ہم کو وعظ سنانے کا مقرر فرمادیجیے، چنانچہ آپؐ نے ان کو وعظ سنایا تو فرمایا جس عورت کے تین بچے مرجائیں وہ (قیامت کے دن) دوزخ سے اس کی آڑ ہونگے، ایک عورت (ام سلیمؓ) نے عرض کیا اور دو (یعنی اگر دو بچے مرجائیں) آپؐ نے فرمایا دو بھی، اور شریک نے ابن اصبہانی سے یوں روایت کی کہ مجھ سے ابوصالح ذکوان نے انھوں نے ابوسعیدؓ اور ابوہریرہؓ سے نقل کیا انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، ابوہریرہؓ نے یہ بھی کہا کہ تین نابالغ بچے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ايما امرأة مات لها ثلاثة من الولد الخ" چونکہ ترجمہ میں "مات له ولد" عام ہے تین اور دو سب کو شامل ہے۔ واللہ اعلم

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۷ و مر الحديث فی ص ۲۰، وص ۲۱، ويأتی ص ۱۰۸۷۔

۱۱۸۵﴿ حَدَّثنا عَلِيٌّ قال حدّثنا سُفيانُ قال سَمِعتُ الزُهرِيَّ عن سعيدِ بنِ المُسَيّبِ عن ابی هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يموتُ لِمُسلِمٍ ثلاثةٌ مِنَ الوَلَدِ فَيَلِجَ النارَ اِلّا تحِلّةَ القَسَم ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے تین بچے مرجائیں وہ صرف قسم اتارنے کے لیے دوزخ میں جائے گا۔ یعنی بہت ہی تھوڑی دیر کے لیے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فی قوله "لا يموت لمسلم ثلاثة من الولد الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۷ ويأتی ص ۹۸۵، واخرجه مسلم فی الادب وابن ماجه فی الجنائز.

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے موت اولاد پر صبر کی فضیلت بیان کرنا ہے۔

**تشریح** اگر کسی شخص کا کوئی بچہ مرجائے تو حدیث میں اس پر صبر کرنے پر مختلف بشارات آئی ہیں مثلاً دخول جنت، بعض میں عدم دخول نار۔

امام بخاریؒ نے ایک جامع باب باندھا ہے اور باب کے تحت تین طرح کی روایات ذکر فرمائی ہیں۔ پہلی روایت دخول جنت کی، دوسری روایت عدم دخول نار کی اور تیسری روایت دخول فی النار تحلۃ القسم کی۔

یہ تین حالات تین اشخاص کے بارے میں الگ الگ وارد ہیں۔ ایک شخص وہ ہے جو گنہگار نہیں اس کے لیے تو

دخول جنت ہے۔ دوسرا شخص وہ ہے کہ گناہ تو ہیں مگر تھوڑے سے اس کو صبر کی وجہ سے گناہ معاف کر کے جہنم سے بچالیں گے۔ اور تیسرا شخص وہ ہے جس کے گناہ بہت زیادہ ہیں اس کو تھوڑی دیر کے لیے جہنم میں ڈال کر نکال لیں گے اور یہ تخفیف صبر کی وجہ سے ہوگی (تقریر بخاری شیخ الحدیثؒ)

"تحلة القسم" یعنی قسم پورا کرنے کے بقدر داخل دوزخ ہوگا جیسے ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں آج خالد کے گھر جاؤں گا پھر وہ گیا اور آیا ٹھہرا کچھ نہیں پھر بھی اس کی قسم پوری ہوگئی۔

"تحلة القسم" یعنی بہت تھوڑی دیر کے لیے کما فی قوله تعالیٰ:

وَاِن مِنكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كان علٰى ربّك حَتمًا مَقضِيًا (سورہ مریم:۷۱)

(اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو دوزخ پر سے نہ گذرے۔)

مطلب یہ ہے کہ ہر مومن و کافر، نیک و بدسب کو پل صراط سے گذرنا ہوگا وہ دوزخ کی پشت پر بچھا ہوا ہے اور جنت میں جانے کا راستہ یہی ہے۔

بس مومن کا دوزخ میں جانا یہی پل صراط پر سے گذرنا ہے۔ ۲ دوزخ میں داخل ہونگے پھر اس سے نکلیں گے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ واللہ اعلم

## ﴿ بابٌ ۷۹۲ قولِ الرّجُلِ لِلمَرْأةِ عندَ القَبْرِ اصْبرِی ﴾

## ایک عورت قبر کے پاس ہو مرد اس سے کہے صبر کر

۱۱۸۶﴿ حدّثنا آدمُ قال حدّثنا شعْبَةُ قال حدّثنا ثابتٌ عن انسِ بنِ مالكٍ قال مَرَّ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بامرأةٍ عندَ قبرٍ وهي تَبْكِي فقال اتقِي اللّهَ وَاصْبِرِی ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے وہ قبر کے پاس رو رہی تھی آپؐ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "واصبری"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۶۷ (و یاتی ص ۱۷۱، وص ۱۷۴، وص ۱۰۵۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ایسے وقت میں پند و نصیحت جائز ہے کیونکہ وہ تو مصیبت میں مبتلا ہوگی اس لیے فتنہ کا وقت نہیں ہے۔

**تشریح** چونکہ حدیث میں عند قبر تھا اس لیے ترجمہ میں عند القبر کی قید لگادی ورنہ یہ قید احترازی نہیں ہے۔

## باب[۶۹۳] غُسلِ المَيِّتِ وَوُضُوئِه بالماءِ وَالسِّدرِ

وَحَنَّطَ ابنُ عُمَر اِبنًا لِسَعِيْدِ بنِ زيدٍ وَحَمَله وصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأ وَقال ابنُ عباسٍ المُسْلِمُ لا يَنْجُسُ حَيًّا وَلا مَيِّتًا وَقال سَعدٌ لو كانَ نَجِسًا ما مَسِسْتُه وَقال النبي صلى الله عليه وسلم المُؤمِنُ لا يَنْجُسُ

### باب: میت کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا اور وضو کرانا

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سعید بن زید کے ایک لڑکے کو (جو مر گیا تھا) خوشبو لگائی اور اس کو اٹھایا اور (جنازے کی) نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا ہے نہ زندگی میں نہ مر کر، اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ اگر مردہ نجس ہوتا تو میں اس کو نہیں چھوتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ناپاک نہیں ہوتا۔

۱۱۸۷ حدثنا اِسماعيلُ بنُ عبدِ اللّٰه قال حدّثني مالكٌ عن ايوبَ السَّخْتِيَانيِّ عن محمدِ بنِ سِيْرِينَ عن اُمِّ عطيَّةَ الانصاريةِ قالت دخل علينا رسولُ اللّٰه ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتْ اِبْنَتُه فقال اغسِلْنَها ثلاثًا اَوْ خمسًا او اكثرَ مِن ذلك اِن رَاَيْتُنَّ ذلك بماءٍ وسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فى الآخِرةِ كافورًا اَوْ شَيْئًا مِن كافورٍ فاِذَا فَرَغْتُنَّ فآذِنَّنِي فلمّا فَرَغْنَا آذَنّاهُ فاَعطانا حَقْوَهُ فقال اَشْعِرْنَها اياهُ تعني اِزَارَه

**ترجمہ** حضرت ام عطیہ انصاریہؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (حضرت زینب) کا انتقال ہوا تو آپؐ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ تم اس کو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر مناسب سمجھو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخر میں کافور رکھو یا کچھ کافور ملا دو پھر جب تم (غسل سے) فارغ ہو جاؤ تو مجھ کو خبر کرو حضرت ام عطیہؓ کا بیان ہے کہ جب ہم فارغ ہو گئے تو ہم نے آپؐ کو اطلاع دی تو آپؐ نے اپنا تہبند ہمیں دیا اور فرمایا کہ یہ یعنی تہبند اس کے بدن پر لپیٹ دو۔ اس حدیث میں حقوہ بکسر الحاء ويجوز بفتحها سے مراد تہبند ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "اغسلنها ثلاثا إلى آخره بماء وسدر"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۷، ومر ص ۲۹، ويأتي ص ۱۶۸، ////////مسلم اول، ص ۳۰۵

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے بالکل ظاہر ہے بتانا چاہتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان مر جائے تو غسل دینا ضروری ہے جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ مسلمان کا حق مسلمان پر چند ہیں ان میں سے

ایک یہ بھی ہے کہ جب کوئی مسلمان مرجائے تو غسل دے، کفن دے وغیرہ۔

**تشریح** "فاعطانا حقوه ففال اشعرنها اياه" ترجمہ گذر چکا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازار کو برکت کے لیے حضرت زینبؓ کے کفن کے نیچے ان کے جسم سے ملا کر رکھا جائے۔

علامہ عینیؒ اس کے تحت لکھتے ہیں وهو اصل فی التبرك بآثار الصالحين (عمدہ، ج:۸،ص:۴۱)

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "وهذه الترجمة مشتملة على امور الخ" ۱ میت کو غسل دینا فرض ہے یا واجب یا سنت؟

**جواب:** الغسل والتكفين والصلوة فرض على الكفايه (عمدہ) میت کو ایک دفعہ غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ (اوجز) امام نوویؒ نے تصریح کی ہے کہ میت کو غسل دینا، کفن پہنانا، نماز جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔

۲ میت کا وضو مسنون ہے۔ ۳ تنظیف کے لیے بیری کے پتے سے غسل دینا بھی مسنون ہے۔

اس باب پر علامہ عینیؒ نے پوری تفصیل سے جامع بحث فرمائی ہے۔ فليراجع ثمه.

## ﴿ بابُ مايُستحبُّ اَن يُغسَلَ وِترًا ﴾ ۶۹۴

## مستحب یہ ہے کہ (میت کو) طاق بار غسل دیا جائے

## (یعنی ۳ مرتبہ، ۵ مرتبہ یا ۷ مرتبہ)

۱۱۸۸﴿ حدثنا محمدٌ قال اَخبرنا عبدُ الوهابِ الثقفيُّ عن ايوبَ عن محمدٍ عن اُمّ عطِيَّةَ قالتْ دَخلَ علينا رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وَنحنُ نَغسِلُ ابنتَهٗ فقال اغسِلنَها ثلاثا او خمسا او اِكثر من ذٰلك بماءٍ وسِدْرٍ وَ اجْعَلنَ فى الآخرة كافورًا فاذا فرغتُنَّ فآذِنّنِى فلمّا فرَغنا اٰذنّاهُ فالقٰى اِلَيْنا حَقْوهُ فقال اَشْعِرْنَها اِياهُ وقال ايوبُ وَحَدَّثَتنِى حَفْصَةُ بِمثلِ حديثِ محمدٍ وَكان فى حديثِ حَفصَة اغسِلنَها وِترا وَكانَ فيهِ ثلاثا او خمسا او سبعا وكان فيه اَنّه قال ابدَؤا بِمَيَامِنِها وَمَواضِعِ الوُضوءِ مِنها وكان فيهِ اَنّ اُمّ عَطِيَّة قالتْ وَمَشَطْناها ثلاثَةَ قرُونٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم ان کی ایک صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں آپؐ نے فرمایا تم اس کو پانی اور بیری کے پتے سے تین بار یا پانچ بار یا

اس سے زیادہ اگر ضرورت سمجھو تو غسل دو اور اخیر بار میں کافور ملالو اور جب فارغ ہوجاؤ تو مجھے خبرہ ینا چنانچہ جب ہم غسل سے فارغ ہوگئے تو آپ کو خبر دی تو آپ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا یہ اندر اس کے جسم پر لپیٹ دو۔ اور ایوب نے کہا اور حفصہ بنت سیرین نے بھی مجھ سے محمد بن سیرین کی طرح یہ حدیث بیان کی اور حفصہ کی حدیث میں یہ ہے اغسلنها وترا یعنی طاق بار غسل دو تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس کے داہنی طرف سے اور اعضاء وضو سے شروع کرو، اور اس میں یہ بھی ہے کہ ام عطیہ نے بیان کیا کہ ہم نے ان کے بالوں میں کنگھی کر کے تین حصے کر دیئے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "اغسلنها ثلاثا او خمسا الخ" لان المراد من قوله وترا في الترجمة ان يكون خلاف المشفع یعنی بے جوڑ مرتبہ۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱٦۷ و مر ص ۲۹ و یاتی ص ۱٦۷، وص ۱٦۸ // // // //، ومسلم اول ص ۳۰۵

**مقصد** میت کے غسل میں صرف ایک مرتبہ پورے جسم کا استیعاب فرض ہے البتہ تثلیث مسنون ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے؛ لیکن حسن بصریؒ امام مزنیؒ وغیرہ کے نزدیک تثلیث واجب ہے۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے قائلین وجوب کی تردید ہے امام بخاریؒ جمہور کی موافقت فرمارہے ہیں جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے کہ تثلیث یعنی طاق مرتبہ مسنون و مستحب ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب[۷۹۵] يُبدأُ بمَيَامِنِ المَيّتِ ﴾

### غسل میت کی داہنی طرفوں سے شروع کیا جائے

۱۱۸۹﴿ حدّثنا عليُّ بنُ عبدِ اللّٰه قال حدثنا اسماعِيلُ بنُ ابراهيمَ قال حدّثنا خالدٌ عن حَفصَةَ بنتِ سِيرِينَ عن امّ عطِيّةَ قالتْ قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في غُسلِ ابنَتِه ابدَأنَ بِمَيامِنِها وَمَواضِعِ الوُضوءِ مِنها ﴾

**ترجمہ** حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے غسل میں فرمایا کہ اس کے داہنی جانبوں اور وضو کے مقاموں سے شروع کرو۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "ابدان بميامنها"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱٦۷ تا ص ۱٦۸ و مر ص ۲۹ و یاتی ص ۱٦۸ // // // // //

**مقصد** امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں غسل یا وضو کی قید نہیں لگائی جس سے مقصد بالکل واضح ہے کہ غسل ہو یا غیر غسل سب میں ابتدا بالتیامن کرنا چاہیے سوائے ان کاموں کے جس کا استثناء احادیث سے ثابت

ہے جیسے استنجاء وغیرہ۔

۲۔ امام بخاریؒ نے ان حضرات کی تردید کردی جو کہتے ہیں کہ ابتدا بالراس پھر ڈاڑھی جیسا کہ ابو قلابہ سے منقول ہے۔ واللہ اعلم

**تشریح** امام بخاریؒ نے ترجمہ میں "میامن المیت" کی قید ذکر کر کے بتلادیا کہ غاسل کا تیامن نہ ہوگا بلکہ مغسول یعنی میت کا تیامن ہوگا۔

## ﴿ بابٌ مَوَاضِعِ الوُضوءِ مِنَ الميّتِ ﴾ ۴۹۶

## میت کے وضو کے مقاموں سے میت کا غسل شروع کرنا

۱۱۹۰﴿ حدّثنا يَحيَى بنُ مُوسىٰ قال حدّثنا وَكيعٌ عن سُفيانَ عن خالِدِ الحَذّاءِ عن حَفصَةَ بنتِ سِيرينَ عن أُمّ عَطِيَّةَ قالتْ لمّا غَسَّلنا بِنْتَ النبيّ صلى الله عليه وسلم قال لَنا وَنحنُ نَغسِلُها ابدَؤُا بِمَيَامِنِها وَمَوَاضِعِ الوُضوءِ مِنْهَا ﴾

**ترجمہ** حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ جب ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو غسل دیا، ہم غسل دے رہے تھے کہ آپؐ نے ہم سے فرمایا کہ اسکے داہنی جانبوں سے اور وضو کے مقاموں سے غسل شروع کرو۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ومواضع الوضوء منها"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۸ و مر ص ۲۹، و ص ۱۶۷ // // و ص ۱۶۸ // // // // //

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ میت کے غسل میں مواضع وضو سے ابتدا کرنا مسنون ہے۔ نیز ان حضرات کی تردید بھی داخل مقصد ہے جو ابتداء بالراس کے قائل ہیں جیسے ابو قلابہ وغیرہ۔

مگر مضمضہ و استنشاق نہ ہوگا البتہ ایک کپڑے کو تہ کر کے منہ میں پھیر دیا جائے تا کہ صفائی ہو جائے اور اکثر اس پر عمل بھی ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بابٌ هل تُكَفَّنُ المَرأَةُ فی إزَارِ الرَّجُلِ ﴾ ۴۹۷

## کیا مرد کا ازار (تہبند) عورت کے کفن میں دیا جا سکتا ہے؟

۱۱۹۱﴿ حَدّثَنا عبدُ الرحمٰنِ بنُ حَمّادٍ قال حدّثنا ابنُ عَونٍ عن محمدٍ عن أُمّ عَطِيَّةَ قالتْ تُوُفِّيَتْ ابنَةُ النبيّ صلى الله عليه وسلم فقال لنا اغْسِلْنَها ثلاثا او خمسا اَوْ اكثرَ مِن ذٰلِك اِنْ رَايْتُنّ فاِذا فَرَغتُنَّ فآذِنّنِی فلمّا فَرَغنا آذَنّاهُ فنَزَعَ مِن حِقْوِه

اِزارَہ وَ قَالَ اَشْعِرْنَہا اِیَّاہُ ﴾

**ترجمہ** حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوگیا تو آپؐ نے ہم سے فرمایا کہ تم اس کو تین بار غسل دو اگر ضرورت سمجھو تو پانچ بار یا اس سے زیادہ۔ پھر جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھ کو خبر کرو، حضرت ام عطیہؓ کا بیان ہے کہ جب ہم فارغ ہو گئے تو ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپؐ نے اپنا حقو یعنی تہبند اتار کر دے دیا اور فرمایا کہ اس کو اندر جسم پر لپیٹ دو۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "فنزع من حقوه ازاره وقال اشعرنها اياه"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۸ و مر ص ۲۹ و ياتى مرارًا.

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ مسئلہ بتانا ہے کہ مرد کے تہبند میں عورت کو کفن دینا جائز ہے اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔

**سوال**: جب مسئلہ متفقہ ہے اور حدیث پاک سے بھی جواز صاف معلوم ہوتا ہے پھر امام بخاریؒ نے ترجمہ میں لفظ "هل" کیوں ذکر کیا ہے اس سے تو تردد معلوم ہوتا ہے۔

**جواب**: چونکہ حدیث میں ازار دینے والے حضور اقدس ہیں اس لیے احتمال ہے کہ آپ کی خصوصیت ہو یا اشراف کے لیے مخصوص ہو یا ضرورت کے پیش نظر آپؐ نے دیا ہو وغیرہ احتمالات کی بنا پر امام بخاریؒ نے لفظ هل ذکر کر دیا ہے اور مسئلہ بتا دیا کہ سب کے لیے جائز ہے جیسا کہ ترجمۃ الباب میں تصریح ہے۔

## ﴿ بابٌ [۷۹۸] يَجْعَلُ الكافُوْرَ فى الاخِيْرَةِ ﴾

اخیر بار کے غسل میں کافور شریک کرے (یعنی غسل کے آخری دفعہ خواہ تیسری بار ہو یا پانچویں دفعہ میں کافور ڈال کر غسل دے اور کافور ڈالنا بالاتفاق مستحب ہے)

۱۱۹۲﴿ حدَّثَنا حامِدُ بنُ عُمَرَ قال حدَّثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن ايوبَ عن محمَّدٍ عن اُمِّ عَطِيَّةَ قالت تُوُفِّيَتْ اِحْدٰى بَناتِ النبيِّ ﷺ فَخَرَجَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فقال اِغْسِلْنَها ثلاثا او خمسا اَوْ اكثرَ من ذٰلك اِنْ رَاَيْتُنَّ بماءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِى الآخِرَةِ كافورًا اَوْ شيئًا مِن كافورٍ فاذا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِى قالتْ فلمّا فرغنا آذنّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنا حِقْوَه وَقال اَشْعِرْنَها اِيّاهُ وعن ايوبَ عن حفصةَ عن اُمِّ عَطِيَّةَ بنَحْوِه وقالتْ اِنَّه قال اِغْسِلْنَها ثلاثا اَوْ خمسا او سبعا او اكثرَ مِن ذٰلك اِنْ رَاَيْتُنَّ قالتْ حَفْصَةُ قالتْ اُمُّ عَطِيَّةَ وجَعَلْنا رَاسَها ثلاثَةَ قُرُونٍ ﴾

**ترجمہ** حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور فرمایا اس (صاحبزادی) کو غسل دو تین مرتبہ اور اگر ضرورت سمجھو تو پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ پانی اور بیری کے پتے سے اور آخری مرتبہ کافور یا کافور میں سے کچھ ڈال دو، پھر جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھ کو خبر کرو، ام عطیہ نے بیان کیا کہ جب ہم غسل سے فارغ ہو گئے تو ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپؐ نے اپنا تہبند (لنگی) ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا اس تہبند کو اس کے جسم کے اندر لپیٹ دو۔

اور ایوب سختیانیؒ نے حفصہ سے اور انھوں نے حضرت ام عطیہؓ سے اسی طرح روایت کی۔ اور حضرت ام عطیہؓ نے بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا: ''اسکو تین مرتبہ غسل دو اور اگر ضرورت سمجھو تو پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ۔ حفصہ نے بیان کیا کہ حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا اور ہم نے انکے سر کے بالوں کی تین چوٹیاں بنائیں۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله ''واجعلن في الاخرة كافورا''

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۸، باقی کے لیے حدیث: ۱۱۹۰ ملاحظہ فرمایئے۔

**مقصد** حدیث پاک میں ''واجعلن في الآخرة كافوراً'' چونکہ امر کا صیغہ ہے اور امر میں ایجاب استحباب دونوں کا احتمال ہے اس لیے امام بخاریؒ نے ترجمہ میں کوئی حکم نہیں لگایا۔

ائمہ اربعہ کے نزدیک غسل کے آخری بار کافور ڈالنا مستحب ہے اور یہی حدیث الباب سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ نیز امام بخاریؒ کا رجحان بھی جمہور ائمہ کے موافق ہے کہ غسل کے آخری دفعہ میں کافور ڈالنا مستحب ہے۔

**تشریح** ''في الاخيرة اى في الغسلة الاخيرة''

''قالت ام عطيه وجعلنا راسها ثلاثة قرون'' یعنی سر کے بالوں کی تین چوٹیاں بنائیں، یہ حضرت ام عطیہ کا اپنا فعل ہے کسی روایت سے ثابت نہیں کہ آنحضرتؐ نے اس کا حکم کیا ہو۔ یہ مسئلہ عنقریب آرہا ہے۔

## ﴿بَابُ ۷۹۹ نَقْضِ شَعْرِ المَرْاَةِ وقال ابنُ سِيْرِينَ لا بأسَ اَن يُّنقضَ شَعْرُ المَرْأةِ﴾

میت عورت ہو تو غسل کے وقت اسکے بال کھولنے کا بیان۔ اور محمد بن سیرینؒ نے کہا کہ عورت کے بال کھولنے میں کچھ حرج نہیں (تاکہ پانی پہنچانے میں سہولت ہو اسلئے غسل سے پہلے بال کھولدیئے جائیں)

۱۱۹۳﴿ حدّثنا اَحْمدُ قال حدّثنا عبدُ اللهِ بنُ وهبٍ قال اَخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ قال اَيّوبُ

وَسَمِعتُ حَفصَةَ بِنتَ سِيرِينَ قالت حدّثتنا امُّ عَطِيَّةَ انّهن جعلن رَاس بِنتِ النبى ﷺ ثلاثة قرون نقضنه ثم غسلنه ثم جعلنا ثلاثة قرون ﴾

**ترجمہ** حفصہ بنت سیرین نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ام عطیہؓ نے بیان کیا کہ عورتوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بالوں کو تین چوٹیاں (تین حصے) کر دیا بالوں کو کھول ڈالا پھر دھویا پھر ان کے تین حصے کر دیئے (تین چوٹیاں بنا دیں)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "نقضنه ثم غسلنه"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۸ و مر ص ۲۹، وص ۱۶۷ // // ویاتی ص ۱۶۸

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ میت اگر عورت ہو تو غسل کے وقت اس کی چوٹی کھول دی جائے تا کہ پانی سہولت سے پہنچ جائے۔

## ﴿ باب ۸۰۰ كَيفَ الاِشعارُ لِلمَيّتِ وقال الحسنُ الخِرقَةُ الخامِسَةُ تَشُدُّ بِهَا الفَخِذَينِ وَالوَرِكَينِ تحتَ الدِّرعِ ﴾

میت پر کپڑا لپیٹنے کی کیفیت (یعنی کیونکر لپیٹنا چاہیے) اور حسن بصریؒ نے فرمایا کہ عورت کیلئے ایک پانچواں کپڑا چاہیے جس سے قمیص کے نیچے رانیں اور سرین باندھے جائیں

۱۱۹۴ ﴿ حدّثنا اَحمَدُ قال حدّثنا عبدُ اللهِ بنُ وَهبٍ قال اَخبرنا ابنُ جُرَيجٍ اَنّ اَيّوبَ اَخبرَه قال سَمِعتُ ابنَ سِيرِينَ يقولُ جاءَت امُّ عَطِيّةَ اِمرَاَةٌ مِنَ الانصارِ مِنَ اللّاتِى بَايَعنَ النبىَّ صلى الله عليه وسلم قدِمَت البَصرَةَ تُبادِرُ ابنًا لَها فَلَم تُدرِكه فحدّثتنا قالت دَخل علينا النبىُّ ﷺ وَنحنُ نغسلُ ابنَتَه فقال اِغسِلنَها ثلاثا او خمسا اَو اكثر من ذلك اِن رَاَيتُنّ ذلك بماءٍ وسِدرٍ وَاجعَلنَ فى الآخِرة كافورًا فاِذَا فرَغتُنّ فآذِنّنِى قالت فلمّا فرَغنَا اَلقَى اِلينا حِقوَه فقال اَشعِرنَها اياهُ وَلم تزِد علىٰ ذلك لا اَدرِى اَىّ بَناتِه وَزَعَم اَنّ الاِشعارَ الفُفنَها فيه وَ كذلك كانَ ابنُ سِيرِينَ يَامُرُ بِالمَرأةِ اَن تُشعَرَ وَلاَ تُؤزَرَ ﴾

**ترجمہ** ابن سیرینؒ کا بیان ہے کہ حضرت ام عطیہؓ جو ایک انصاری عورت ہے، ان عورتوں میں سے تھی جنھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی وہ اپنے ایک بیٹے کو تلاش کرنے بصرہ آئیں لیکن اسکو نہ

پاسکیں (وہ پہلے ہی مرگیا تھا یا چلا گیا) انھوں نے ہم سے یہ بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپؐ کی ایک صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے آپؐ نے فرمایا اس کو تین بار یا پانچ بار اگر ضرورت سمجھو تو اس سے بھی زیادہ پانی اور بیری سے غسل دو اور اخیر میں کافور ملا لو اور جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دو حضرت ام عطیہؓ نے بیان کیا کہ جب ہم نے فارغ ہو کر اطلاع دی تو آپؐ نے ہماری طرف اپنا تہبند پھینکا اور فرمایا کہ اسے اس کے جسم کے اندر لپیٹ دو انھوں نے اس سے زیادہ نہیں بیان کیا، میں نہیں جانتا کہ یہ آپؐ کی کونسی صاحبزادی تھیں اور ایوب نے کہا کہ اشعار کے معنی یہ ہیں کہ اس تہبند کو لپیٹ دو اور اسی طرح ابن سیرینؒ عورت کو یہی حکم دیتے تھے کہ کپڑا لپیٹ دیا جائے اور تہبند نہ باندھا جائے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** | مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "وزعم ان الاشعار الففنها فيه"

**تعدد موضعہ** | والحديث هنا ص ۱۶۸ ومر ص ۲۹ ومر مرارا.

**مقصد** | چونکہ حدیث پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا "اشعرنها اياه" تو امام بخاریؒ کا مقصد اشعار کی تفسیر ہے ای الففنها یعنی لفافہ میں لپیٹ دیا جائے۔

**تشریح** | اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے کفن میں پانچ کپڑے سنت ہیں اگر میسر ہوں، مجبوری میں ایک بھی کافی ہے تفصیل کے لیے کتب فقہ کا مطالعہ فرمائیے۔

**شعار** | وہ کپڑا جو بدن سے متصل بلا کسی حائل کے لپیٹا جائے جیسے گنجی شعار ہے اور کرتہ دثار۔
لا ادری ای بناته الخ یہ جملہ ایوب راوی کا ہے مسلم شریف کے حوالہ سے گذر چکا ہے کہ یہ سیدہ زینبؓ تھیں جن کا انتقال ۸ھ میں ہوا ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابٌ [۸۰۱] هَل يُجْعَلُ شَعْرُ المَرأةِ ثلاثَةَ قُرُونٍ ﴾

### کیا عورت کے بالوں کے تین حصے کیے جائیں گے

۱۱۹۵ ﴿ حدّثنا قَبِيصَةُ قال حدّثنا سُفيانُ عن هِشامٍ عن أُمّ الهُذَيْلِ عن أُمّ عَطِيَّةَ قالت ضَفَرْنا شَعْرَ بنتِ النبيِ صلى الله عليه وسلم تَعْنى ثلاثَةَ قُرونٍ وَقال وكيعٌ عن سفيان ناصِيَتَها وَقَرْنَيْها ﴾

**ترجمہ** | حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بال گوندھ کر تین چوٹیاں کردیں، اور وکیع نے سفیان سے یوں روایت کیا کہ ایک پیشانی کی طرف اور دو ان کے دونوں طرف

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ ظاهرة

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۶۸ و مر ص ۲۹، وص ۱۶۷، وص ۱۶۸ ///

**مقصد** امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں لفظ ھل کا اضافہ کر کے اشارہ کیا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

۱۔ امام شافعیؒ امام احمدؒ کے نزدیک بالوں کو گوندھ کر تین چوٹی (تین حصے) کر کے سر کے نیچے ڈال دے اور یہ مستحب ہے چنانچہ بخاریؒ اس پر مستقل باب قائم کر رہے ہیں۔

۲۔ احنافؒ کے نزدیک بالوں کے دو حصے کر کے (یعنی دو چوٹی کر کے) سینہ پر ڈال دیئے جائیں گے۔

امام بخاریؒ شوافع کے ساتھ ہیں اور حدیث الباب سے استدلال کر رہے ہیں۔

**جواب**: یہ ہے کہ یہ حضرت ام عطیہ کا فعل ہے ممکن ہے کہ حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ ہو نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اطلاع بھی نہ ہو کہ تقریر رسول کہا جاسکے۔

۳۔ یہاں ناجائز و حرام کا اختلاف نہیں ہے۔ نیز حنفیہ کے نزدیک بالوں میں کنگھی کرنا بھی مسنون و مستحب نہیں ہے کہ یہ زینت ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بَابٌ ۸۰۲ یُلْقَی شعرُ المَراۃِ خَلْفَهَا ثَلاثَۃَ قُرُونٍ ﴾

## عورت کے بالوں کی تین چوٹیاں کر کے اس کے پیچھے ڈال دی جائیں

۱۱۹۶ ﴿ حَدَّثنا مُسَدَّدٌ قال حدَّثنا یحیَی بنُ سَعِیدٍ عن هِشامِ بنِ حَسَّانَ قال حَدَّثَتنا حَفصَۃُ عن اُمِّ عَطِیَّۃَ قالتْ تُوُفِّیَتْ اِحدٰی بَناتِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم فَاَتانا النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم فقال اِغْسِلْنَهَا بالسِّدْرِ وترًا ثلاثا او خمسا او اکثر من ذلک اِنْ رَاَیْتنَّ ذٰلک وَاجْعَلنَ فی الآخِرَۃِ کافورًا اَوْ شَیئًا مِن کافورٍ فاِذَا فَرَغْتنَّ فآذِنَّنِی فلمَّا فَرَغنا آذَنّاہ فالقی اِلَینا حِقوہُ فضَفَرنا شَعْرَهَا ثلاثۃَ قُرُونٍ وَاَلْقَیْناهَا خَلْفَهَا ﴾

**ترجمہ** حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ بیری (ڈال کر پانی سے) طاق بار غسل دو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر اس کی ضرورت سمجھو اور اخیر میں کافور یا (فرمایا) کافور میں سے کچھ ڈال دو اور جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دو، ام عطیہؓ نے بیان کیا کہ جب ہم نے فارغ ہو کر اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینکا، ہم نے ان کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھ کر ان کے پیٹھ پیچھے ڈال دیں۔

معلوم ہو چکا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک بالوں کی دو چوٹی کر کے سینہ پر رکھے جائیں گے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة "فضفرنا شعرها ثلاثة قرون و القيناها خلفها"

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۶۸ تا ۱۶۹ مر الحديث ص ۲۹ وص ۱۶۷ // // // وص ۱۶۸ // //

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے حنفیہ پر رَد ہے کہ بال سامنے سینہ پر نہیں رکھا جائے گا بلکہ پیچھے سر کے نیچے ڈالا جائے گا یہی شافعیہ وحنابلہ کا مسلک ہے۔

معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں امام بخاریؒ شافعیہ وغیرہ کی موافقت کر رہے ہیں۔

## ﴿ بابٌ [۸۰۳] الثِيابِ البِيْضِ لِلْكَفَن ﴾

### کفن کے لیے سفید کپڑے کا بیان (یعنی افضل ہے)

۱۱۹۷ ﴿ حَدّثنا محمّدُ بنُ مُقاتِلٍ قال اَخبرنا عبدُ الله اَخبرنا هِشامُ بنُ عُروَةَ عن اَبِيهِ عن عائِشةَ اَنّ رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم كُفِّنَ فى ثلاثةِ اثوابٍ يَمانِيّةٍ بِيضٍ سَحُولِيّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ ليسَ فيها قَمِيصٌ وَلا عِمَامَةٌ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین یمنی سفید کپڑے میں کفن دیا گیا جو سحول کے بنے ہوئے روئی کے (یعنی سوتی) تھے ان میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ۔

تشریح: یعنی کپڑے تھے۔ ۱ ازار، ۲ چادر ۳ لفافہ

بس معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے یہی تین کپڑے کفن میں مسنون ہیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "بيض"

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۶۹ ويأتى ايضا ص ۱۶۹ // // ترمذی فی الجنائز، ص ۱۱۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید کپڑے میں کفن دیا گیا اس لیے کفن میں سفید کپڑا افضل ہے۔

ترمذی شریف میں حدیث قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البسوا من ثيابكم البياض فانها من خير ثيابكم و كفنوا فيها موتاكم (ترمذی اول، ص ۱۱۸)

امام بخاریؒ اس حدیث پاک کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے ہیں کہ کفن میں سفید کپڑا افضل ہے۔

**تشریح** "سحولية" سحول یمن میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں یہ کپڑے بنتے تھے، "یمانیة" یمن کی طرف منسوب ہے، "بیض" ابیض کی جمع بمعنی سفید، "کرسف" بضم الکاف وسکون الراء وضم السین المهملة روئی۔

## ﴿ باب ۸۰۴ الكفن في ثوبين ﴾

### دو کپڑوں میں کفن دینے کا بیان

۱۱۹۸ ﴿ حدّثنا ابو النعمان قال حدّثنا حمّادٌ عن ايوبَ عن سعيد بن جُبيرٍ عن ابنِ عباسٍ قال بينما رجلٌ واقفٌ بعرفةَ اذ وقعَ عن راحلتِهِ فوقصتْهُ او قال فاوقصتْهُ قال النبي صلى الله عليه وسلم اِغسِلوهُ بماءٍ وسِدْرٍ وكفِّنوهُ في ثوبينِ ولا تُحنِّطوهُ ولا تُخمِّروا رأسَهُ فانّهُ يُبعثُ يومَ القيامةِ مُلبّيًا ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک شخص (حج کا احرام باندھے) عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے، اچانک اپنی سواری سے گر گئے پس ان کی گردن ٹوٹ گئی یا کہا اس اونٹنی نے ان کی گردن توڑ ڈالی (وہ مر گئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دو اور خوشبو نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانکو اس لیے کہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "كفنوه في ثوبين"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۶۹ ویاتی ص ۱۶۹/۱، وص ۲۴۸، وص ۲۴۹/۱

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ تین کفن ضروری نہیں ہے بلکہ ضرورت کے وقت دو کفن پر بھی اکتفا جائز ہے ضروری تو صرف یہ ہے کہ جنازہ کیلئے جو ساتر ہو یہی جمہور کا مسلک ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب ۸۰۵ الحنوط للميّتِ ﴾

### میت کو خوشبو لگانا

۱۱۹۹ ﴿ حدّثنا قُتيبةُ قال حدّثنا حمّادٌ عن ايوبَ عن سعيدِ بنِ جُبيرٍ عن ابنِ عباسٍ قال بينما رجلٌ واقفٌ مع رسولِ اللّه صلى اللّه عليه وسلم بعرفةَ اذ وقعَ مِن راحلتِهِ فاقصعتْهُ او قال فاقعصتْهُ فقال رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم

اِغسِلوهُ بماءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنوهُ فى ثوبَيْنِ وَلاَ تُحنطوهُ وَلا تُخَمِّرُوا رأسَهُ فإنّ اللّه يَبْعثه يومَ القِيامَةِ مُلَبِّيًا ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک شخص (احرام باندھے ہوئے) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھا اچانک اپنی سواری سے گر گئے پس ان کی گردن ٹوٹ گئی یا کہا اس اونٹنی نے ان کی گردن توڑ ڈالی (وہ مرگئے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دو اور خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی ان کا سر ڈھانکو کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لا تحنطوه"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۶۹ و مر ۱۶۹// ويأتى ص ۲۴۸، وص ۲۴۹// //

**مقصد** امام بخاریؒ میت کیلئے خوشبو کا استحباب ثابت کرنا چاہتے ہیں اور ائمہ اربعہ کے نزدیک بھی مستحب ہے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ نے محرم میت کے لیے حنوط (خوشبو) سے منع کر دیا تھا علت احرام کی بنا پر تو جہاں احرام نہ ہوگا یعنی غیر محرم میت کے لیے خوشبو درست ہوگا۔

نیز حضور اقدس ﷺ کا منع کرنا واضح دلیل ہے کہ میت کیلئے خوشبو کا استعمال عام اور معروف تھا۔ واللہ اعلم

## ﴿ بابٌ[۸۰۶] كيف يُكَفّنُ المُحْرِمُ ﴾

### محرم کو کفن کیونکر دیا جائے

۱۲۰۰﴿ حَدّثَنا اَبُو النعمانِ قال حَدّثَنا اَبُو عَوانَةَ عن اَبِى بِشرٍ عن سَعِيْدِ بنِ جُبَيْرٍ عنِ ابنِ عباسٍ اَنّ رجلا وَقصه بَعِيْرُهُ وَنحْنُ مَع رسولِ اللّهِ صلى اللّه عليه وسلم وهو مُحْرِمٌ فقال النبىُّ صلى اللّه عليه وسلم اغسِلُوهُ بماءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فى ثوبينِ وَلا تُمِسُّوهُ طِيبًا وَلا تُخَمِّرُوا رَاسَه فانّ اللّه يَبْعَثه يومَ القِيامَةِ مُلَبِّيًا ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص (محرم) کی گردن اس کے اونٹ نے توڑ ڈالی اور ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور راستے دو کپڑوں میں کفن دو اور خوشبو نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانکو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اٹھائے گا درانحالیکہ یہ لبیک کہتا ہوگا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لا تخمروا راسه"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۶۹ و مر ص۱۶۹// ويأتى ص ۲۴۸، وص ۲۴۹

۱۲۰۱﴿ حدّثنا مُسَدّدٌ قال حدّثنا حمّادُ بنُ زيدٍ عن عمرٍو و ايّوبَ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ عن ابنِ عباسٍ قال كان رَجُلٌ وَاقِفٌ مع النبيّ صلى الله عليه وسلم بعَرَفَةَ فوَقَعَ عن رَاحِلَتِه قال ايوبُ فوَقَصَتْهُ وَقال عمرٌو و فاَقصَعَته فمات فقال اغسِلوهُ بماءٍ وَسِدرٍ وَ كَفّنوه فى ثوبَينِ وَلا تُحنّطوهُ ولا تُخمّرُوا رَاسه فإن الله يَبعَثُه يومَ القِيامَةِ مُلَبّدا ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرا ہوا تھا اتنے میں اپنی سواری سے گر پڑا، ایوب نے کہا فوقصته اور عمرو نے کہا فاقصعته فمات (یعنی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور وہ مر گیا) آپؐ نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دو اور خوشبو نہ لگاؤ اور نہ اسکا سر ڈھانکو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن (احرام والوں کی شکل میں گوندسے) بال جمائے ہوئے اٹھائیگا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "لا تخمروا راسه"

یہ حدیث بھی حضرت ابن عباسؓ ہی کی ہے جو اوپر گذری دوسری سند سے ہے۔

**تعدد موضع** والحديث هنا ص۱۶۹ و مر ص۱۶۹ ويأتى ص۲۴۸، وص۲۴۹

**مقصد** چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لیے امام بخاریؒ نے کوئی حکم نہیں لگایا صرف اشارہ کر دیا۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی محرم حالت احرام میں مرجائے تو اس کے احرام کا لحاظ اس کے تکفین میں ہوگا یا نہیں؟

۱ شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک محرم کی طرح اس کا سر نہیں ڈھانکا جائے گا اور نہ خوشبو لگائیں گے۔

۲ حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک مثل حلال یعنی غیر محرم کے کفن دیا جائے گا لقول النبى صلى الله عليه وسلم اذا مات ابن آدم انقطع عمله الا من ثلاث اور احرام بھی عمل ہے اس لیے مرنے پر ختم ہو جائے گا۔ اور حدیث الباب اس صحابی کے ساتھ خاص ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے يبعثه صیغہ خاصہ استعمال فرمایا ہے۔ نیز لا تحنطوه و لا تخمروا راسه کے ضمائر بھی خصوصیت پر دال ہیں۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب۸۰۷ الكفنِ فى القَمِيصِ الذى يُكَفُّ اَوْ لا يُكَفُّ وَمَن كَفَّنَ بِغَيرِ قَمِيصٍ ﴾

قمیص میں کفن دینا جو سلا ہوا ہو یا سلا ہوا نہ ہو اور جو شخص بغیر قمیص کے کفن دے

۱۲۰۲﴿ حَدّثنا مُسَدّدٌ قال حدّثنا يَحيى بنُ سَعِيدٍ عن عُبَيدِ اللّهِ قال حدثنى نافِعٌ عن

عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمر اَنّ عبدَ اللّٰهِ بنَ اُبَیّ تُوُفِّی جاء ابنه اِلی النبیّ صلی اللّٰه علیه وسلم فقال یا رسولَ اللّٰه اعطِنی قَمِیْصَكَ اُكَفِّنْه فیه وَصَلِّ علیه وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فاعطاهُ قَمِیْصَه فقال آذِنّی اُصَلِّی علیه فآذَنَه فلمّا اَرادَ اَن یُّصَلِّی علیه جَذَبَه عُمَر فقال اَلیسَ اللّٰه نَهاكَ اَن تُصَلِّی علَی المُنافِقِین فقال اَنا بَیْنَ خِیَرَتَیْنِ قال اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لا تَسْتَغْفِرْلهم اِن تَسْتَغْفِرْلهم سَبْعِیْنَ مرّة فلَن یَّغْفِرَ اللّٰه لهم فصَلّی علیه فنزلتْ وَلا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ اَبَدا وَلا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِه ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) جب مرگیا تو اس کے فرزند عبداللہ (جو پکے مسلمان تھے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنا کرتا مجھے عنایت فرمائیں تاکہ میں اس میں اسے (یعنی اپنے باپ عبداللہ کو) کفن دوں اور اس پر آپؐ نماز پڑھ دیں اور اس کی مغفرت کے لیے دعا فرمایئے چنانچہ آپؐ نے اپنی قمیص اس کو دیدی اور فرمایا (جب جنازہ تیار ہو تو) مجھے اطلاع دینا میں اس پر نماز پڑھ دوں گا انھوں نے اطلاع دی پھر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھنے کا قصد کیا تو حضرت عمرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا، کیا اللہ نے آپ کو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دو باتوں کے درمیان اختیار دیا گیا ہے کہ آپ ان کی مغفرت چاہیں یا نہ چاہیں اگر آپ ان کے لیے ستر بار دعا کریں گے جب بھی اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ پھر حضورؐ نے اس پر نماز پڑھی پھر (سورہ براءت کی) یہ آیت نازل ہوئی "ولا تُصَلِّ علٰی اَحَدٍ مِنهُم مَاتَ اَبَدا وَ لا تَقُمْ علٰی قَبْرِہ"

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة من حيث اشتماله على الكفن فى القميص وذلك ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم اعطى قميصه لعبد الله ابن ابى و كفن فيه (عمدہ)

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۹ ویاتی فی التفسیر ص ۶۷۳، وص ۶۷۴، وص ۸۶۲

۱۲۰۳﴿ حَدَّثَنا مالِكُ بنُ اِسماعِیْلَ قال حَدَّثَنا اِبنُ عُیَیْنَةَ عن عَمرٍو سَمِعَ جابِرًا قال اَتَی النبیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم عبدَ اللّٰهِ بنَ اُبَیّ بَعْدَ مَا دُفِنَ فاَخْرَجَهُ فنَفَثَ فیهِ مِن رِیْقه وَاَلْبَسَه قَمِیْصَهُ ﴾

**ترجمہ** حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی منافق کی قبر پر اس وقت آئے جب وہ دفن ہو چکا تھا آپؐ نے اس کی لاش نکلوائی اور اپنا لعاب اس پر ڈالا اور اپنا کرتہ اس کو پہنایا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "والبسه قميصه"

**تعدد موضعہ** | و الحدیث هنا ص ۱۶۹ و یاتی ص ۱۸۰، وص ۴۲۴، وص ۸۶۲

**مقصد** | امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ ایسی قمیص میں کفن دینا جائز ہے خواہ مکفوف الاطراف ہو (کنارے سلا ہوا) یا غیر مکفوف الاطراف ہو جسکا حاشیہ سلا ہوا نہ ہو دونوں طرح کی قمیص کفن میں دینا جائز ہے۔

**تشریح** | "یکف او لا یکف" کو تین طرح ضبط کیا گیا ہے:

۱۔ دونوں مضارع مجہول کے صیغے ہیں، جیسا کہ ترجمہ کے اعراب سے ظاہر کر دیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ اطراف وحاشیہ کو کشف وانتشار سے بچنے کے لیے سی دیا گیا ہو اور اگر بے سلا ہوا ہو تو غیر مکفوف الاطراف قمیص ہے کفن میں دونوں جائز ہیں۔

۲۔ دوسری صورت دونوں صیغے مضارع معروف ہیں یعنی بفتح الیاء وضم الکاف وتشدید الفاء۔ بمعنی روکنا مطلب یہ ہے کہ بزرگوں کے ایسے کپڑے میں کفن دینا جائز ہے جو تبرک ہو خواہ وہ عذاب کو روکے یا نہ روکے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو اپنی قمیص پہنائی حالانکہ اس کو قمیص نافع نہ ہوگی۔

۳۔ تیسری صورت کفایت سے یکفِ او لا یکفِ ہے اس صورت میں کتابت میں یاء ساقط ہوگئی ہے مطلب یہ ہوگا کہ کفن میں قمیص دینا جائز ہے خواہ کافی ہو یا کافی نہ ہو کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص اس کو پوری نہ آئی ہوگی کیونکہ اس کا قد لمبا تھا۔

**اشکال**: اس باب کے تحت دو روایت ذکر کی گئی ہیں بظاہر دونوں میں تعارض ہے۔

**جواب**: پہلی روایت میں اعطاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتہ دینے کا وعدہ فرمایا۔ فلا اشکال۔

قصہ یہ ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص دینے کا وعدہ فرمالیا لیکن عبداللہ کے عزیزوں نے حضورؐ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور عبداللہ کا جنازہ تیار کر کے قبر میں رکھ بھی دیا اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر قبر سے نکلوایا اور اپنا لعاب مبارک اس پر ڈالا اور اپنی قمیص اس کو پہنائی اس پر جنازہ کی نماز پڑھی، وہیں حضرت عمر فاروقؓ نے آپؐ کا دامن پکڑ کر روکنے کی کوشش کی۔ واللہ اعلم

## باب ۸۰۸ ﴿ بَابُ الكَفَنِ بِغَيْرِ قَمِيصٍ ﴾

### بغیر قمیص کے کفن دینا

۱۲۰۴﴿ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُفِّنَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ سُحُولٍ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں کفن دیئے گئے جوروئی کے کچے دھاگے سے بنے ہوئے تھے (یعنی دھوئے ہوئے سوتی تھے) ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ليس فيها قميص ولا عمامة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۹ و یاتی ص ۱۶۹، وص ۱۸۶، ومسلم اول ص ۳۰۵ تا ۳۰۶

۱۲۰۵﴿ حَدَّثنا مُسَدَّدٌ قال حدّثنا يحيىٰ عن هِشامٍ قال حدّثنِي اَبي عن عائِشةَ اَنّ رسولَ الله ﷺ كُفِّنَ في ثلاثةِ اَثوابٍ ليسَ فِيهَا قميصٌ ولا عِمامَةٌ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ليس فيها قميص"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۶۹ و مر ص ۱۶۹ و یاتی ص ۱۸۶، مسلم اول ص ۳۰۵ تا ص ۳۰۶

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد حنفیہ و مالکیہ کی تردید ہے کیونکہ عندالاحناف قمیص مستحب ہے۔ حنفیہ کے نزدیک کفن میں تین کپڑے ہونگے: (۱) چادر، (۲) ازار، (۳) اور قمیص۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک تین چادریں ہونگی، مالکیہ کے نزدیک تین چادر اور ایک قمیص اور ایک عمامہ۔

امام بخاریؒ حضرات شوافع کی تائید و موافقت کر رہے ہیں۔

حنفیہ حدیث باب کا جواب دیتے ہیں کہ روایات دونوں طرح کی ہیں حضرت جابر بن سمرہؓ کی حدیث ہے جسے ابن عدی نے کامل میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، کرتہ، ازار، لفافہ (عمدہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے انھوں نے اپنے صاحبزادے واقد کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جس میں ایک قمیص تھی (عمدہ) اور اصول ہے کہ مثبت روایت نافی پر مقدم ہوگی۔ واللہ اعلم۔

**فائدہ**: مردوں کے کفن میں پانچ سے زائد اسراف و ممنوع ہے۔ پانچ تک جائز ہے اگرچہ افضل تین ہی ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بابُ الكفنِ بلا عِمامَة ﴾ (۸۰۹)

### کفن بغیر عمامہ کے (یعنی کفن میں عمامہ نہ ہو)

۱۲۰۶﴿ حَدّثنا اسمَاعِيلُ قال حدّثني مالِكٌ عن هِشامِ بنِ عُروَةَ عن اَبِيهِ عن عائِشةَ اَنّ رسولَ اللّٰه صلی الله عليه وسلم كُفِّنَ في ثَلاثَةِ اَثوابٍ بِيضٍ سُحُولِيَةٍ ليسَ

فیھا قمیصٌ ولا عِمامَةٌ ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں کفن دیئے گئے جو دھوئے ہوئے سفید کپڑے تھے ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ليس فيها قميص ولا عمامة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص١٦٩ ومر ص١٦٩ ويأتي ص١٨٦، مسلم اول ص٣٠٥ تا ٣٠٦

**مقصد** امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ مردوں کے کفن میں عمامہ داخل نہیں ہے۔
اکابر متاخرین فرماتے ہیں کہ مشائخ واکابر کے کفن میں عمامہ بلا کراہت جائز ہے جیسا کہ حدیث ۱۲۰۵ میں مذکور ہو چکا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اپنے صاحبزادے "واقد" کو عمامہ پہنایا تھا۔ البتہ عند الجمہور عمامہ نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عمامہ مسنون نہیں ہے مگر بلا کراہت جائز ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بابٌ[٨١٠] الكَفَنِ مِن جَمِيعِ المَالِ وَ بِه قال عطاءٌ والزُهريُّ و عَمرُو بنُ دِينارٍ وَقَتادَةُ وقال عَمرُو بن دينارٍ الحَنوطُ مِن جَمِيعِ المَالِ وقال اِبرَاهيمُ يُبدأُ بالكَفَنِ ثُمَّ بِالدَّينِ ثُمَّ بالوَصِيَّةِ وَقال سُفيانُ اَجرُ القَبرِ وَالغُسلِ هُوَ مِنَ الكَفَنِ ﴾

کفن کا خرچ میت کے پورے مال میں سے ہوگا (یعنی کفن سب ضروریات پر مقدم ہوگا)
اور عطاء، زہری، عمرو بن دینار اور قتادہ کا یہی قول ہے اور عمرو بن دینار نے کہا خوشبو کا خرچ بھی پورے مال میں سے ہوگا اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا (میت جو مال چھوڑے) کفن سے شروع کیا جائے پھر یعنی دوسرے درجہ میں قرض ادا کریں پھر یعنی تیسرے درجہ میں وصیت پوری کی جائے اور سفیان ثوریؒ نے کہا کہ قبر اور غسل کی اجرت کفن کا جز ہے۔
(اس کے بعد چوتھے درجہ میں کفن وقرض وغیرہ سے جو اموال باقی بچے وہ وارثوں میں تقسیم ہوگا)

۱۲۰۷﴿ حَدَّثَنا احمدُ بنُ محمّدٍ المَكّيُّ قال حدّثنا اِبراهيمُ بنُ سَعدٍ عن سَعدٍ عن اَبيه قال اُتِيَ عبدُ الرحمٰنِ بنُ عَوفٍ يَومًا بِطَعامِه فَقال قُتِلَ مُصعَبُ بنُ عُمَيرٍ و كانَ خَيرًا مِنّي فَلَم يُوجَد لَهُ ما يُكَفَّنُ فِيهِ اِلّا بُردَةٌ وَقُتِلَ حَمزَةُ اَو رَجُلٌ آخَرُ خَيرٌ

مِنّی فَلمْ یُوجَدْ لَہُ مَا یُکفَّن فِیْہِ الاّ بُرْدَۃٌ لقد خَشِیتُ اَن تکونَ قد عُجّلتْ لَنا طَیّبَاتُنا فی حَیاتِنا الدُّنیا ثم جَعَل یَبْکِی ﴾

**ترجمہ** ابراہیم بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے سامنے ایک روز ان کا کھانا لایا گیا تو کہنے لگے مصعب بن عمیر (جنگ احد میں) شہید ہو گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے ان کے کفن کے لیے صرف ایک چادر ملی اور حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ یا کسی دوسرے آدمی کے متعلق فرمایا کہ وہ شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے ان کے کفن کے لیے صرف ایک چادر ملی مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے چین و آرام کے سامان ہم کو جلدی سے دنیا ہی میں دیدیئے گئے ہوں، پھر آپ رونے لگے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فلم یوجد لہ ما یکفن فیہ الابردۃ"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۷۰ ویاتی ص ۱۷۰ وفی المغازی ص ۵۷۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد جمہور ائمہ کی تائید و موافقت ہے، عند الجمہور کفن اور تکفین کے تمام ضروریات قبر کا کھودنا، کفن کے کپڑے، قبر کے کھودنے والے کی اجرت، غسل دینے والے کی اجرت حتیٰ کہ خوشبو وغیرہ بھی داخل تکفین ہے اور یہ سارا خرچ میت کے کل مال سے ہوگا گویا امام بخاریؒ نے ان حضرات پر رد کر دیا جو کہتے ہیں کہ ثلث مال سے خرچ ہوگا جیسے طاؤس اور فلاس بن عمر (عمدہ)

**تشریح** علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصعب بن عمیر فی بردتہ وحمزۃ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی بردتہ ولم یلتفت الی غریم ولا الیٰ وصیۃ ولا الیٰ وارث وبدا بالتکفین علی ذلک کلہ فعلم ان التکفین مقدم وانہ من جمیع المال لان جمیع مالھما کان لکل منھما بردۃ (عمدہ)

## ﴿ بابٌ[۸۱۱] اِذَا لَمْ یُوجَد اِلاّ ثوبٌ واحِدٌ ﴾

### اگر میت کے پاس ایک کپڑے کے سوا نہ پایا جائے (یعنی صرف ایک ہی کپڑا ملے؟)

۱۲۰۸﴿ حَدَّثنا محمّدُ بنُ مُقاتِلٍ قال اَخبَرنا عبدُ اللّٰہِ قال اَخبَرنا شُعْبَۃُ عن سعدِ بنِ ابراھیمَ عن اَبِیْہِ ابراھیمَ اَنّ عبدَ الرحمٰنِ بنَ عوفٍ اُتِی بطعامٍ وکانَ صَائِمًا فقال قُتِلَ مُصْعَبُ بنُ عُمَیرٍ وھو خَیرٌ مِنّی کُفّنَ فی بُرْدَۃٍ اِن غُطّیَ راسُہٗ بَدَتْ رِجلاہُ وَاِن غُطّیَ رِجلاہُ بَدا راسُہٗ واُراہُ قال وَقُتِلَ حَمزۃُ وَھُو خَیرٌ منّی ثم بُسِطَ لَنا مِنَ الدنیا ما بُسِطَ اَوْ قال اُعْطِینا مِنَ الدنیا ما اُعطِینا وَ قد خَشِینا اَن

تکونَ حَسناتُنا عُجّلتْ لَنا ثمّ جَعَلَ یَبکی حتی ترکَ الطعامَ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس کھانا لایا گیا اور وہ روزہ سے تھے وہ کہنے لگے حضرت مصعب بن عمیر شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے انھیں ایک چادر میں کفن دیا گیا۔ اگر ان کا سر ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور اگر پیر ڈھانکا جاتا تو سر کھل جاتا اور میرا گمان ہے کہ انھوں نے یہ بھی فرمایا اور حضرت حمزہؓ (اُحد میں) شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے پھر ہمارے لیے دنیا کشادہ کردی گئی جتنی کشادہ کی گئی یا یہ فرمایا کہ ہمیں دنیا میں سے دیا گیا جو دیا گیا (یعنی بہت دیا گیا) ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں مل گیا ہو پھر رونے لگے یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "کفن فی بردة" وهو ثوب واحد.

**تعدد موضعہ** والحدیث هنا ص ۱۷۰ ومر ص ۱۷۰ ویاتی ۵۷۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر صرف ایک ہی کپڑا دستیاب ہو تو ایک ہی کپڑے پر اکتفا کیا جائے گا مزید ادھر ادھر سوال کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم

**تشریح** حتی ترك الطعام ، یہ افطار کا وقت تھا۔

## ﴿ باب ۸۱۲ اِذا لم یجِدْ کفنًا اِلّا ما یُوارِی راسَه اَوْ قَدَمَیه غُطّی بِه رَاْسُه ﴾

## اگر کفن کا کپڑا چھوٹا ہو کہ سر اور پاؤں دونوں نہ ڈھک سکیں تو ایسی صورت میں سر کو چھپا دیں (اور پاؤں پر گھاس وغیرہ ڈال دیں)

۱۲۰۹ ﴿ حدّثنا عُمَرُ بنُ حَفصِ بْنِ غِیاثٍ قال حدّثنا اَبی قال حدّثنا الاَعْمَشُ قال حدّثنا شَقِیْقٌ قال حدّثنا خبّابٌ قال هَاجَرْنا معَ النبیِّ ﷺ نَلْتَمِسُ وَجهَ اللّٰهِ فوَقَعَ اَجرُنا علی اللّٰه فمِنّا مَن ماتَ وَلَمْ یاکُلْ مِن اَجرِه شیئًا مِنهم مُصعَبُ بنُ عُمَیرٍ وَ مِنّا مَن اَیْنَعَتْ لَه ثمرتُه فهُوَ یَهْدِبُها قُتِلَ یومَ اُحُدٍ فلَمْ نَجِدْ ما نُکَفِّنُه بِه اِلّا بُرْدَةً اِذا غَطّینا بِها رَاسَه خرَجَتْ رِجلاهُ وَاِذا غطّینا رِجلَیْهِ خرَجَ رَاسُه فاَمَرنا النبیُّ ﷺ اَنْ نُغَطِّیَ رَاسَه وَاَن نَجعَلَ عَلٰی رِجلَیْهِ مِنَ الاِذْخِرِ ﴾

**ترجمہ** حضرت خبابؓ نے فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے ہجرت کی (وطن چھوڑا) تو ہمارا اجر اللہ کے ذمہ ہو گیا ہم میں سے بعض تو فوت ہو گئے اور اپنے اجر میں

سے کچھ نہیں کھایا ان ہی میں حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کا میوہ پک گیا اور وہ چن چن کر کھا رہے ہیں مصعبؓ احد کے دن شہید ہوئے تو ہمیں ان کے کفن کے لیے سوائے ایک چھوٹی چادر کے کچھ نہ ملا کہ جب ہم اس چادر سے ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب ہم ان کے پاؤں ڈھانکتے تو ان کا سر باہر آجاتا تو ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے سر کو ڈھانک دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر ڈال دیں۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة في قوله "فلم نجد ما نكفنه به الا بردة الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۰ ويأتي ص ۵۵۱ وص ۵۵۶ وفي المغازي ص ۵۷۹، ایضاً ص ۵۸۴ تا ۵۸۵ وص ۹۵۲ وص ۹۵۵

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد باب سے اور باب کی حدیث سے بالکل واضح ہے کہ اگر کفن کے لیے ایک چادر کے سوا کچھ نہ ملے تو سر کو ترجیح دی جائے گی لان الراس اشرف الاعضاء ويجعل على القدمين من نحو الاذخر.

سر کو ترجیح دینے کا مطلب یہ ہے کہ ستر عورت کے بعد سر کو ڈھانکا جائے گا؛ لیکن اگر چادر اور چھوٹی ہے تو سب سے پہلے ستر عورت کو ڈھانکا جائے گا۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب [۸۱۳] مَنِ اسْتَعَدَّ الْكَفَنَ فِي زَمَنِ النبي ﷺ فَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ ﴾

### نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں جس شخص نے کفن تیار کیا اور اس پر کوئی نکیر نہیں کی گئی

۱۲۱۰ ﴿ حدّثنا عبدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قال حدّثنا ابنُ اَبِي حَازِمٍ عن اَبِيه عن سَهْلٍ اَنَّ امْرَاَةً جاءَتِ النبيَّ صلى الله عليه وسلم بِبُرْدَةٍ مَنْسُوجَةٍ فِيهَا حَاشِيَتُها اَتَدْرُونَ مَا البُرْدَةُ قالوا الشَّمْلَةُ قال نعم قالتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِي فجئتُ لِاَكْسُوكَهَا فَاَخَذَهَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم مُحتاجا اِلَيْهَا فَخرجَ اِلَيْنا وَاِنَّهَا اِزَارُهُ فحَسَّنَهَا فلانٌ فقال اكْسُنِيهَا مَا اَحْسَنها فقال القومُ ما اَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم محتاجا اليها ثمّ سَاَلْتَه وَعَلِمْتَ اَنّه لا يَرُدُّ قال اِنی وَاللّٰهِ ما سَاَلْتُه لِاَلْبَسَهَا وَاِنَّمَا سَاَلتُه لِتَكُونَ كَفَنِي قال سَهْلٌ فكانَتْ كَفَنَه ﴾

**ترجمہ** حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بنی ہوئی حاشیہ دار چادر لے کر آئی، حضرت سہلؓ نے کہا تم جانتے ہو چادر کیا ہے لوگوں نے کہا "شملہ" سہل

نے فرمایا: ''ہاں'' خاتون نے عرض کیا یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے اور اس لیے لائی ہوں تا کہ آپ کو پہناؤں، چنانچہ حضورؐ نے اسکو لے لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی ضرورت تھی، پھر باہر نکلے تو اس کی تہبند باندھے ہوئے تھے ایک شخص (حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ) نے کہا چادر بہت اچھی ہے یہ مجھ کو عنایت فرما دیجئے، لوگوں نے کہا تو نے اچھا نہیں کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی ضرورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پہن لیا پھر تو نے مانگ لیا اور تم جانتے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال رد نہیں کرتے، عبدالرحمٰن نے کہا خدا کی قسم میں نے پہننے کیلئے نہیں مانگی بلکہ میں نے اسلئے مانگی ہے کہ میرا کفن ہو، سہلؓ نے بیان کیا کہ پھر یہ چادر ان کی کفن ہوئی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ''انما سالته لتكون كفني قال سهل فكانت كفنه''

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۰ ویاتی فی البیوع ص ۲۸۱ وص ۸۶۴ وص ۸۹۲

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مرنے سے پہلے کفن تیار کرے تو جائز ہے، اور یہی جمہور فقہاء کا مسلک ہے البتہ اگر کوئی اپنی قبر کھدوالے تو ناجائز ہے۔ لانه لا يدرى باى ارض تموت، لیکن کفن تو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے اس لیے جائز ہے۔ واللہ اعلم

## باب ۸۱۴ اِتِّبَاعِ النِّسَاءِ فِی الجَنَازَةِ

### عورتوں کا جنازہ کے پیچھے جانا

۱۲۱۱ حدّثنا قَبِيصَةُ بنُ عُقْبَةَ قال حدّثنا سُفيانُ عن خالدٍ الحذّاءِ عن اُمِّ الهُذَيلِ عن اُمِّ عَطِيَّةَ اَنّها قالتْ نُهِينا عنِ اتِّبَاعِ الجَنائزِ ولم يُعزَم علينا

**ترجمہ** حضرت امّ عطیہؓ نے فرمایا کہ ہمیں جنازہ کے ساتھ جانے سے منع کر دیا گیا اور قطعی طور پر نہیں منع کیا گیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله ''نهينا عن اتباع الجنائز الخ''

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۰ ویاتی ص ۸۰۴ ///

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا مکروہ ہے؛ لیکن امام نے ترجمہ میں کوئی صریح اور صاف حکم نہیں لگایا کہ جائز ہے یا ناجائز؛ لیکن حدیث الباب سے معلوم ہوا کہ بخاریؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔

**تشریح** اس سلسلے میں احادیث مختلف ہیں اس لیے امام بخاریؒ نے نہ جواز کی تصریح کی ہے نہ حرمت کی۔

۱۔ امام مالکؒ کے نزدیک جنازہ کے ساتھ عورتوں کا جانا جائز ہے البتہ جوان عورتوں کیلئے مکروہ ہے۔

۲۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مکروہ ہے، حرام نہیں۔

۳؎ امام اعظمؒ کا مسلک بعض نے مکروہ تنزیہی اور بعض نے مکروہ تحریمی نقل کیا ہے۔

## ﴿ بابُ اِحدادِ المَرأةِ علٰی غیرِ زوجِھَا ﴾ ع۸۱۵

## عورت کا اپنے خاوند کے سوا اور کسی پر سوگ کرنا

۱۲۱۲﴿ حدّثنا مُسَدَّدٌ قال حدّثنا بِشرُ بنُ المُفَضَّلِ قال حدّثنا سَلَمَةُ ابنُ عَلْقَمَةَ عن محمّدِ بنِ سِيرين قال تُوُفِّي ابنٌ لِاُمّ عَطِيَّةَ فلمّا كانَ اليومُ الثالِثُ دَعَتْ بِصُفْرَةٍ فتَمَسَّحَتْ بِه وَقالتْ نُهِينا اَن نُحِدَّ اَكثَرَ مِن ثلاثٍ اِلاّ لِزَوجٍ ﴾

**ترجمہ** محمد بن سیرینؒ نے فرمایا کہ حضرت ام عطیہؓ کا ایک بیٹا مر گیا تو جب تیسرا دن ہوا تو انھوں نے زرد خوشبو منگا کر اپنے بند پر لگائی اور کہنے لگیں ہمیں شوہر کے علاوہ کسی اور کا تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے منع کیا گیا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "نهينا ان نحد اكثر من ثلاث الا لزوج"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۷۰ ویاتی ص۸۰۴

۱۲۱۳﴿ حدّثنا الحُمَيدِيُّ قال حدّثنا سُفيانُ قال حدّثنا اَيُّوبُ بنُ موسٰی قال اَخبرَنی حُمَيدُ بنُ نافِعٍ عن زَينَبَ بنتِ ابی سلمَةَ قالتْ لمّا جاءَ نَعْیُ اَبی سُفيانَ مِنَ الشامِ دَعَتْ اُمُّ حبيبَةَ بِصُفرَةٍ فی اليومِ الثالِثِ فَمَسَحَتْ عارِضَيْها وَ ذِراعَيْها وقالتْ اِنی كنتُ عن هٰذا لَغَنِيَّةً لولاَ اَنّی سمعتُ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم يقولُ لا يَحِلُّ لِاِمرَاَةٍ تؤمِنُ بِاللّٰه وَاليومِ الآخِرِ اَن تُحِدَّ علٰی مَيِّتٍ فوقَ ثلاثٍ اِلاّ علٰی زوجٍ فانّها تُحِدُّ عليه اَربعَةَ اَشهُرٍ وَعَشرًا ﴾

**ترجمہ** حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ نے فرمایا کہ جب ملک شام سے ابوسفیان کے مرنے کی خبر آئی تو ام المومنین ام حبیبہؓ نے تیسرے دن زرد خوشبو منگائی اور اپنے دونوں رخساروں اور بازوؤں پر ملی اور فرمانے لگیں میں اس سے مستغنی ہوں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ جو عورت اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتی ہے اسے یہ جائز نہیں کہ شوہر کے علاوہ کسی اور پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے البتہ شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ منائے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة من حيث ان فيه الاحداد علی غير الزوج.

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص۱۷۰تا۱۷۱ ویاتی ص۸۰۳

۱۲۱۴﴿ حدثنا اسماعيلُ قال حدّثني مالكٌ عن عبدِ الله بن ابي بكرِ بنِ محمّدِ بنِ عمرِو بنِ حزمٍ عن حُمَيدِ بنِ نافعٍ عن زَينبَ بنتِ ابي سَلَمَةَ انّها اخبرته قالتْ دخلتُ على أُمِّ حَبِيبَةَ زوجِ النبي صلى الله عليه وسلم فقالت سَمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يَحِلُّ لِامْرَاةٍ تؤمِنُ بالله وَاليومِ الآخِرِ اَن تحِدّ على ميّتٍ فوقَ ثلاثٍ الّا على زوجٍ اَربعةَ اَشهرٍ وَّعَشرا ثمّ دخلتُ على زَينبَ بنتِ جَحْشٍ حِين تُوُفِّي اَخوها فدَعَتْ بطِيبٍ فَمَسّتْ به ثُمّ قالتْ مَا لي بالطيب من حاجَةٍ غيرَ انّي سَمِعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم لا يَحِلّ لِامرَاةٍ تؤمِنُ بالله واليومِ الآخِرِ اَن تحِدَّ على مَيّتٍ فوقَ ثلاثٍ الّا على زوجٍ اَربَعَةَ اَشهرٍ وعَشرًا ﴾

**ترجمہ** حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام حبیبہؓ کے یہاں گئی تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو عورت اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتی ہو اسے جائز نہیں کہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ منائے پھر میں ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس گئی جب ان کے بھائی فوت ہوئے تھے تو انھوں نے خوشبو منگائی اور لگائی پھر فرمانے لگیں مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اسے جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة اى فى قوله "لا يحل لامراة تؤمن بالله الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۱، حدیث ام حبیبہ مر ص ۱۷۰ و یاتی ص ۸۰۳، و ص ۸۰۴ ///

**مقصد** اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ماں باپ کے مرنے پر یا دیگر اعزاء، بھائی وغیرہ یا پڑوسی کی موت پر سوگ کرے تو جائز ہے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تین دن سے کم جائز ہے مثلاً ایک ہی دن یوم الوفات احداد کرے، سوگ منائے تو بھی جائز ہے۔ وليس ذلك بواجب

**تشریح** "احداد" کے معنی ہیں روکنا، باز رکھنا، عمدہ لباس اور خوشبو سے باز رہنا، یعنی سوگ منانا۔ حدیث: ۱۲۱۳ نعیٌ بفتح النون وسكون العين وتخفيف الياء کسی شخص کے مرنے کی خبر۔ نیز بفتح النون وكسر العين و تشديد الياء بھی مروی ہے۔

"نعی ابی سفیان من الشام الخ" حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں "قوله من الشام نظر لان ابا سفیان مات بالمدینه بلا خلاف بین اهل العلم بالاخبار الخ (فتح)

چنانچہ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں اس جگہ بخاریؒ کی روایت میں کوئی غلطی ہوگئی ہے کیونکہ ابوسفیان کا انتقال مدینہ ہی میں ہوا تھا ممکن ہے کہ لفظ ابی سفیان سے قبل ابن کا لفظ رہ گیا ہو یعنی ابن ابی سفیان ہو کیونکہ ان کے بھائی کا انتقال ملک شام میں ہوا تھا، اور اگر ابی سفیان صحیح ہے تو پھر من الشام غلط ہے صحیح من المدینہ ہے (تقریر بخاری جلد چہارم)

## ﴿بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ﴾ [۸۱۶]

## قبروں کی زیارت کرنے کا بیان

۱۲۱۵ ﴿ حَدَّثَنَا آدَمُ قال حدّثنا شُعْبَةُ قال حدّثنا ثابتٌ عن انسِ بنِ مالِكٍ قال مَرَّ النبيُّ صلى اللّه عليه وسلم بِامرَأَةٍ تَبْكِي عندَ قَبْرٍ فقال اتَّقِي اللّهَ وَاصْبِرِي قالتْ اِلَيْكَ عَنِّي فإنَّك لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تعرِفْه فقِيْلَ لَهَا اِنَّهُ النبيُّ صلى اللّه عليه وسلم فَاَتَتْ بابَ النبيِّ صلى اللّه عليه وسلم فلَمْ تَجِدْ عِنْدَه بَوّابِينَ فقالتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فقال اِنَّمَا الصَّبرُ عندَ الصَّدْمَةِ الْاُولٰى ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس گذرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو کہنے لگی اجی پرے ہٹو میری مصیبت جیسی تم کو نہیں پہنچی ہے اور اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں، تو لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی اور وہاں کسی دربان وغیرہ کو نہیں پایا عرض کرنے لگی یا رسول اللہ میں نے آپ کو نہیں پہچانا (معاف کیجیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اب کیا ہوتا ہے) صبر تو شروع صدمہ و مصیبت میں کرنا چاہیے (رو پیٹ کے تو سب کو صبر آ جاتا ہے)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "مر النبي صلى الله عليه وسلم بامرأة تبكي عند قبره"

**تعدد موضع** والحديث هنا ص ۱۷۱ ومر الحديث ص ۱۶۷ ويأتي ص ۲۷۴ وص ۱۰۵۹

**مقصد** امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب عام باندھا ہے "باب زیارۃ القبور" لیکن نہ کوئی حکم لگایا ہے کہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور نہ کوئی تشریح فرمائی لیکن امام بخاریؒ نے جو روایت ذکر فرمائی ہے اس سے مقصد کی

طرف اشارہ صاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو قبر کے پاس دیکھا کہ رو رہی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی زیارت سے منع نہیں فرمایا بلکہ صبر کی تعلیم دی اس سے بخاریؒ کا مقصد یہ معلوم ہوا کہ عورت کے لیے قبر کی زیارت جائز ہے۔

اور جب عورتوں کے لیے زیارت کا جواز ثابت ہوا تو مردوں کے لیے بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

چونکہ اس میں اختلاف ہے اس لیے بخاریؒ نے صاف وصریح حکم نہیں لگایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً قبروں کی زریارت سے منع فرمادیا تھا اور بعد میں اجازت دی جیسا کہ ارشاد ہے کنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها (عمدہ بحوالہ مسلم)

خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کو زیارت قبور میں کثرت وزیادتی نہ ہونی چاہیے ورنہ جس طرح موت کو یاد کرنے کے لیے مرد قبروں کی زیارت کے محتاج ہیں اسی طرح عورت بھی محتاج ہے لیکن مفاسد کی وجہ سے عورتوں کے لیے مکروہ ہے اس لیے کہ نوحہ کرنے لگتی ہیں۔ ۲ پردہ کا خیال نہیں۔ ۳ مردوں کے اختلاط سے نہیں بچتی ہیں، البتہ مردوں کے لیے بلا اختلاف جمہور علماء کے نزدیک زیارت قبور مستحب ہے۔ واللہ اعلم

## باب ۸۱۷ قولِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم يُعَذَّبُ المَيّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ اَهْلِه عَلَيْهِ اِذَا كَانَ النَّوحُ مِنْ سُنَّتِه.

لِقولِ اللّٰه تعالٰى قُوا اَنْفُسَكم وَاَهْلِيكم نارًا وَ قال النبيّ صلى الله عليه وسلم كُلُّكُم رَاعٍ و كُلُّكُم مَسْئُولٌ عن رَعِيَّتِهٖ فاِذَا لَم يَكن مِنْ سُنَّتِهٖ فهو كما قالت عائِشَةُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَهُو كقوله وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لا يُحْمَل مِنه شيْءٌ وَمَا يُرَخَّصُ مِنَ الْبُكَاءِ فِي غَيْرِ نَوحٍ وقال النبي صلى الله عليه وسلم لا تُقْتَلُ نفسٌ ظلمًا اِلَّا كانَ عَلى ابن آدمَ الاوّلِ كِفلٌ مِن دَمِهَا وَذٰلِك لِاَنَّه اَوَّلُ مَن سَنَّ القَتلَ

باب: نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد کا بیان کہ میت پر اس کے بعض گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے جبکہ نوحہ (یعنی میت پر چلا کر رونا پیٹنا) اسکا طریقہ (خاندانی رسم) ہو

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی وجہ سے (سورہ تحریم میں) اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ (برے کام سے منع کرو) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں ہر کوئی نگہبان ہے اور تم سب سے

رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور جب نوحہ اس کا خاندانی طریقہ نہ ہو (اور کوئی اس پر روئے) تو وہ ایسا ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا، کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی' اور وہ اس ارشاد کی طرح ہے 'اور اگر کوئی (گناہوں کے) بوجھ سے لدا ہوا اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے کسی کو بلائے تو وہ اس کے بوجھ سے کچھ نہیں اٹھائے گا' (باب کا دوسرا جز ہے) اور جو غیر نوحہ میں یعنی چیخے چلائے بغیر میت پر رونے کی اجازت ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بھی ظلماً قتل کیا جائے گا تو حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے (قابیل) پر اس خون کا کچھ وبال پڑتا ہے کیونکہ ناحق خون کی بنا سب سے پہلے اسی نے ڈالی ہے۔

۱۲۱۶﴿ حدَّثنا عَبْدانُ وَ محمَّدٌ قالا اخبرنا عبدُ اللّٰه قال اَخبَرنا عاصِمُ بنُ سُليمانَ عن ابى عثمانَ قال حدّثنى اُسامَةُ بنُ زيدٍ قال اَرْسَلَتْ بنتُ النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم اِلَيْهِ اِنّ ابنًا لِى قُبِضَ فَاتِنا فَاَرْسَلَ يُقرِئُ السَّلامَ ويقولُ اِنّ لِلّٰه ما اَخذَ وَلَهُ ما اَعطٰى وَكُلٌّ عِندهُ بِاَجَلٍ مُسَمّى فَلْتَصْبِر وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِليه تُقسِم عَلَيهِ لَيَاتِيَنَّهَا فقامَ وَمعه سَعْدُ بنُ عُبادَةَ ومُعاذُ بنُ جَبَلٍ وَاُبَىّ بنُ كَعبٍ وَزيدُ بنُ ثابتٍ ورِجالٌ فرُفِعَ اِلَى رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الصَّبِىُّ وَنفسُه تَتَقَعْقَعُ قال حَسِبْتُه انّه قال كانّها شَنٌّ ففاضَتْ عَيناهُ فقال سَعْدٌ يا رسولَ اللّٰه ما هٰذا قال هٰذِه رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰه فى قلوبِ عِبادِهٖ وَاِنَّما يَرْحَمُ اللّٰه مِن عِبادِهِ الرُّحَماءُ ﴾

**ترجمہ** حضرت اُسامہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر بھیجی کہ میرا ایک بیٹا قریب مرگ ہے (آپ تشریف لائیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلا بھیجا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں بیشک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اسکے پاس ایک وقت مقرر ہے پس تم صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو پھر صاحبزادی (زینبؓ) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دیتی ہیں کہ آپ ضرور تشریف لائیں چنانچہ حضور علیہ السلام اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سعد بن عبادہؓ اور معاذ بن جبلؓ اور ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ اور بہت سے لوگ تھے پھر اس بچہ کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا وہ بچہ دم توڑ رہا تھا، ابوعثمان نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اُسامہؓ نے یہ کہا کہ جیسے پرانی مشک (یعنی وہ بالکل سوکھ گئے تھے جیسے پرانا سوکھا ہوا مشک ہو) یہ حال دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اس پر سعد بن عبادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا ہے؟ (یہ رونا کیسا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو اللہ کی رحمت ہے جو اس نے

اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور بلاشبہ اللہ ان ہی بندوں پر رحم کرے گا جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ففاضت عيناه" بطاء من غير نوح، پس معلوم ہوا کہ بغیر چیخ وپکار کے رونا جس سے صرف آنسو نکل پڑے جائز ہے۔ فلا يؤاخذ به الباكي ولا الميت.

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۱۷۱ ویاتی ص ۸۴۴، وص ۹۷۶، وص ۹۸۴، وص ۱۰۹۷، وص ۱۱۰۹

۱۲۱۷﴿ حَدّثنا عبدُ اللّه بنُ محمدٍ قال حَدّثنا اَبو عامرٍ قال حدّثنا فُلَيحُ بنُ سُليمٰنَ عن هِلالِ بنِ عَليٍ عن انسِ بنِ مالكٍ قال شَهِدْنا بِنتًا لِرسولِ اللّه صلى الله عليه وسلم قال ورسولُ اللّه صلي الله عليه وسلم جالِسٌ عَلى القَبرِ قال فرَايتُ عَيْنَيهِ تَدْمَعانِ قال فقال هَلْ مِنكم رجلٌ لم يُقارِف الليلةَ فقال اَبو طلحَةَ اَنا قال فانْزِلْ قال فنزَلَ في قَبرِهَا﴾

ترجمہ | حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی (حضرت ام کلثومؓ) کی قبر پر حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر تشریف فرما تھے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے آپؐ نے فرمایا لوگو! تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو آج کی رات عورت کے پاس نہیں گیا ہے تو حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا میں حاضر ہوں، آپؐ نے فرمایا اس کی قبر میں اترو چنانچہ ابوطلحہ ان کی قبر میں اترے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فرايت عينيه تدمعان"

یعنی ترجمۃ الباب کے دوسرے جز "وما يرخص من البكاء في غير نوح" سے مطابقت ظاہر ہے۔

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۱۷۱ ویاتی ۱۷۹

۱۲۱۸﴿ حَدّثنا عبدَانُ قال اَخبَرنا عبدُ اللّه قال اَخبَرنا ابنُ جُرَيجٍ قال اَخبرني عبدُ اللّهِ بنُ عُبَيدِ اللّهِ بنِ اَبي مُلَيكَةَ قال تُوُفِّيتْ بِنتٌ لِعثمان بِمَكّةَ وَجِئنا لِنَشهَدَهَا وَحضرَهَا ابنُ عُمَرَ و ابنُ عباسٍ وانِّي لَجالِسٌ بَيْنَهُما اَوْ قال جَلستُ اِلى اَحدِهما ثمّ جَاءَ الآخرُ فجَلَسَ اِلى جَنبِي فقال عبدُ اللّه ابنُ عُمَرَ لِعَمرِو بنِ عثمانَ اَلا تنهٰى عنِ البُكاءِ فاِنّ رسولَ اللّه صلى الله عليه وسلم قال اِنّ المَيّتَ لَيُعَذّبُ بِبُكاءِ اَهلِه عَليهِ فقال ابنُ عباسٍ قد كانَ عُمَرُ يقولُ بعضَ ذٰلكَ ثم حَدّثَ قال صَدرتُ مَعَ عُمَرَ مِن مَكّةَ حتى اِذَا كنّا بالبَيْداءِ اِذَا هو بِرَكبٍ تحتَ ظِلّ سَمُرَةٍ فقال اذْهَبْ فانظُر مَن هٰؤلاءِ الرَّكبُ قال فنظرتُ فاِذَا

صُهَيْبٌ فَاَخْبَرْتُه فقال ادْعُه لِي فَرَجَعْتُ اِلَى صُهَيْبٍ فقلتُ ارْتَحِل فالحَق اَمِيرَ المُؤْمِنِيْنَ فلمّا اُصِيبَ عُمَرُ دَخَل صُهَيْبٌ يَبْكِي يقولُ واخاهُ واصَاحِباهُ فقال له عُمَر يا صُهَيْبُ اَتبكى عَلَيّ وَ قد قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اِنّ المَيّتَ يُعَذّبُ ببعضِ بُكاءِ اَهلِه عليهِ قال ابنُ عباسٍ فلمّا ماتَ عُمَرُ ذكرتُ ذٰلكَ لِعائشةَ فقالتْ يَرْحَمُ اللّٰه عُمَرَ وَاللّٰهِ ما حَدّثَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اِنّ اللّٰه لَيُعَذّبَ المُؤمِنَ بِبُكَاءِ اَهلِه عليهِ ولكن رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال اِنّ اللّٰه لَيَزِيْدُ الكافِرَ عَذابًا بِبُكاءِ اَهلِه عليه وَقالتْ حسبُكُمُ القرآنُ وَلا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزرَ اُخْرىٰ قال ابنُ عباسٍ عند ذٰلكَ وَاللّٰهُ هُوَ اَضحَكَ وَاَبكَى قال ابنُ اَبِى مُلَيكَةَ وَاللّٰه ما قال ابنُ عُمَرَ شَيْئًا ﴾

**ترجمہ** عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ کی ایک صاحبزادی نے مکہ میں انتقال کیا اور ہم لوگ ان کے جنازے میں شرکت کے لیے آئے اور حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباسؓ بھی آئے اور میں ان دونوں کے بیچ میں بیٹھا تھا یا یوں کہا کہ میں ان دونوں میں سے ایک کے پاس بیٹھا تھا پھر دوسرے صاحب آئے اور میرے پہلو میں بیٹھ گئے حضرت عبداللہ بن عمر نے عمرو بن عثمان سے کہا کیا تم عورتوں کو رونے سے منع نہیں کروگے؟ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے اس پر ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ بھی ایسا ہی کچھ کہتے تھے (میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوگا) پھر بیان کرنے لگے، فرمایا کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ (حج کرکے) مکہ سے لوٹ رہا تھا جب ہم لوگ ''بیداء'' پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک قافلہ ایک ببول کے سایہ میں ہے مجھ سے فرمایا جاؤ دیکھو یہ کون لوگ ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت صہیبؓ ہیں میں نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا تو فرمایا کہ ان کو میرے پاس بلالاؤ میں لوٹ کر صہیبؓ کے پاس آیا اور میں نے کہا امیر المومنین سے ملو۔ (اس کے بعد) پھر جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے (مردود مجوسی ابولؤلو نے عین نماز کی حالت میں زہر آلود خنجر سے زخمی کیا) تو حضرت صہیبؓ روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے ''ہائے بھائی ہائے دوست'' اس پر حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا اے صہیب تم مجھ پر روتے ہو؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مردہ پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جب حضرت عمرؓ کا وصال ہو گیا تو میں نے حضرت عمرؓ کی یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے ذکر کی تو عائشہؓ نے فرمایا اللہ حضرت عمرؓ پر رحم فرمائے خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ مومن پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کافر کے

گھر والے جب اس پر روتے ہیں تو اللہ اس پر عذاب بڑھا دیتا ہے اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تمہارے لیے قرآن کافی ہے۔ "ولا تزر وازرة الآية" اور حضرت ابن عباسؓ نے اس وقت (یعنی ام ابان کے جنازے میں) یہ آیت تلاوت کی اور اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے، ابن ابی ملیکہ نے کہا (ابن عباس کی یہ تقریر سن کر) ابن عمرؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان الميت ليغدب ببكاء اهله عليه"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ١٧١ تا ١٧٢ /// ياتي ص ٥٧٤

١٢١٩﴿ حَدَّثنا اِسمٰعِيلُ بنُ خَلِيلٍ ثنا عَلِيُّ بنُ مُسْهِرٍ قال اَخبَرنا اَبُو اسْحَاق وهُوَ الشَّيبَانِيُّ عن اَبِي بُردَةَ عن ابيهِ قال لَمّا اُصيبَ عُمَرُ جعلَ صُهَيبٌ يقولُ وَا اخاهُ فقال عُمَرُ اَمَا عَلِمتَ اَنّ النبيّ صلى الله عليه وسلم قال اِنّ المَيّتَ لَيُعَذّبُ بِبُكاءِ الحَيّ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو حضرت صہیبؓ کہنے لگے ہائے بھائی اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بلاشبہ زندہ کے رونے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے"

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "ان الميت ليعذب ببكاء الحيّ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ١٧٢ ويأتي ص ٥٦٧

١٢٢٠﴿ حدّثنا عبدُ اللّهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبرنا مالِكٌ عن عبدِ اللّه بنِ اَبِي بَكرٍ عن اَبِيهِ عن عَمْرَةَ بنتِ عبدِ الرّحمٰنِ اَنّها اَخبَرَتهُ اَنّها سَمِعَتْ عائِشة زوجَ النبيِ صلى اللّه عليه وسلم قالتْ اِنّما مرَّ رسولُ اللّه صلى اللّه عليه وسلم على يَهُودِيَّةٍ يَبكِي عَلَيها اَهْلُهَا فقال اِنهُم لَيَبكون عَلَيها وَاِنّها لَتُعذّبُ فی قَبرِهَا ﴾

ترجمہ | عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ سے سنا کہ عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت پر گزرے جس پر اس کے گھر والے رو رہے تھے (وہ مرگئی تھی) آپؐ نے فرمایا یہ سب تو (یہاں) رو رہے ہیں اور اس کو اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "وانها لتعذب في قبرها"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ١٧٢ ويأتي ص ٥٦٧۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے جمع بین الروایات ہے یعنی تعذیب میت ببکاء اھلہ کے سلسلے میں روایات مختلف ہیں امام بخاریؒ دونوں طرح کی روایتوں کے درمیان تطبیق بیان کرنا چاہتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ان روایتوں کے محامل علیحدہ ہیں فلا تعارض ولا اشکال۔

**تشریح** سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نیز حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے جیسا کہ باب کی تیسری حدیث یعنی حدیث: ۱۲۱۸ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ" اسی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ بھی تقریباً یہی فرماتے تھے۔ نیز بعد والی روایت یعنی حدیث ۱۲۱۹ میں عمرؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان المیت لیعذب ببکاء الحی"

بخلاف حضرت ابن عباسؓ و حضرت عائشہؓ تعذیب میت ببکاء اھلہ کا انکار کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ کی فقاہت و ذکاوت ملاحظہ فرمایئے کہ ترجمۃ الباب میں اذا کان النوح من سنتہ الخ سے تطبیق بیان کردی کہ تعذیب میت ببکاء اہلہ اس صورت میں ہے جب کہ میت بکاء خود بکاء کا سبب بنے مثلاً اپنی زندگی میں نوحہ کرتا تھا، میت پر چیخ پکار کر روتا تھا، پھر سارے گھر والے اس کو دیکھ کر نوحہ کرتے تھے تو چونکہ اس نے ایک سنت بد جاری کی ہے اس لیے دوسروں کے رونے پر اسی کو عذاب ہوگا بفحوائے من سن سنۃ سیئۃ الخ اس پر عذاب ہوگا اسی طرح اگر اس نے وصیت کی کہ میرے مرنے پر میری شان کے مطابق نوحہ وگریہ کرنا یا اس کے گھر والے نوحہ و مرثیہ میت پر کرتے تھے اور یہ منع نہیں کرتا تھا تو نہی عن المنکر کی وجہ سے مستحق عذاب ہوگا لیکن اگر ان جرائم کا مرتکب میت نہیں ہے تو بکاء اہل سے عذاب نہ ہوگا کما قال تعالی لا تزر وازرۃ وزر اخری۔

**افادہ:** اس مسئلہ پر احقر نے مختصر مگر جامع تقریر کتاب المغازی میں ذکر کردی ہے ملاحظہ ہو نصر الباری جلد ہشتم یعنی کتاب المغازی، ص ۳۶ تا ۳۷۔

## بَابُ [۸۱۸] ما يُكْرِهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى المَيِّتِ وقال عُمَرُ دَعْهُنَّ يَبْكِيْنَ عَلَى ابى سُلَيمانَ ما لَمْ يَكُنْ نَقْعٌ اَوْ لَقْلَقَةٌ وَالنَّقْعُ التُّرَابُ على الرأسِ وَاللَّقْلَقَةُ الصَّوتُ

اس نوحہ (یعنی رونا، پیٹنا اور کپڑے پھاڑنا) کا بیان جو میت پر مکروہ ہے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا ان عورتوں کو چھوڑ دو (رونے دو) ابو سلیمان پر جب تک کہ وہ خاک نہ اڑائیں

یا چلائیں نہیں، نقع کہتے ہیں سر پر خاک ڈالنے کو اور لقلقہ چلانے کو

۱۲۲۱﴿ حَدّثنا اَبُو نُعَيم قال حدّثنا سَعِيْدُ بنُ عُبَيْدٍ عن عَلِيِّ بنِ رَبِيْعَةَ عن المُغِيْرةِ قال سمعتُ النبى صلى الله عليه وسلم يقول اِن كَذِبًا علىَّ ليسَ ككَذِبٍ علٰى اَحَدٍ مَن كَذَبَ علىَّ مُتعَمِّدًا فليَتبَوّا مَقْعَدَه مِنَ النارِ وَسمعتُ النبى صلى الله عليه وسلم يقولُ مَن يُنحْ عَلَيْهِ يُعَذّبُ بما نِيحَ عَليهِ ﴾

**ترجمہ** حضرت مغیرہ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے مجھ پر جھوٹ باندھنا اور لوگوں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں، جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے اور میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا آپ فرماتے تھے جس پر نوحہ کیا جائے اس پر نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "من ينح عليه يعذب بما ينح عليه"

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۷۲

۱۲۲۲﴿ حَدّثنا عَبْدانُ قال اَخبرنى اَبِى عن شُعْبَةَ عن قتادةَ عن سَعِيْدِ بنِ المُسَيَّبِ عنِ ابنِ عُمَرَ عن اَبِيْهِ عنِ النبىّ صلى الله عليه وسلم قال المَيّتُ يُعَذّبُ فى قَبْرِه بِمَا نِيحَ عليهِ تابَعَه عبدُ الاعلىٰ قال حَدّثنا يَزِيْدُ بنُ زرَيْعٍ قالَ حدّثنا سَعِيْدٌ قال حَدّثنا قتادةُ ح و قال آدمُ عن شُعْبَةَ الميّتُ يُعَذّبُ بِبُكاءِ الحىّ عليهِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت پر قبر میں عذاب ہوتا ہے اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے، عبدالاعلیٰ نے عبدان کی متابعت کی ہے انھوں نے کہا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا اس نے کہا کہ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے، ح اور آدم نے شعبہ سے یوں روایت کی (پھر قتادہ سے وہی سند ہے جو اوپر مذکور ہے یعنی عن سعید عن ابن عمر عن ابیہ) میت پر عذاب ہوتا ہے اس پر زندہ کے رونے کی وجہ سے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "الميت يعذب فى قبره بما ينح عليه"

**تعدد موضعہ** و الحديث هنا ص ۱۷۲

**مقصد** مقصد یہ ہے کہ وہ رونا ممنوع ہے جس میں نوحہ اور چیخ چلا کر رویا جائے اگر بلا آواز صرف آنکھ میں آنسو آجائے اظہار رنج وغم ہو تو بلاشبہ جائز ہے اور تقاضائے بشریت ہے۔

## باب ۸۱۹

### یہ باب بلا ترجمہ ہے اور بعض نسخہ میں باب بھی نہیں ہے، تو باب سابق "ما یکرہ من النیاحۃ" کے تحت داخل ہے

۱۲۲۳﴿ حدّثنا عَلِیُّ بنُ عبدِ اللّٰہِ قال حَدّثنا سُفیانُ قال حدّثنا ابنُ المُنکَدِرِ قال سمِعتُ جابرَ بنَ عبدِ اللّٰہ قال جِیَٔ بِاَبِی یومَ اُحُدٍ قد مُثِّلَ بہٖ حتی وُضِعَ بَیْنَ یدَی رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَقد سُجِّیَ ثوبًا فذَھَبْتُ اُرِیْدُ اَن اَکشِفَ عنہ فنَھانِی قومِی ثمّ ذَھَبْتُ اکشِفُ عنہ فنَھَانِی قومِی فاَمَرَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فرُفِعَ فسَمِعَ صَوتَ صَائِحَۃٍ فقال مَن ھٰذِہ فقالوا بنتُ عَمرٍو اَوْ اُختُ عَمرٍو قال فلِمَ تَبکِی اَوْ لا تَبکِی فما زالتِ المَلائِکۃُ تُظِلُّہ بِاَجْنِحَتِھَا حتی رُفِعَ ﴾

**ترجمہ** حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اُحد کے دن میرے باپ کی لاش لائی گئی ان کے کان، ناک کاٹ ڈالے گئے تھے۔ لاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دی گئی اور ایک کپڑا اڑھا دیا گیا میں کپڑا اٹھا کر کھولنے لگا تو میری قوم کے لوگوں نے مجھ کو منع کیا، پھر میں کھولنے لگا تو میری قوم کے لوگوں نے مجھ کو منع کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو لاش اٹھائی گئی اتنے میں آپؐ نے ایک چلانے والی عورت کی آواز سنی تو فرمایا یہ (رونے والی) کون ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا یہ عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن ہے آپؐ نے فرمایا کیوں روتی ہے؟ یا یوں فرمایا مت رو فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کیے رہے یہاں تک کہ جنازہ اٹھالیا گیا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ، چونکہ باب بلا ترجمہ ہے اور کالفصل من الباب السابق ہے اس لیے باب سابق سے مطابقت ہے فی قولہ "من ھذہ" یہ استفہام بمنزلہ انکار ہے۔ ۲ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ لا تبکی سے مطابقت ہے۔ واللہ اعلم

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۷۲ و مر ۱۶۶ و یاتی ص ۳۹۵، و ص ۵۸۴

**مقصد** مقصد یہ ہے کہ اگر بے اختیار آواز نکل جائے تو بھی نیاحت منہی عنہا کے اندر داخل نہیں ہے گویا امام بخاریؒ باب سابق مایکرہ من النیاحۃ سے بعض نوع کا استثنا فرما رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رونے کی آواز سنی تو ارشاد فرمایا: "مت رو اس پر تو فرشتے پروں سے سایہ کررہے ہیں" معلوم ہوا کہ بعض

رونا مکروہ نہیں ہے چنانچہ امام بخاریؒ باب قائم کر رہے ہیں کہ ممانعت اس نوحہ کی ہے جب جیب و دامن چاک کرے چیخ چلا کر روئے۔ واللہ اعلم

## باب ۸۲۰ لیس منا من شق الجیوب

### جو گریبان پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ لیس من ھدینا یعنی ہم مسلمانوں کے طریق پر چلنے والا نہیں ہے بلکہ اس نے کافروں کا طریقہ اختیار کیا۔ چونکہ یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ گناہوں سے مسلمان کافر نہیں ہوتا اس لیے یہ ارشاد زجر و توبیخ پر محمول ہے۔

اور چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دور جاہلیت سے تبری کرتے ہوئے فرمایا تھا "لیس منا من شق الجیوب وضرب الخدود و دعا بدعوی الجاھلیة" اس میں سے ہر ہر فعل پر تبری ہے اس لیے امام بخاریؒ نے ہر ہر چیز پر ترجمہ باندھ دیا کہ ان افعال قبیحہ میں سے ہر فعل قبیح و ممنوع ہے۔

۱۲۲۴ حَدّثنا اَبُو نُعَیمٍ قال حَدّثنا سُفیانُ قال حَدّثنا زُبَیْدٌ الیامیُّ عن اِبراھیمَ عن مَسْروقٍ عن عبدِ اللّٰہِ قال قال النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیسَ مِنّا مَن لَطَمَ الخُدُوْدَ وَشَقّ الجُیُوبَ ودَعا بِدَعْوَی الجَاھِلِیّۃِ

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو گالوں پر تھپڑ مارے اور گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کی طرح پکارے (یعنی کفر کی باتیں بکے) وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "لیس منا من لطم الخدود وشق الجیوب"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۷۲ ویاتی ص ۱۷۳/۱ و ص ۴۹۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ ان افعال قبیحہ میں سے ہر ہر فعل پر تبری ہے نہ کہ مجموعہ پر۔ جیسا کہ باب کے تحت عرض کیا جا چکا ہے۔

## باب ۸۲۱ رِثَاءِ النبیِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سَعْدَ بنَ خَوْلَةَ

### باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سعد بن خولہؓ پر افسوس و رنج و غم کرنا

"رِثاء" بکسر الراء ہے۔ یہاں "رثا" یعنی مرثیہ سے مراد رنج و غم و افسوس کرنا ہے۔ مرثیہ مراد نہیں کیونکہ

مرثیہ اسکو کہتے ہیں کہ میت کے فضائل ومحاسن ومناقب بیان کر کے لوگوں کو رُلائیں خواہ نظم ہو یا نثر شرعاً ممنوع ہے۔

۱۲۲۵﴿ حَدّثنا عبدُ اللّهِ بنُ يُوسُفَ قال اَخبرنا مالِكٌ عنِ ابنِ شِهابٍ عن عامِرِ بنِ سعدِ بنِ اَبى وَقّاصٍ عن اَبيهِ قال كان رسولُ اللّه صلى اللّه عليه وسلم يَعُودُنِى عامَ حَجّةِ الوَدَاعِ مِن وَجعٍ اشتَدّ بى فقُلتُ اِنّى قد بَلَغَ بِى مِنَ الوَجعِ وَانا ذُو مالٍ وَلا يَرِثُنى اِلّا ابنَةٌ لِى اَفَا تصَدّقُ بثُلُثَى مَالِى قال لا فقلتُ بالشطرِ فقال لاثمّ قال الثُّلُثُ وَالثلثُ كَبيرٌ او كثِيرٌ اِنّك اَن تَذَرَ وَرثتك اَغنِياءَ خيرٌ مِن اَن تذَرهُم عَالةً يتكَفّفون الناسَ وَانك لن تُنفِقَ نفَقةً تَبتَغِى بها وَجهَ اللّهِ اِلاّ اُجِرتَ بها حتى مَا تجعَلُ فى فى امرَأتِك قلتُ يَا رسولَ اللّه اُخلّفُ بعدَ اَصحابى قال اِنّك لن تُخلّفَ فتَعمَلَ عَملا صَالِحا اِلّا ازدَدتَ به دَرجَةً وَرِفعَةً ثم لَعَلّك اَن تخلّفَ حتى يَنتَفِعَ بِك اقوامٌ وَيضَرُبك آخرون اللّهمّ امضِ لِاَصحَابِى هِجرَتَهُم وَلا ترُدُّهُم علىٰ اَعقابهم لكنّ البائِسُ سعدُ بنُ خَولَةَ يَرثِى له رسولُ اللّه صلى اللّه عليه وسلم اَن ماتَ بمَكّةَ﴾

**ترجمہ** حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سال (۱۰ ہجری) میری بیمار پرسی کے لیے آئے اس بیماری میں جو سخت ہوگئی تھی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بیماری تو اس درجہ کو پہنچ گئی (کہ اب بچنے کی امید نہیں) اور میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کردوں؟ ارشاد فرمایا نہیں پھر میں نے عرض کیا آدھا (یعنی آدھا مال خیرات کردوں؟) آپؐ نے فرمایا نہیں، پھر آپؐ نے خود ہی فرمایا ''تہائی'' اور تہائی بڑا ہے یا یہ فرمایا کہ تہائی بہت ہے (یعنی تہائی مال خرچ کرنا بڑی خیرات ہے یا بہت خیرات ہے) بلاشبہ اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑنا بہتر ہے اس بات سے کہ انہیں محتاج چھوڑے کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں اور تو جو بھی اللہ کی رضامندی کے لیے خرچ کریگا (خواہ تھوڑا ہو) اس پر ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا اس پر بھی ثواب ملے گا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اپنے اصحاب کے چلے جانے کے بعد مکہ میں پیچھے رہ جاؤں گا؟ فرمایا تم ہرگز پیچھے نہیں رہو گے پھر تم جو بھی نیک عمل کرو گے اس کے ذریعے تم اپنے درجے اور مرتبے کو بلند کرو گے شاید تو ابھی زندہ رہے گا یہاں تک کہ کچھ لوگ تم سے فائدہ اٹھائیں گے اور دوسرے نقصان اٹھائیں گے۔ اے اللہ میرے اصحاب کی ہجرت پوری فرما اور انہیں ایڑیوں کے بل مت لوٹا (کہ مکہ سے ہجرت کر کے پھر مکہ میں آ کر مریں) لیکن سعد بن خولہ بیچارہ ہے جس کے لیے اللہ کے رسولؐ افسوس کیا کرتے تھے کہ وہ مکہ میں مرا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "لكن البائس سعد بن خولة الى آخره"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۳ مر مختصرا ص ۱۳ ویاتی ص ۳۸۲، وص ۳۸۳، وص ۵۲۰، وص ۶۳۲، وص ۸۰۶، وص ۸۴۵، وص ۸۴۶، وص ۹۴۳، وص ۹۹۷

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے ایک شبہ کا ازالہ ہے حدیث الباب کے الفاظ ہیں "یرثی له رسول الله ﷺ الخ" اور مسند احمد میں حدیث ہے "انه علیه السلام نهیٰ عن المراثی" بظاہر تعارض اور باعث اشکال ہے۔

**جواب**: حدیث پاک میں یرثی له الخ سے مراد مرثیہ معہودہ نہیں ہے بلکہ صرف رنج وغم اور افسوس کا اظہار ہے مطلب یہ ہے کہ ہر رونا و مرثیہ ممنوع نہیں ہے منہی عنہ مرثیہ وہ ہے جو جاہلیت کے طریق پر ہو چیخ چلا کر رونا، سر پیٹنا، گریبان پھاڑنا اور مبالغہ کے ساتھ مرنے والے کی تعریف کرنا۔ لیکن میت کی جدائی پر آنکھ سے آنسو نکل پڑے یا حالت اضطرار میں کچھ آواز بھی نکل جائے تو کوئی حرج نہیں۔ جائز ہے چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

صبّت عليّ مصائب لو انها    صبت على الايام صرن لياليا

**تشریح** "اُخلف بعد اصحابی" حضرت سعدؓ کا مطلب یہ تھا کہ اور صحابہ تو آپؐ کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ ہو جائیں گے اور میں مکہ ہی میں پڑے پڑے مر جاؤں گا آپؐ نے تسلی دی اور فرمایا "انك لن تخلف" تم ہرگز پیچھے نہیں رہو گے شاید تم زندہ رہو گے یعنی اس مرض سے شفا پاؤ گے اور تیرے ہاتھوں سے مسلمانوں کو فائدہ اور کافروں کو نقصان پہنچے گا۔

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا معجزہ ہے جیسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی تھی ویسا ہی ہوا کہ حضرت سعدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدت تک زندہ رہے اور عراق، ایران فتح کیا۔

"لا یرثنی الا ابنة لی" یہ سن ۱۰ ہجری کا واقعہ ہے اس وقت تک حضرت سعدؓ کی ایک ہی صاحبزادی تھی؛ لیکن بعد میں بکثرت اولاد سے مشرف ہوئے۔ واللہ اعلم

## باب[۸۲۲] ما يُنْهٰى مِنَ الحَلْقِ عِنْدَ المُصيبةِ

### مصیبت کے وقت سر منڈوانا ممنوع ہے

وقال الحَكَمُ بنُ مُوسٰى حدّثنا يحيى بنُ حَمْزَةَ عن عبدِ الرحمٰنِ بنِ جابرٍ اَنّ القاسِمَ بنَ مُخَيمِرةَ حدّثه قال حَدّثني اَبُو بُرْدَةَ بنُ اَبي موسٰى قال وَجعَ اَبو مُوسٰى وَجَعًا فغُشِيَ عليهِ وَرَاْسُهٗ في حِجْرِ امرأةٍ مِن اَهْلِهِ فلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَرُدّ

عَلیها شَیْئًا فلمّا اَفَاقَ قال اَنا بَرِیءٌ مِمّن بَرِیَٔ مِنهُ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اِنّ رَسولَ اللّٰه ﷺ بَرِیَٔ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالحَالِقَةِ وَالشّاقةِ ﴾

**ترجمہ** ابو بردہ ابن ابی موسیٰ نے بیان کیا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ایسے سخت بیمار ہوئے کہ ان پر غشی طاری ہوگئی اوران کا سر ان کی ایک اہلیہ کے گود میں تھا (اس نے چیخ کر رونا شروع کیا) ابو موسیٰؓ کو اتنی طاقت نہ تھی کہ اس پر رد کرسکیں جب ہوش میں آئے تو فرمایا میں بیزار ہوں اس سے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت پر چیخنے والی اور سر مونڈنے والی اور کپڑے پھاڑنے والی سے بیزار ہیں۔

**تشریح** حکم بن موسیٰ امام بخاریؒ کے شیوخ میں نہیں ہیں حافظ عسقلانی فرماتے ہیں "و وقع فی روایة ابی الوقت حدثنا الحکم" وھو وھم، جمہور محدثین کے نزدیک یہ تعلیق ہے۔ امام مسلمؒ وغیرہ نے وصل کیا ہے کیونکہ امام مسلمؒ کے استاذ ہیں۔

## ﴿ بابٌ [۸۲۳] لیسَ مِنّا مَنْ ضَرَبَ الخُدُودَ ﴾

جو گالوں پر تھپڑ مارے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ہم مسلمانوں کے طریق پر نہیں ہے)

۱۲۲۶﴿ حَدّثنا محمَّدُ بنُ بَشّارٍ قال حَدّثنا عبدُ الرحمٰنِ قال حَدّثنا سُفیانُ عنِ الاَعْمَشِ عن عبدِ اللّٰه بنِ مُرّةَ عن مَسْروقٍ عن عبدِ اللّٰه عنِ النبیِّ ﷺ قال لیسَ مِنّا مَنْ ضَرَبَ الخُدُودَ وَشقّ الجُیُوبَ ودَعَا بدَعْوی الجَاهِلِیّةِ ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو گالوں پر تھپڑ مارے اور گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کی طرح پکارے، (یعنی کفر کی باتیں بکے) وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحدیث للترجمة فی قوله "لیس منا من ضرب الخدود"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۷۳ و مر ص ۱۷۲ و یاتی ص ۱۷۳، وص ۴۹۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ تبری ہر ہر جز پر ہے نہ کہ مجموعہ پر، چنانچہ الگ الگ جز پر ترجمہ قائم کرکے وضاحت فرمارہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے باب: ۸۱۹۔

## ﴿ بابٌ [۸۲۴] ما یُنْهیٰ مِنَ الوَیْلِ وَدَعْوَی الجَاهِلِیّةِ عندَ المُصِیبَةِ ﴾

مصیبت کے وقت واویلا کرنے اور کفر کی باتیں بکنا ممنوع ہیں

۱۲۲۷﴿ حَدّثنا عُمَرُ بنُ حَفْصٍ قال حَدّثنا اَبی قال حَدّثنا الاَعْمَشُ عن عبدِ اللّٰهِ ابنِ

مُرَّةَ عن مَسْرُوقٍ عن عَبدِ اللهِ قال قال النبيّ صلى الله عليه وسلم ليسَ مِنّا مَنْ ضَرَبَ الخُدُودَ وَشقّ الجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعوَى الجاهليّة ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو گالوں پر تھپڑ مارے اور گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کی طرح پکارے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

مطابقة للترجمة | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "ودعا بدعوی الجاهلية"

تعدد موضعه | والحديث هنا ص ۱۷۲، و مر ص ۱۷۳، و یاتی ص ۴۹۹

مقصد | مذکور ہو چکا کہ بخاری کا مقصد ہر ہر جز کے متعلق تبری بتانا ہے۔

**سوال:** ویل کا ذکر تو حدیث میں نہیں ہے؟

**جواب:** ۱۔ امام بخاریؒ نے روایت ابن ماجہ کی طرف اشارہ کیا ہے اس میں "ویل" کا ذکر ہے۔

۲۔ بخاریؒ نے دعوی الجاهلية کی شرح کردی کہ یہی دعوی الجاهلية ہے، دعوی الجاهلية سے مراد ہر وہ اقوال جو شرعاً ناجائز جیسے ہیں۔

## ﴿ باب ۸۲۵ مَنْ جلسَ عندَ المُصِيبَةِ يُعْرَفُ فِيهِ الحُزْنُ ﴾

جو شخص مصیبت کے وقت اس طرح بیٹھے کہ چہرے سے رنج معلوم ہو

۱۲۲۸ ﴿ حدثنا محمّدُ بنُ المثنّى قال حدّثنا عبدُ الوهابِ قال سمعتُ يحيى قال اَخبرَتنی عَمْرَةُ قالتْ سمعتُ عائشَةَ قالتْ لمّا جاءَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَتلُ ابنِ حارِثَةَ وَجَعْفَرٍ و ابنِ رَوَاحَةَ جلسَ يُعرَفُ فِيهِ الحُزنُ وَاَنا اَنظُرُ مِن صائِرِ البابِ شَقِّ البابِ فاتاهُ رَجُلٌ فقال اِنّ نِساءَ جَعْفَرٍ وَذَكر بُكاءَ هُنّ فَاَمَرَه اَنْ يَنهاهُنّ فذهَبَ ثمّ اَتاهُ الثانِيَةَ لَمْ يُطِعنَه فقال اِنهَهُنّ فاتاهُ الثَالِثَة قال وَاللهِ غَلَبْنَنَا يا رسولَ اللهِ فزَعَمتُ اَنّه قال فاحْثُ فی اَفْواهِهِنّ التُّرابَ فقلتُ اَرْغَمَ اللهُ اَنفَكَ لم تفعَلْ ما اَمَرَكَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَلَمْ تَترُكْ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ العَناءِ ﴾

ترجمہ | حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب (جنگ موتہ میں) زید بن حارثہؓ اور جعفر بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کے شہید ہونے کی خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بیٹھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رنج معلوم ہو رہا تھا اور میں دروازے کے دراڑ (سوراخ) سے دیکھ رہی تھی اتنے میں ایک

شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جعفر کی عورتیں رو رہی ہیں تو آپ نے اسی کو حکم دیا کہ انہیں منع کرے وہ گیا پھر دوبارہ آیا (اور کہا) انھوں نے بات نہیں مانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں منع کردے پھر وہ تیسری مرتبہ آیا اور کہنے لگا خدا کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو ہم پر غالب ہو گئیں، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے منہ میں مٹی ڈال دو، تو میں نے اس شخص سے کہا اللہ تیری ناک خاک آلود کردے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تجھ سے فرمایا وہ تو تو کر نہ سکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانا بھی نہیں چھوڑا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "جلس يعرف فيه الحزن"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۳ ويأتی ص ۱۷۴ تا ص ۱۷۵ وفی المغازی ص ۶۱۱ وخرجه مسلم، ابوداؤد، نسائی كلهم فی الجنائز.

۱۲۲۹﴿ حَدَّثَنَا عَمرُ بنُ عَلِيٍّ قال حدَّثنا محمّدُ بنُ فُضَيلٍ قال حدَّثنا عاصِمٌ الاَحْوَلُ عن انسٍ قال قَنَتَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم شهرًا حِينَ قُتِلَ القُرَّاءُ فما رايتُ رسولَ اللّٰه صلى الله عليه وسلم حَزِنَ حُزنا قطُّ اَشَدَّ مِنهُ ﴾

**ترجمہ** حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جب قاری لوگ (بیر معونہ میں) شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ نماز میں قنوت پڑھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دنوں سے زیادہ رنجیدہ کبھی نہیں دیکھا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم حزن حزنا الخ"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۳ ومر ص ۱۳۶ ؍؍ ؍؍ ويأتی ص ۳۹۳، وص ۳۹۵، وص ۴۳۱، وص ۴۴۹، وص ۵۸۶ ؍؍ ؍؍ فی المغازی، وص ۵۸۷، وص ۹۴۶، وص ۱۰۹۰

**مقصد** مقصد یہ ہے کہ مصیبت کے وقت اس طرح غمگین و رنجیدہ بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ حوادث کے موقعہ پر لوگوں کے دو احوال ہوتے ہیں بعض لوگ حوادث سے متاثر ہو کر اظہار رنج و غم کرتے ہیں۔

اس لیے کہ اس میں رحمت قلبیہ کا اظہار ہے اور مصیبت زدوں کے ساتھ ہمدردی ہے۔

اور بعض کا نظریہ یہ ہے کہ جو کچھ کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کرتے ہیں پھر رنج و غم کیسا؟ بلکہ قضاء الٰہی پر راضی رہنا چاہیے اور کوئی اثر نہ لینا چاہیے۔ یہی دونوں احوال ہمارے اکابر کے رہے ہیں۔

امام بخاریؒ نے دونوں باب باندھے ہیں اور دونوں میں ان ہی دونوں احوال کا ذکر فرمایا ہے۔

بظاہر امام بخاریؒ کی رائے یہ ہے کہ اظہار رنج و غم بہتر ہے اسلئے کہ انھوں نے اظہار غم کی جو روایت ذکر فرمائی

ہے وہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے اور رضا بالقضا میں جو روایت لائے ہیں وہ ایک صحابی کا فعل ہے۔

﴿ باب مَنْ لَمْ يُظْهِرْ حُزْنَه عِنْدَ الْمُصِيبَةِ وَقَال محمّدُ بنُ كَعْب الجَزَعُ القولُ السَّيِّءُ وَالظنُّ السَّيِّءُ وَقال يعقوبُ النبى عليه السلام اِنّما اَشْكُوا بَثِّى وَحُزْنِى اِلَى اللّهِ ﴾

جو شخص مصیبت کے وقت (نفس پر زور ڈال کر) اپنا رنج ظاہر نہ کرے اور محمد بن کعب قرظی نے کہا جزع کہتے ہیں بری بات منہ سے نکالنا اور پروردگار سے بدگمانی کرنا (یعنی اسکے رحم وکرم اور اجر وثواب سے مایوس ہو جانا) اور حضرت یعقوب پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا (جو سورۂ یوسف میں ہے) میں تو اپنی بیقراری اور رنج کا شکوہ اللہ ہی سے کرتا ہوں

۱۲۲۸ ﴿ حدثنا بشر بن الحكم قال حدثنا سفيانُ بنُ عُيَيْنَةَ قال اخبرنا اِسْحاقُ بنُ عبدِ اللّهِ بنِ اَبِى طَلْحَةَ انّه سَمِعَ اَنَسَ بنَ مالكٍ يقولُ اشتكىٰ ابنٌ لِاَبِى طَلْحَةَ قال فماتَ وَاَبُو طَلْحَةَ خارِجٌ فلمّا رَاَتِ امرَاتُه انه قد ماتَ هَيَّاَتْ شيئًا ونحّتْهُ فى جانِبِ البيتِ فلمّا جاءَ اَبُو طَلْحَةَ قال كيفَ الغُلامُ قالتْ قَدْ هَدَأَتْ نفسُه وَاَرْجو اَن يكونَ قَدِاسْتَرَاحَ وَظَنَّ اَبُو طَلْحَةَ اَنّها صادِقَةٌ قال فباتَ فلمّا اَصْبَحَ اغْتَسَلَ فلمّا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ اَعْلَمَتْهُ اَنّه قَدْ مَاتَ فصلّى مَعَ النبيّ صلى الله عليه وسلم ثُمّ اَخْبَرَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم بِمَا كانَ مِنهُما فقال رسولُ اللّه صلى الله عليه وسلم لَعَلَّ اللّهَ اَن يُبَارِكَ لَكُما فى لَيْلَتِكُمَا قال سفيانُ فقال رَجُلٌ مِنَ الانصارِ فرَاَيْتُ لَهُما تِسعَةَ اَوْلادٍ كُلُّهُم قد قَرَاَ القُرآنَ ﴾

**ترجمہ** اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ کا بیان ہے کہ انھوں نے حضرت انس بن مالکؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابوطلحہ کا ایک لڑکا بیمار ہوا، حضرت انسؓ نے کہا کہ پھر وہ مر گیا اور ابوطلحہ باہر تھے، جب ان کی اہلیہ ام سلیم نے دیکھا کہ وہ لڑکا مر چکا، ام سلیم نے کچھ کھانا تیار کیا اور بچے کو گھر کے ایک کنارے میں کر دیا جب ابوطلحہ آئے تو پوچھا بچہ کیسا ہے ام سلیمؓ نے کہا سکون کے ساتھ ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ وہ آرام پا گیا اور ابوطلحہؓ نے یہ سمجھا کہ ام سلیم سچ کہہ رہی ہیں، حضرت انسؓ نے کہا کہ پھر ابوطلحہؓ سو گئے جب صبح ہوئی تو غسل کیا پھر جب باہر جانے کا ارادہ

کیا تو ام سلیمؓ نے ان کو بتایا کہ بچہ مرگیا ہے، ابوطلحہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا جو ان کی اہلیہ ام سلیمؓ سے پیش آیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید اللہ تعالیٰ ان دونوں (خاوند و بیوی) کو اس رات میں برکت دیگا۔ سفیان نے کہا کہ ایک انصاری مرد نے بیان کیا کہ میں نے ان دونوں کے نو لڑکے دیکھے سب کے سب قرآن کے قاری تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة "وهي ان امراة ابي طلحة لما مات ابنها لم تظهر الحزن بل اظهرت الفرح والسرور حتى جامعها ابوطلحه في تلك الليلة الخ"

**تعدد موضعہ** | والحديث هنا ص ۱۷۳ تا ۱۷۴ ويأتي ص ۸۲۲

**مقصد** | ابواب متقابلین سے امام بخاریؒ کا مقصد صاف ہے کہ دونوں صورتیں جائز ہیں جیسا کہ باب سابق میں بیان گذر چکا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے باب: ۸۲۴ کا مقصد۔

## ﴿ باب ۸۲۷ الصَّبرِ عندَ الصَّدمَةِ الاُولىٰ وَقال عُمَرُؓ نِعمَ العِدلانِ وَنِعمَ العِلاوَةُ الذين اِذا اَصابَتهُم مُصِيبَةٌ قالوا اِنّا لِلّٰهِ وَ اِنّا اِلَيهِ رَاجِعُونَ ۝ اُولٰئِكَ عليهم صَلَواتٌ مِن رَّبِّهِم وَرَحمَةٌ وَ اُولٰئِكَ هُمُ المُهتَدُونَ وَقولُه تعالىٰ وَاستَعِينُوا بِالصَّبرِ والصَّلوٰةِ وَاِنَّها لَكَبِيرَةٌ اِلّا عَلَى الخاشِعِينَ ﴾

باب: صبر کامل جس پر رحمت کی بشارت ہے وہ صبر ہے کہ مصیبت کے اول وہلہ میں ہو (ورنہ رو پیٹ کر تو صبر آ ہی جاتا ہے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دونوں طرف کا بوجھ اور بیچ کا بوجھ کیا ہی اچھا ہے (عدلان ان دو برابر بوجھوں کو کہتے ہیں جو جانوروں کے ادھر ادھر لٹکاتے ہیں) اور وزن کا برابر رکھنا اس لیے ضروری ہے کہ اگر کسی طرف زیادہ ہوگا تو اسی طرف گر جائے گا۔

۱۲۳۱ ﴿ حدَّثنا محمدُ بنُ بَشّارٍ قال حدَّثنا غُندَرٌ قال حدَّثنا شُعبَةُ عن ثابتٍ قال سمِعتُ انسا عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قال الصَّبرُ عند الصَّدمَةِ الاُولىٰ ﴾

**ترجمہ** | حضرت انس بن مالکؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ صبر وہی ہے جو صدمہ کے اول وہلہ میں ہو (صدمہ کے شروع میں کیا جائے)

مطابقتہ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "الصبر عند الصدمة الاولى" يعنى الترجمة هى عين الحديث .

تعدد موضعہ والحديث هنا ص ۱۷۴ و مر ص ۱۶۷، وص ۱۷۱ ويأتى ص ۱۰۵۹

مقصد امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ جس صبر پر رحمت کی بشارت ہے، وہ وہ صبر ہے جو صدمہ اولیٰ پر ہو یعنی صدمہ کے شروع میں کیا جائے۔ ورنہ آہستہ آہستہ تو صبر آ ہی جاتا ہے۔

تشریح "نعم العدلان" معنی گذر چکا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کو کیا ہی اچھے عدلان اور علاوہ رحمت فرمائے ہیں۔ یہاں "عدلان" سے مراد صلوات اور رحمت اور "علاوہ" سے مراد "اولئك هم المهتدون" ہے۔

## ﴿ بَابُ قَوْلِ النبى ﷺ انّا بِكَ لَمَحْزُوْنُ وقال ابنُ عُمَر عن النبى ﷺ تَدْمَعُ العَيْنُ وَيَحْزَنُ القَلْبُ ﴾ ۸۲۸

باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے رنجیدہ ہیں اور حضرت ابن عمرؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ مصیبت کے وقت آنکھوں سے آنسو نکلنا اور دل کو غم ہونا خاصہ بشری ہے اس پر عذاب نہ ہوگا۔

۱۲۳۲ ﴿ حَدَّثَنَا الحَسَنُ بنُ عبدِ العَزِيزِ قال حدّثنا يَحْيىٰ بنُ حسّانَ قال حدّثنا قُرَيشٌ هو ابن حيّانَ عن ثابتٍ عن اَنسِ بنِ مالكٍ قال دَخلنا مَعَ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عَلىٰ اَبِى سَيْفِ القَيْنِ وكانَ ظِئرًا لِإبراهيمَ فَاَخَذَ رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ابراهيمَ فَقَبَّله وَشَمَّه ثمّ دَخلنا عَلَيْهِ بعدَ ذٰلك وَابراهيم يَجُودُ بنَفْسِه فجَعَلَتْ عَيْنا رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم تَذرِفَان فقال لهُ عبدُ الرحمٰنِ بنُ عَوفٍ وَاَنتَ يا رسولَ اللّٰه فقال يا ابنَ عَوفٍ اِنها رَحْمَةٌ ثمّ اتبعَها بِاُخرىٰ فقال اِنّ العَيْنَ تَدمَعُ وَالقلبَ يَحزَنُ وَلا نقولُ اِلّا مَا يَرْضىٰ رَبُّنا وَاِنّا

بِفِرَاقِكَ يا ابراهيمُ لَمَحزُونٌ، رواه موسىٰ عن سُليمانَ بنِ المُغِيرَةِ عن ثابتٍ عن انسٍ عنِ النبي صلى الله عليه وسلم ﴾

**ترجمہ** حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو سیف لوہار کے پاس گئے اور وہ ابراہیم کی انّا (دودھ پلانے والی) کے شوہر تھے (اسی کے یہاں ابراہیم پرورش پا رہے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو (گود میں) لیا اور انہیں بوسہ دیا اور سونگھا اس کے بعد ہم لوگ پھر گئے دیکھا تو ابراہیم دم توڑ رہے ہیں (آخری سانس لے رہے ہیں) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ (یعنی آپ بھی لوگوں کی طرح رونے لگے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابن عوف یہ رحمت ہے (بے صبری نہیں ہے) اس کے بعد دوبارہ آنسو نکلے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمزدہ ہے پر زبان سے ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے (یعنی انا للہ و انا الیہ راجعون کہتے ہیں) اور اے ابراہیم بلاشبہ ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔ اس حدیث کو موسیٰ بن اسماعیل نے سلیمان بن مغیرہ سے انھوں نے ثابت سے انھوں نے انسؓ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "انا بفراقك يا ابراهيم لمحزون"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۴

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ انا بك لمحزون کہنا یا آنکھ سے آنسو بہانا جائز ہے۔ یہ منہی عنہ میں داخل نہیں ہے منہی عنہ تو دعوی جاہلیت تو چیخ پکار کر نوحہ کرنا ہے جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ بلا چیخ پکار رونا جائز ہے۔ واللہ اعلم

**تشریح** حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تھے ماریہ قبطیہ کے بطن سے۔ انکی انّا ابو سیف لوہار کی بیوی تھی، حضرت ابراہیم وہیں پرورش پا رہے تھے۔ دودھ پلانے والی کو ظئر یعنی انّا کہتے ہیں ابراہیم کی وفات ربیع الاول ۱۰ ہجری میں ہوئی۔ جنازہ کی نماز خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بابُ البُكاءِ عندَ المَرِيضِ ﴾ ۸۲۹

### باب: مریض کے پاس رونے کا بیان

۱۲۳۳﴿ حدثنا أَصْبَغُ عنِ ابنِ وَهبٍ قال أَخبرني عَمرٌو عن سَعِيدِ بنِ الحارِثِ

الانصاریِ عن عبدِ اللہ بنِ عُمَرَ قال اشتکی سَعْدُ بنُ عُبادَۃَ شکوی لہ فاتاہُ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَعُودُہ مَعَ عَبْدِ الرحمٰن بنِ عوفٍ وَسَعْدِ بنِ اَبی وَقّاصٍ وعبدِ اللّٰہِ بنِ مَسعودٍ فلمّا دَخَلَ علیہ فوَجَدَہ فی غاشِیَۃِ اَھْلِہ فقال قد قضٰی فقالوا لا یا رسولَ اللّٰہ فبَکَی النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فلمَّا رَاَی القومُ بُکاءَ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بَکَوا فقال اَلاَ تَسْمَعُونَ اِنَّ اللّٰہ لا یُعَذِّبُ بدَمْعِ العَیْنِ وَلا بحُزْنِ القَلْبِ وَلٰکن یُعَذِّبُ بھٰذا وَاَشارَ اِلٰی لِسانِہ اَو یَرْحَمُ وَاِنَّ المَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبُکاءِ اَھْلِہ عَلَیہِ وَکانَ عُمَرُ یَضْرِبُ فِیْہِ بِالعَصَا وَیَرْمِی بِالحِجارَۃِ وَیَحْثِی بِالتُّراب ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت سعد بن عبادہؓ اپنی ایک بیماری میں مبتلا ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیمارداری کے لیے ان کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے تو سعدؓ کو ان کے گھر والوں کے جھرمٹ میں پایا (یعنی ان کے اپنے لوگ خدمت کرنے والے سارے لوگ اردگرد جمع ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا گزر گئے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہؐ، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (سعدؓ کی بیماری کو دیکھ کر) رو پڑے جب لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کو دیکھا تو سب رونے لگے اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم لوگ نہیں سنتے (یعنی سن لو) آنکھ سے آنسو نکلنے پر اور دل کے غم پر اللہ عذاب نہیں دے گا ہاں اللہ تعالیٰ اس پر عذاب دے گا یا رحم فرمائے گا اور آپ نے زبان کی طرف اشارہ کیا (اگر زبان سے صبر وشکر کے کلمات نکلے تو رحم ہوگا، اجر ملے گا اور اگر ناشکری اور زمانہ جاہلیت کے کلمات کفریہ نکلے تو عذاب ہوگا) اور بیشک میت کے گھر والوں کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے اور حضرت عمرؓ تو اس بارے میں لاٹھی سے مارتے اور پتھر پھینکتے اور (چیخ چلا کر رونے والی کے منہ پر) مٹی ڈالتے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فبکی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای عند سعد بن عبادۃؓ"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۷۴

**مقصد** مریض کے پاس رونے میں چونکہ بظاہر مریض کو غم میں ڈالنا لازم آتا ہے اس لیے مکروہ ہونا چاہیے۔ امام بخاریؒ نے بتلا دیا کہ جائز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے

## باب ۸۳۰ ما يُنهٰى عن النوح والبكاء والزجر عن ذلك

نوحہ اور رونے سے منع کرنا اور اس (نوحہ) پر زجر کرنا

۱۲۳۴ حدّثنا محمدُ بنُ عبدِ اللّٰهِ بنِ حَوْشَبٍ قال حدّثنا عبدُ الوهّاب قال حدّثنا يَحْيَى بنُ سَعيدٍ قال اَخبرَتْني عَمْرةُ قالتْ سمعتُ عائشةَ تقولُ لمّا جاءَ قتلُ زيدِ بنِ حارثةَ وَجعفرٍ وَعبدِ اللّٰهِ بنِ رواحةَ جَلَسَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُعرفُ فيهِ الحُزنُ وَانا اَطّلعُ مِنْ شَقِّ البابِ فَاَتاهُ رجلٌ فقال اَيْ رَسولَ اللّٰهِ اِنَّ نِساءَ جعفرٍ وَذَكرَ بُكاءَ هُنَّ فامَرَه اَن ينهاهُنّ فَذهَبَ الرجلُ ثمّ اَتى فقال قد نَهيتُهُنَّ وَذَكرَ انّه لَمْ يُطِعْنَهُ فامَرَه الثانيةَ اَن يَنهاهُنَّ فَذهَبَ ثمّ اَتاه فقال وَاللّٰهِ لَقد غَلَبْنَني اَوْ غَلَبْنَنا الشكُّ مِنْ محمدِ بنِ حَوْشَبٍ فزَعَمَتْ اَنّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قال فاحثُ في اَفْواهِهِنّ مِنَ الترابِ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَكَ فَوَاللّٰهِ مَا اَنْتَ بِفاعِلٍ وَمَا تركتَ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ العَناءِ

**ترجمہ** عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا وہ فرماتی تھیں کہ جب زید بن حارثہؓ اور جعفر بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کے شہید ہونے کی خبر آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) بیٹھ رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر رنج معلوم ہوتا تھا اور میں (یعنی عائشہؓ) دروازے کی دراڑ سے جھانک رہی تھی، اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ جعفر کے گھر کی عورتیں رو رہی ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ منع کر دو وہ شخص گیا پھر آیا اور کہنے لگا میں نے انھیں منع کیا اور یہ بھی ذکر کر دیا کہ انھوں نے اس کی بات نہیں مانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو دوبارہ منع کرنے کا حکم دیا وہ شخص گیا پھر واپس آیا اور عرض کیا قسم خدا کی وہ تو مجھ پر یا کہا ہم پر غالب آ گئی ہیں (یعنی رونے سے باز نہیں آتی ہیں) غلبنني اور غلبننا کا شک محمد بن حوشب راوی کو ہوا، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور ان کے منہ میں کچھ مٹی جھونک دو، حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے کہا اللہ تیری ناک غبار آلود کرے خدا کی قسم تو ایسا نہیں ہے کہ کر سکو اور نہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا چھوڑا۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فامره ان ينهاهن"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۴ و مر الحديث ص ۱۷۳ و ياتي ص ۶۱۱

۱۲۳۵ حدّثنا عبدُ اللّٰهِ بنُ عبدِ الوهّابِ قال حدّثنا حمّادٌ قال حدثنا ايوبُ عن

محمدٍ عن اُمّ عَطِيَةَ قالتْ اخَذَ علينا النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عندَ البَيْعَةِ اَن لا نَنُوحَ فمَا وَفَتْ مِنّا اِمْرَاَةٌ غيرُ خَمْسِ نِسْوَةٍ اُمُّ سُلَيمٍ وَاُمِّ العَلاءِ وَابْنَةُ اَبِی سَبْرَةَ امرَاَةُ معاذٍ وَامرأتان اَوْ ابنَةُ اَبِی سَبْرةَ وَ امراَةُ مُعاذٍ وَامراَةٌ اُخرىٰ ﴾

ترجمہ حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم عورتوں سے بیعت کے وقت یہ عہد لیا تھا کہ ہم (میت پر) نوحہ نہ کریں گے پھر پانچ عورتوں کے سوا ہم میں سے کسی عورت نے پورا نہیں کیا، ام سلیمؓ اور ام العلاء اور ابو سبرہ کی صاحبزادی اور معاذ بن جبلؓ کی بیوی اور دو عورتیں، یا یہ کہا ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی اور ایک عورت دوسری۔

مطابقۃ للترجمۃ مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اخذ علینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم"

تعدد موضعہ و الحديث هنا ص ۱۷۴ تا ۱۷۵

مقصد امام بخاریؒ کا مقصد "نوحہ" پر زجر کو بیان کرنا ہے اور اس کا اثبات فاحث فی الفواھن من العراب سے ظاہر ہے۔

تشریح یہ واقعہ ۸ ہجری غزوۂ موتہ کا ہے تفصیل کے لیے نصر الباری کتاب المغازی یعنی آٹھویں جلد ص ۳۲۰ تا ۳۲۵ ملاحظہ فرمائیے۔

## ﴿ بابُ القیامِ لِلْجنازَةِ ﴾ ۸۳۱

جنازہ دیکھ کر کھڑا ہو جانا (یعنی اگر جنازہ گذر رہا ہو تو کھڑا ہونا چاہیے یا نہیں؟)

۱۲۳۶ ﴿ حَدّثنا عَلِی بنُ عبدِ اللّٰہ قال حَدّثنا سُفیانُ قال حدّثنا الزھرِیُّ عن سالِمٍ عن اَبِیهِ عن عامِرِ بنِ رَبِیْعَةَ عنِ النبیِ صلی اللہ علیہ وسلم قال اِذَا رَاَیتُم الجَنَازَةَ فقومُوا حتی تُخَلِّفَکم قالَ سُفیانُ قال الزُھرِیّ اَخبَرنِی سَالِمٌ عن اَبِیهِ قال اَخبرنا عامِرُبنُ رَبِیْعَةَ عنِ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم زادَ الحُمَیْدِیُّ حتی تُخَلِّفَکم اَوْ تُوضَعَ ﴾

ترجمہ حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ (اور کھڑے رہو) یہاں تک کہ تم کو پیچھے چھوڑ دے (یعنی جنازہ آگے بڑھ جائے) سفیان نے یوں کہا زہری نے کہا مجھے سالم نے انھوں نے اپنے باپ سے خبر دی انھوں نے کہا کہ ہم کو عامر بن ربیعہؓ نے خبر دی انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ حمیدی نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا یہاں تک کہ

آگے بڑھ جائے یا زمین پر رکھ دیا جائے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "اذا رايتم الجنازة فقوموا"

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۱۷۵ و ياتی الحديث فی الباب الذی بعده ص ۱۷۵، ومسلم اول، ص ۳۱۰

مقصد | چونکہ اس سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف روایات منقول ہیں اس لیے ائمہ مجتہدین کے اقوال مختلف ہیں۔ ایک روایت ہے عن علی بن ابی طالبؓ انه قال قام رسول الله صلی الله عليه وسلم ثم قعد (مسلم اول ص ۳۱۰) امام نوویؒ فرماتے ہیں قال القاضی اختلف الناس فی هذه المسئلة فقال مالك وابو حنيفه والشافعیؒ القيام منسوخ وقال احمد واسحاق ابن حبيب وابن الماجشون المالكيان هو مخير (شرح مسلم، ص ۳۱۰)

امام بخاریؒ کا مقصد امام احمد و امام اسحاق کی تائید و موافقت ہے کہ کھڑا ہونا چاہیے اختیار ہے امام بخاریؒ کا رجحان و میلان حنابلہ کی طرف ہے اس لیے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے القيام لِلجنازة اور قیام ہی کی روایت ذکر فرمائی۔ جمہور ائمہ کہتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے معمول تھا بعد میں منسوخ ہوگیا اور ناسخ "ثم قعد" ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بابٌ ۸۳۲ مَتٰی يَقْعُدُ اِذَا قَامَ لِلْجَنَازَةِ ﴾

### جنازہ کے لیے جب کھڑا ہو تو کب بیٹھے؟

۱۲۳۷﴿ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال حَدَّثنا الليثُ عن نافعٍ عن ابنِ عُمَرَ عن عامِرِ بنِ رَبِيعَةَ عنِ النبی صلی الله عليه وسلم قال اِذَا رَاٰی اَحَدُكُمْ جَنَازَةً فَاِن لم يَكن ماشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حتی يُخَلِّفَها اَوْ تُخَلِّفَه اَوْ تُوضَعَ مِن قبلِ اَن تُخَلِّفَهُ ﴾

ترجمہ | حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے تو اگر اس کے ساتھ چلنے والا نہ ہو تو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ جنازہ کو پیچھے چھوڑ دے یا جنازہ اس کو پیچھے چھوڑ دے (یعنی جنازہ آگے بڑھ جائے) یا پیچھے چھوڑنے سے پہلے زمین پر رکھ دیا جائے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة على تقدير وجودها توخذ من قوله (او توضع) فانها اذا وضعت يقعد الخ (عمدہ)

تعدد موضعہ | و الحديث هنا ص ۱۷۵، ابوداؤد ثانی، ص ۴۵۲

۱۲۳۸﴿ حدّثنا مُسْلمٌ قال حدّثنا هِشامٌ قال حدثنا يحيیٰ عن اَبی سَلَمَةَ عن اَبی سَعِيدٍ

الخُدرِیِّ عنِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اِذا رَاَیْتُم الجَنازَۃَ فقومُوا فمَن تَبِعَھا فلا یَقعُد حتی تُوضَعَ ﴾

ترجمہ | حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھوتو کھڑے ہوجاؤ اور جو جنازہ کے ساتھ جائے تو جب تک زمین پر نہ رکھ دیا جائے نہ بیٹھے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "فلا یقعد حتی توضع"

تعدد موضعہ | والحدیث ھنا ص ۱۷۵ و یاتی الحدیث فی الباب اللاحق ص ۱۷۵

مقصد | سقط ھذا الباب و الترجمۃ عن روایۃ المستملی الخ (فتح) تقریباً یہی کہتے ہیں علامہ عینیؒ (عمدہ) معلوم ہوا کہ بعض نسخہ میں تو نہ باب ہے اور نہ ترجمہ لیکن اگر باب ہے تو امام بخاریؒ کا مقصد حد قیام کو بیان کرنا ہے کہ اگر جنازہ نظر سے غائب ہو جائے تو بیٹھ سکتا ہے، یا جنازہ آگے بڑھ جائے تو بیٹھ سکتا ہے۔

## ﴿ باب ۸۳۳ مَنْ تَبِعَ جَنازَۃً فلا یَقْعُدُ حتی تُوضَعَ عن مَناکِبِ الرِّجالِ فاِنْ قَعَدَ اُمِرَ بِالقِیامِ ﴾

جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ لوگوں کے کندھوں سے اتار کر زمین پر نہ رکھا جائے اور اگر بیٹھ جائے تو اس سے کھڑے ہونے کو کہا جائے

۱۲۳۹﴿ حَدَّثَنا احمدُ بنُ یُونُسَ قال حَدَّثنا ابنُ اَبِی ذِئبٍ عن سَعِیدِ المَقْبُرِیِّ عن اَبِیہِ قال کنّا فی جَنازَۃٍ فاَخَذَ ابوھریرۃ بیَدِ مَروانَ فجَلَسا قبلَ اَن تُوضَعَ فجاءَ اَبُو سَعِیدٍ قال فاَخَذَ بیدِ مَروانَ فقالَ قُمْ فواللّٰہِ لقد عَلِمَ ھٰذا اَنّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نَھانا عن ذٰلک فقال ابو ھریرۃ صَدَقَ ﴾

ترجمہ | سعید مقبری اپنے والد کیسان سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ ہم ایک جنازہ میں تھے تو ابوہریرہؓ نے مروان کا ہاتھ پکڑا اور دونوں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھ گئے اتنے میں حضرت ابوسعید خدریؓ آئے اور مروان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اٹھ کھڑا ہو خدا کی قسم یہ (ابوہریرہؓ) جانتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع کیا ہے، ابوہریرہؓ نے کہا ابوسعید سچ کہتے ہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقۃ الحدیث للترجمۃ من حیث ان ابا سعید امر بالقیام للجنازۃ بعد ان جلس ھو و ابوھریرہ (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۱۷۵،

مقصد | یہ دوسرا مسئلہ ہے کہ جنازہ کے ساتھ قبرستان جانے والے کب بیٹھیں؟ اور پہلا مسئلہ تھا جنازہ کو دیکھ کر کھڑا ہونا جیسا کہ گذرا یہ منسوخ ہے۔ اس میں اختلاف ہے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جب جنازہ مناکب رجال (یعنی کندھوں) سے زمین پر رکھ دیا جائے جیسا کہ ترجمۃ الباب سے واضح ہے جمہور کا مسلک بھی یہی ہے پس معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کا مقصد جمہور کی تائید وموافقت ہے۔

۲۔ ممکن ہے کہ امام بخاریؒ دو روایات مختلفہ میں سے ایک کو ترجیح دے رہے ہیں اور یہ دونوں روایات ابوداؤد ثانی ص ۴۵۲ میں ہے "حتی توضع بالارض" اور دوسری روایت ہے "حتی توضع فی اللحد" امام بخاریؒ نے اول کو ترجیح دی جیسا کہ توضع عن مناکب الرجال سے ظاہر ہے۔ امام ابوداؤد نے بھی اپنے قال ابوداؤد میں "سفیان احفظ من ابی معاویہ" سے اشارہ کیا ہے۔ واللہ اعلم

"فقال ابوهريرة صدق" اشکال یہ ہے کہ پھر حضرت ابوہریرہؓ بیٹھ کیوں گئے تھے؟

**جواب:** مروان اور مروان کے چمچے لوگوں کے اختلاف سے بچنے کے لیے بیٹھ گئے تھے۔

## باب ۸۳۴ مَن قامَ لِجَنازةِ يَهُودِيّ

## یہودی (یا کافر) جنازہ کے لیے جو شخص کھڑا ہو؟ (کیا حکم ہے؟)

۱۲۴۰ ﴿ حَدّثنا مُعاذُ بنُ فَضالَةَ قال حَدّثنا هشامٌ عن يحيىٰ عن عُبَيدِ اللّٰه بنِ مِقسَمٍ عن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰه قال مَرّ بِنا جَنازَةٌ فقامَ لَها النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَقُمنا فقُلنا يا رسولَ اللّٰه اِنّها جَنازَةُ يَهُودِيّ قال فاِذا رَاَيتُم الجَنازَةَ فقُومُوا ﴾

ترجمہ | حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ ہمارے قریب سے ایک جنازہ گزرا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جنازہ کے لیے کھڑے ہو گئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے اور ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جنازہ یہودی کا ہے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة و ذلك لانه صلى الله عليه وسلم امر بالقيام عند روية الجنازة ولو كانت جنازة غيرمسلم (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۷۵

۱۲۴۱ ﴿ حدّثنا آدمُ قال حدّثنا شُعبَةُ قال حدّثنا عَمرُو بنُ مُرَّةَ قال سمعتُ عبدَ الرّحمٰنِ بنَ ابی لَيلٰی قال كانَ سَهلُ بنُ حُنَيفٍ وَقيسُ بنُ سَعدٍ قاعِدَينِ

بالقادِسِيَّةِ فَمَرُّوا عَلَيْهِما بِجَنازَةٍ فقاما فقيل لَهُما اِنّها مِنْ اَهْلِ الارضِ اَى مِن اَهْلِ الذِمةِ فقالا اِنّ النبى ﷺ مرّت به جَنازَةٌ فقام فقِيلَ له اِنّها جنازَةُ يهُودِىّ فقال اَلَيْسَتْ نفسًا؟ وقال اَبُو حَمزَةَ عنِ الاَعْمَشِ عن عَمرٍو عنِ ابنِ اَبِى لَيْلىٰ قال كُنتُ مع سَهْلٍ وَقَيْسٍ فقالا كُنّا مَعَ النبى ﷺ وقال زكريّا عنِ الشعْبِى عنِ ابنِ اَبِى لَيْلىٰ قال كانَ اَبُو مسعودٍ وَقَيْسٌ يقومانِ لِلْجَنازَةِ ﴾

**ترجمہ** عمرو بن مرّہ نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا انھوں نے بیان کیا کہ حضرت سہل بن حنیفؓ اور حضرت قیس بن سعدؓ دونوں قادسیہ میں بیٹھے تھے (قادسیہ کوفہ سے دو منزل پر ایک بستی ہے) اتنے میں ان کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا وہ دونوں کھڑے ہوگئے تو لوگوں نے ان سے کہا یہ جنازہ تو یہاں کی رعیت یعنی ذمی کافروں کا ہے ان دونوں نے کہا نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے بھی ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہوگئے آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ جان نہیں ہے؟ اور ابوحمزہ نے اعمش سے انھوں نے عمرو بن مرّہ سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے یوں روایت کی ہے کہ میں سہل اور قیس کے ساتھ تھا ان دونوں نے کہا ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے (پھر وہی حدیث بیان کی)

اور زکریا نے شعبی سے یوں روایت کی انھوں نے ابن ابی لیلیٰ سے کہ ابومسعود اور قیس بن سعد دونوں جنازے کے لیے کھڑے ہوئے تھے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة فى قوله "ان النبى صلى الله عليه وسلم مرت جنازه فقام"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۵، مسلم اول، ص ۳۱۰

**مقصد** امام بخاریؒ نے یہاں بھی کوئی فیصلہ یا حکم نہیں بیان کیا روایت سے اگرچہ قیام ثابت ہوتا ہے لیکن چند باب پہلے مذکور ہو چکا ہے ملاحظہ فرمایئے۔ باب: ۸۳۰ حدیث: ۱۲۳۶ کہ قیام منسوخ ہے۔ البتہ سلف میں اختلاف تھا عند البعض مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے۔ بعض علماء خاص نہیں مانتے تھے اسلئے وجہ قیام میں روایات مختلف ہیں بعض میں ہے کہ فرشتوں کی وجہ سے کھڑے ہوئے، بعض میں ہے کہ قام لئلا تعلو جنازة كافر۔ واللہ اعلم

## ﴿ باب ۸۳۵ حَملِ الرِّجالِ الجَنازَةَ دونَ النِساءِ ﴾

جنازہ مرد اٹھائیں نہ کہ عورتیں

۱۲۴۲﴿ حدّثنا عبدُ العَزِيز بنُ عبدِ اللهِ قال حدّثنا اللَّيْثُ عن سَعِيدِ المَقْبُرِىّ عن اَبِيهِ

انه سَمِعَ اَبا سَعِيْدِ الخُدرِیَّ اَنَّ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اِذَا وُضِعَتِ الجَنازَةُ وَ احتملَهَا الرِّجالُ علٰی اَعْناقِهِمْ فَاِن کانتْ صَالِحَةً قالتْ قَدِّمُونی وَاِن کانتْ غیرَ صَالِحَةٍ قالتْ یا وَیْلَهَا اَینَ تَذْهَبُونَ بِها یَسْمَعُ صَوتَهَا کلُّ شیٍ اِلَّا الاِنسانَ وَلَوسَمِعَه لَصَعِقَ ﴾

**ترجمہ** سعید مقبری نے اپنے والد (کیسان) سے روایت کیا انھوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت (چار پائی پر) رکھ دی جاتی ہے اور لوگ اس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ مجھ کو آگے لے چلو (تا کہ میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر آرام کروں)۔ اور اگر نیک نہیں ہوتی ہے تو کہتی ہے ہائے اس کو (یعنی مجھ کو) کہاں لے جاتے ہو (عذاب میں پھنسانے کو لے جاتے ہو) اس کی آواز ساری مخلوق سنتی ہے سوائے انسان کے اور اگر انسان سن لے تو بیہوش ہو جائے۔

**مطابقة للترجمة** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "واحتملها الرجال"

**تعدد موضعه** والحديث هنا ص ۱۷۵ ویاتی ص ۱۷۶، وص ۱۸۴

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ جنازہ عورتیں نہیں اٹھائیں گی چونکہ عورتیں ضعیف ہیں اور تیز نہیں چل سکتیں نیز اس میں اختلاط الرجال والنساء ہوگا ان وجوہات کی بنا پر عورتیں نہیں اٹھائیں گی یہ مردوں کا فریضہ ہے اور یہ ائمہ متبوعین کے نزدیک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ قال الحافظ ونقل النووی فی شرح المهذب انه لا خلاف فی هذه المسئلة بين العلماء . (الابواب والتراجم)

## ﴿ باب ۸۳۶ السُّرعَةِ بالجَنازَةِ وَقال انسٌ اَنتُم مُشَيِّعُونَ فامشُوا بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلفَهَا وعن يَمِينِهَا وعن شِمَالِهَا وَقال غيرُهُ قرِيبًا مِّنهَا ﴾

جنازے کو جلد لے چلنا اور حضرت انسؓ نے فرمایا تم جنازے کو رخصت کرنے والے ہو تو اسکے آگے اور پیچھے اور اسکے دائیں اور اسکے بائیں چلو اور حضرت انسؓ کے علاوہ دوسرے نے کہا جنازے کے قریب چلنا چاہیے (ممکن ہے کہ حاملین جنازہ کو معاونت کی ضرورت ہو) واللہ اعلم

۱۲۴۳ ﴿ حَدَّثنا عَلِیُّ بنُ عبدِ اللّٰهِ قال حَدَّثنا سُفیانُ قال حَفِظناهُ مِنَ الزُّهرِیِّ عن سَعِیْدِ بنِ المُسَیَّبِ عن اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم قال اَسرِعُوا بالجَنازَةِ فَاِن تَكُ صَالِحَةً فخَیرٌ تُقَدِّمُونَها اِلَیهِ وَاِن تَكُ سِوٰی ذٰلك فشَرٌّ

تضعُونَه عن رِقابِكُمْ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازے کو تیزی سے لے چلو اگر وہ نیک ہے تو خیر ہے جسے آگے کر رہے ہو (یعنی اس کو بھلائی کی طرف قریب کر رہے ہو) اور اگر اس کے سوا ہے یعنی نیک نہیں ہے تو شر ہے برے کو اپنی گردن سے اتارتے ہو۔ (یعنی تیز اور جلد۔ لے چلنے میں بہر حال فائدہ ہے)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اسرعوا بالجنازة"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۶

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس ترجمہ سے یہ ہے کہ جنازے کو اس کی قبر تک جلد سے جلد پہنچایا جائے۔ یہی مقصد ترجمہ سے ظاہر ہے۔

## ﴿ باب[۸۴۷] قولِ المَيّتِ وَهو على الجنَازَةِ قَدِّمُونى ﴾

## نیک میت کھاٹ پر سے ہی کہتا ہے مجھے آگے لے چلو (یعنی جلد دفناؤ)

۱۲۴۴ ﴿ حَدّثنا عبدُ اللّهِ بنُ يُوسُفَ قال حدّثنا اللَّيْثُ قال حَدّثنا سَعِيْدٌ عن اَبِيْه اَنّه سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الخُدرِيَّ قال كانَ النبيّ صلى الله عليه وسلم يقولُ اِذَا وُضِعَتِ الجَنازَةُ وَاحتَمَلَهَا الرِّجالُ على اَعْنَاقِهِم فاِنْ كانتْ صَالِحةً قالتْ قَدِّمُونِي وَاِنْ كانتْ غيرَ صَالِحةٍ قالتْ لِاَهْلِهَا يا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُون بِها يَسْمَعُ صَوتَها كُلُّ شيءٍ اِلّا الاِنسانَ وَلَو سَمِعَ الاِنسانُ لَصَعِقَ ﴾

**ترجمہ** حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے تھے کہ جب جنازہ (کھاٹ پر) رکھ دیا جاتا ہے اور مرد اس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں اگر مردہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتا ہے تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے ہائے خرابی کہاں لے جاتے ہو اس کی آواز انسان کے سوا ہر ایک مخلوق سنتی ہے اگر انسان سن لے تو بیہوش ہو جائے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "قالت قدمونى"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۶ و مر ص ۱۷۵ ویاتی ۱۸۴

**مقصد** اس باب کا حاصل یہ ہے کہ میت خود ہی کہتی ہے کہ مجھے جلدی سے لے چلو، مجھے آگے بڑھاؤ، تو امام بخاریؒ کا مقصد اسراع جنازہ کا سبب بیان کرنا ہے کہ میت خود ہی کہتا ہے قدمونی۔

اور آئندہ ص ۱۸۴ پر یہی روایت آرہی ہے اس باب کا مقصد کلام میت کو بیان کرنا ہے اس لیے تکرار ابواب کا شبہ صحیح نہیں اس لیے کہ مقصد الگ الگ ہے۔ واللہ اعلم

## باب ۸۳۸ مَن صَفَّ صَفَّينِ اَو ثَلاثَةً عَلى الجنازَةِ خَلفَ الإمَامِ

### جنازہ پر امام کے پیچھے دو یا تین صفیں کرنا

۱۲۴۵ حَدَّثنا مُسَدَّدٌ عن اَبی عَوَانَةَ عن قَتَادَةَ عن عَطاءٍ عن جَابِرِ بنِ عبدِ اللّٰه اَنّ رسولَ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صَلّی عَلَی النّجَاشِیِّ فكنتُ فی الصّفِّ الثانی اَو الثّالِثِ

**ترجمہ** حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی (حبش کے بادشاہ) پر نماز پڑھی میں دوسری صف میں تھا یا تیسری صف میں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقۃ الحدیث للترجمۃ فی قولہ "كنت فی الصف الثانی او الثالث"

**تعدد موضعہ** والحدیث ھنا ص ۱۷۶ ویاتی ص ۱۷۶، وص ۱۷۸، وص ۵۴۷ ؍؍؍

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ نماز جنازہ میں دو صف ہو یا تین صف سب جائز اور درست ہے تثلیث یعنی تین صف ہونا واجب اور فرض نہیں۔ البتہ اس سے استحباب طاق کی نفی ثابت نہیں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

۲ ابوداؤد کتاب الجنائز کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں تین صفیں ہونی چاہئے، یہاں تک کہ اگر نماز پڑھنے والے کم ہوتے تو اگلے صف اور دوسرے صف سے ایک دو کو لے کر تین صفیں کر لیتے تھے۔ ابوداؤد (کتاب الجنائز، باب من الصفوف علی الجنازۃ، ص ۴۵۱)

امام بخاریؒ اس پر رد کرتے ہیں کہ تین صفوں کو واجب و فرض سمجھنا صحیح نہیں اگر دو صف ہو تو بھی درست اور صحیح ہے جیسا کہ روایت فی الباب سے ظاہر ہے "فی الصف الثانی او الثالث"

## باب ۸۳۹ الصُّفُوفِ عَلَى الجَنازَةِ

### جنازے کی نماز میں صفیں باندھنا

۱۲۴۶ حدّثنا مُسَدَّدٌ قال حدّثنا يَزِيدُ بنُ زُرَيعٍ قال حدّثنا مَعمَرٌ عنِ الزهرِیِّ عن

سَعِيْدٍ عن اَبِی هُرَيْرَة قال نعى النبیُّ صلى الله عليه وسلم اِلٰی اَصْحَابِه النَّجَاشِیَّ ثم تَقَدَّمَ فصَفُّوا خلفه فكَبَّرَ اَرْبَعًا ﴾

ترجمہ | حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو نجاشی کے مرنے کی خبر سنائی پھر آپ آگے بڑھے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیں باندھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہیں۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فصفوا خلفه"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۷۶ و مر الحديث ص ۱۶۷ و ياتی ص ۱۷۷، وص ۱۷۸، وص ۵۴۸

۱۲۴۷﴿ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِیُّ عن الشَّعْبِیِّ قال اَخْبَرَنِی مَنْ شَهِدَ النبیَّ صلى الله عليه وسلم اَتٰی علٰی قَبْرٍ مَنْبُوْذٍ فَصَفَّهُمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعًا قلتُ مَنْ حَدَّثَكَ قال ابنُ عبّاسٍ ﴾

ترجمہ | شعبی (عامر بن شراحیل) نے کہا مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر آئے جو اور قبروں سے الگ تھی پھر لوگوں کی صف بندھوائی اور چار تکبیریں کہیں شیبانی نے کہا کہ میں نے پوچھا تم سے یہ حدیث کس نے بیان کی انھوں نے کہا حضرت ابن عباسؓ نے۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فصفهم"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۷۶ و مر ص ۱۱۸، وص ۱۶۷، وص ۱۷۶ ياتی ص ۱۷۷، وص ۱۷۸

۱۲۴۸﴿ حَدَّثَنَا اِبراهيمُ بنُ مُوسٰی قال اَخبَرنا هِشامُ بنُ يُوسُفَ ابنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَه قال اَخْبَرَنِی عَطَاءٌ اَنَّه سَمِعَ جَابِرَ بنَ عبدِ اللهِ يقول قال النبی صلى الله عليه وسلم قد تُوُفِّیَ اليومَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الحَبَشِ فَهَلُمّوا فصَلّوا عليه قال فَصَفَفْنَا فصَلّٰی النبیُّ صلى الله عليه وسلم وَنحنُ صُفُوفٌ وقال ابو الزبيرِ عن جابرٍ كنتُ فی الصَّفِّ الثانِی ﴾

ترجمہ | عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا انھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج حبشیوں میں سے ایک نیک آدمی (نجاشی بادشاہ حبش) کا انتقال ہو گیا ہے آؤ اس پر نماز پڑھو حضرت جابر نے کہا ہم نے صفیں باندھیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور ہم صفیں باندھے ہوئے تھے۔ اور ابو الزبیر نے حضرت جابر سے یوں نقل کیا کہ میں دوسری صف میں تھا۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "وصففنا" و فی قوله ونحن صفوف عليه.

تعدد موضعہ | والحدیث هنا ص ۱۷۶، وص ۱۱۸، وص ۱۶۷، وص ۱۷۷، وص ۱۷۸

مقصد | امام بخاریؒ نے اس باب میں باب الصفوف جمع کا صیغہ لاکران حضرات کی تردید کردی جو یہ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں ایک صف (ایک سطر) ہونی چاہیے خواہ کتنی ہی لمبی ہو جائے۔ یہی ایک روایت مالکیہ کے یہاں ہے۔ بخاریؒ نے تردید فرمادی کہ ایک صف کا ہونا ضروری نہیں مختلف صفیں ہوسکتی ہیں۔

۲۔ اگرچہ ترجمہ سابقہ سے تعدد صفوف معلوم ہو چکا تھا لیکن وہاں تردد تھا۔ امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے تردد کو ختم کرنا ہے۔ چنانچہ باب کی تینوں روایات سے یہ مقاصد حاصل ہیں۔

## ﴿ باب[۸۴۰] صُفوفِ الصِّبْيَانِ مَعَ الرِّجَالِ عَلى الجنائِز ﴾

### جنازے کی نماز میں بچے بھی مردوں کے ساتھ صف بندی کریں گے

مطلب یہ ہے کہ پنجگانہ نماز کی جماعت میں بچوں کا حکم یہ ہے کہ صف علیحدہ ہوگی
لیکن نماز جنازہ میں مل جل کر کھڑے ہوں گے

۱۲۴۹﴿ حدّثنا مُوسَى بنُ اِسْمَاعِيلَ قال حَدّثنا عَبْدُ الواحِدِ قال حَدّثنا الشَّيْبَانِيُّ عن عامِرٍ عن ابنِ عباسٍ اَنّ رسولَ اللّٰه ﷺ مَرّ بقَبْرٍ قد دُفِنَ لَيْلاً فقال متٰى دُفِنَ هٰذا فقالوا البَارِحَةَ قال افَلا آذنتُمُونِى قالوا دَفَنّاهُ فى ظُلْمَةِ اللّيْلِ فكَرِهْنا اَن نُوقِظَكَ فقامَ فصَفَفْنا خَلْفَه قال ابنُ عباسٍ وَاَنا فِيْهِم فصَلّى عَلَيهِ ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے جس میں رات کو مردہ دفن ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کب دفن ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا گذشتہ رات کو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے مجھ کو خبر نہیں کی؟ لوگوں نے عرض کیا ہم نے اس کو رات کے اندھیرے میں دفن کیا ہم نے ایسے وقت میں آپ کو جگانا برا سمجھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف باندھی، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔

مطابقۃ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة "من حيث ان ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما كان فى وقت ما صلى معهم صغيرا" (عمدہ)

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۷۶ ومر ص ۱۱۸، وص ۱۶۷، ويأتى ص ۱۷۶، وص ۱۷۷، وص ۱۷۸

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے نماز جنازہ میں بچوں کے کھڑے ہونے کی کیفیت بیان کرنا ہے کہ

جنازہ کی نماز میں بچوں کی صف بندی کس طرح ہوگی؟ اور ظاہر ہے کہ ابن عباسؓ حجۃ الوداع تک بالغ نہیں ہوئے تھے۔ تو امام بخاریؒ نے بتلادیا کہ نماز جنازہ میں مردوں کے ساتھ کھڑے ہونگے چونکہ خود ابن عباسؓ فرماتے ہیں وان فیهم اور معلوم ہے کہ ابن عباسؓ اس وقت جوان نہ تھے البتہ پنجگانہ فرض نمازوں میں ان کی صف بندی کا اور حکم ہے جیسا کہ تحت الباب مذکور ہوا۔

## باب سُنَّةِ الصَّلٰوةِ عَلَى الجَنازَةِ [۸۴۱]

وقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مَنْ صلّی علی الجَنَازَةِ وَ قال صَلُّوا علی صَاحِبِكُم وقال صَلُّوا عَلَى النَّجَاشِيِّ سَمَّاهَا صلٰوةً ليسَ فيها رُكوعٌ ولا سُجُودٌ وَلا يُتكلّمُ فِيها وَفيهَا تكبيرٌ وَتَسْلِيمٌ وكان ابنُ عُمَرَ لا يُصَلِّي اِلَّا طَاهِرًا وَلا يُصَلِّي عِندَ طُلوعِ الشمسِ ولا عندَ غُروبِها ويَرفَعُ يَدَيْهِ وَقال الحَسَنُ اَدرَكتُ النَّاسَ وَاَحَقُّهُم عَلٰى جَنائِزِهِم مَن رَضُوهُ لِفَرائِضِهِم وَاِذَا اَحدَثَ يومَ العِيدِ او عندَ الجَنازَةِ يَطلُبُ الماءَ وَلا يَتيَمَّمُ وَاِذَا انتهٰى اِلَى الجَنازَةِ وَهُم يُصَلُّونَ يَدْخُلُ مَعَهُم بِتَكْبِيرَةٍ وَ قال ابنُ المُسَيَّبِ يُكَبِّرُ بِاللَّيلِ وَالنَّهارِ وَالسَّفَرِ وَالحَضَرِ اَربَعًا وَقالَ اَنَسٌ التَّكبِيرَةُ الوَاحِدَةُ اِستِفتَاحُ الصَّلٰوةِ وَقال عزّ وجلّ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِنهُم مَاتَ اَبَدًا، وفيهِ صُفُوفٌ وَاِمَامٌ

### باب: جنازے پر نماز کا طریقہ

### (نماز کا وہ طریقہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع فرمایا)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازہ پر نماز پڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا تم لوگ اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجاشی پر نماز پڑھو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نماز کہا اس میں نہ رکوع ہے نہ سجدہ۔ اس میں بات نہیں کی جاتی ہے اور اس میں تکبیر ہے اور سلام ہے، اور حضرت ابن عمرؓ جنازے کی نماز بغیر طہارت کے نہیں پڑھتے تھے اور سورج نکلنے اور ڈوبنے کے وقت بھی نماز نہیں پڑھتے اور (نماز جنازہ میں) اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے اور حسن بصریؒ نے فرمایا میں نے لوگوں کو (یعنی بہت سے صحابہ و تابعین کو) پایا وہ جنازے کی نماز میں امامت کا زیادہ مستحق اسی کو جانتے جس کو فرض نمازوں کے لیے پسند کیا ہو اور جب نماز عید اور نماز جنازہ میں وضو ٹوٹ جائے تو پانی تلاش کرے تیمم نہ کرے اور جب جنازے پر اس وقت

پہنچے کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو اللہ اکبر کہہ کر شریک ہو جائے اور سعید بن مسیب نے فرمایا کہ رات ہو یا دن، اور سفر ہو یا حضر جنازے میں چار تکبیریں کہے اور حضرت انسؓ نے فرمایا ایک تکبیر (پہلی تکبیر) نماز شروع کرنے کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ توبہ میں) فرمایا ان منافقوں میں سے جب کوئی مرجائے تو ان پر کبھی نماز نہ پڑھیے اور اس میں صفیں ہیں اور امام ہوتا ہے۔

۱۲۵۰ ﴿ حَدّثنا سُلَيمانُ بنُ حَرْبٍ قال حدّثنا شُعْبَةُ عنِ الشّيبانيّ عنِ الشّعبي قال اَخبرَنِي مَن مَرّ مَعَ نَبيّكم صلى الله عليه وسلم على قَبرٍ مَنبُوذٍ فأمّنا فَصَففنا خَلفَه فصَلّينا فقلنا يا اَبا عَمرٍو مَن حَدّثك قال ابنُ عباسٍ ﴾

ترجمہ | حضرت شعبی نے کہا مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک الگ تھلگ قبر پر سے گزرا (وہ کہتا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری امامت کی اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف باندھی (اور نماز پڑھی) شیبانی نے کہا ہم نے پوچھا اے ابوعمر (یہ شعبی کی کنیت ہے) تم سے یہ کس نے بیان کیا انھوں نے کہا ابن عباسؓ نے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فأمّنا فصففنا" لان الامامة وتسوية الصفوف من سنة صلوة الجنازة.

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۷۶ و مر الحديث ص ۱۱۸، وص ۱۶۷، وص ۱۷۶ و ص ۱۷۸ تا ۱۷۹

مقصد | امام بخاریؒ کا مقصد اس باب سے یہ ہے کہ جنازے کی نماز ایک نماز ہے اور بخاریؒ نے ان حضرات کی تردید کردی جو کہتے ہیں کہ صلوٰۃ جنازہ صلوٰۃ نہیں ہے تو امام بخاریؒ نے بتایا کہ صلوۃ جنازہ نماز ہے چونکہ قرآن حکیم اور احادیث نبوی میں اس کو صلوۃ کہا گیا ہے: في القرآن ، ولا تصل على احد منهم (سورہ توبہ) وقال عليه السلام من صلى على الجنازة وغيره.

۲۔ اس میں ارکان صلوٰۃ ہیں مثلاً تحریمہ، سلام، قیام اور عدم جواز کلام۔

۳۔ اس میں نماز کی خصوصیات ہیں کہ اوقات منہیہ طلوع آفتاب، غروب آفتاب میں جائز نہیں۔ بہر حال جنازے کی نماز نماز ہے امام کے ہونے اور صف بندی سے بھی نماز ہونے کا ثبوت حاصل ہوتا ہے۔

---

﴿باب ۸۴۲ فضلِ اتِّبَاعِ الجَنائِزِ وقال زَيْدُ بنُ ثابتٍ اِذَا صَلَّيتَ فقد قَضَيتَ الذي عَلَيْكَ وقال حُمَيْدُ بنُ هلالٍ ما عَلِمنَا عَلى الجَنازَةِ اِذْنًا وَلكِن مَن صَلّى ثم رَجعَ فلَهُ قِيراطٌ﴾

باب: جنازے کے ساتھ جانے کی فضیلت اور حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا جب تو نے جنازے کی نماز پڑھ لی تو تو نے اس حق کو پورا کردیا جو تجھ پر تھا اور حمید بن ہلال (تابعیؒ) نے کہا ہم جنازے پر نماز پڑھ لینے کے بعد اجازت لینا نہیں جانتے، لیکن جو شخص صرف نماز پڑھ کر لوٹ جائے اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا (اور جو نماز کے بعد دفن تک شریک رہے اس کو دو قیراط ملیں گے)

۱۲۵۱﴿ حَدَّثَنا اَبُو النُّعمانِ قال حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ حازمٍ قال سمعتُ نافِعًا يقولُ حُدِّثَ ابنُ عُمَرَ اَنَّ اَبا هُرَيْرَةَ يقولُ مَن تَبِعَ جَنازَةً فلَهُ قِيراطٌ. فقال اَكْثَرَ اَبُوهُرَيْرَةَ عَلَينا فصَدَّقَتْ يعني عائِشَةَ اَبا هُرَيْرَةَ وقالتْ سمعتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يقولُه فقال ابنُ عُمَرَ لقد فَرَّطْنا فِي قَرارِيطَ كَثِيرةٍ فَرَّطْتُ ضَيَّعتُ مِن اَمرِ اللّٰهِ﴾

**ترجمہ** حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ذکر کیا گیا کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں جو شخص (دفن تک) جنازے کے ساتھ رہے اس کو ایک قیراط (ثواب) ملے گا انھوں نے کہا ابوہریرہؓ نے بہت حدیثیں بیان کی ہیں پھر حضرت عائشہؓ نے بھی حدیث ابوہریرہ کی تصدیق کی اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی فرماتے سنا (جیسا ابوہریرہؓ کہتے ہیں) تب ابن عمرؓ فرمانے لگے ہم نے بہت سی قیراطوں کا نقصان اٹھایا (سورۂ زمر میں جو فرطت کا لفظ ہے) اس فرطت کے معنی ہیں میں نے ضائع کیا۔ اللہ کے حکم میں سے۔

**مطابقتہ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "من تبع جنازة فله قيراط"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۷ ومر الحديث ص ۱۲ ويأتي ۱۷۷ ۱۱/ ۱۱۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ احادیث میں کونسا اتباع مقصود ہے تو امام بخاریؒ نے حضرت زید بن ثابتؓ کا قول ذکر کرکے بتلادیا کہ اتباع الی وقت الصلوٰۃ ضروری ہے۔

**تشریح** "ما علمنا على الجنازة اذنا" حضرات مالکیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں حاضر

ہوتو فراغت کے بعد بلا اجازت ولی وہاں سے نہ لوٹے، امام بخاریؒ اسی پر رد فرماتے ہیں ہاں اگر دفن سے پہلے واپس ہوگا تو ثواب کی کمی ہوگی۔ واللہ اعلم۔

"فقال اکثر ابوهريره علينا" ابو ہریرہ نے بہت حدیثیں بیان کیں اس سے ابن عمرؓ کا مطلب یہ نہیں تھا کہ جھوٹے ہیں بلکہ یہ ہے کہ کہیں غلطی نہ ہو جائے، بھول نہ رہے ہوں پھر جب حضرت عائشہؓ نے تصدیق کی تو ابن عمرؓ نے افسوس ظاہر کیا کہ ہم نے بہت سے قیراطوں کا نقصان اٹھایا، چونکہ حضرت ابن عمرؓ دفن میں شریک نہ ہوتے تھے بلکہ نماز پڑھ کر لوٹ آتے تھے، تو فرمایا کہ ہم نے بہت سے ثواب کو ضائع کر دیا۔

**قیراط** اصل میں قِرّاط تھا "راء" کو خلاف قیاس "یاء" سے بدل دیا جیسے دینار میں ایک نون کو یاء سے بدل دیا کیونکہ دینار اصل میں دنّار تھا اس لیے کہ اس کی جمع دنانیر آتی ہے اور قیراط کی جمع قراریط آتی ہے۔

**فرّطت ضیعت** امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ قرآن کی آیتوں میں جو لفظ وارد ہو پھر حدیث میں وہ لفظ آئے تو اس کے ساتھ قرآن حکیم کے لفظ کی بھی تفسیر کر دیتے ہیں۔

یہاں ابن عمر کے کلام میں فرطنا کا لفظ آیا اور قرآن میں فرّطت على جنب (سورہ زمر) آیا ہے تو بخاریؒ نے اس کی تفسیر کر دی یعنی میں نے اللہ کا کچھ حکم ضائع کیا۔

## ﴿ بابٌ ۸۴۳ مَنِ انتَظَرَ حتی یُدْفَنَ ﴾

### جو شخص دفن تک انتظار کرے (ٹھہرا رہے)

۱۲۵۲﴿ حَدّثنا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ قال قَرَاتُ علی ابنِ اَبی ذِئبٍ عن سَعِیدِ بنِ اَبی سَعِیدِ المَقْبُرِیّ عن اَبِیه انّه سَالَ اَبا هُرَیْرَةَ فقال سمعتُ النبیَّ صلی الله علیه وسلم ح و حدّثنی عبدُ اللهِ بنُ محمّدٍ قال حدّثنا هشامٌ قال اَخبَرَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهرِی عنِ ابنِ المُسَیَّبِ عن اَبی هریرة اَنّ النبی صلی الله علیه وسلم ح و حَدّثنی اَحْمَدُ بنُ شَبِیْبِ بنِ سَعِیْدٍ حدّثنا اَبی قال حَدّثنا یُونُس قال ابنُ شِهاب وَحَدّثنی عبدُ الرحمٰنِ الاعرَجُ اَنّ ابا هریرة قال قال رسولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم مَن شَهِدَ الجَنازَةَ حتی یُصَلِّیَ علیه فله قِیراطٌ وَمَنْ شَهِدَ حتی یُدفَنَ کانَ له قِیراطانِ قِیْلَ وما القیراطانِ قال مِثْلُ الجَبَلَیْنِ العَظِیمَیْنِ ﴾

**ترجمہ** (امام بخاریؒ فرماتے ہیں) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا کہا میں نے ابن ابی ذئب کو پڑھ کر سنایا انھوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے ابوہریرہؓ سے پوچھا تو

انھوں نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ **دوسری سند**، امام بخاریؒ نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا کہا ہم سے معمر نے بیان کیا انھوں نے امام زہری سے انھوں نے سعید بن میتب سے انھوں نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ **تیسری سند**، امام بخاریؒ نے کہا کہ ہم سے احمد بن شبیب بن سعید نے بیان کیا انھوں نے کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا ہم سے یونس نے کہا ابن شہاب نے، **چوتھی سند** اور مجھ سے عبد الرحمٰن اعرج نے بھی بیان کیا کہ ابو ہریرۃؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے میں نماز ہونے تک شریک رہے اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا اور جو دفن تک شریک رہے اس کو دو قیراط ملیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا دو قیراط کتنے ہونگے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بڑے پہاڑوں کے مثل۔

(مطلب یہ ہے کہ دنیا کا قیراط مت سمجھو جو درہم کا بارہواں حصہ ہوتا ہے، ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخرت کے قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہیں)

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة توخذ من قوله "من شهد حتى يدفن"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۷ و مر الحديث ص ۱۲

**مقصد** مقصد یہ بتلانا ہے کہ صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر واپس نہ لوٹے بلکہ جنازہ کو قبرستان پہنچا کر اس کے دفن ہونے کا انتظار کرے پھر تدفین کے بعد واپس لوٹے اس میں عظیم فضیلت ہے کہ دو بڑے پہاڑوں کے برابر ثواب ہے۔

اس روایت کے لیے نصر الباری اول، ص ۳۲۱ کا مطالعہ مفید ہوگا انشاء اللہ۔

## ﴿ بابٌ[۸۴۴] صَلٰوةِ الصِّبْيَانِ مَعَ النَّاسِ عَلَى الْجَنَآئِزِ ﴾

جنازے کی نماز میں لوگوں کے ساتھ بچوں کی نماز (یعنی بچے بھی شریک رہیں گے)

۱۲۵۳﴿ حَدَّثَنَا يعقوبُ بنُ اِبْرَاهِيْمَ قال حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ اَبِى بُكَيْرٍ قال حَدَّثنا زَائِدَةُ قال حدّثنا اَبُو اسحٰقَ الشَّيْبَانِيُّ عن عامِرٍ عَنِ ابنِ عبَّاسٍ قال اَتَى رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قَبْرًا فقالوا هٰذا دُفِنَ اَوْ دُفِنَتِ الْبَارِحَةَ قال ابنُ عباسٍ فَصَفَفْنَا خَلْفَه ثم صَلّٰى عَلَيْهَا ﴾

**ترجمہ** حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر تشریف لے گئے تو لوگوں نے بتایا یہ مرد کل رات کو دفن ہوا یا یہ عورت کل رات کو دفن ہوئی۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ پھر ہم نے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف باندھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة في قوله "فصففنا خلفه" کیونکہ حضرت ابن عباسؓ اس وقت بچہ تھے۔

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۷ مر الحديث ص ۱۱۸، وص ۱۶۷، وص ۱۷۶، ررویاتی، ص ۱۷۸

**مقصد** علامہ عینیؒ فرماتے ہیں "افاد بهذا الباب مشروعية صلوة الصبيان على الموتى" (عمدہ) یعنی امام بخاریؒ اس باب سے جنازہ پر صلوۃ صبیان کی مشروعیت بیان کرتے ہیں۔

۲۔ امام بخاریؒ ایک مختلف فیہ مسئلہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں یہ معلوم ہے کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔
اب سوال یہ ہے کہ صرف بچے کسی جنازہ پر نماز پڑھ لیں تو فرضیت ساقط ہوگی یا نہیں؟
امام شافعیؒ کے نزدیک ساقط ہو جائے گا لیکن امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ساقط نہیں ہوگا اور بخاریؒ کا میلان بھی یہی ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے "صلوة الصبيان مع الناس" یعنی بچے جنازہ کی نماز مردوں کے ساتھ ہو کر پڑھیں گے محض بچوں کی نماز پر اکتفا درست نہ ہوگا۔

اس تقریر سے تکرار ترجمہ کا شبہ جاتا رہا کیونکہ چار باب پہلے صفوف صبیان کا بیان تھا کہ الگ صف کی ضرورت نہیں بلکہ نماز جنازہ میں بچوں کی صف مردوں کے ساتھ ہوگی جیسا کہ باب: ۸۳۹ کے تحت مذکور ہوا اور اس باب میں صلوۃ صبیان کا بیان ہے۔ واللہ اعلم

## باب [۸۴۵] الصَّلٰوةِ عَلَى الجَنَائِزِ بِالْمُصَلّٰى وَالْمَسْجِدِ

### عیدگاہ اور مسجد میں جنازے کی نماز پڑھنے کا بیان

۱۲۵۴ حَدّثنا يَحيَى بنُ بُكَيرٍ قال حَدّثنا اللَّيثُ عن عُقَيلٍ عن ابنِ شِهابٍ عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ وَاَبِي سَلَمَةَ اَنّهما حَدّثَاهُ عن اَبِي هُرَيْرَةَ قال نَعَى لنا رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم النَّجَاشِيَّ صاحبَ الحَبَشَةِ اليومَ الذِي ماتَ فِيهِ فقال استَغفِرُوا لِاَخِيكم وعن ابنِ شِهابٍ قال حَدّثنِي سَعِيدُ بنُ المُسَيَّبِ اَنّ اَبا هُرَيرة قال اِنّ النبيّ ﷺ صَفَّ بِهِم بِالمُصَلّٰى فكَبّرَ عَلَيهِ اَربَعًا

**ترجمہ** حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبش کے بادشاہ نجاشی کے مرنے کی خبر اسی روز دی جس روز وہ مرے۔ (یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کے لیے دعاء مغفرت کرو، اور ابن شہاب سے روایت ہے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں صف بندھوائی اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "صف بهم بالمصلى الخ"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۷۷ ومر الحديث ص ۱۶۷، وص ۱۷۶ ويأتي ص ۱۷۸، وص ۵۴۸

۱۲۵۵﴿ حَدَّثنا اِبْرَاهِيْمُ بنُ الْمُنْذِرِ الحزَامِيُّ قال حَدَّثنا اَبُو ضَمْرَةَ قال حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عُقْبَةَ عن نَافِعٍ عن عبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ اَنَّ اليَهُودَ جاءُ وا اِلَى النبي صلى الله عليه وسلم بِرَجُلٍ منهم وَامْرَاةٍ زَنَيا فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قريبًا مِن مَوضِعِ الجَنائِزِ عندَ المَسْجِد ﴾

ترجمہ | حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو لے کر آئے جنھوں نے زنا کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے بارے میں حکم دیا اور وہ دونوں مسجد کے پاس جنازہ رکھنے کے مقام کے قریب سنگسار کیے گئے۔

مطابقتہ للترجمۃ | مطابقة الحديث للترجمة في قوله "عند المسجد"

تعدد موضعہ | والحديث هنا ص ۱۷۷ ويأتي الحديث ص ۵۱۳، وص ۶۵۴، وص ۱۰۰۷، وص ۱۰۱۱، وص ۱۰۹۰ وفي التوحيد ص ۱۱۲۵، وایضاً اخرجہ مسلم وابوداؤد فی الحدود

مقصد | امام بخاریؒ اس باب سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جنازہ کی نماز مصلی یعنی عیدگاہ اور مسجد میں جائز ہے۔ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ مسجد میں نماز جنازہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک جائز ہے۔ اگرچہ افضل مسجد سے باہر ہے۔ یہی مسلک ہے داؤد ظاہریؒ، اسحاقؒ ابو ثورؒ کا۔

۲ حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک مسجد میں مکروہ ہے۔

دلائل ۱ اسی باب کی دوسری حدیث جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مشہور حدیث ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں نماز جنازہ کے لیے مسجد سے باہر ایک جگہ مخصوص تھی اگر نماز جنازہ مسجد میں جائز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کو چھوڑ کر باہر تشریف نہ لے جاتے کیونکہ مسجد نبوی کی فضیلت ظاہر ہے۔

۲ ایک حدیث ابو ہریرہؓ سے مروی ہے قال رسول الله ﷺ من صلى على جنازة في المسجد فلا شيء له (ابوداؤد جلد ثانی، ص ۴۵۴) مزید تفصیل کے لیے فقہی کتابوں کا مطالعہ کیجیے۔

﴿ بابٌ ما يُكْرَهُ مِنِ اتِّخاذِ المَسْجِدِ عَلَى القُبُورِ ولمّا ماتَ الحَسَنُ بنُ الحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ ضَرَبَتِ امْرَأتُهُ القُبَّةَ عَلَى قَبرِه

۸۴۶

سَنَةً ثم رُفِعَتْ فسمِعُوا صَائِحًا يقولُ اَلاَ هَل وَجَدُوا مَا فَقَدُوا فأَجَابَهُ الآخرُ بَل يَئِسُوا فانقَلَبُوا ﴾

قبروں پر مسجد بنانا مکروہ ہے اور جب حسن بن حسن بن علی (حضرت علیؓ کے پوتے) کا وصال ہوگیا تو ان کی بیوی (فاطمہ بنت حسین) نے ان کی قبر پر قبہ تانا (خیمہ جمایا) پھر اٹھالیا گیا اس وقت لوگوں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی (خواہ فرشتہ ہو یا جن) کہتا تھا کیا ان لوگوں جن کو کھویا تھا اس کو پایا؟ دوسرے (فرشتہ یا جن) نے جواب دیا: ''نہیں'' بلکہ مایوس ہوگئے اور لوٹ گئے۔

۱۲۵۶﴿ حدثنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُوسٰى عن شَيْبَانَ عن هِلالٍ هُوَ الوَزّانُ عن عُروةَ عن عائشَةَ عنِ النبى صلى الله عليه وسلم قال فى مَرَضِه الذى ماتَ فِيهِ لَعَنَ الله اليهودَ وَالنّصارىٰ اتَّخذُوا قُبُورَ انبيائِهم مَسَاجِد قالتْ وَلَولا ذٰلِك لَاُبْرِزَ قَبْرُهُ غيرَ انّى اَخشٰى اَن يُتَّخَذَ مَسْجدا ﴾

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں فرمایا اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھلی رہتی مگر میں بھی ڈرتی ہوں کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو مسجد نہ بنالیں۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فى قوله "اتخذوا قبور انبيائهم مساجد"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۷ ومر الحديث ص ۶۲ ويأتى ص ۱۸۶، وفى المغازى، ص ۶۳۹

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ قبروں پر مسجد بنانا درست نہیں، یا قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنالیں کہ یہ حرکت بت پرستی کے مشابہ ہے۔ واللہ اعلم

## ﴿ بابٌ ۸۴۷ الصَّلٰوةِ عَلَى النُّفَسَاءِ اِذَا مَاتَتْ فى نِفَاسِهَا ﴾

زچگی میں عورت مرجائے نفاس کی حالت میں تو اس پر نماز پڑھنے کا بیان

۱۲۵۷﴿ حدثنا مُسَدَّدٌ قال حدثنا يَزِيْدُ بنُ زُرَيْعٍ قال حدثنا حُسَيْنٌ قال حدثنا عبد

اللّٰہ بنُ بُرَیْدَۃَ عن سَمُرَۃَ قال صَلَّیْتُ وَرَاءَ النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علٰی امْرَاَۃٍ ماتتْ فی نِفَاسِھَا فقامَ عَلَیْھَا وَسْطَھا ﴾

**ترجمہ** حضرت سمرہ بن جندبؓ نے فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت پر نماز پڑھی جو نفاس کی حالت میں مرگئی تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے وسط (بیچ) میں کھڑے ہوئے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة ظاهرة

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۷ ومر الحديث فی ص ۴۷ وفی الباب الآتی ص ۱۷۷، باقی کے لیے نصر الباری جلد دوم، ص ۳۱۴ دیکھئے۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ اگر عورت نفاس کی حالت میں (یعنی ناپاک) مرجائے تو گرچہ وہ خود نماز نہیں پڑھ سکتی لیکن اس پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی جیسا کہ حدیث باب سے واضح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کعبؓ پر نماز جنازہ پڑھی۔

"قام علیھا وسطھا" نصر الباری جلد دوم، ص ۳۱۵ دیکھئے۔

## ﴿ بابٌ ۸۴۸ اینَ یقومُ مِنَ المَراۃِ وَالرَّجُلِ ﴾

### امام کہاں کھڑا ہوگا نماز جنازہ میں عورت پر اور کہاں مرد پر؟

(ملاحظہ فرمایئے نصر الباری جلد دوم، ص ۳۱۴، وص ۳۱۵)

۱۲۵۸﴿ حَدَّثَنا عِمرانُ بنُ مَیْسَرَۃَ قال حَدَّثَنا عَبدُ الوارِثِ قال حَدَّثَنا حُسَیْنٌ عن ابنِ بُرَیْدَۃَ قال حَدَّثنا سَمُرَۃُ بنُ جُنْدبٍ قال صَلَّیْتُ وَرَاءَ النبیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عَلٰی امْرَاَۃٍ ماتَتْ فی نِفَاسِھَا فقامَ عَلَیْھَا وَسْطَھا ﴾

**ترجمہ** حضرت سمرہ بن جندبؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت (ام کعبؓ) پر نماز پڑھی جو نفاس کی حالت میں مرگئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے وسط (بیچ) میں یعنی سینہ کے مقابل کھڑے ہوئے۔

**مطابقۃ للترجمۃ** مطابقة الحديث للترجمة فی قوله "فقام عليها وسطها"

**تعدد موضعہ** والحديث هنا ص ۱۷۷، باقی کے لیے اوپر کی حدیث یعنی حدیث ۱۲۵۷ دیکھئے۔

**مقصد** امام بخاریؒ کا مقصد ترجمۃ الباب سے ظاہر ہے کہ نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو محل قیام بتانا چاہتے

ہیں۔اس سلسلے میں بخاریؒ کے ترجمۃ الباب سے ظاہر ہوتا ہے کہ میت مرد ہو یا عورت؟ دونوں کے نماز جنازہ میں امام کا محل قیام ایک ہے۔

یعنی دونوں پر ایک ہی جگہ کھڑا ہوگا امام اعظم ابوحنیفہؒ کی مشہور روایت یہ ہے کہ امام میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو خواہ میت مرد ہو یا عورت۔

حدیث الباب حنفیہ کے خلاف بالکل نہیں ہے کیونکہ سینہ کے ایک طرف سر اور ہاتھ ہے اور ایک طرف پیٹ اور پاؤں ہے اور سینہ وسط یعنی بیچ میں ہے۔

۲ حضرات شوافعؒ کے نزدیک امام مرد کے جنازے میں سر کے مقابل اور عورت کے جنازے میں وسط میں کھڑا ہوگا۔ واللہ اعلم

**وقد تمّ بعون اللّٰه تعالیٰ الجزء الرابع من نصر الباری ویلیه الخامس ان شاء اللّٰه تعالیٰ فالحمد للّٰه اولا و آخرا والصلوة والسلام علی رسوله وعلی آله وصحبه بدایة ونهایة .**

# فہرست مضامین نصرالباری جلد چہارم

## کتاب الجمعة

☆ ☆ ☆

مؤلف دامت برکاتہم کی طرف سے تصحیح اغلاط
اور اضافات کے ساتھ پہلی بار

# الدر المنضود

علی

# سنن ابی داود

افادات درسیہ مع اضافات ونظر ثانی

مولانا محمد عاقل صاحب صدر المدرسین مظاہر علوم

تلمیذ رشید

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ

ناشر

مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵ - بہادر آباد - کراچی ۵